فزیالوجیکل پیتھی

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کا زبردست آرگن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۴۰

تبصرۃ الاطباء

دنیائے طب میں

قابل قدر اضافہ

خاص نمبر

استاذ الاطباء

موجد طب جدید

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

تبصرہ کے سالانہ خریدار کو مفت

مرتبہ

ڈاکٹر صابر ملتانی

منیجر دفتر رسالہ تبصرۃ الاطباء ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور

یونانی

ویدک

ہومیوپیتھی

ایلوپیتھی

الیکٹروپیتھی

ہیڈروپیتھی

کروموپیتھی

بایوکیمک

نیوسائنس

سمیتھ نرم

مایوس مریضوں کیلئے خوشخبری

لقمانِ زماں بقراطِ دوراں جناب استاذ الاطبا صاحب موجد نیوفریالوجیکل میتھی و بانی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ کو

اِس امر پر

آمادہ کیا گیا ہے کہ بیرونجات کے مریضوں کو اپنے قیمتی مشورہ سے مستفید فرمائیں۔ تاکہ مریض

علاج بذریعہ خط و کتابت کرا سکیں

آپ نے بڑی مشکل سے اپنے قیمتی وقت کے دو گھنٹے اس شرط پر دینے کا وعدہ فرمایا ہے کہ صرف کہنہ پیچیدہ اور عسر العلاج

مریض ہی اُن کی طرف رجوع کریں اور اس قسم کے مریضوں کی

خط و کتابت صیغہ راز

میں رکھی جائے گی فیس مشورہ ہر نئے مشورے کے ہمراہ آنی چاہیے۔ جو

صرف دو روپے

ہوگی۔ مشورہ کے بعد علاج کرانا چاہیں۔ تو ایک روپیہ خط و کتابت کیلئے ارسال کریں

لاہور اور گردونواح کے لوگ آپ سے مل کر مشورہ کر سکتے ہیں

وقت صبح ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ بارہ بجے کے بعد

کوئی صاحب تکلیف نہ دیں۔ اگر مجبوراً کوئی صاحب مشورہ لینے تشریف لائیں گے۔ تو

فیس مشورہ دس روپے

ہوگی۔ باہر بلانے کے لئے فیس سو روپیہ روزانہ سے لیکر پانصد روپیہ روزانہ تک

حسبِ حیثیت ہوگی

خط و کتابت کا پتہ

پرائیویٹ سکرٹری اُستاذ الاطبّا مُوجد نیوفریالوجیکل میتھی شاہدرہ۔ لاہور

TAB-SARA-TUL-ATIBBA.

(Monthly Medical Critic.)

لقمان دوران بقراط زمان جناب اُستاذ الاطبّاء صاحب موجد طبّ جدید بانی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

Luqman-i-doran Buqrat-i-Zaman Ustaz-ul-Atibba Mujid Tib-i-Jadid Bani All India Anjman Khadim-ul-Hikmat.

55, Fleming Road, LAHORE.

بزوی پی 133 3-5-0 67/33

اڈیٹوریل بورڈ

چیف ایڈیٹر و سرپرست

لقمان دوران بقراط زماں جناب استاذ الاطباء صاحب موجد طب جدید بانی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

ایڈیٹرز

(۱) سید الاطباء حکیم سید فضل حسین صاحب (صاحب چوکڑی) رام داس امرتسر۔ (۲) ممتاز الاطباء حکیم مولانا نظام الدین شاہی شاگرد معالج حکیم نور الدین صاحب قادیان (۳) شیخ الاطباء حکیم غلام محمد صاحب نظامی پرنسپل دار العلوم طبیہ راولپنڈی (۴) حکیم حاذق ممتاز الاطباء حکیم لالہ گنگارام صاحب سرائے سدھو ملتان ؛

جائنٹ ایڈیٹر!!

زبدۃ الحکماء ممتاز الاطباء حکیم ڈاکٹر دوست محمد صابر تمغہ یافتہ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور (چھاؤنی ملتان)

اغراض و مقاصد!

(۱) علم العلاج کے تمام مروجہ طریقوں مثل ڈاکٹری۔ یونانی۔ آیورویدک۔ ہومیوپیتھک وغیرہ کے اصولوں پر محققانہ اور ناقدانہ بحث کر کے ان کے غلط مسائل کو پختہ دلائل کے ساتھ رد کرنا اور ان کے صحیح اور مختلف فیہ مسائل کو تطبیق دیکر ایک جدید مکمل اور صحیح طب کا دنیا میں قائم کرنا اس رسالہ کا خاص اور پہلا مقصد ہے (۲) انجمن خادم الحکمت کی طبی خدمات۔ جدید علمی نکات اور نئے نئے تجربات سے پبلک کو آگاہ کرنا (۳) سائنٹیفک ریسرچ کو فزیالوجیکل پیتھی کے مطابق پبلک میں پیش کرنا (۴) طب یونانی۔ ویدک اور ڈاکٹری کتب کی تحقیق اور ان کی تنقید کرنا۔ (۵) ہومیوپیتھی ادویات کی افعال الاعضاء کی تھیوری کے مطابق تحقیق کرنا۔

(۶) یونانی۔ ویدک۔ ڈاکٹری ادویات اور مجربات کی فزیالوجیکل پیتھی کے مطابق ریسرچ کے بعد نئی تجربات اور مخفی مجربات کی عام اشاعت کرنا ؛

(۷) ناظرین کی تمام ضروریات طبی جس کا وہ اظہار کریں۔ پورا کرنے کی کوشش کرنا۔

(۸) مایوس العلاج مریضوں کو طب جدید کے ماتحت مشورہ دینا ؛

نذر

میں اپنی اس ناچیز محنت و سعی کو ہر

اُس نام لیوائے فزیالوجیکل پیتھی (طب جدید ہندوستانی)

کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو اس سے بخلوص

قلب شغف و اشتیاق رکھتا ہے ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم

صابر۔ ملتانی!

جلد ۱۴ ؛ قیمت سالانہ ۳ ؛ ممالک غیر سے ۵ ؛ نمبر ۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	نذر	صابر ملتانی	۴
۲	تبصرۃ الاطباء کے دور جدید پر اظہار مسرت (نظم)	از جناب علامہ شوخ صاحب لاہوری	۶
۳	تبصرہ	صابر ملتانی	۷ و بقیہ صفحہ ۴۲
۴	**حالات استاذ الاطباء صاحب**		
	راز صداقت	سید فضل حسین شاہ صاحب رامداس	۱۱
	مرد راہ	شیخ الاطباء حکیم غلام محمد صاحب راولپنڈی	۱۴
	افادات	حکیم عبد الغنی صاحب ایڈیٹر رسالہ گلدستہ حکمت	۱۷
	دست شفاء	حکیم چندو لال صاحب دہلی	۲۲
	موجد طب جدید	ڈاکٹر دوست محمد صابر	۲۴ و ۱۵۸
۵	مرحبا استاذ الاطباء مرحباء (نظم)	مولانا صادق سلیمی جلال پوری	۲۷
۶	**کلیات**		۲۸
	طبیعت و مزاج	استاذ الاطباء صاحب	
۷	بزرگوں کو گالیاں	ڈاکٹر دوست محمد صابر	۳۸
۸	التجا بدرگاہ ایزدی (نظم)	مولانا منصور قیصر صاحب	۴۴
۹	**علم الادویہ**	استاذ الاطباء صاحب	
۱	آک	استاذ الاطباء	۴۵
۲	آلو بخارا و ابہل		۵۰
۴	اٹنگن و اتیش		۵۱
۶	اثل و ادرک		۵۲
۸	اڑوسہ		۵۳
۹	اجوائن		۵۴
۱۰	اجوائن خراسانی		۵۶
۱۱	بیدانجیر		۵۸
۱۲	اسپغول		۶۰
۱۳	السی		۶۲
۱۴	آہک		۶۴
۱۵	افسنتین		۶۶
۱۶	اشاق		۶۸
۱۷	اسطوخودوس		۷۱
۱۸	انار		۷۲
۱۹	انجیر		۷۴
۲۰	انیسون		
۲۱	اندرائن		۸۴
۲۲	الائچی		۸۷
۲۳	املتاس		۸۸
۲۴	افیون		۹۰
۲۵	اقاقیا		۱۰۰
۲۶	افتیمون		۱۰۲
۲۷	اسارون		۱۰۳
۲۸	ابرک		۱۰۴
۲۹	اکلیل الملک		۱۰۵
۳۰	ایرسا		۱۰۸
۳۱	ابوطیلون		۱۱۵
۳۲	اذراقی		۱۱۸
۳۳	سلاجیت		۱۳۳
۳۴	کافور		۱۳۷
۳۵	لیموں		۱۴۳
۳۶	بھنگ		۱۴۶
۳۷	بابچی		۱۵۱
۱۰	تجدید طب (نظم)	رشحہ فکر مولوی محمد یحییٰ اثر خانپوری۔ متعلم طبیہ دار العلوم راولپنڈی	۱۷۰
۱۱	**علم العلاج**		
۱	غشاء مخاطی	استاذ الاطباء صاحب	۱۷۱
۲	امراض الاورام	استاذ الاطباء صاحب	۲۰۸
۳	خفقان القلب	" "	۲۴۷
۴	امراض القویٰ	" "	۲۵۷
۵	حمیات	" "	۲۶۷
۶	ریویو	جائنٹ ایڈیٹر	۲۹۶

نوٹ:۔ استاذ الاطباء صاحب کے بہترین قیمتی اور نئے مجربات ضمیمہ میں درج ہوں گے۔ (منیجر)

تبصرۃ الاطبّاء کے دو رجدید

پر

اظہارِ مسرّت

اثرِ خامہ جناب علامہ شوخ لاہوری

شمیمِ عیش ہے نازاں بدوشِ موجِ صبا — اُفق سے اُٹھی ہے گویا مسرّتوں کی گھٹا
چمن سرائے طرب کی فضا ہے روح فزا — ہوا ہے محوِ ترنم ہر ایک رنگیں نوا
ہزار شکرِ خدا کا ہے پھر بہار آئی
کہ طائرانِ چمن نے مرادِ دل پائی

بفرطِ جذبِ طرب دل کی کیا کہوں حالت — ہوئی عروسِ مسرّت سے ہم بغل راحت
مچل کے غنچۂ خاطر سے نکلی ہے نکہت — گلِ مراد کی ہے رُوکشِ ارم بہجت
خرامِ ناز دکھاتی ہے کیا نسیمِ نشاط
بنی ہوئی چمنستاں ہے میرے دل کی بساط

تبصرہ

حکیم مطلق و خالق دو جہان کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ تبصرۃ الاطباء کے دور جدید کے دو نمبر لاہور سے نکلتے ہی نہ صرف مقبول عام ہوئے بلکہ اس کی تعریف و مدح میں ملک کے نامور شعرا اور ادباء نے نظم و نثر میں اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا جن کا، بخلوص دل شکریہ ادا کرتے ہیں۔

تبصرۃ الاطباء کو ملک کی جلیل المنزلت و فن پرور ادب نواز ہستیوں نے آنکھ کا تارا اور روح کا سہارا بنایا اور سلیم المذاق حضرات اس کے ہر تازہ نمبر کے لئے والہانہ اضطراب سے چشم براہ رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی مسلمہ حقیقت کا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کہ استاذ الاطباء نمبر کی منتظرانہ انتظار اور شوق دیدار میں ایک ایک صاحب سے متعدد خطوط اور نامے موصول ہوئے ہیں۔ جس قدر مراسلات صادر ہوئے ہیں۔ ان کی کثرت کا اندازہ اس طرح سے لگا سکتے ہیں۔ کہ اگر انکو مرتب کیا جائے تو یقین کامل ہے اسی نمبر جتنی ضخیم کتاب بن جائے۔

مشکلات و جدوجہد

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم بھی خاموش ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بے فکری و سکون کے ساتھ نہیں بیٹھے رہے۔ بلکہ تین ماہ کی لگاتار جانکاہ محنت اور دماغ سوز کوشش سے اس کی ترتیب میں مساعی رہے ہیں۔ مگر کام اس قدر تھا۔ جس کے لئے ایک سال بھی مقتضی نہیں ہو سکتا۔ اس نمبر کی ترتیب میں جن مشکلات و صعوبات میں سے گذرنا پڑا ہے ان کا خیال بھی جب آجاتا ہے۔ تو روح جسم میں بھی لرز جاتی ہے۔

سب سے پہلی تکلیف پچھلی تیرہ سال کی فائلوں کا مہیا کرنا تھا۔ دفتر سے صرف تین چار سال کی فائلیں میسر آئیں ۔ ۔ ۔ اور وہ بھی نامکمل۔ لاہور میں جب ان کا دستیاب ہونا ناممکن ہو گیا۔ تو باہر دوستوں کو خطوط لکھے گئے۔ مگر ہر جگہ سے بے امیدی کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ بھاگ دوڑ جب لاحاصل ہوئی۔ تو آخر سید الاطباء حکیم سید فضل حسین شاہ صاحب کو مجبور کیا گیا۔ جنہوں نے اکثر فائلیں بہم پہنچائیں۔ آپ کے ہم تہ دل سے شکر گذار ہیں۔ دوسری تکلیف مضامین نگار حضرات کی طرف سے تھی۔ باوجود کہ جنوری کے پرچہ میں بھی اس خاص نمبر کا اعلان کر دیا تھا۔ مگر مضامین نگار حضرات خصوصاً دوستوں نے اس کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ آخر فرداً فرداً خطوط ارسال کئے گئے۔ یاد دہانیاں کرائی گئیں۔ جب جا کر چند حضرات نے اپنے قیمتی خیالات سے مستفید فرمایا۔ ان کے بھی صمیم قلب سے ہم شکر گزار ہیں۔ تیسری مشکل ہمیں بلاک تیار کرنے میں پیش آئی۔ حسب منشاء بلاک تیار کرانا بہت مشکل امر ہے۔ بار بار ان کی خدمت میں جانے اور سمجھانے سے بھی وہ حضرات اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے چند بلاک خراب بھی ہو گئے۔ جو دوبارہ تیار کرانے پڑے۔ اس

میں وقت کے ساتھ ساتھ روپیہ بھی ضائع ہوا۔ غیر روپے کا تو اس قدر خیال نہیں جتنا وقت کا خیال ہے۔ روپیہ تو قدردانوں سے مل ہی جاتا ہے۔ مگر گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

اُستاد الاطباء کی ترتیب!

اِن سب سے بڑھ کر مصیبت اس خاص نمبر کے ترتیب دینے کی تھی۔ تیرہ سال کی تمام جلدیں دیکھنا۔ پڑھنا اور مضامین کو مناسب جگہ دینا۔ اِن باتوں کا اندازہ کچھ وُہی حضرات لگا سکتے ہیں۔ جنہوں نے کبھی کسی ادارہ میں کام کیا ہو۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس نمبر کے ساتھ ہی میں اپنی قیمتی صحت بھی ضائع کر چکا ہوں۔ کیونکہ مجھے بہت سے گرم دِن اور سرد راتوں کی صعوبتیں اس خاص نمبر میں برداشت کرنی پڑی ہیں۔ جس قدر کام زیادہ کرتا تھا۔ اسی قدر کام زیادہ معلوم ہوتا تھا بارہا استاد الاطباء صاحب نے فرمایا۔ کہ مضامین زیادہ ہیں۔ ایک نمبر میں نہیں آئیں گے۔ مگر میری ضد رہی کہ ایک ہی نمبر میں تمام مضامین آجائیں۔ میرا یہ خیال تھا اور ہے کہ فزیالوجیکل پیتھی پریکٹشنروں (معالجوں) کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچ جائے جو ان کا دستور عمل بن سکے اور ضرورت کے وقت مدد دے سکے۔ نیز جن حضرات نے پچھلے مضامین استاد الاطباء صاحب کے نہیں پڑھے وہ بھی مستفید ہو جائیں اور نئے حضرات طب جدید کی اہمیت سے آگاہی حاصل کریں۔ چاہے پرچہ جس قدر ضخیم ہو جائے:

ترتیب میں اس امر کا بھی خاص خیال تھا۔ کہ ہر قسم کے مضامین الگ الگ رہیں۔ تاکہ ناظرین کو ضرورت کے وقت سہولت رہے۔ سو اس خاص نمبر کے مضامین کے لحاظ سے مختلف حصص کر دیئے گئے ہیں:۔

پہلا حصہ۔ جس میں صرف استاد الاطباء کے حالات اور ان کی سوانح حیات جن پر مختلف حضرات نے روشنیاں ڈالی ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

دوسرا حصہ۔ کلیات کا ہے۔ اس میں کلیات کے وہ مضامین ہیں۔ جو کلیات طب جدید کے شائع ہونے کے بعد لکھے گئے تھے۔ جو اپنے اندر خاص جدت اور اہمیت رکھتے ہیں۔

تیسرا حصہ۔ ادویات کا ہے۔ اس حصہ میں جس قدر بھی ادویات کے مضامین تھے۔ درج کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ناظرین تبصرہ خصوصاً ممبران کو استفادہ کے ساتھ ساتھ ریسرچ میں بھی سہولت ہو کہ وہ آیندہ مفردات کی ریسرچ اور تحقیق میں انکو مشعل راہ اور نمونہ خیال کرتے ہوئے عمل پیرا ہوں۔ یہ حصہ بذات خود ایک خاص مستقل عقاقیر نمبر ہے۔ اور اپنے اندر خاص جذبیت اور شان رکھتا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین تبصرہ خوب مستفید ہونگے۔

چوتھا حصہ۔ معالجات پر ہے۔ یہی حصہ سب سے ضروری اہم ہے۔ کیونکہ فزیالوجیکل پیتھی میں تمام امراض کی یہ آٹھ اقسام قرار دی گئی ہیں۔ (۱) امراض الاوجاع (۲) امراض الاورام (۳) امراض المحمیات (۴) امراض صدمات خارجہ۔

(۵) امراض قروحات وجروحات (۶) امراض المجاری (۷) امراض القویٰ (۸) امراض المکروہات۔ مگر مدت سے حاملان فزیالوجیکل پیتھی میں یہ شکایت تھی۔ کہ ہمارے پاس کتاب الاوجاع کے سوا کوئی بھی معالجات کی کتاب نہیں ہے پچھلے مختلف پرچوں میں جو مضامین تھے۔ اور وہ بھی صرف چند حضرات کے پاس باقیوں کو اس کی سخت ضرورت تھی۔ سو اس خاص نمبر میں کسی حد تک ضروریات پوری ہو جائینگی۔ جس قدر بھی معالجات کے متعلق مضامین تھے سب یکجا کر دیئے ہیں۔ اور ان میں امراض الاورام۔ امراض الحمیات۔ امراض المجاری۔ اور امراض القویٰ کے بہت حد تک مفصل قوانین اور اصول علاج درج ہیں۔ اور جزئیات میں امراض صدمات خارجہ اور امراض قروحات وجروحات اور امراض المکروہات کا بھی کچھ نہ کچھ بیان درج ہو گیا ہے۔

تفصیل کے ساتھ اس طرح سمجھ لیجئے۔ کہ امراض سر۔ چشم۔ آذن۔ انف۔ دہن۔ گلو۔ ریہ۔ معدہ۔ امعاء۔ کبد۔ کلیہ۔ مثانہ۔ تناسل وغیرہ۔ اور امراض عامہ میں سے حمیات۔ جلد۔ مفاصل وغیرہ وغیرہ کا ذکر کم وبیش آگیا ہے۔ گویا اس خاص نمبر میں تقریباً تمام ضروری امراض کے فزیالوجیکل پیتھی کے مطابق بہترین معلومات اس خاص نمبر میں درج ہیں۔

جس سے ایک معالج خوب اچھی طرح مستفید ہو سکتا ہے۔ اور اپنے حلقہ اور ماحول میں کامیاب معالج بن سکتا ہے۔

مجھے اس امر کے اظہار کر دینے میں از حد مسرت ہے۔ کہ میں تقریباً تین سو صفحات کی کتاب خاص نمبر کی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ جو طبی دنیا میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ جس سے مطبوں اور لائبریریوں کی رونق ہوگی۔ اور ہر طبیب۔ وید۔ ڈاکٹر اس کو اپنا دستور عمل بنائیگا۔

اُستاد الاطباء کا ضمیمہ

اِس طرح تو یہ نمبر ہر طرح سے مکمل اور کافی ہے۔ تاہم میرا خیال تھا۔ کہ اس نمبر میں استاد الاطباء صاحب کے رموز اور نکات بھی آجاتے۔ کیونکہ وہ ایسے ضروری ہیں۔ کہ ان کا جاننا ہر طبیب ومعالج کے لئے مفید ہی نہیں بلکہ بہت ضروری ہے کیونکہ ان سے علاج ومعالجہ میں از حد آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ منٹوں میں ہر قسم کے مرض کی تشخیص ہو جاتی ہے۔ اور معالج کا خیال صحیح علاج کی طرف پرواز کرتا ہے۔ نیز چند دنوں کی مہارت سے تو اموز طبیب بھی حاذق بن جاتا ہے۔ اِن رموز میں تحقیق ادویات وماہیت امراض اور فلسفہ علاج پر ایسے ایسے نکات اور رموز کا انکشاف کیا گیا ہے۔ جس سے ہر معالج اور غیر معالج کے لئے ہزاروں سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مگر افسوس پہلے ہی پرچہ تین سو صفحات سے زائد ہو گیا ہے۔ اور وقت سے بہت لیٹ نکل رہا ہے۔ اس لئے اس کو شامل نہیں کیا گیا۔ چونکہ اس کا شامل ہونا از حد ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے لئے یہ صورت کی گئی ہے۔ کہ آئندہ پرچہ اس خاص نمبر کا ضمیمہ کر دیا جائے۔ اور اس میں تمام رموز اور نکات ہی درج کر کے استاد الاطباء نمبر کا ضمیمہ نام رکھ دیا جائے۔

آپ حضرات اِس ضمیمہ کو استاد الاطباء نمبر کے ساتھ ہی جِلد کر دیں۔ تاکہ وہ ایک ہی کتاب ہو جائے۔

اِس صورت میں یہ نمبر بھی شامل ہو جائیگا۔ اور یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔ سو آیندہ پرچہ آپ کی خدمت میں رموز اور نکات سے بھرپور استاد الاطباء نمبر کے ضمیمہ کی صورت میں آئیگا ؛

خدمت فن

انجمن خادم الحکمت نے جو اصلاح اور تجدید طب کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ تو میں بھی چاہتا ہوں۔ کہ جو کام کیا جائے ٹھوس اور مکمل کیا جائے۔ بہترین مٹیریل کے ساتھ بہترین مضامین پیش کئے جائیں جس سے فن طب کی بہترین خدمت انجام دی جاسکے۔ یہ اس صورت میں ہوسکتا ہے۔ جبکہ اعلےٰ درجہ کے مٹیریل پر بہترین مضامین پیش کئے جائیں۔ جن کے نقش دنیائے طب میں ہمیشہ کے لئے باقی رہ سکیں۔ یہ نہ ہو کہ پڑھنے کے بعد ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیئے جائیں۔ یا پڑیاں باندھ دی جائیں۔ اس خیال سے ہی چندہ ڈیڑھ روپے سے تین روپے کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ہمارا خیال بھی عملی صورت میں کام کرنے کا ہے نہ کہ رسالہ سے تجارت کرنے کا۔ یہ تین روپیہ چندہ بھی بہت کم ہے۔ کیونکہ اس تین روپیہ تین خاص نمبر جو کسی صورت میں بھی ایک ایک روپیہ قیمت سے کم نہیں ہونگے۔ جس کی مثال استاد الاطباء نمبر آپ کے سامنے پیش ہے۔ جو اکیلا ہی تین روپیہ قیمت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ تین خاص نمبر تو آپ کو کتابوں کی صورت میں تین روپے میں مل جائیں گے۔ اور باقی نو نمبر گویا مفت آپ کی نظر ہوں گے۔ جس میں سے ہر پرچہ بہترین کاغذ اور تصاویر سے مرصع ہوگا ؛

اب خیال فرمائیں۔ کہ دفتر کو کیا فائدہ رہا سوائے نقصان کے ؛

نقصان کی تلافی

اِس نقصان کی تلافی بھی ہوسکتی ہے۔ اگر مخلص دوست اس طرف خیال کریں۔ مگر کسی کو بھی اس امر پر مجبور نہیں کرتے چاہے ہم کو کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے اور کتنا ہی قرض کے بوجھ تلے دبنا پڑے ہم اپنے کام کو برابر جاری رکھینگے۔ جس طرح چودہ سال سے باقاعدہ جاری ہے۔ البتہ اگر آپ ہمارے ساتھ کچھ معاونت کرنا چاہیں تو ہم آپ کے شکر گذار ہوں گے۔ مگر ہم مفت کام لینا بھی نہیں چاہتے۔ یہ تو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ نقصان کی تلافی نئے خریدار پیدا کرنے سے ہی ہوسکتی ہے مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ ہمارے لئے مفت خریدار پیدا کریں۔ بلکہ ہر خریدار کے لئے ہم آپکو معقول معاوضہ دینگے۔ اگر آپ ایک خریدار بھی پیدا کرینگے تو بھی آپ کو ضرور معاوضہ دیا جائیگا۔ امید ہے یہ سکیم آپ ضرور پسند کرینگے آپ بھی فائدہ حاصل کریں۔ اور دفتر کے نقصان کی بھی تلافی ہو۔ بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۴۲

رازِ صداقت

جناب سیّد فضل حسین صاحب حکیم حاذق و ممتاز الاطبّاء منشی فاضل موجد حیات نسواں مقام رامداس ضلع امرتسر

قبلہ استاد الاطباء سے پہلی ملاقات اس طرح ہوئی کہ جناب مولوی حکیم عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی اے جو امرتسر کے باشندے ہیں اور میرے مطب واقعہ امرت سر کے نزدیک ہی رہتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے قبلہ حکیم صاحب استاد الاطباء کا ذکر خیر کیا اور ان کے خیالات کا طب جدید کے متعلق بھی اظہار فرمایا۔ جن کو سُنکر مجھے بہت رنج پیدا ہُوا۔ کیونکہ طب یونانی کو اسوقت میں الہامی جانتا تھا۔ اور ہر طرح سے کامل و مکمل سمجھتا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں اُن سے بحث چھڑ گئی۔ خاکی صاحب نے کئی باتوں کا تو بہ دلائل جواب دیا۔ لیکن بعض مسلمات یونانیہ کا جواب نہ دے سکے۔ لیکن مجھے طب یونانی کے کئی مسلمات میں شک پڑ گیا۔ اپنی جگہ مجھے اِس طب کی کمزوری محسوس ہونے لگی۔ جسے بظاہر اپنی خوش اعتقادی سے اپنی ہی کم علمی اور کمزوری پر محمول کیا۔ دوسرے چوتھے روز خاکی صاحب سے ملاقات ہوتی رہی اور تبادلہ خیالات بھی ہوتا رہا لیکن میرا اطمینان نہ ہُوا۔ حکیم صاحب قبلہ استاد الاطباء کی طرف خیال مبذول ہُوا۔ ارادہ کر لیا کہ جب ان سے ملاقات ہوگی پھر ان سے تبادلہ خیالات کروں گا۔ حسن اتفاق سے قبلہ استاد الاطباء صاحب اپنے کسی رنج کے کام کے لئے امرتسر تشریف لائے۔ خاکی صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ آج حکیم صاحب امرتسر ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں۔ دِن تو کام کاج میں گذرا۔ رات کو بعد نماز عشاء بنجانہ حکیم خاکی صاحب حضرت استاد الاطباء سے ملاقی ہُوا۔ علیک سلیک کے بعد حکیم صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔ لمپ کی روشنی میں حکیم صاحب کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو قیافہ سے معلوم ہُوا کہ جناب نہایت متین سنجیدہ فہمیدہ معقول اور عالم شخص ہیں۔ مرعوب ہو گیا اِدھر اُدھر کی خیر خیریت کی رسمی باتوں کے بعد جرأت کر کے خاکسار نے چند سوالات مسلمات طب یونانی جن کے برخلاف حکیم صاحب کے خیالات بہ زبانی خاکی صاحب سُن چُکا ہوا تھا۔ کئے۔ مجھے وہ تمام گفتگو تو اب یاد نہیں رہی لیکن اس میں سے اکثر مجھے اب تک یاد ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے اس کی تردید میں بہ دلائل جواب دیئے۔ پھر میں نے اس پر اعتراض کئے۔ پھر حکیم صاحب نے جواب دیئے۔ الغرض سوال و جواب کا سلسلہ ایک بجے رات تک جاری رہا۔ میں اعتراض پر اعتراض کئے جاتا تھا اور حکیم صاحب ہر ایک کا جواب ارشاد فرماتے جاتے تھے۔ آخر حکیم صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ آپ نے ۱۰ بجے سے لیکر ایک بجے تک متواتر اعتراض کئے ہیں اور ہم نے جواب دیئے ہیں۔ اب ہمارا بھی حق ہے کہ آپ جواب دیں اور ہم طب یونانی پر چند اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ پھر حکیم صاحب معترض ہوئے اور خاکسار مجیب ہُوا۔

حکیم صاحب نے مجھے ایک آدھ گھنٹہ میں اپنے دلائل اور اعتراضات سے ایسا تنگ کیا کہ مجھ سے کوئی جواب بن نہ پڑتا تھا لیکن ڈھٹائی سے کچھ ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ لیکن آخر تا بکے۔ رات کے دو بج گئے۔ اجازت لیکر اپنے گھر آ گیا۔ صبح حکیم صاحب تو واپس شاہدرہ تشریف لے گئے لیکن خاکسار نے امرتسر کے فاضل یونانی اطباء سے ملاقات کی ٹھانی اور اُن سے ان اعتراضوں کا جواب لینا چاہا۔ امرتسر کی طالب علمی کی زندگی میں میں نے دو کتابیں میزان الطب اور تکشیف الحکمت جناب حکیم مُرید احمد صاحب مرحوم سے پڑھی تھیں اور چند ورق طب اکبر کے مولانا

ابوتراب صاحب امرت سری سے سُنے تھے جو کہ اپنے کسی شاگرد کو پڑھاتے تھے اور میں سُنا کرتا تھا۔ اِس لئے میں پہلے حکیم مُرید احمدؐ صاحب مرحوم اور پھر ابوتراب صاحب کے پاس جاتا رہا اور اعتراض حکیم صاحب موصوف کے سنائے۔ مرید احمدؐ صاحب مرحوم نے تو صاف کہدیا۔ کہ ہمیں خود ان مسئلوں کی صداقت میں شک ہے۔ لیکن مولوی حکیم ابوتراب صاحب نے فرمایا۔ اجی ہم حکیم احمد الدین صاحب شاہدروی کو اچھی طرح جانتے ہیں آپ سے تو اب ملاقات ہوئی ہم برسوں سے واقف ہیں۔ اس بیچارے دہقانی آدمی کو کیا علم ہے۔ وہ طب یونانی کو کیا جانتے ہیں اُن سے بولو ہم سے خود آکر بحث کرلیں۔ ہم انکو خاموش نہ کردیں تو جو مرضی ہو کہنا۔ مَیں نے عرض کیا۔ قبلہ میں کوئی بحث کرنے کرانے کا دلال نہیں مجھے تو خود ان اصولوں کی صداقت میں شک ہے۔ آپ مجھے اس کا جواب دیں اور میری تسلی کردیں۔ مثلاً مسئلہ ارکان میں پانی کو متقدمین مفرد قرار دیتے ہیں۔ لیکن اب روز روشن میں متاخرین نے اس کو مرکب ثابت کردیا ہے اور پانی کو پھاڑ کر دو گیس دکھائے ہیں۔ اور پھر اُن دو گیسوں کو ملا کر پانی بنا کر دکھا دیا ہے تو معلوم ہوا کہ پانی مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے۔ مولانا ابوتراب صاحب فرمانے لگے۔ بھائی مشاہدہ اور تجربہ انسانی بالکل غلط ہوا کرتا ہے۔ مشاہدہ تو پھر بالکل ہی اغلط ہے۔ آپ مشاہدہ کی دلیل نہ دیں۔ دیکھو ریل گاڑی دوسری چلتی معلوم ہوتی ہے لیکن جس میں ہم خود سوار ہوں وہ چلا کرتی ہے۔ اِس لئے مشاہدہ کچھ دلیل نہیں۔ اِس لئے ثابت ہوا کہ پانی مفرد ہے۔ ساتھ ہی اس کے دو تین بڑی بڑی کتابیں میرے سامنے رکھ دیں اور فرمایا دیکھو اس میں تحریر ہے۔ کہ پانی مفرد ہے۔ اب اس بیچارے دہقانی آدمی کی بات مانیں یا ان ملائے یونان کی اور خود ہی ان کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں اور دو چار آدمی بیٹھے تھے ان کی طرف فاتحانہ انداز سے دیکھا۔ کچھ مسکرائے۔ کچھ ہاتھ سے کچھ آنکھ سے اشارات کئے۔ الغرض میں یہ دیکھ کر سُنکر ایک سناٹے میں آگیا۔ فی الواقعہ مجھ پر ایک حیرت طاری ہوگئی۔ کہ اتنے بڑے عالم طب اور ایسا جواب۔ اُٹھ کر چلا آیا۔ حکیم محمد علی صاحب شاگرد خاص جناب مسیح الملک سے بات چیت کی۔ پھر حکیم مولا بخش صاحب جو امرتسر کے ایک کامیاب طبیب ہیں اور حکیم محبوب عالم صاحب جو انجمن طبیہ امرتسر کے سکرٹری اور روح رواں ہیں تبادلہ خیالات کیا۔ علاوہ انکے حکیم فتح چند صاحب اور حکیم رام لال صاحب وغیرہ وغیرہ حکمائے یونان کے حاشیہ برداروں سے ملا لیکن کسی نے بھی میری تسلی نہ کی۔ اکثر بڑی بڑی کتابیں میرے سامنے اُٹھا کر لاتے اور کہتے کہ اس کتاب میں یہ لکھا ہے۔ اِس لئے یہ کتاب کوئی بے معتبر نہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہی باتیں صحیح ہیں۔ میں نے کہا کہ میں منقولات سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ معقولات سے چاہتا ہوں۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ ان کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ غلط لکھا ہے اس کی تصحیح ہونی چاہیئے۔ اِس اثناء میں حکیم صاحب استاد الاطباء اتفاق سے پھر امرتسر تشریف لائے۔ مجھے دوبارہ تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ لیکن اب کی بار تو میں نے جناب کے تمام خیالات تسلیم کرلئے اور معتقد ہوگیا۔ باہم صلاح مشورہ سے طے پایا کہ ان خیالات کا پروپیگنڈا ہونا چاہیئے۔ لیکن مخالفت کا ڈر تھا۔ میں نے عرض کی کہ مخالفت ہی میں قبولیت کا راز مضمر ہے چنانچہ رسالہ المعالج کے ایڈیٹر جناب مولوی حکیم علم الدین صاحب بھاگووالیہ سے ملے اور اُن سے کہا۔ کہ رسالہ المعالج میں ایک کالم ہمارے خیالات کی تعیین چاہیئے۔ انہوں نے بصد شوق منظور کرلیا۔ اب حکیم صاحب اور خاکسار نے مضامین لکھنے شروع کئے اور رسالہ المعالج میں طبع ہونے لگے۔

یہ واقعات غالباً ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء تک کے ہیں۔ اس سے پہلے کے واقعات جب انجمن خادم الحکمت کی بُنیاد پڑی اور اشاعت الحکمت

رسالہ انجمن کی طرف سے نکلا۔ یا کہ جب رسالہ رفیق حیات قادیان میں مضامین طب جدید چھپتے رہے مجھے علم نہیں ہے۔ اِس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے رسالہ معلم الاطباء۔ ہدیۃ الاطباء وغیرہ شائع کئے۔ جب ان حکماء سے ملکر ان کو مفت رسالے دیئے اور انجمن میں شامل ہونے کی استدعا کی تو تمام نے ہاں میں ہاں ملائی اور بڑی خوشی کا اظہار کیا اور مال و جان سے مدد دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ان حکماء کے نام اب بھی ہدیۃ الاطباء میں درج ہیں۔ لیکن جب رسالہ تبصرۃ الاطباء کا اجرا ہوا اور ان کو کچھ رقم چندہ وغیرہ دینی پڑی تو سانپ سونگھ گیا۔ بالکل صاف جواب دیا۔ کہ یہ اصول ہماری طب کے برخلاف ہیں۔ ہم کچھ مدد نہیں دے سکتے۔ لیکن ان حکماء کی موجودہ طوطا چشمی دیکھ کر ہم بددل نہیں ہوئے بلکہ زیادہ سرگرمی سے کام کرنا شروع کیا۔ چنانچہ خاکسار نے ایک سفر دو ماہ کا انجمن کے ممبران کی زیادتی اور رسالہ تبصرۃ الاطباء کے خریدار بڑھانے کے لئے کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت خریدار ہوئے اور انجمن کے ممبروں میں بھی ترقی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی ہوئی۔ جب رسالہ کا اجرا ہوا اور مضامین نکلنے شروع ہوئے۔ تو خاکسار نے ایک نہایت عمدہ مضمون جس کا عنوان "طب یونانی کی چوکڑی" تھا مسلسل لکھنا شروع کیا جس میں ثابت کیا کہ طب یونانی کے حاملین کے اصول چار چار ہیں۔ مثلاً ارکان ہیں تو چار ہیں۔ اخلاط ہیں تو چار ہیں۔ مزاج ہیں تو چار ہیں یا چار پر تقسیم ہوتے ہیں۔ ارواح ہیں تو چار ہیں۔ لیکن تین مشہور ہیں۔ قوئی ہیں تو چار ہیں۔ مرضیں کیوں بے شمار ہیں وہ بھی چار ہی ہونی چاہئیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اِس کے بعد یکے بعد دیگرے مسلسل مضامین لکھتا رہا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا ہے انجمن کی خدمت کی ہے حکیم صاحب موصوف کی سرگرمیاں اظہر من الشمس ہیں پس جناب کی ہر قسم کی آواز کو میں نے لبیک کہا ہے۔ رسالہ تبصرۃ الاطباء میں خاکسار کے جو مضامین چھپتے رہے ان میں سے مثل ہیں ارکان اور ان کی حقیقت۔ مزاج اور اس کی حقیقت۔ اخلاط اور ان کی حقیقت۔ الحمیات اور طب جدید و قدیم۔ طب اور نجوم۔ امراض مخصوصہ "مرداں اور ان کا علاج"۔ امراض مخصوصہ زنان اور ان کا علاج وغیرہ وغیرہ

نوٹ:۔ اگر ناظرین نے شوق ظاہر کیا۔ تو تمام مضامین اور مجربات کو کتابی صورت دیدی جائیگی نام درج رجسٹر کر دیں۔ صابر

خاکسار کا ایک نہایت بے مثل و بے نظیر مجرب نسخہ

مہبی۔ مغلظ منی۔ محرک و مہیج باہ۔ دافع احتلام و جریان و مقوی اعصاب و الات البول۔ مباشرتی لذت کے لئے بے نظیر ہدیہ ناظرین رسالہ ہے۔ قدردانی کرنا آپ کا حق ہے۔ کشتہ سہ دھاتہ ایک رتی۔ ہیراکسیس (دوائی سلفاس) ایک رتی۔ ایکسٹریکٹ بیلاڈونا ½ رتی افیون ¼ رتی۔ ایکسٹریکٹ نکس وامیکا ½ رتی ایکسٹریکٹ کینے بس انڈیکا (بھنگ کا رب) ½ رتی ایکسٹریکٹ سٹرامونیم (رب داتورہ) ¼ رتی جوہر کچلہ (سٹرکنین) ۱/۱۶ رتی باہم ملالیں۔ یہ ایک گولی کا وزن ہے جس قدر طاقت ہو تیار کر لیں۔ ایک گولی بوقت صبح بعد غذا ہمراہ دودھ اور ایک گولی بوقت شب بعد غذا ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قدرت خدا کا ملاحظہ کریں۔ اور شکریہ ادا کریں۔ کہ خداوند کریم نے اپنی مہربانی اور کاریگری سے کیسی کیسی عمدہ اعلےٰ اشیاء خلق فرمائی ہیں جن سے ہم مستفیض ہوتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

---

* واقعی جناب سید صاحب نے بہت ہی قیمتی مضامین لکھے ہیں۔ اگر وہ تمام کتابی شکل میں آجائیں تو طبی دنیا میں بہت ہی اضافہ ہو جائے

مردِ راہ

از جناب شیخ الاطبّاء حکیم شیخ غلام محمد صاحب پرنسپل دارالعلوم طبیہ راولپنڈی

۱۹۱۴ء کا ذکر ہے کہ جناب حکیم عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی اے حکیم حاذق (آنریری سفیر انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور) پنجاب کے مختلف شہروں گوجرانوالہ۔ امرتسر۔ وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ گجرات اور جہلم وغیرہ کا دورہ کرتے ہوئے راولپنڈی وارد ہوئے حسن اتفاق سے میری ان کی ملاقات ہوئی۔ دورانِ گفتگو میں انہوں نے انجمن خادم الحکمت کے انعقاد کا ذکر کیا۔ اسی سلسلے میں دوسرے شہروں کے اطباء و معالجین کی سرد مہری و بے التفاتی کے لمبے لمبے قصّے ؎

حدیث درد دلآویز داستانے ہست ⁂ کہ ذوق بیش دہد چوں دراز تر گردد

کی چاشنی سے متلذذ ہوتے ہوئے بیان کئے۔

میں بھی آگے بھرا بیٹھا تھا۔ علم و فن کی ناگفتہ بہ پسماندگی۔ بیحس و سنگدل ارباب کا ناز یبا رویہ اور کاملین فن کی انتہائی بخل پسندی وغیرہ نقائص سے میرا دل بے اختیار کڑھتا تھا۔ خاکی صاحب کی تشریف آوری گویا ادنگھتے کو ٹھیلنے کا بہانہ ہو گئی کمال خوشی سے ان کاموں کی تجویز کا خیر مقدم کیا۔ اب مجھے بھی کام کرنے کے لئے میدان مل گیا تھا۔ اِس لئے نہایت شوق اور بغایت تندہی کے عالم میں خاکی صاحب کے ہمراہ اطباء راولپنڈی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسالہ تحفۃ الاطباء مطبوعہ انجمن (خادم الحکمت) ہر ایک بزرگ کی خدمت میں مفت نظر کیا۔ بعض اصحاب نے تو دوسری چند روزہ انجمنوں پر خیال کرتے ہوئے ناک بھوڈیں چڑھائیں۔ غیر اعتمادی اور سوءظنی کا اظہار کیا۔ رسالہ کو پڑھنا تو درکنار کھولکر دیکھا تک نہیں۔ اور کمال بے التفاتی سے ردّی کی ٹوکری کے حوالے کر دیا۔ اور میں نے بھی خاکی صاحب کے پیش آمدہ واقعات کا زندہ اور بین مظاہرہ دیکھ لیا۔ لیکن بعض درد دل رکھنے والے احباب نے چند سوالات کئے جواب شافیہ سے انکی تشفی کر دیگئی۔ تو انہوں نے شمولیت کا وعدہ فرمایا۔

وہ زمانہ انجمن خادم الحکمت اور بانی انجمن کے لئے بیحد نازک اور پُر آشوب تھا۔ بہت ممکن تھا کہ اکثر تشنہ کامانِ شربت مقصود کی طرح اِس انجمن کے بانی حضرت استاد الاطباء صاحب بھی شکستہ خاطر و مایوس ہو کر رہ جاتے اور اس سعی کو ناشکوہ دیکھتے ہوئے مزید کوششوں سے باز رہتے۔ مگر ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ شاں!

اس شیر بیشہ ہمت و تدبیر کے پائے ثبات و استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ ہوئی۔ اور آگے سے بڑھ کر جوانمردی اور مستقل مزاجی سے کام شروع کر دیا۔

وہ چند ارکان جو ان کے ہم خیال ہو گئے تھے۔ چونکہ مخلص اور کارکن تھے۔ انہوں نے بھی ہر ممکن کوشش سے کام لیکر استاد الاطباء صاحب کا حوصلہ بڑھایا۔ اور موجد حقیقی پر بھروسہ کر کے آگے سے بھی زیادہ جد و جہد شروع کر دی گئی جیسا کہ

رسالہ ہدیۃ الاطباء میں بیان کیا گیا۔

ہر ایک کام کے ابتداء میں جو تکالیف پیش آیا کرتی ہیں۔ وہ تمام بلکہ (انتظامی و اشاعتی تکالیف کے طفیل) ان سے بھی زیادہ صعوبات اراکین و بانئے انجمن کو برداشت کرنا پڑیں۔ یعنی دو تین سال تک تو انجمن خادم الحکمت اور طب جدید کی اشاعت کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس زمانے میں اصلاح و تجدید کا نام لینا بھی کبیرہ گناہ کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ حامیان اصلاح و تجدید کو ہدف ملامت بنایا جاتا تھا۔ اور ان پر آوازے کسے جاتے تھے۔ پھبتیاں اُڑائی جاتی تھیں۔

اِس وباء کا نتیجہ تھا کہ کوئی طبی رسالہ طب جدید عالمگیر کے متعلق (سوائے مخالفانہ و معاندانہ پروپاگنڈا کرنے کے) کوئی مضمون شائع کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

چند سال کی غیر معمولی تگ و دو کے بعد ۱۹۱۸ء میں اڈیٹر رسالہ رفیق حیات (قادیان) کو اس بات پر آمادہ کیا گیا اور اسمیں مضامین متعلقہ شائع ہونے شروع ہوئے ۱۹۱۹ء میں خاکسار نے مدیر رسالہ المعالج امرتسر سے انتظام کیا۔ اور اس میں بھی طب جدید کے مضامین نکلنے لگے جس کے تمام اراکین انجمن ہر دو ہمدردان فن کے مشکور ہیں۔

لیکن انجمن کے مطلوبہ کام کے لئے یہ سامان ناکافی تھا۔ اور حسب منشاء کام نہ چل سکتا تھا۔ لہذا انجمن نے ۱۹۲۰ء میں اپنا ذاتی آرگن (تبصرۃ الاطباء) جاری کیا۔ جو اسوقت سے تادم حال برابر علم و فن کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔

اللہ اللہ ایک تو وہ زمانہ تھا جس کا ذکر سطور بالا میں بطور مشت نمونہ از خروارے کیا جا چکا ہے۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ انجمن خادم الحکمت کے اغراض و مقاصد کی اشاعت و ترویج نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان اور ممالک خارجہ عراق عرب۔ مصر۔ اور یورپ وغیرہ میں بھی ہو چلی ہے۔

اور انجمن کا دائرہ رکنیت ممالک غیر تک پھیل چکا ہے۔ اخبار میں حضرات جانتے ہیں کہ بیرون ہند کے اکثر اخبارات بھی طب جدید عالمگیر کے اصولوں پر عربی اور انگریزی میں مضامین شائع کر رہے ہیں۔

یہ خدائے پاک کی عنایت اور استاد الاطباء کی مساعی جمیلہ و اولوالعزمی کا خوشگوار نتیجہ ہے۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مجھے پہل پہلے جب ۱۹۱۵ء میں جناب استاد الاطباء سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ تو میں نے انکو نہایت خلیق۔ مہمان نواز عالم تبحر اور اوصاف جمیلہ سے متصف پایا۔

تبادلہ خیالات میں نہایت سنجیدگی اور متانت کیساتھ مدلل جواب دیتے ہیں۔ فضول زیبائش اور ظاہری نمائش کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور سادگی کے دلدادہ ہیں۔

میں اس دن سے اکثر اوقات آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ و نیز بذریعہ خط و کتابت استفادہ حاصل کرتا ہوں۔ موصوف کی خاص نظر عنایت مجھ پر مبذول ہے جس کے لئے مجھے فخر ہے۔

مجرّبات

نوٹ:- صرف تبصرۃ الاطبّاء اور صابر صاحب کی خاطر اپنے قیمتی جواہرات ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں!

مُقوّی و مسمن بدن سم الفار سفید (۱ تولہ)۔ شنگرف رومی (۱ تولہ)۔ دار چکنہ (۱ تولہ)۔ رس کپور (۱ تولہ)۔ سب کو علیحدہ علیحدہ باریک کرکے یکجا کرلیں۔ اور آب لیموں (ڈیڑھ پاؤ) میں کھرل کرکے گولہ بناکر دو پیالوں میں (جن کے لب درست کرلئے ہوں۔) ڈالکر اوپر آب لیموں اس قدر ڈالیں کہ گولہ مذکور غرق ہوجاوے۔ پھر پیالوں کا مُنہ بند کرکے سرگین اسپ میں چالیس روز تک دفن کریں۔ بعد ازاں نکالکر جوان بکرے کی ٹانگ کی نلی میں بھر کر لکڑی کے کارک سے بند کردیں اور استخوان مذکورہ پر سن لپیٹ دیں۔ تاکہ مضبوط و محفوظ رہے اس کے بعد ایک دیگ میں سوا من گوشت ڈالکر اس قدر پکائیں کہ تمام پانی (جو ڈالا گیا ہو) خشک ہوجائے۔ سرد ہونیپر دوا نکالکر نگاہ رکھیں

خوراک:- چہارم حصہ چاول ہمراہ بدرقہ مناسبہ۔ مکھن۔ حلوا۔ مونپر منقیٰ۔ یا انجیر وغیرہ کھلائیں۔

فائدہ:- فوائد مذکورہ کے علاوہ حذاق اور بہت سے امراض پر استعمال کرکے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔

لیڈی ڈنٹسٹ

ہمیں معلوم کرکے از حد مسرت ہوئی ہے کہ ایک مسلمان لیڈی ڈنٹسٹ عرصہ سے فلیمنگ روڈ عزیز منزل لاہور میں پریکٹس کرتی ہیں۔ نہ صرف مصنوعی دانت ہی لگاتی ہیں بلکہ دانتوں کی تمام امراض مثلاً دانت درد۔ پائیوریا۔ کیڑا لگ جانا۔ دانت میں چاندی بھرنا وغیرہ وغیرہ کا علاج کوشش اور احتیاط سے کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ دانت بجلی کی مشینوں سے صاف کئے جاتے ہیں! اور ان پر سونے کا پلیٹ بھی چڑھایا جاتا ہے۔

مستورات خصوصاً رؤسا۔ امراء۔ شرفا خواتین کو اس سنہری موقع سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔

مینیجر

ضروری اطلاع

مشورہ اور دانت درد کی دوائی مفت دی جاتی ہے!!

حفظ الاسنان!

دانتوں اور مسوڑوں کی جملہ امراض کے لئے خوشبودار بہترین منجن حفظ الاسنان ہمیشہ استعمال کیا کریں۔ قیمت ۸

پتہ:- لیڈی ڈنٹسٹ فلیمنگ روڈ عزیز منزل لاہور

افادات جناب استاد الاطبّا صاحب

از خاکسار حکیم محمدؐ عبد الغنی ایڈیٹر رسالہ گلدستہ حکمت جھیورانوالی - گجرات - پنجاب

جناب اُستاد الاطبّاء صاحب سے پہلی مُلاقات ۱۹۱۷ء میں میری اہلیہ بیمار ہوگئی - بہت سے علاج کئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا - اپنے علاقہ کے بڑے لائق فائق حکماء (مثلاً حکیم مولوی شمس الدین صاحب ساکن چوکنانوالی - حکیم غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم گجراتی - حکیم صدر الدین صاحب کلاچوری - حکیم مولوی محمد نذیر صاحب مرحوم رام نگری وغیرہم) سے بھی مشورہ لیا - لیکن بے سود - ان سب صاحبان نے تپ دِق کا فتویٰ دیدیا - جس سے میرا حوصلہ پست ہوگیا - کیونکہ یونانی اطباء کے نزدیک مدقوق کبھی اچھا نہیں ہوتا ؛

انہی دنوں میں میرے دوست حکیم لالہ سندر داس صاحب نے ایک طبّی رسالہ بنام "رفیق حیات" قادیان جاری کرایا ہوا تھا - مَیں نے اس میں جناب استاد الاطباء صاحب کا ایک مضمون پڑھا - جس سے ان کی علمی جدوجہد اور انجمن خادم الحکمت کا حال معلوم ہوا - چونکہ مجھے گھر کی بیماری کا فکر دامنگیر تھا - اور حکیموں کی ٹوہ میں لگا رہتا تھا - اِس لئے وہ مضمون پڑھ کر جناب استاد الاطباء کی طرف رجوع کیا - تاکہ ان کے خیالات اور جدید معلومات سے استفاضہ کیا جائے - ع چہ خوش بودکہ برآمد بیک کرشمہ دو کار ؛

چنانچہ جناب حکیم صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا - کہ براہ نوازش یہاں تشریف لاکر مریضہ کا معائنہ کریں - لیکن بالکل مفت یعنی فیس وغیرہ سے معاف فرمادیں - کیونکہ میں غریب آدمی ہوں - اور ساتھ ہی تاریخ بھی مقرر کردی - آپ نے نہایت مہربانی سے درخواست منظور کی اور تاریخ مقررہ پر تشریف لاکر نہایت خندہ پیشانی سے مریضہ کا معائنہ فرمایا - مجھے آپ کا یہ طرز عمل ایسا پسند آیا کہ اپنے پر ہزار جان سے فدا ہوگیا -

ناظرین! غور کرنیکا مقام ہے - کہ ایک ناواقف اور اجنبی کی استدعا پر ایک لائق حکیم اور پھر شہر کا رہنے والا کسی طمع اور لالچ کے بغیر اپنی گرہ سے کرایہ وغیرہ خرچ کرکے مریض کو دیکھنے آتا ہے تو وہ کس قدر تحسین و آفرین کے قابل ہے - لاہور میں بلکہ سارے پنجاب و ہندوستان میں کتنے آدمی ایسے ہونگے جو اتنے خلوص - ہمدردی اور مہربانی کے مالک ہونگے ؎

چند ہی ہوتے ہیں ایسے آدمی ؛؛؛ بامروّت اور بے کبر و منی !

اسوقت آپ سے جو گفتگو ہوئی - ناظرین کی آگاہی اور دلچسپی کے لئے درج کی جاتی ہے :-

مَیں - جناب! آپ نے مریضہ کی تشخیص تو کرلی ہے - فرمائیں کہ اسے کیا مرض ہے ؟

حکیم صاحب - مریضہ کو جگر اور رِحم کی خرابی ہے -

میں - جناب! دِق تو نہیں ہے ؟ (کیونکہ دِق کے نام سے میں گھبرایا ہوا تھا)

حکیم صاحب - نہیں - ہرگز نہیں ؛

میں - بہت اچھا! مگر مریضہ کو کھانسی کیوں ہوتی ہے۔

حکیم صاحب - جگر کا حجم بڑھ جانے کے سبب سے۔

میں - کھانسی کا جگر سے کیا تعلق ہے؟

حکیم صاحب - کھانسی کا براہ راست تو جگر سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مشارکت کی وجہ سے بڑا بھاری تعلق ہے۔ جب جگر کا حجم بڑھ جاتا ہے۔ تو وہ حجاب حاجز کو اوپر دباتا ہے جس سے سینہ کا جوف مقدار طبعی سے کم ہو جاتا ہے اور پھیپھڑے جگہ کی تنگی سے بھچ جاتے ہیں اور کھانسی کی صورت میں حال و پکار کرتے ہیں۔

نوٹ :- میں نے جناب حکیم صاحب کے فرمان کا مفہوم اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ آپ کے الفاظ یاد نہیں۔ کیونکہ اس بات کو قریباً پندرہ برس گذر چکے ہیں۔ منہ ۱۲

میں - اچھا۔ اب علاج ارشاد فرمائیے۔

حکیم صاحب - چونکہ آپ کو طب جدید سے فی الحال واقفی نہیں۔ اس لئے دوا تو میں خود گھر پہنچ کر ارسال کروں گا۔ فی الحال شربت دینار ۲۰ تولہ عرق طرفا (جھاؤ) ۵ تولہ صبح و شام پلایا کریں۔ اور ایک ہفتہ کے بعد اطلاع دیویں۔

میں - جناب! شربت دینار کا وہی نسخہ جو قرابادین میں درج ہے اور مشہور عام ہے بنایا جائے یا آپ کا کوئی خاص نسخہ ہے؟

حکیم صاحب - نہیں۔ وہی مشہور نسخہ بنا لیا جائے۔

میں - اگر آپ کو وہ نسخہ یاد ہو۔ تو اپنے دست مبارک سے ہی تحریر فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ نے حسب ذیل نسخہ تجویز فرما دیا۔

کاسنی - ۵ تولہ بیخ کاسنی - ۱۰ تولہ بادیان - ۳ تولہ بیخ بادیان - ۵ تولہ سنبل الطیب - ۱ تولہ تخم خربوزہ - ۵ تولہ تخم کرفس - ۱ تولہ تخم کشوث - ۲ تولہ ریوند خطائی - ۳ تولہ قند سفید - ۱ سیر بطریق معروف شربت تیار کرلیں۔

میں نے یہ شربت بنا کر مریضہ کو استعمال کرایا۔ اسے بہت فائدہ ہوا۔ یہ نسخہ اب بھی میرا معمولِ مطب ہے۔ یکبود کیلئے نہایت ہی عجیب چیز ہے۔

بس اس کے بعد خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جناب استاد الاطباء صاحب کی مہربانی کا دریا موجیں مارنے لگا جس کی فیض رساں لہروں سے خوب سیرابی ہوئی۔

رسالہ تبصرۃ الاطباء کا اجراء اسی اثناء میں آپ سے رسالہ جاری کرنے کی استدعا بھی کی گئی۔ سابقینوں میں سے اور بھی بہتیرے دوست ایسے ہونگے۔ جنھوں نے یہ تحریک کی ہوگی۔ لیکن میں نے تو خصوصیت سے زور دیا تھا کہ ضرور رسالہ جاری کیا جائے۔ اور مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری یہ استدعا منظور ہوئی۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم۔ استاد الاطباء صاحب کی نظر عنایت اور احباب کی مہربانی سے رسالہ جاری ہو گیا۔ تبصرہ کا وہ ننھا سا پودا جو دسمبر ۱۹۲۰ء میں اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ آج شجرِ عظیم کی صورت میں کھڑا ہے جس کے برگ و بار سے ایک دنیا مستفید و مستفیض ہو رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ناظرین کو اس کی آبیاری کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے!

تعلیمی استفادہ بذریعہ خط وکتابت

تعلیمی استفادہ کے لئے اگرچہ تبصرہ کافی تھا۔لیکن میں اپنے مذاق کے مطابق بذریعہ خط وکتابت بھی استفادہ کرتا تھا۔کوئی خط ایسا نہ ہوگا۔جس میں کوئی نہ کوئی مسئلہ دریافت نہ کیا گیا ہو اور آپ نے جواب باصواب سے مستفیض نہ فرمایا ہو۔تمام خط وکتابت تو اب میرے پاس محفوظ نہیں رہی۔تاہم ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے ایک دو خط درج کئے جاتے ہیں۔

جناب حکیم صاحب کا خط بنام مظہر (ایک خط کے جواب میں) مورخہ ۸ ۲/۲۱

پیارے دوست حکیم صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔آپ کی خدمات طبیہ کا معترف ہوں۔خداوند کریم آپ کو زیادہ توفیق عطا فرماوے۔× × × × × آپ کا مضمون معدہ وامعاء پہنچ گیا ہے۔× × × × × × قرابادین لکھنے کا ارادہ تھا۔چنانچہ کسی قدر لکھی بھی تھی۔جو کہ عنقریب شائع ہوگی۔لیکن اب چونکہ مفردات کی طرف طبیعت ہر وقت لگی رہتی ہے اسواسطے مرکبات سے دل برداشتہ ہوں۔

"بول صرف گردوں میں ہی بنتا ہے"۔میرا یہ لکھنا[1] کہ جگر سے گردہ ومثانہ میں ہوتی ہوئی سے یہ مطلب نہیں کہ جگر سے بول بن کر گردہ میں پہنچتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ "جگر سے خون بدن میں پھیل کر یعنی بذریعہ عروق دمویہ جاکر گردہ ومثانہ کی راہ سے خارج ہو جاتا ہے"۔اس پر دو اعتراض ہیں۔

پہلا یہ اعتراض ہے۔کہ اگر دوا خون میں ملی۔اور عروق دمویہ کے رستے جسم میں پھیلی۔تو تمام جسم میں اس کا اثر ہوگا۔نہ کہ مخصوص طور پر اعضائے تناسل پر۔باقی رہا اخراج کا سوال۔تو اخراج عموماً انہی اعضاء سے ہوتا ہے۔لیکن ماسوائے ان کے آنتوں میں بھی عروق دمویہ ہیں۔اور ان سے بھی رطوبت مترشح ہوتی ہے۔وہاں سے بھی کچھ اخراج ہوا۔جلد میں بھی عروق ہیں۔وہاں سے بھی بذریعہ تعریق (پسینہ) اخراج ہوگا۔اور اگر آپ یہ کہیں کہ زیادہ اخراج اعضائے بولیہ سے ہی ہوتا ہے۔اس واسطے وہ زیادہ متاثر ہوئے تو اس دوائی ہی کی یہ خصوصیت نہ رہی۔بلکہ ہر چیز جو کھائی جاوے خواہ کسی قسم کی ہو اعضاء مذکورہ کو ضرور متاثر کریگی۔

حاشیہ [1] آپنے فروری ۱۹۲۱ء کے تبصرہ میں علم الادویہ کے عنوان سے "اہیل" کے خواص میں تحریر فرمایا تھا۔کہ "اس دوائی کا بدن انسانی سے اخراج راہ بول ہے۔پس معدہ وامعاء سے ہوتی ہوئی جگر میں اور جگر سے گردہ ومثانہ میں ہوتی ہوئی پیشاب کی راہ بدن سے خارج ہو جاتی ہے"۔

اس پر میرا اعتراض کیا تھا جس کا جواب خط مندرجہ بالا میں آپ نے دیا ہے۔ **نوٹ**:۔علم الادویہ کے وہ مضامین اصلاح وترمیم کے بعد بہت سا اضافہ کرکے کتابی صورت میں لائے گئے ہیں جو حسب اجازت جناب استاد الاطباء صاحب کتاب ہذا کے نام سے عنقریب شائع ہونگے ناظرین طبیہ دارالکتب جمہور الوالی گجرات پنجاب میں اپنی اپنی نام درج رجسٹر کرالیں تاکہ کتاب شائع ہوتے ہی آپ کو بھیجدی جائے۔ منیجر ۱۲

نوٹ:۔مضمون مذکورہ استاذ الاطباء نمبر میں درج ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ جگر سے خون نہیں پھیلتا۔ بلکہ دل سے پھیلتا ہے۔ اگر جگر سے مانا جائے۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے تو دوران خون ثابت نہ ہوگا۔ یونانی تو یہی مانتے ہیں۔ کہ خون جگر سے پھیلتا ہے۔ اِسی لئے وہ دوران خون کے قائل نہیں۔ حالانکہ ان کا نظریہ غلط ہے۔ فافھموا وتدبروا۔

قرابادین ضروری اور جلدی شائع کریں۔ لیکن نامکمل نہ ہو۔ شائع ہونے پر اطلاع بخشیں۔ اور پہلا خریدار مجھے تصور کریں۔ ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ دیباچہ میں اصول دواسازی بھی قلمبند فرما دیں۔ تاکہ اس سے ہر مبتدی بھی ویسا ہی فائدہ حاصل کر سکے جیسا کہ ایک منتہی۔ فقط۔ والسلام نیاز مند محمد عبدالغنی عفی عنہ

اِس قسم کی خط و کتابت ہمیشہ ہوتی رہتی ہے اور آپ کے فیضان سے مستفیض ہوتا رہتا ہوں۔

آپ کے اخلاق آپ نہایت خوش خلق۔ خوش خو۔ سادہ مزاج اور مہمان نواز ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ ہر ایک آدمی سے خندہ رُو اور مخلصانہ پیش آتے ہیں۔ مہربانی اور فیض رسانی ان کی ذات میں ہے۔ بخل اور امساک سے کوسوں دور ہیں۔ جو بات پوچھی جائے نہایت متانت اور سنجیدگی سے واضح کر دیتے ہیں۔ بڑے محسن ہیں۔ میرے خیال میں کوئی دوست ایسا نہ ہوگا جو آپ کا شرمندۂ احسان نہ ہوگا۔ خصوصیت سے میں تو آپ کا بہت ہی ممنون ہوں ؎

احسان مجھ پہ آپ کے ہیں اسقدر بہت ⁂ جن کا شمار ہونا ہی بالکل محال ہے
کرتا ہوں عرض اتنا ہی بس زیر بار ہوں ⁂ احسان مندان کا مرا بال بال ہے
اِس امر کا بھی ساتھ ہی کرتا ہوں اعتراف ⁂ بدلہ نہ ہو سکا ہے فقط قیل و قال ہے
انکے لئے دعائیں مگر مانگتا ہوں میں! ⁂ اللہ کی جناب سے یہ عرض حال ہے
فرزندے نرینہ انہیں جیتا جاگتا ⁂ زیبِ حیاتِ دنیوی اولاد و مال ہے
ایمان بھی امان بھی صحت بھی دے خدا ⁂ ہو عاقبت بھی نیک کہ فکرِ مآل ہے

آپ کے علمی کارنامے جس طرح آپ نیک مزاج اور حلیم الطبع ہیں۔ اِس سے بڑھ کر ذکی اور سلیم الطبع بھی ہیں۔ آپ نے اپنی خداداد ذہانت اور فطانت سے طبی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ جس طرح ڈاکٹر ہاروے نے دوران خون معلوم کیا تھا۔ ڈاکٹر رابرٹ اور جان میو نے عناصر کی تحقیقات کی تھی۔ ڈاکٹر ہنیمن نے علاج بالمثل (ہومیوپیتھی) اور ڈاکٹر شسلر نے بائیوکیمک اور بارہ اکسیر (ٹویلو ٹشو ریمیڈیز Twelve Tissue Remedy) کا نظریہ قائم کیا جس طرح ڈاکٹر لوئی کوہنی نے پیدائشی امراض کا سبب فارن میٹر (Foren mater) اور دوسرے ڈاکٹروں نے جراثیم کی تھیوری مقرر کی تھی۔ اسی طرح آپ نے امراض کی پیدائش نیا انکشاف کر کے طب جدید کی بنیاد رکھی۔ آپ نے صحت و مرض کا مدار افعال الاعضاء پر رکھا ہے۔ یعنی اگر اعضاء صحیح الافعال ہیں تو صحت ہے۔ اور اگر ان کے افعال میں تغیر آگیا ہے۔ تو مرض۔

آپ نے یہ اصول قائم کر کے طبی دنیا پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ جہاں تشخیص اور علاج میں سہولت ہو گئی ہے۔ وہاں اغلاط

فارن میٹر اور جراثیم کے جھگڑوں اور پیچیدگیوں سے بھی نجات مل گئی ہے۔ اِس کے علاوہ مختلف تھیوریوں سے جو طبی اختلافات رونما ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کے عامل ایک دوسرے کی تکذیب۔ تذلیل و تضحیک کرتے تھے۔ وہ تمام یکسر مٹ گئے ہیں۔ کیونکہ یہ اصول تمام طُرقِ طبیہ پر حاوی ہے۔ اور ہر ایک تھیوری کی تطبیق اس سے ہو سکتی ہے؛

آپ کا یہ کارنامہ ایسا شاندار ہے۔ جو اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور اس پر جس قدر فخر کیا جائے بجا ہے۔ برادران فن اور ابنائے وطن کو اس سے مستفید ہوتے ہوئے قدر کرنی چاہیئے۔ اور موجد طب جدید کے حق دعائے خیر کرنی چاہیئے۔

جزاہ اللہ فی الدارین خیراً ط ÷ وقٰہُ اللہ عن شرٍّ وَضَیْرًا ط

میرے مجرّبات میں عام طور پر طبی رہنما کے نسخے ہی استعمال کیا کرتا ہوں۔ جو نہایت ہی مفید ہیں۔ لیکن دوسرے نسخہ جات بھی حسب ضرورت استعمال کرلئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک دو ہدیۂ ناظرین ہیں:۔

حَب برائے اطفال:۔ صفتہ۔ ریوند چینی۔ پوست ہلیلہ زرد۔ بادیان۔ مساوی الوزن لیکر باریک پیسکر حبوب نخودی تیار کریں۔

مواقع استعمال بچوں کی دموی امراض مثل چھارو۔ پھوڑے پھنسیوں وغیرہ میں نہایت مفید ہے۔ جوان آدمی بھی مصفی خون اور قبض کشاء کے طور پر استعمال کرسکتے ہیں۔ ان گولیوں کے اجزاء بظاہر حقیر ہیں مگر فوائد میں اکسیر ہیں۔

ترکیب استعمال چھوٹے بچوں کو اُن کی والدہ کے دودھ میں گولی گھس کر دن میں دو تین بار دیا کریں۔ اور بڑے حسب برداشت ایک سے تین گولی تک ہمراہ بدرقہ مناسبہ؛

مُفت طلب کریں

مشہُور و مقبول عام و مستند!

دواخانہ یونانی دہلوی کشمیری بازار لاہور

کی

اسّی صفحہ کی فہرست ادویات مکمّل معہ

۵۰۰ جنتری ۱۹۳۳ء

جس میں پانچ سو سے زائد مرکبات درج ہیں؛ (منیجر)

دستِ شفاء

ہم ہندوؤں کے نکتۂ خیال کے بموجب اُستاد الاطبّاء کی روح مقدس دھنوتری کی کہی جائے تو بیجا نہیں

(از جناب حکیم چندولال ورما معالج دہلی!)

اُستاد الاطبّاء نمبر نکالنے کا خیال مبارک خیال ہے۔ اور یہ قابل قدر ہے کہ جناب اُستاد الاطباء حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید وہ برگزیدہ اور مقدس ہستی ہے۔ جن کے حالات زندگی عجیب وغریب ہیں۔ اور جنہوں نے طب اور طب کے جملہ رموز وغوامض پر عبور حاصل کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ بلا تعصب آپ نے ویدک اور ایلوپیتھی۔ یونانی۔ ہومیوپیتھی علاجوں کو بغور ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کے نقائص کو مثل از بام فرمایا۔ طب جدید پنجابی کی بنیاد ڈالی۔ احقر کو ذاتی تعارف عرصہ پندرہ بیس سال سے ہے۔ جبکہ تبصرۃ الاطباء کی ہستی عدم وجود تھی۔ آپ کے ہم خیال صرف چند دوست تھے:

میرے تعارف اور تعلقات کا باعث یہ ہے۔ کہ میں ریاست سرمور میں بعہدہ داروغہ جیل ممتاز تھا ایک قریبی رشتہ دار کی شادی میں سہارنپور جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک ماہ کے قریب شامل شادی رہا۔ ہر قسم کے بے احتیاطی خورونوش رہی۔ میرے پاؤں کی ایڑیوں میں سخت درد رہا۔ بیٹھ کر اُٹھنا مشکل تھا۔ مختلف ڈاکٹر اور دہلی کے حذاق اور مشہور حکماء کا علاج کرایا۔ لیکن کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ آخر الامر طبی اخبارات رفیق الاطباء لاہور یا المعالج امرت سر وغیرہ میں بصیغہ استفسار اپنے مرض کے متعلق حالات درج کرائے۔ حکیم صاحب استاد الاطباء نے از راہِ ہمدردی وعنایت خاص میرے حالات وعلامات دریافت فرمائے۔ میں نے مفصل تحریر کر دیا۔ حکیم صاحب ممدوح نے حسب ذیل نسخہ تجویز فرما کر بھیجدیا۔ جس کی قیمت بجائے پندرہ یا بیس روپیہ کے صرف عہ تھی۔ نسخہ ذیل ہے۔

صفتہٗ۔ بیج طرحشغوق (۱ تولہ) ۔ بیج کاسنی یا تخم کاسنی (۱ ماشہ) ۔ مورنجاں تلخ (۱ ماشہ) ۔ تخم کنوث (۱ ماشہ) ۔ انیسون (۱ ماشہ) ۔ تخم کرفس (۱ ماشہ) ۔ ریوند خطائی (۱ ماشہ)۔

ان ادویات کا نقوع استعمال کیا۔ دو ہفتہ کے اندر ایڑی کا درد جاتا رہا اور کایا پلٹ گئی۔ جس کے لئے دل سے استاد الاطبا کا شکر گذار اور فرمانبردار خادم ہوں اور اس وقت سے برابر عقیدتمند ہوں۔ شروع سے خریدار تبصرۃ الاطباء ہوں۔ اور ممبر انجمن خادم الحکمت:

بروقت کانفرنس ویدک ویونانی اُستاد الاطباء تشریف بہاں دہلی شریک ہوئے۔ نہایت اعتقاد اور ارادت حصول نیاز

سے مشرف ہوا۔ اس وقت میری اہلیہ بخار و بعارضہ ذات الجنب سخت مریضہ تھی۔ طب جدید کا مایہ ناز نسخہ اسے استعمال کرایا گیا جس سے فی الفور آرام ہو گیا۔

پوٹاسی برومائیڈ۔ پوٹاسی آیوڈائیڈ۔ اجوائن خراسانی۔ سفوف بیخی ایسی ایک ایک خوراک روزانہ تین دفعہ عرق بادیان کے ہمراہ۔

نسخہ مذکور کھلاتے ہی درد و بخار کو صحت ہو گئی۔ استاد الاطباء مریضاں کے علاج میں خاص دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔ صدہا مرضاء کے دورے حالات معلوم کر کے نسخے تجویز کئے اور صحت یاب ہو گئے۔ بڑے بڑے خاندانی حذاق بلا دیکھے نبض دور سے علاج کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور علاج میں عاری ہیں۔

اُستاد الاطباء حکیم احمد الدین صاحب کو خدائے عزوجل کی جانب سے **دست شفاء** حاصل ہے واقعی استاد الاطباء صاحب لقمان دوران اور بقراط زمان ہیں۔ ہم ہندوؤں کے نکتہ خیال کے بموجب استاد الاطباء کی روح مقدس دھنوتری کی کہی جائے تو بے جا نہیں۔ آپ درد بھرا دل رکھتے ہیں۔ قطعی کسی قسم کا لالچ نہیں ہے۔ استاد الاطباء نمبر کی خوشی میں دو نسخے جو صدری ہیں۔ پیش خدمت ہیں۔ آجکل سیلان الرحم صنف نازک کو کثیر الوقوع ہے۔ اس لئے اس کا نسخہ بہت تلاش سے ملا جو بہت کامیاب ہے۔

انبہ کا پھول یعنی مور چھالیہ کا پھول۔ پستہ کا پھول۔ ڈھاک کا گوند ہر ایک ایک تولہ شکر سفید دیسی ۴ تولہ سفوف تیار کریں۔ خوراک ایک کف دست بآب تازہ صبح و شام۔

سنگ مثانہ کے لئے اکثیر صفت نسخہ ہے۔

بوٹی نائے تلخ کُندر کشتہ سنگ یہود۔

ترکیب۔ بوٹی نائے تلخ و کندر کو ۵ تولہ پانی میں گھوٹ کر یعنی پانی میں ملا کر اوپر سے کشتہ سنگ یہود ۲ رتی کھلا کر اب بوٹی نائے تلخ کندر نوش کریں۔ اس طرح یومیہ استعمال کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۴ روز میں یا زیادہ سے زیادہ ۲۱ یوم میں کلی صحت ہو جاتی ہے۔

روغن دفلی اور سفوف مدر مجوزہ استاد الاطباء اس مرض میں نہایت سریع الاثر ہیں۔

برائے خارش ہر قسم۔

سمارت بازاری۔ گندھک آملہ سار۔ بانجی۔ برگ صنا خشک۔ سب کو ظرف گلی میں تین چھٹانک پانی میں شب بھر تر کر کے صبح کو زلال اس کا لیکر نوش کریں۔ اگر شہد سے شیرین کر لیں۔ تو اچھا ہے اور ان ادویہ کا پھوگ یعنی سفل باریک پیسکر بدن پر مالش کریں۔ بعد دو گھنٹہ کار بالک سوپ سے نیم گرم پانی سے غسل کرائیں۔

موجدِ طبِ جدید (فزیالوجیکل میتھی)

(از زبدۃ الحکماء ممتاز الاطباء حکیم ڈاکٹر دوست محمد صاحب تمغہ یافتہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت)

کسی شاعر کے شعر کا یہ مصرع۔ ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ اس پر جس قدر غور کیا ہے۔ بالکل صحیح اور عین فطرت کے مطابق پایا ہے۔ شاید حضرت مولانا ابو الاثر حفیظ صاحب نے بھی اسی خیال کو اس شعر میں باندھا ہے۔

(تنزل کی انتہاء چاہتا ہوں۔ کہ شاید ہو اس میں ترقی کا زینہ)

بڑے بڑے مدبران سیاست دان اور جلیل القدر مصلحان قوم اس اصولِ قدرت پر متفق رائے ہیں۔ کہ جب تک کوئی ملک یا قوم ادبار کی گھاٹیوں اور تنزل کی گہرائیوں میں اوندھے منہ نہ گر پڑے اس وقت تک اس کی آنکھ غفلت سے بیدار نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی وہ ترقی و ارتفاع کی طرف راغب ہوتی ہے۔ گویا حقیقی ترقی تنزل کے بعد ہی شروع ہوتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ دنیا کی سٹیج پر تقریباً ہر صدی کے بعد قدرت اس اصول پر ہمیشہ اپنا تماشہ پیش کر رہی ہے۔

سلطنت مغلیہ جو ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک زبردست بادشاہی تھی۔ جس نے کئی صدیاں اس پر حکومت کی ہے۔ اس کا چراغ جو ٹمٹما رہا تھا ۱۸۵۷ء میں بجھا دیا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس پر نہ صرف سلطنت مغلیہ کو ہی مٹا دیا گیا۔ بلکہ مسلمانوں کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔

اُس وقت قدرت کے اس قانون کے مطابق۔ ہر زوال در کمال اور اس مصرع کے مصداق ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ پھر روح اسلام نے انگڑائی لی۔ مسلمانوں میں حس و حرکت پیدا ہوئی۔ اور اس نے اپنی پستی اور بے بسی کا احساس کیا۔ اس قیامت صغرہ کے بعد کسی کو بھی یقین نہ تھا۔ کہ ایک دفعہ پھر مسلمانان ہند جاگیں گے۔ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دوسرے متمدن ممالک کو بھی اپنی طاقت کا لوہا منوا دینگے۔

اس وقت سرسید مغفور اور اُس کے رفقاء نے اس ڈوبتی ناؤ کو پھر نکالا۔ اور خود ناخدا بنے۔ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کا اہم کام اپنے ذمہ لیا۔ اور علم و عمل کی روشنی سے لوگوں کی رہنمائی کرنے لگے۔ اور اسی طرف بانگ درا بلانے لگے۔ اُس وقت کی غافل اور جاہل قوم کی تنظیم اور اصلاح اس قدر مشکل تھی۔ کہ اس وقت سرسید جیسے سربراعظم اور عالی ہمت مصلح قوم کی ضرورت تھی۔ جس نے ملک اور قوم میں نئی روح پھونک دی اور اس کے ساتھ مولانا نذیر احمد کی مذہبی عام فہم لٹریچر نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔

ان رہنمایانِ قوم کے ساتھ اُس وقت کئی ہستیاں ایسی بھی تھیں۔ جو تربیت پا رہی تھیں۔ جو بعد میں چرخ نیلی فام

پرستاروں کی طرح چمکیں۔ یعنی حالی کی قومی شاعری نے اس وقت جو کام کیا زمانہ اس کا معترف ہے۔ شبلی نعمانی نے اسلامی تاریخ دانی میں جو تحقیق اور کارہائے نمایاں کئے آجتک زمانہ میں سند ہیں۔ مولانا قاسم کا جوش وخروش آج بھی وہی سبق ملت اسلام کو دے رہا ہے۔ آنریبل سر عبدالقادر صاحب نے ادب اردو میں وہ رنگ پیدا کیا ہے کہ پنجاب اس پر جس قدر فخر کرے تھوڑا ہے ؛

مولانا محمد علی کی سیاست دانی اور انکی تقریروں اور تحریروں نے ملک میں وہ شور پیدا کیا کہ جس کو غیر ملک آج بھی احترام سے یاد کرتے ہیں ؛

اجمل شریف نامی خاندان کا چمکتا ستارہ طب یونانی کی عزت اور ناموس کا حامی جو بعد میں ملک کا مسیح بنا آج بھی اسکی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ ہے ؛

جب ایسی ہستیاں تربیت پا رہی تھیں۔ تو اس وقت پنجاب میں چند روحیں ایسی تھیں۔ جو ملک اور قوم کی خدمت کے لئے اس دنیا کا جنم لینے کے لئے بے چین اور بے قرار تھیں۔ شاعرِ مشرق سر اقبال فخر قوم۔ سر محمد شفیع مرحوم خلف ملت۔ مولانا ظفر کی روحوں کے ساتھ ساتھ ایک اور روح بھی عدم سے ہستی میں آنے کے لئے مضطرب تھی۔ کیونکہ فطرت عادل واقع ہوئی ہے۔ جب کوئی ملک یا قوم ترقی کرتی ہے۔ تو اس وقت قدرت ہر علم و فن کے موجد اور مصلح پیدا کرتی ہے۔ مذہب۔ اخلاق۔ ادب۔ سیاست۔ معاشرت کے ساتھ ساتھ ایک ایسی ہستی کی بھی ضرورت تھی۔ جو طب جیسے اہم اور ضروری فن کی مصلح اور موجد ہوتی۔ کیونکہ اب ہندوستان ایسے دور سے گذر رہا ہے۔ کہ یورپ کی کورانہ تقلید نہ کرے۔ بلکہ خود علم و فن میں موجد اور مصلح بنے۔ اور دنیا کو ہندوستان کی عظمت جتادے اور دنیا پر روشن کردے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لئے کسی دوسرے ملک کا دست نگر نہیں رہے گا ؛

حسب ونسب

یہ روح پنجاب کے دارالخلافہ لاہور کی شاہی سرزمین شاہ درہ دریائے راوی کے کنارے ۱۸۸۳ء میں عدم سے وجود میں (میاں سراج الدین صاحب کے گھر میں آئی۔ اس کا اسم گرامی **احمد الدین** رکھا گیا۔

گو احمد الدین صاحب زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے۔ مگر ان کے خاندان میں پشت ہا پشت سے علم اور فن حکمت چلا آتا تھا۔ ہاں خاندان کے کسی فرد نے بھی اس کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ آپ کے جد امجد میاں عمر الدین صاحب زبردست عالم اور ماہر طبیب تھے۔ آپکے تایا صاحب میاں چراغ الدین صاحب نے حکمت میں خوب نام پیدا کیا۔ گرد و نواح میں اب بھی انکی داستانیں لوگوں کے زبان زد ہیں۔ اُن کو فن طب سے کمال اشتیاق تھا۔ وہ مخلوقِ خدا کی بغیر کسی معاوضہ کے خدمت کرتے تھے۔

تعلیم

خاندانی فن اور ایسے ماحول میں پرورش پانے کے بعد کیسے ہو سکتا تھا کہ کسی اور فن کی طرف رجوع ہوتا جب کہ آپکی والدہ صاحبہ بھی اچھی عالمہ اور فن طب میں مہارت رکھتی تھیں ؛ سوائے آپکے والد ماجد کے جنکو طبی دلچسپی نہ تھی ۔

یہ قانون فطرت ہے ۔ کہ بچہ گود ہی میں تربیت حاصل کرتا ہے ۔ لائق والدہ کے بچے ہمیشہ لایق ہوا کرتے ہیں ۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے خلاف ہیں ۔ ان کی خدمت میں میں زور سے عرض کروں گا ۔ کہ وہ غلطی پر ہیں تعلیم مردوں کیطرح عورتوں کے لئے بھی از حد ضروری ہے ۔ جس ملک یا قوم کی عورتیں بے علم ہوں وہ ملک یا قوم اپنی جہالت سے ہمیشہ غلامی کے پھندے میں گرفتار رہتی ہے ۔

آپ کی بہترین تربیت کے ساتھ اوائل کی تعلیم بھی آپ کی والدہ ماجدہ نے دی ۔ اُن کا از حد شوق تھا کہ آپ ایک بہترین طبیب بنیں ۔ کیونکہ وہ بہت ہی علم دوست تھیں ۔

آپ نے سات سال تک اپنے گھر ہی میں اپنی والدہ صاحبہ سے تعلیم حاصل کی ۔ قرآن شریف اور اوائل فارسی کی کتب ختم کرلیں ۔ پھر ایک سال تک اپنے قبلہ دادا صاحب سے فارسی کی تعلیم حاصل کی ۔

آٹھ سال کے بعد آپ کو مدرسہ میں داخل کردیا گیا ۔ اس زمانہ کے مدرسے آجکل کی طرح نہ تھے ۔ بلکہ درس کی صورت رکھتے تھے ۔ یعنی کوئی عالم فاضل اپنا حلقۂ درس قائم کرتا تھا ۔ جہاں پر دور دور سے لوگ آکر مستفید ہوتے تھے ۔ اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے ۔ شاید کوئی ایک آدھ انگریزی طرز کا مدرسہ کہیں شہر میں ہوگا بھی سہی مگر اس وقت کے لوگ انگریزی تعلیم سے سخت متنفر تھے ؛

اُن دنوں شاہدرہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کرول میں درس قائم تھا ۔ اور مولوی سراج الدین صاحب جیسے عالم با عمل فاضل بے بدل اپنے فیض سے لوگوں کو فیض یاب کیا کرتے تھے ۔ آپ بھی اس حلقۂ درس میں داخل ہوگئے ۔ اور جلد ہی مولوی سراج الدین صاحب جیسے کامل اور خدا دوست کے منظور نظر ہوگئے ۔ مولوی صاحب کمال شفقت اور محبت سے آپ کو تعلیم دینے لگے ۔ چار سال کی لگاتار کوشش اور محنت سے آپ نے مولوی صاحب سے فارسی ۔ عربی اور منطق کی تعلیم حاصل کی ۔ ایک تو آپ کو ازل سے ہی ذہن اور فہم اچھا خاصہ حصہ میں ملا ہوا تھا ۔ دوسرے لایق استاد نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ۔ اور آپ نے ۱۲ سال ہی میں علوم دینی اور دنیاوی میں اچھی دسترس حاصل کرلی ۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں مولوی سراج الدین صاحب باقضاء الٰہی اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے ۔

چونکہ آپ کی تا حال علمی پیاس نہ بجھی تھی ۔ اِس لئے ایک دوسرے درس میں داخل ہوگئے ۔ جو ساتھ ہی تھا جس .....

بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۱۵۸

مَرحَبا اُستادُ الاَطِبّاءِ مَرحَبا

اثرِ خامہ مولانا صادق سلیمی جلال پوری

دریا کے ہر قطرۂ حقیر سے
صحرا کے ہر ذرۂ ناچیز سے
نالۂ بلبلِ اسیر سے
پیہم آتی ہے یہہ صَدا

مرحبا استاد الاطباء مرحبا

دلکش نغمۂ آبشار سے
ابرِ نیساں کی ننھی پھوہار سے
کسی دوشیزہ کے کیفِ طار سے
پیہم آتی ہے یہہ صَدا

مرحبا استاد الاطباء مرحبا

ہر شاخِ گل گلفشاں سے
ہر شاعرِ رنگین بیاں سے
ہر حُورِ باغِ جناں سے
پیہم آتی ہے یہہ صَدا

مرحبا استاد الاطباء مرحبا

شوخ کے تبسمِ بے قرار سے
حسین کے شبابِ پُر بہار سے
رباب حیات کے ہر تار سے
پیہم آتی ہے یہہ صَدا

مرحبا استاد الاطباء مرحبا

طب کے ہر گوہرِ آبدار سے
عدو کے دوئے غرمسار سے
صادق کے مآل افکار سے
پیہم آتی ہے یہہ صَدا

مرحبا استاد الاطباء مرحبا!

کلیات

طبیعت یا مزاج

معزز احباب اور صاحب صدر میں حسب دستور آج ایک علمی مضمون کو شروع کرتا ہوں۔ جس کو میں نے اس دفعہ لکھ لیا ہے۔ تاکہ رسالہ میں جلدی شائع ہو سکے۔ سابقہ جلسوں میں یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر زبانی تقریر کی جائے تو اس کے نوٹ اچھی طرح نہیں لئے جا سکتے۔ اور بعد میں اس کا ٹھیک کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ سے پوشیدہ نہیں کہ پیشتر کے جلسوں میں ارکان اور اخلاط کے مسائل اور قوت مدبرہ پر بہت کچھ سنایا جا چکا ہے۔ اس دفعہ مزاج کی باری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ امزجہ کے مسئلہ پر بھی میری طرف سے اور خصوصاً میرے مکرم و دوست حکیم سید فضل حسین صاحب کی طرف سے بہت کچھ بحث کی جا چکی ہے۔ اور اگر سچ پوچھا جائے۔ تو ارکان کے مسئلہ کے حل کرنے کے ساتھ ہی امزجہ کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مزاج کے معنے ہیں ملنا۔ یعنی ارکان اربعہ جب آپس میں ملتے ہیں۔ تو بقول اطباء ایک دوسرے پر تاثیرات ڈال کر۔ اپنی اپنی خاص خاص کیفیتوں سے دوسروں کو متکیف کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ چاروں عناصر باہمی جنگ کے بعد اپنی مخصوص صورتوں اور کیفیتوں کو چھوڑ کر ایک نئی چیز بن جاتے ہیں۔ جن کا نام اخلاط رکھا جاتا ہے۔ اور ہر خلط کی زیادتی کے مطابق اس کا مزاج کہلاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ جب ارکان و اخلاط کا مسئلہ غلط ثابت ہو چکا ہے تو ساتھ ہی مزاج کا مسئلہ بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض پہلے لوگوں نے بھی باوجود ارکان وغیرہ کا مسئلہ صحیح سمجھنے کے امزجہ کے مسئلہ کو صحیح تسلیم نہیں کیا۔ جیسا کہ کتب سابقہ کے پڑھنے سے اس بحث کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ارکان کے کسر و انکسار پر بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ جو حقیقت میں سچے ہیں۔ لیکن اس وقت میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ میں اس وقت امزجہ کے مسئلہ کی تغلیط کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا۔ بلکہ اس خیال کو لیکر کھڑا ہوا ہوں کہ جب ارکان و اخلاط و امزجہ کے مسائل غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ تو اب مزاج کے لفظ کو ہمارے دوست بول چال میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتے تو پھر متقدمین جن جن مواقع پر اس لفظ کا استعمال کرتے تھے۔ وہاں کس لفظ کا استعمال کیا جائے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بعض ایسے امراض ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ علامات و اسباب اور نتائج کے

لحاظ سے بہت کچھ مناسبت اور مطابقت رکھتے ہیں۔ اور علاج کے لحاظ سے بھی وہ ایک ہی قبیلے میں تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے باوجودیکہ وہ امراض علیحدہ علیحدہ اپنی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر تاہم ان کو ایک ہی قبیلہ کے افراد میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح سے بعض اوقات ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان متعدد امراض کو ہم کسی ایک ہی نام کی طرف منسوب کریں۔ اس مجبوری کی وجہ سے ہی ڈاکٹر صاحبان باوجود عناصر اربعہ اور اخلاط اربعہ کے مسائل کو غلط سمجھنے اور چھوڑ دینے کے پھر بھی مزاج کے لفظ کو چھوڑ نہیں سکے بلکہ مزاج اربعہ کے علاوہ کچھ اور مزاجیں بھی ان کو تسلیم کرنی پڑیں۔ مثلاً علاوہ دموی۔ صفراوی۔ بلغمی اور سوداوی مزاجوں کے ان کو خنازیری۔ نقرسی۔ آتشکی عصبی وغیرہ اور مزاجیں بھی تسلیم کرنی پڑیں۔

بات اصل میں یہی صحیح ہے۔ کہ دنیا میں ہر ملک ہر قوم بلکہ ہر ایک خاندان کے حالات زندگی۔ اور کئی دیگر خصوصیات جدا جدا ہوا کرتی ہیں۔ بعض خاص خاص امراض میں مبتلاء ہونے کی استعداد بھی خاص خاص ملکوں یا قوموں یا خاندانوں کے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ انسان تو کجا دنیا کے اشجار و نباتات اور معدنی اشیاء میں بھی قدرت نے یہی سلسلہ رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ بعض درختوں اور بوٹیوں کے پتوں پھولوں اور ان کے ظاہری قد و قامت۔ بلکہ ان کے ذائقہ اور تاثیرات میں بھی باوجود بعض امتیازات و مغائرت کے پھر بعض میں اشتراک و اتحاد بھی پایا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا معدنی چیزیں بھی باوجود باہمی مغائرت کے بعض متحدہ تاثیرات کی وجہ سے بھی ایک قبیلہ کی دوائیں سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً معدنی چیزوں میں شورہ۔ جوکھار۔ لونا سجی۔ نوشادر۔ چونہ وغیرہ دوائیں ایک ہی قبیل کی معلوم ہوتی ہیں۔ اور طائفۃ الاشخاریہ یا الکلی کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔ اسی طرح شبت۔ انیسوں۔ بادیان۔ زیرہ۔ اور کشنیز وغیرہ کو باوجود مختلف نوع ہونے کے فصیلۃ الخیمیہ یا طائفۃ الخیمیہ کہہ لیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کی سب دوائیں مقوی معدہ کا سرالرباح ہیں۔ اس لئے جب ایسی چیزوں کے استعمال کی طرف اشارہ کرنا پڑتا ہے۔ تو صرف اسی قدر ظاہر کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح سے غاریقوں۔ کھنبی۔ پدبیڑا وغیرہ کئی قسم کی ادویہ کو صرف الفصیلۃ الفطریہ کے نام سے لکھدیتے ہیں۔ اور بیگن۔ مولی۔ جوزماٹل۔ اجوائن خراسانی وغیرہ مختلف التاثیر چیزوں کو الفصیلۃ البادنجانیہ کہدیتے ہیں۔ یعنی بینگن کے قبیلے کی دوائیں۔ علی ہذا القیاس ادویات ہر قسم میں ادویہ کے کئی قبیلے اور خاندان ہیں۔ اسی طرح حیوانات میں بھی قبائل موجود ہیں۔ مثلاً جونک۔ گنڈوے اور کئی قسم کے کیڑے جن میں ہڈی پسلی نہیں ہوتی۔ الفصیلۃ العلقیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وقس علیٰ ہذا۔

جب یہ حال ہے۔ کہ ہر ایک چیز میں قبیلے اور طائفے اور گروہ موجود ہیں۔ تو ضروری اور لازمی ہے کہ مرضوں میں بھی اسی طرح سے قبیلے اور طائفے موجود ہوں۔ چنانچہ تجربات و مشاہدات متواترہ سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ مرضوں میں بھی کئی قسم کے قبائل موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے ان قبائل کو دیکھتے ہوئے ان کا کوئی نہ کوئی نام رکھنا ضروری اور لازمی ہے۔

یہی سبب ہے کہ ہر ایک طب والوں کو امراض کے قبائل کو دیکھتے ہوئے ان کے نام رکھنے پڑے۔ آیورویدک نے دوشوں کے اختلاف کی طرف نسبت دیکر ان کے نام رکھدیئے۔ اور یونانیوں نے اخلاط اور امزجہ کی طرف نسبت دیدی۔ اور ایلو پیتھک بھی مزاج کی طرف نسبت کرنے پر مجبور ہوگئی۔ حتیٰ کہ ہومیو پیتھک جو مادیات کی قائل ہی نہیں۔ بلکہ صرف روحانی قوت کی قائل ہے۔ اس کو بھی یا تو ایلو پیتھک اور یونانیوں کی تتبع میں مزاجوں کو ہی تسلیم کرنا پڑا۔ یا بعض علامات کی طرف نسبت دیکر ایک گروہ قرار دیدیا۔ حالانکہ ان کو اپنے اصول کے ماتحت رہ کر ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

لیکن اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہم ایسے موقعہ پر کیا کریں۔ کیا ہم بھی مزاجوں کے قائل رہیں۔ یا کوئی اور اصطلاح قائم کریں۔ کیونکہ کچھ نہ کچھ ہمیں کرنا ضرور پڑے گا۔ مثلاً بعض امراض کے مریضوں میں مُنہ کا مزا کڑوا ہوتا ہے۔ آنکھیں اور چہرہ زرد ہوتا ہے۔ پیشاب رنگین اور سوزشناک ہوتا ہے۔ جو یونانیوں کے نزدیک صفراوی امراض کہلاتی ہیں۔ اور اگر منہ کا مزا پھیکا ہو اور بدن کا رنگ سفیدی مائل ہو۔ اور خون کی سُرخی کم ہوگئی ہو۔ قارورہ بھی سفید آتا ہو۔ تو خواہ اس کو نزلہ زکام ہو۔ خواہ ضیق النفس ہو۔ اور خواہ کھانسی مزمن ہو۔ یا اور کوئی اسی قسم کا مرض ہو۔ تو ایسے تمام مریضوں کو بلغمی امراض کے مریض کہیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس دموی اور سوداوی امراض کے بھی قبیلے انہوں نے قائم رکھے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے کئی قبائل امراض میں ضرور موجود ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور ایک مشہور و محسوس چیز سے خواہ نخواہ انکار کرنا دیانت اور صداقت کے خلاف ہے۔ خصوصاً ایسے امور میں جو مشاہدات اور تجربات سے ثابت ہوں۔ کیونکہ جو مسائل سابقہ محض قیاس پر مبنی ہیں۔ اگر وہ ہمارے نزدیک غلط ثابت ہوں۔ تو ہم ان کا انکار کرسکتے ہیں۔ جیساکہ میں قبل ازیں بھی اپنی تقریروں اور تحریروں میں ظاہر کرچکا ہوں کہ اگرچہ متقدمین کے قیاسات کو تو ہم تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھ سکتے ہیں۔ لیکن ان کے مشاہدات اور تجربات سے انکار نہیں کرسکتے۔ مثلاً امراض کے متعلق ہم خلطوں کا تو لحاظ اور اعتبار نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ قیاسی باتیں ہیں۔ جن کے خلاف ثابت ہونے کی وجہ سے ہم ان کو چھوڑ چکے ہیں۔ لیکن ان ہی امراض کی وہ علامات جو متقدمین نے تجربات و مشاہدات متواترہ پر قائم کرکے لکھی ہیں۔ ان کا ہم انکار نہیں کرسکتے۔ اسی طرح ادویات کی مزاجوں اور کیفیات مقررہ سے تو ہم انکار کرسکتے ہیں۔ مگر جو افعال و خواص انہوں نے اپنے تجربات اور مشاہدات میں صحیح پائے ہیں۔ ان کا انکار نہیں کرسکتے۔ کیونکہ قیاس میں تو غلطی کا بہت امکان ہے۔ مگر تجربہ اور مشاہدہ میں بہت کم غلطی کا احتمال ہے خصوصاً وہ تجربات جو مسلسل اور متواتر ہزارہا اطباء نے کئے۔ ان میں ذرہ بھر بھی غلطی کا امکان نہیں۔ دیکھو قیاسی باتوں میں تو خود حکمائے سابقین بھی باہم مختلف اور متضاد خیالات رکھتے ہیں۔ مگر تجربات میں کبھی اختلاف نہیں کرتے۔ مثلاً بنفشہ کو ایک حکیم گرم سمجھتا ہے تو دوسرا سرد قرار دیتا ہے۔ مگر اس کے ملیّن اور قبض کشا ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہزاروں حکماء میں سے کوئی ایک حکیم بھی اس کو قابض قرار نہیں دیتا۔ اسی طرح کاسنی کو بعض لوگ گرم قرار

دیں۔ اور اکثر لوگ سرد کہیں۔ مگر اس کے مقوی جگر ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ پس جو چیز تجربات و مشاہدات متواترہ سے ایک خاص تاثیر میں موثر تسلیم کی گئی ہے۔ اس کا ہم کبھی انکار نہیں کر سکتے۔

پس جب ہم ایمانداری سے مشاہدات میں دیکھتے ہیں۔ کہ امراض میں اکثر قبائل پائے جاتے ہیں۔ تو ہم کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ ہاں ہم کو مزاجوں کے تسلیم کرنے میں ایک بہت بڑی مشکل بھی پیش آ جاتی ہے۔ جس کے حل کئے بغیر ہم مزاجوں کے قائل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مزاج کے ماننے سے عناصر اور ان کی کیفیات اور اخلاط اور ان کے اثرات سے مرضوں کے پیدا ہونے کو بھی ساتھ ہی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ مزاج ماننے کے ساتھ ہی یہ تسلیم کر لینا پڑے گا۔ کہ عناصر اربعہ کے ملنے سے وہ چیز پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ باطل ہے۔

اس جگہ اگر کوئی نئے دوست اعتراض کر دیں۔ کہ کیا حرج ہے۔ کہ عناصر اربعہ کو ہی تسلیم کر لیا جائے اور اخلاط کا بھی اقرار کر لیا جائے۔ جبکہ امزجہ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ممکن ہے یہی امورات ہی صحیح ہوں۔ اور ہم نے غلطی سے ان کا انکار کر دیا ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ عناصر اور اخلاط کے مسائل ہم نے معمولی تحقیقات سے نہیں چھوڑ دیئے۔ بلکہ بہت بڑی تحقیقات کر کے ان کو غلط بلکہ اغلط پایا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ امزجہ کے مسئلہ کو بھی ہم نے اپنی صحیح تحقیقات میں جو ہمارے مسلسل تجربات اور متواتر مشاہدات کے ساتھ کی گئی ہے۔ بالکل غلط اور ناقابل قبول پایا ہے صرف امراض کے گروہ ثابت ہو جانے سے امزجہ کی ضرورت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ امزجہ کا مسئلہ اصولاً غلط ہے اور امراض کے قبائل کسی اور نام سے بھی موسوم کئے جا سکتے ہیں۔ اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یونانی طب کا مسئلہ امزجہ علاوہ خلاف تجربات ہونے کے تمام قبائل امراض پر حاوی بھی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اس کی اور بھی کمزوری ثابت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بعض اشخاص کو آم کا پھل خواہ کیسا ہی اچھا ہو۔ موافق نہیں آتا۔ اس کے کھانے سے فوراً چھپاکی نکل آتی ہے۔ مگر ایسے اشخاص کو ہم کسی مزاج مقررہ کی طرف بھی نسبت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ علاوہ آم کے ان کو ہر قسم کے دوسرے پھل خواہ گرم ہوں یا سرد۔ اور خشک ہوں یا تر کوئی نقصان نہیں کرتے۔ اسی طرح دوسری چیزیں بھی علیٰ ہذا بعض اشخاص کو دودھ موافق نہیں آتا۔ مگر ہم اس نقص کو بھی کسی خاص مزاج کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس میں علاوہ ایک ضرر اور نقص کے دوسری کوئی علامت اس مزاج کی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ سراسر اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ آپ اس کو بھی جانے دیں۔ علاوہ ان گروہوں کے اور بھی کئی گروہ امراض کے پائے جاتے ہیں۔ جن کے وجود کو ہمارے تجربات متواترہ بالکل صحیح ثابت کر دیتے ہیں۔ مگر وہ ان امزجہ مقررہ میں سے کسی مزاج کے گروہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً مرض آتشک جس کو ایک دفعہ ہو جائے۔ پھر وہ شخص اس کے بعد بعض خاص خاص امراض کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ان امراض میں سے بعض امراض سوداوی کہی جا سکتی ہیں۔ بعض بلغمی اور بعض دموی وغیرہ وغیرہ۔ جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ امراض کا بھی ایک گروہ ہے۔ جو آتشک کے ظہور کے بعد یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس گروہ امراض

سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر افسوس کہ وہ ان مقررہ چار گروہوں میں سے کسی ایک گروہ میں بھی شامل نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ڈاکٹروں کو آتشگی مزاج الگ قرار دینی پڑی۔ پس اب یا تو یونانی بھی علاوہ امزجہ اربعہ کے کسی اور مزاج کے قائل بنکر اس گروہ امراض کو اس کی طرف منسوب کریں۔ اور یا ان میں کسی ایک مزاج میں ان تمام امراض کو شامل کر کے دکھائیں۔ جو اپنی مختلف نوعیتوں اور ماہیتوں کے باعث ہرگز ہرگز بھی کسی ایک میں شامل نہیں کی جا سکتی۔ علےٰ ہذا القیاس خنازیری مزاج جس کو ٹیوبرکل ٹیمری منیٹ یا سکرافولس ٹیمری منیٹ کہتے ہیں اور جس مزاج کے اشخاص عموماً امراض ذیل میں سے کسی نہ کسی مرض یا بعض امراض میں مبتلاء ہونے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ (۱) نزلہ وزکام۔ دردسر۔ صرع۔ دوار کھانسی۔ خنازیر۔ گمبیر۔ ناسور۔ قبض یا اسہال۔ تپ دق۔ سل وغیرہ وغیرہ۔ اب دیکھ لیں۔ کہ امراض کا یہ گروہ یا قبیلہ کسی ایک خلط کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دیکھو ڈاکٹروں نے ایک نقرسی مزاج قائم کی ہے۔ جس مزاج کے انسان ہمیشہ کم وبیش امراض ذیل میں سے کسی نہ کسی مرض میں مبتلاء ہوتے رہتے ہیں۔ (۱) ضعف ہضم (۲) آروغ ترش (۳) جریان واحتلام (۴) وجع المفاصل (۵) ہاتھ پاؤں کے تلوؤں کا جلنا (۶) فم معدہ کا جلنا (۷) پیشاب میں ریگ کا آنا (۸) درد گردہ (۹) پتھری وغیرہ وغیرہ۔ اب بتلائیے کہ ان امراض کے ایک گروہ کا وجود اور وقوع چونکہ ثابت ہے۔ اس لئے اگر اس کو کسی ایک خلط میں محدود نہ کیا جا سکے۔ جیسا کہ واقعی نہیں کیا جا سکتا۔ تو ضروری ہے کہ اس کو ایک الگ مزاج قرار دیا جائے۔ جیسا کہ یورپین حکماء نے اس کو الگ مزاج قرار دیا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس۔ کئی گروہ امراض کے ایسے موجود ہیں۔ جن میں سے کوئی سارا کا سارا گروہ صرف ایک ہی مزاج خلطی میں محصور ومحدود نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے ڈاکٹروں نے جرأت کے ساتھ بعض اور مزاجیں قائم کر رکھی ہیں۔

لیکن میں آپ کو بتلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ڈاکٹروں نے بھی اس میں بہت کمزوری دکھائی ہے۔ کیونکہ انہوں نے مزاج کا لفظ غیر محل استعمال کیا ہے۔ مثلاً ٹیوبرکل یا نقرس کسی مزاج کا نام نہیں۔ بلکہ امراض کے نام ہیں۔ تو ایک طرف دموی۔ بلغمی اور صفراوی وغیرہ وغیرہ امزاجیں بھی قرار دیتے ہیں۔ جو حقیقت میں یونانی کی مقررہ مزاجیں ہیں۔ اور جن کا مفہوم الگ ہے۔ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اور آپ صاحبان بھی ان کی ماہیت وکیفیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن ساتھ ہی بعض مزاجیں امراض کی طرف نسبت دے کر بنائی گئی ہیں۔ جو سراسر ناجائز اور مداخلت بیجا ہے۔ چاہیئے یہ تھا۔ کہ یا تو ان ایزاد کردہ مزاجوں کی اخلاط بھی مستزاد کرتے۔ اور یا اخلاطی مزاجوں کے نام بھی چھوڑ کر ان کو بعض امراض کی طرف منسوب کر دیتے۔ حالانکہ پھر بھی مزاج کا لفظ اپنے موضوع کے لحاظ سے صحیح نہ ہوتا۔ کیونکہ مزاج کا لفظ بعض عناصر کے امتزاج کو چاہتا ہے۔ اور تاوقتیکہ ہر ایک مزاج کے لئے علیحدہ علیحدہ عناصر کے امتزاج کا اظہار نہ کیا جائے صرف امراض کے ماتحت مزاج کا لفظ استعمال کر لینا اس کو اپنے مفہوم اور معنوں سے پھیر دینے کا مترادف ہے۔

حاصل کلام یہ کہ امراض کے گروہ کا جو تقرر یونانیوں نے کیا۔ وہ بھی ضروری تھا۔ اگرچہ صحیح نہ تھا۔ اور ڈاکٹروں

نے جس قدر گروہ قرار دیئے وہ بھی واقعی گروہ ہیں۔ لیکن ان پر جو مزاج کا لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اب ہمارے واسطے نہایت مشکل آپڑتی ہے۔ کہ نہ تو ہم یونانیوں کی مقرر کردہ مزاجوں کے قائل ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ عناصر اربعہ اور اخلاط اربعہ جیسے غلط مسائل پر مبنی ہیں۔ اور نہ ہی ہم ڈاکٹروں کی مقرر کردہ مزاجوں کے قائل ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ سراسر مزاج کے مفہوم میں ہی نہیں آسکتے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند ذرہ بھر بھی غور کرے تو اسے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کسی خاص مرض کی طرف مزاج کو منسوب کرنا ایک مضحکہ خیز امر ہے۔ اور اس کے کوئی بھی معنے نہیں بن سکتے۔ پس اس مشکل سے نکلنے کے لئے میں نے بہت غور و فکر کے بعد یہ تجویز کی ہے۔ کہ ہم مزاج کے لفظ کو بھی چھوڑ دیں۔ جیسے کہ اخلاط وغیرہ کے الفاظ کو ہم نے اپنی طب سے نکال دیا ہے۔ اور اس کی جگہ پر لفظ طبیعت کا استعمال کیا کریں۔ اور طبیعت کا لفظ ہر رنگ میں اعلیٰ اور موزون ہے۔ اول یہ کہ اپنے معنوں کے لحاظ سے بھی بالکل بجا اور برمحل ہے۔ اور اپنی شہرت اور کثرت استعمال کی وجہ سے بھی لفظ مزاج سے ایک ذرہ بھر کم نہیں ہے۔

اگر ہم اس لفظ مزاج کے مقام پر کوئی اور غیر معروف لفظ استعمال کرتے۔ تو خواہ مضمون کے لحاظ سے کس قدر بھی موزون و مناسب ہوتا۔ مگر نئی اصطلاح ہونے کی وجہ سے دنیا میں شہرت اور مقبولیت نہ حاصل کرسکتا۔ مقام مسرت ہے۔ کہ یہ لفظ بالکل مزاج کے لفظ کی طرح مشہور و مقبول ہوچکا ہے ۔ جب ہم کسی کو ملتے ہیں۔ تو جہاں یہ دریافت کرسکتے ہیں۔ کہ فرمائیے مزاج کا کیا حال ہے۔ اسی طرح ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ فرمائیے طبیعت کا کیا حال ہے یا یہ کہ آپ کی طبیعت اچھی ہے۔ اور مضمون کے لحاظ سے بھی اس کا مفہوم نہایت صحیح اور موزون بلکہ مناسب ترین ہے کیونکہ یہ لفظ اس سے پہلے بھی عام طور پر ہماری طب قدیم میں مستعمل ہے۔ اور ہمیشہ چار معنوں پر اطلاق پاتا ہے۔ بقول جناب بقراط طبیعت ایسی قوت کو کہتے ہیں۔ جو بدن انسان کی مدبر اور جسم کی ہر حرکت و سکون کی مبداء ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے بھی یہ لفظ نہایت پُر مغز اور پُر معنی ہے۔ کیونکہ ہم ہر ایک مرض کو طبیعت مدبرہ بدن کی غیر معتدل رفتار کا ہی نتیجہ سمجھتے ہیں۔ پس ہم جب کسی دوست سے سوال کرتے ہیں۔ کہ آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ کیا طبیعت مدبرہ اپنی رفتار اصلی پر ہے یا نہیں۔ دوسرے معنے اس کے مزاج خاص کے ہیں۔ جو بدن کو حاصل ہو۔ یہ معنے بھی ہمارے لئے بہت مفید ہیں۔ کیونکہ جس زمانہ میں مزاج کو ایک خاص معنوں میں استعمال کرنے کے باوجود اس کی جگہ پر لفظ طبیعت استعمال کرلیتے تھے۔ تو آج جب لفظ مزاج کا موضوع غلط ثابت ہوگیا ہے۔ اور ہم اسے چھوڑ رہے ہیں۔ تو یہ لفظ طبیعت کا ہمارے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ تیسرے معنے اس کے ہیئت ترکیبیہ کے ہیں۔ یعنی جس قسم کی کسی جسم کی ہیئت ترکیبیہ ہوگی۔ وہ اس کی طبیعت کہلائے گی۔ یہ تیسرے معنے بھی بہت ہی اعلیٰ اور ہمارے عقائد مسلمہ کے عین مطابق ہیں۔ کیونکہ ہیئت ترکیبیہ میں اعضاء اور ان کے افعال کی کمی بیشی داخل ہے۔ اور ہمارے نزدیک افعال الاعضاء کی کمی بیشی خواہ وہ اعضاء کے کسی موجودہ۔ یا سابقہ نقص کی وجہ سے ہو۔ یا کسی اور سبب سے ہو۔ بہرحال

ہیئت ترکیبیہ میں فرق آنا۔ یا اعتدال مزاج میں فرق آنا۔ یا طبیعت کا صحیح نہ رہنا۔ یہ سب مترادفات ہی ہیں۔ چوتھے معنے اس لفظ کے حرکت نفس کے بھی آئے ہیں۔ مگر یہ معنے بھی ہمارے مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ ایک طرح سے موید ہی ہیں۔ لیکن پہلے معنے سب سے اعلیٰ اور بالکل صحیح ہیں۔ جن کی شہادت میں نہ صرف بقراط ہی پیش کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ افلاطون اور علامہ قرشی کا نام بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ پس ہر حال آج سے ہم اعلان کرتے ہیں کہ لفظ مزاج کی جگہ ہر تحریر و تقریر میں لفظ طبیعت لکھا اور پڑھا جایا کرے۔

باقی رہا یہ سوال کہ پھر امراض کے ان مختلف گروہوں کے متعلق کیا فیصلہ کیا جائیگا۔ اور لفظ طبیعت کو صفرادی بلغمی۔ دموی۔ سوداوی۔ نقرسی خنازیری وغیرہ کے ساتھ نسبت دی جائے گی۔ یا کیا کیا جائیگا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ساری نسبتیں صحیح اور درست نہیں ہیں۔ اِس لئے ہم ان کو کبھی استعمال نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم اس کے دونوں معنوں یعنی طبیعت مدبرہ اور ہیئت ترکیبیہ کو صحیح سمجھتے ہوئے اس کی نسبت ان اعضاؤں کی طرف کریں گے۔ جن کی ہیئت ترکیبی میں فرق آگیا ہو۔ یا جن کے افعال اعتدال سے برگشتہ ہو چکے ہوں گے۔

مثلاً جس شخص کا رنگ عموماً زردی مائل رہتا ہے۔ پیشاب زرد آتا ہے۔ نبض بطی موٹی مگر نرم ہے۔ جسم متہیج اور گوشت متخلخل ہے۔ اور بھوک کبھی زیادہ کبھی کم ہوتی رہتی ہے۔ اور کبھی دست کبھی اسہال آجاتے ہیں۔ کبھی اس کو یرقان ہوتا ہے۔ کبھی عظم جگر کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی ورم جگر۔ کبھی عظم الطحال کبھی حجارۃ المرارہ ہو جاتا ہے۔ کبھی بخار موسمی میں گرفتار ہوتا ہے۔ کبھی ضعف جگر میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسے آدمی کے چونکہ جگر کے افعال صحیح نہیں ہیں۔ اس لئے اس کی طبیعت کا نام کبدی طبیعت رکھا جائیگا۔ اور وہ مذکورہ بالا امراض کے لئے مستعد رہے گا۔ یا مثلاً ایک شخص کی رنگت اگرچہ زرد تو نہیں۔ مگر خون کی سرخی کم ہے۔ بدن لاغر ہے۔ جلد تنی ہوئی اور خشک ہے نبض بطی مگر باریک اور صلب ہے۔ پیشاب سفید رنگ کا آتا ہے تو وہ شخص معدی طبیعت کا ہوگا جس کو آروغ ضعف معدہ ریاح۔ قبض۔ کمی اشتہاء وغیرہ امراض ستاتی رہیں گی۔

علےٰ ہذا القیاس طبیعت رئوی۔ دماغی عصبی۔ غددی۔ قلبی وغیرہ وغیرہ حسب افعال اعضاء انسانی کے کئی قسم کی طبیعتیں قائم کی جائیں گی۔ جن کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ فلاں اعضاء کی ہیئت ترکیبیہ حالت صحت پر نہیں ہے۔ پس جس جس عضو کی ہیئت ترکیبیہ صحیح نہ ہوگی۔ یا جس جس عضو کے افعال کو طبیعت مدبرہ بدن اعتدال پر نہ چلا رہی ہوگی۔ اسی عضو کے نام سے اس طبیعت کو نسبت دی جائے گی۔ کیونکہ ایسے شخص کو آئندہ اکثر اسی قسم کے امراض سے مقابلہ پڑے گا۔ جو اس خاص عضو کی کمی بیشی افعال کے متعلق ہوں گے۔ اس صورت میں بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ طبیعت کو مخصوص کرنے کے ساتھ ہی وہ تمام امراض بھی آنکھوں کے سامنے آجائیں گے۔ جو اس عضو سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ معالج صاحبان طب جدید پنجابی ایک دوسرے سے تشخیص طبیعت میں اختلاف نہیں کیا کرینگے۔ جیسا کہ عام طور پر

یونانی حکماء کے اندر ہر ایک مزاج کی تشخیص میں ہوا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہی مرض کو ایک طبیب بلغمی کہہ رہا ہے تو دوسرا اسی کو صفراوی قرار دے رہا ہے۔ اور تیسرا سوداوی بنا رہا ہے۔ کیونکہ ہماری یہ تشخیص افعال الاعضاء کے ماتحت ہوگی۔ پس یہ ناممکن ہے۔ کہ ایک شخص جو ہمیشہ نزلہ وزکام میں مبتلاء رہتا ہے مرض ضیق النفس کے دورے اس کو پڑتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ کم وبیش کھانسی بھی اسے ستاتی رہتی ہے۔ تو کون ایسا پاگل ہوگا۔ کہ اس کی طبیعت کو رطوبی کہنے کی بجائے اس کا نام کبدی قرار دیگا پس ہماری اس تجدید اور اصلاح طب کا نہ صرف یہی فائدہ ہوگا۔ کہ ہم علاج صحیح کر کے جلدی کامیاب ہوا کریں گے۔ بلکہ یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ پبلک میں بھی ہمارا اعتبار اور وقار قائم ہو جائیگا۔ کیونکہ جس طبیب کے پاس بھی وہ بیمار علاج کے لئے جائیگا۔ سب کے سب اس کو ایک ہی قسم کا مریض سمجھیں گے۔ اور ایک ہی عضو کی طرف طبیعت کی نسبت کرینگے جس سے مریض کا یقین پورے طور پر ہمارے اطباء پر راسخ اور مستحکم ہو جائیگا۔ اور پھر علاج بھی وہی کریں گے۔ جو اس عضو ماؤف کے لئے مقرر ہے۔ نہ کہ موہوم مزاجوں کی کیفیات سے ڈرتے ہوئے تبرید تسخین وغیرہ کے پیچھے پڑ جائیں۔ اور اصل مرض جوں کا توں ٹھہرا رہے بلکہ غلط علاج ہونے کی وجہ سے پہلے سے بھی بڑھ جائے۔ مثلاً رطوبی مریض کے لئے ہم کوئی تبرید یا تسخین نہیں کریں گے۔ بلکہ صرف یہ دیکھیں گے۔ کہ پھیپھڑوں کا فعل اخراج بلغم کم ہے یا زیادہ۔ اگر اخراج حد اعتدال سے زیادہ ہے۔ تو ضروری ہے کہ بلغم رقیق اور سفید ہوگا۔ پس ہم اس کو بارد سمجھکر تسخین کے درپے نہیں ہوں گے۔ بلکہ جب سیکراں یا برش کا فوری دیکر اسی دن پھیپھڑوں کے فعل اخراجیہ کو کم کر دیں گے۔ جس سے بلغم غلیظ ہو کر اعتدال پر آ جائیگا۔ لیکن اگر بلغم غلیظ اور زرد رنگ کا خارج ہو رہا ہے۔ تو پھیپھڑوں کا فعل زیادہ کرنے کی نیت سے ہم حب منصل اور دیگر مخرج بلغم ادویات دے دیں گے۔ تاکہ بلغم زیادہ خارج ہو کر سانس درست ہو جائے اور بلغم رقیق ہو کر خارج ہونے لگے۔ اور اس کی لزوجت جو ضیق النفس کا باعث ہے رفع ہو جائیگا۔

علیٰ ہذا القیاس۔ اس ایک لفظ مزاج کی ترک اور طبیعت کے لفظ کے استعمال سے نہ صرف یہ ایک فائدہ ہے کہ ہم غلط لفظ کے استعمال سے بچیں گے بلکہ کئی قسم کے بڑے بڑے فائدے پہنچ سکتے ہیں۔ جس سے طب اور اطباء کی عزت وتوقیر میں چار چاند لگ جائیں گے۔

باقی رہا یہ کہ کس قدر طبیعتیں ہم کو قرار دینی پڑیں گی۔ اور ایک طبیعت کے ماتحت کس قدر امراض کا تقرر کیا جائیگا۔ یہ سوال ایسا نہیں کہ جس کا جواب اسی مجلس میں دیا جا سکے۔ کیونکہ اگر اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ تو بہ وقت اس کے واسطے مکتفی نہیں ہو سکتا۔ ہاں مختصر طور سے صرف مہمل سا جواب یہ ہے۔ کہ جس قدر اعضاء بدن انسان میں موجود ہیں۔ سب کی طرف اس کی نسبت کی جا سکتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ طبیعتیں مختلف اور متعدد نہیں بن جائیں گی۔ کیونکہ طبیعت تو ایک ہی ہے جس کا نام قوت مدبرہ بدن یا وائٹل فورس یا قوت حیات ہے۔ مگر مختلف اعضاء کے افعال کے تغیر خفیفہ مستقلہ پر ان اعضاء متغیر الافعال کی طرف اس کی نسبت کی جائے گی۔ جس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ فلاں شخص کے فلاں عضو

کے افعال درجہ اعتدال پر نہیں ہیں۔ کیونکہ طبیعت مدبرہ بدن بعض اسباب کے وقوع کی وجہ سے اس عضو کے افعال کو طبعی طریق پر رکھنے کی بجائے غیر معتدل رفتار پر چلا رہی ہے۔ جس سے نتیجہ کسی نہ کسی مرض کی صورت میں کبھی نہ کبھی ظاہر ہوگا پس اس لحاظ سے اس کا نام طبیعت فلاں عضو رکھا جائیگا۔ جیساکہ گذر چکا ہے۔

اس تھیوری کی بناء پر ایک اور سوال بھی حل ہوجاتا ہے۔ جو اکثر طبائع میں پیدا ہوسکتا ہے۔ جیساکہ ایک دوست کی طرف سے یہ سوال کسی گذشتہ رسالہ تبصرہ میں شائع بھی ہوچکا ہے۔ اور بعض دوستوں نے اس کے جوابات بھی لکھے ہیں اور وہ سوال یہ ہے۔ کہ طبیعت مدبرہ بدن پہلے خود بیمار ہوتی ہے۔ یعنی اپنی طبعی رفتار سے برگشتہ ہوتی ہے۔ تو بعد میں اعضاء کے افعال حالت طبعی سے برگشتہ ہوتے ہیں جس سے ثابت ہوا۔ کہ افعال الاعضاء کے تغیر کا نام مرض نہیں بلکہ طبیعت مدبرہ کے افعال کا تغیر ہی مرض ہے۔ تو سوال کو اس مسلمہ نے پورے طور پر حل کر دیا ہے۔ کیونکہ اختلافات طبیعت مرض نہیں کہلاتا۔ بلکہ اس کا نام اس عضو کی طبیعت کا تغیر ہے۔ لیکن جب اس تغیر کے نتیجہ میں اعضاء کے افعال میں تغیر فاحش شروع ہوجاتا ہے۔ جس سے انسان ایذا پاتا ہے۔ اس کا نام مرض ہے۔ جب تک طبیعت ایسی حالت میں تغیر افعال الاعضاء کا باعث رہتی ہے۔ کہ صاحب طبیعت کو کسی قسم کا تلخ۔ درد اور قلق وغیرہ معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ اپنے آپ کو صحیح اور تندرست سمجھتا ہے۔ تو اس کو صرف تغیر طبیعت مدبرہ کے نام سے پکارا جائیگا لیکن جب افعال الاعضاء میں ایسا بین فرق آجائے کہ جس سے صاحب طبیعت کو محسوس ہوجائے کہ وہ مریض ہے۔ اس وقت اس کو مریض کہا جائیگا۔

پس طبیعت مدبرہ تو ہر دن بلکہ ہر آن اپنے افعال میں تغیر پیدا کرتی رہتی ہے۔ جب ہم غذا کھاتے ہیں۔ تو ہماری طبیعت مدبرہ دوسرے اعضاء کے افعال کی طرف سے توجہ کو ہٹا کر خصوصیت سے معدہ کے افعال کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے۔ پھر جب ہم سوتے ہیں۔ تو دماغی افعال کی طرف طبیعت مدبرہ ایک خاص بے توجہی اور غفلت برت رہی ہوتی ہے۔ کانوں کی شنوائی۔ آنکھوں کی بینائی وغیرہ اعضاء کے افعال قریباً چھوڑ بیٹھتی ہے۔ اور جماع کے وقت محض آلات تناسل کے افعال کو تیزی ہوتی ہے۔ باقی اعضاء اور خصوصاً دماغی اور ذہنی افعال کی طرف بہت کم توجہ دیتی ہے۔ ورزش وغیرہ کے موقعہ پر دوران خون اور فعل تنفس کے بڑھانے کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہوکر دوسرے تمام افعال کو کم کر دیتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ہر وقت طبیعت مدبرہ نئی شان اور نئے کام میں ہوتی ہے۔ تو اس طرح سے قوت مدبرہ کی رفتار کا نام مرض نہیں رکھا جاسکتا۔ کیونکہ طبیعت مدبرہ کے سارے یہ تغیرات ہر وقت اور ہر آن ہوتے رہتے ہیں۔ اور جسم کے مریض کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ صحت اور امراض سے بچانے کے لئے ہیں۔ ہاں جب دائمی طور پر کسی عضو کے کسی فعل کو افراط یا تفریط کی طرف رکھنے میں طبیعت مدبرہ عادی ہوجاتی ہے۔ اور اس تغیر افعال الاعضاء کے دائمی اثر سے جسم میں کئی قسم کی غیر طبعی علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ تو اس کا باعث یہ نہیں ہوتا۔ کہ طبیعت مدبرہ بیمار ہوگئی ہے۔ اور ان اعضاء میں اپنی بیماری کی وجہ سے ایک مستقل تغیر رکھنے پر مجبور ہے۔ بلکہ اس کا سبب ان اعضاء کے افعال میں بار بار ایک ہی قسم کا تغیر پیدا ہوتے رہنے

سے ان کی ہیئت ترکیبیہ میں خلل آجاتا ہے۔ اِس لئے ہم طبیعت کو اور مرض کو کسی نہ کسی عضو کی طرف منسوب کریں گے۔ اور اعضاء کو ہی مریض تصور کرینگے۔ اور علاج بھی ہم اعضاء کا ہی کرینگے نہ کہ طبیعت مدبرہ کا۔ کیونکہ طبیعت مدبرہ ایک طاقت ہے اور ایک روح ہے۔ پس طاقت اور روح کی طرف مرض کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ کسی جسمی یا مادی چیز کی طرف نسبت کی جائے گی۔ چنانچہ جب ہم علاج کریں گے۔ تو وہ بھی کسی مادی چیز سے کریں گے۔ تمام ادویات وغیرہ مادی اشیاء ہی ہیں۔ جن کا اثر بھی مادی اشیاء پر ہی ہوتا ہے پس اعضاء انسانی چونکہ مادی چیز ہیں۔ اِس لئے ہر ایک مادی چیز خواہ وہ جسم کو بیمار کرے یا صحت دے۔ آخر اس کا اثر کسی نہ کسی عضو پر ہی ہوگا۔ لہٰذا یہی صحیح۔ موزون و مناسب ہے۔ کہ امراض کی نسبت اعضاء کی طرف ہو۔ طبیعت مدبرہ کی طرف نہ ہو۔ فرض کے طور پر ہم اگر تسلیم بھی کرلیں کہ طبیعت مدبرہ بیمار ہوتی ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ طبیعت مدبرہ چونکہ ہر عضو میں ایک ہی ہے۔ اِس لئے تمام اعضاء میں نقص پیدا ہو جانا چاہیئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہر مرض کسی نہ کسی خاص عضو اور اس کے افعال تک محدود ہوا کرتا ہے۔ تمام اعضاء یکلخت مریض نہیں ہو جاتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ اسی عضو کی طرف مرض کو نسبت دینا ہی صحیح اور سچ ہے۔ جس کے افعال میں تغیر فاحش پیدا ہو چکا ہوا ہے نہ صرف طبیعت مدبرہ کی طرف۔ کیونکہ اگر طبیعت مدبرہ کی طرف نسبت دی جائے۔ تو مرض صرف ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اور ایک ہی علاج کافی ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ امراض کا تعدد اور اختلاف ثابت کرتا ہے۔ کہ اختلاف اور تعدد اعضاء ہی اس کی وجہ ہے۔ ورنہ ان کثیر التعداد امراض کا وجود نہ ہوتا۔

دوستو! یہیں تک ہی اس مضمون کو لکھ سکا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اپنے وقت سے بھی متجاوز ہو رہا ہوں اِس لئے اس مضمون کو کافی سمجھتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔

بتا سکتے ہیں؟

کہ فزیالوجیکل میتھی (طب جدید ہندوستانی) کے قوانین اور تھیوریاں

کس کتاب میں ہیں؟

تبصرۃ الحکماء المعروف بہ کتاب الکلیات طب جدید کا مطالعہ کیجئے! قیمت مجلد ۔۔۔

بزرگوں کو گالیاں

حقیقت سے انحراف

چند ہی ایام کا تذکرہ ہے۔ کہ میرے ایک مکرم دوست نے دوران گفتگو میں لاہور کے ایک محترم جلیل القدر اور نامی گرامی طبیب کا ذکر خیر کیا۔ اور ظاہر کیا۔ کہ وہ مشہور و معروف بزرگ ترین ہستی نے طب جدید کے متعلق ذیل کا اظہار خیال کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ موجد طب جدید کے اصول قواعد اور تھیوریوں سے ہمیں اختلاف نہیں۔ اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا کلام ہے۔ جو کچھ استاذ الاطباء صاحب نے اصلاح اور تجدید فن طب میں کیا ہے صحیح اور جائز ہے۔ زمانہ کی رفتار کے مطابق اس قسم کی اصلاحات کا ہونا نہ صرف ضروری اور لابدی امر ہے بلکہ فن کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا اور نشو و ارتقاء کی منازل تک پہنچانا ہے۔

مگر میرا اور میرے ہم خیالوں کا استاذ الاطباء صاحب سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے اور شاید آئندہ بھی تعاون نہ کر سکیں کیونکہ انہوں نے اطبائے قدیم کا احترام کرتے ہوئے جا بجا گالیاں دی ہیں۔ جس سے ہماری طبیعتیں افسردہ اور دل مکدر ہو گئے۔ مجھے اسی لئے رنج اور افسوس ہے۔ جس کی وجہ سے میں طب جدید اور اس کے موجد سے معاونت نہیں کر سکتا:

یہ ہیں خیال اُس کامل اور فاضل طبیب کے جس کی شہرت کا چرچہ نہ صرف لاہور اور اس کے گرد و نواح میں بلکہ پنجاب سے دور دور تک اُن کی ناموری کا سکہ جما ہوا ہے۔ اس خیال کے معلوم کرنے کے بعد میں مؤدبانہ التماس کرتا ہوں۔ کہ میرے محترم بزرگ کسی کتاب یا رسالہ میں دکھا سکیں گے۔ کہ استاذ الاطباء صاحب نے متقدمین اطباء میں سے کسی بھی بزرگ ہستی کو نہ صرف گالیاں بلکہ سخت کلامی سے ان کا ذکر کیا ہو۔ کیا کسی کے خیالات پر تنقید اور تبصرہ کرنا یا کسی سے اختلاف رائے رکھنے کو گالیوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اگر مختلف الخیال ہونے کا نام گالیاں ہے۔ تو یقین ہے کہ متقدمین نے خود ایک دوسرے کو گالیاں دی ہیں۔ اور متاخرین نے بھی اس سنت پر عمل درآمد کیا ہے۔ بلکہ اپنے اپنے زمانہ میں ہمعصروں کے ساتھ بھی شدت کے ساتھ مختلف رائے رہے ہیں۔ جس کی شہادت نہ صرف تاریخ یونان دیتی ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام بھی بین ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ مثال کے طور پر چند مثالیں تحریر کر دی جاتی ہیں۔ یونانی اطباء میں ارسطو کی جو طبی عظمت ہے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ مگر جالینوس نے جگہ جگہ اس کے نظریات اور خیالات کی تردید کی ہے اطباء اسلام نے فن طب میں جو کچھ بھی پایا ہے وہ بہت حد تک اطباء یونان کا مرہون منت ہے۔ لیکن جب انہوں نے فن میں اوج کمال حاصل

کرلیا۔ تو یونان کی تمام طب کا تار پود ابکھیر کر رکھ دیا۔ اور اس کی نئے سرے سے تعمیر کی۔

وہ لوگ کسی ماہر پر تنقید کرتے ہوئے نہیں جھجکتے بلکہ کھلم کھلا اختلاف رائے کیا کرتے تھے۔ جالینوس کا شیخ نے ہر جگہ زور کے ساتھ رد کیا ہے۔ اسلامی زمانے میں شیخ کو جو مرتبہ اور رفعت حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مگر اس کے ہمعصروں کے علاوہ متاخرین نے بھی ان پر ہزارہا اعتراض کئے ہیں۔

غرض اطباء متقدمین و متاخرین فن طب کو صحائف سماوی کا ہمرتبہ خیال نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی اصلاح اور ترمیم کو کفر خیال کرتے تھے۔

ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ بقراط۔ ارسطو۔ جالینوس۔ رازی۔ مسیحی۔ بوعلی سینا۔ سمرقندی۔ قرشی۔ ملا نفیس کے بعد ہم کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ اصلاح و تجدید فن کریں۔ گویا ایسا کرنا گناہ کا مرتکب ہونا ہے۔ قبلہ استاذ الاطباء صاحب نے صرف ویدک اور یونانی پر ہی نہیں بلکہ ایلوپیتھی اور تمام چھوٹی بڑی طبوں پر تبصرہ اور تنقید کی ہے۔ صرف عیوب ہی نہیں ظاہر کئے بلکہ محاسن بھی بیان کئے ہیں۔ اور خذ ما صفاء ودع ما کدر کے زریں اصول پر عمل کرتے ہوئے اپنے نئے اصولوں کے مطابق نئے طریق علاج کی بنیاد رکھی ہے۔

انہوں نے اپنے خیالات کو تبصرہ کے مختلف رسائل میں بیان کیا ہے۔ وہ تمام مضامین استاذ الاطباء نمبر کے اندر کتابی صورت میں آپ کے پیش نظر ہیں اور اس سے پہلے اُن کے تمام خیالات۔ قوانین اور تھیوریاں کلیات طب جدید میں نکل چکے ہیں۔ جس پر ماہران فن نے بہترین ریویو کئے ہیں۔ جو آپ کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائینگے۔

یہ زیادہ احسن ہوگا۔ کہ مختصر طور پر کچھ واضح کر دوں۔ کہ کلیات طب جدید کیسی کتاب ہے۔ اور اس کے اندر کیا کچھ بند ہے۔

کتاب کا نام تبصرۃ الحکماء المعروف کلیات طب جدید ہے۔ جس کے ٹائٹل پر ہی لکھا ہوا ہے۔ (جس میں تمام طب ہائے موجودہ پر نظر تنقید کی گئی ہے۔ اور نئے مصدقہ قوانین طب مدون کئے گئے ہیں۔

دیباچہ میں ہندوستان کی غفلت اور جمود و سکوت کا ذکر کر کے معالجوں کو ہوشیار کیا گیا ہے۔

پھر حمد و نعت کے بعد اطباء سلف و ید حضرات اور ایلوپیتھ و ہومیوپیتھ ڈاکٹروں کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ نیز تمام طب ہائے موجودہ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں۔ آگے چلکر نظام طب کے عنوان سے مختصر سی تاریخ طب بیان کی ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ اطباء قدیم بھی باہمی اختلاف رکھتے تھے۔ پھر اصلاح تجدید کی طرف رجوع کیا ہے۔ آگے چلکر موجودہ فضاء نشا کے تحت میں اصلاح اور تجدید کی نوعیت کا ذکر کرتے ہوئے افعال الاعضاء کو علم طب کا مغز قرار دیا ہے۔ اور طب دیسی اور بدیسی کے مفسدانہ الفاظ سے پرہیز کرنے کی تاکید کی ہے۔

پھر ماہیت مرض اور کیفیت علاج کے عنوان میں صحت مرض۔ موت کی تعریف کی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ تمام طبیں

ماہیت مرض میں مختلف ہیں۔ اس کے بعد اصل موضوع کتاب شروع ہوتا ہے۔

پہلے ایورویدک کا ذکر مفصل اور مشرح بیان کیا ہے جس میں اس کی تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ نقائص اس طرح ظاہر کئے گئے ہیں۔ کہ ایک نو آموز بھی آسانی سے اپنے فہم میں بٹھا لیتا ہے۔ تین دوشوں اور پانچ تتوں کے غلط خیالات کی مدلل تردید کی ہے۔ اور آخیر میں صحیح طور پر سمجھا دیا ہے کہ ایورویدہمارے لئے کہاں تک مفید ہے اور ہم اس سے کتنا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جگہ جگہ وید بھائیوں سے معافی طلب کی گئی ہے۔ کہ حقیقت کے اظہار میں رنجیدگی اور ناراضگی نہ کریں۔ اس کے بعد طب یونانی کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے سینکڑوں محاسن کا تذکرہ کیا ہے۔ جس کے بعد چند عیوب بھی بیان کر دیئے ہیں۔ اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ عناصر کی اربعیت صحیح نہیں اور مزاج اور اخلاط کی تھیوریاں غلط ہیں۔ جن کو نہ آجکل کی سائنس اور نہ ہی عقل سلیم تسلیم کرتی ہے۔ اس سی ماہیت امراض اور خواص اشیاء میں بہت سے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ مصنف نے بیان میں کہیں سخت لفظ نہیں لکھا بلکہ ہر جگہ نرمی اور عذر خواہی سے کام لیا ہے۔ اگر مصنف صرف ان دو ہی طبوں کا ذکر کر کے چھوڑ دیتا۔ تو البتہ کہا جا سکتا تھا کہ تعصب سے کام لیا ہے۔ مگر نہیں آگے چلکر ایلوپیتھی (ڈاکٹری) پر تنقید کرتے ہوئے جراثیم کی تھیوری پر فاضلانہ بحث کرتا ہے۔ اور ثابت کر دیتا ہے جراثیم مرض پیدا نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی جراثیم کا تباہ کر دینا مرض کا صحیح علاج ہے۔ اس کے بعد کئی اور ڈاکٹری تھیوریاں غلط ثابت کرتا ہے۔ پھر ہومیوپیتھی کی طرف رجوع کرتا ہے اس کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے علاج بالمثل کی اس قدر تعریف اور اہمیت بیان کرتا ہے کہ شاید ہومیوپیتھک کے کسی حامل نے کی ہو۔ پھر اس کے عیب بیان کرتے ہوئے اس کی بہت سی تھیوریاں غلط ثابت کرتا ہے۔ جس میں بتلایا ہے کہ فرسٹ اور سیکنڈ ایکشن کیا ہے طبیعت مدبرہ (وائٹل فورس) کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ اور ہومیوپیتھی میں علم حفظان صحت نہیں ہے۔ اور ہومیوپیتھی امراض جراحت میں ایلوپیتھی کی محتاج ہے۔ اسی طرح الیکٹروپیتھی کرومو پیتھی۔ نیو سائنس کی تشریح کرتے ہوئے ہیڈروپیتھی اور مسمریزم کی حقیقت پر اپنی واقفیت اور تجربات کا ذکر کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یہ سب طریق مکمل علاج نہیں بلکہ جزیات ہیں۔ لیکن ان میں خوبیاں ضرور ہیں۔

تمام طب ہائے کے محاسن اور عیوب بیان کرتے ہوئے تشریح کی گئی ہے کہ ان سب میں اختلاف کیوں ہے۔ اور مرض کی صحیح ماہیت کو محقق اور مدلل بیان سے بڑی خوبی کے ساتھ واضح کیا ہے کہ حقیقت میں ماہیت مرض کا مسئلہ ہی دوسری طبوں نے غلط سمجھا ہے۔ اور طب جدید کے سنہری بنیادی اصول کا یہاں سے انکشاف شروع کر دیا ہے۔ یعنی صحیح ماہیت مرض کیا ہے۔ افعال الاعضاء کے غیر طبعی تغیرات طبیعت مدبرہ (وائٹل فورس) کی حقیقت طب جدید کی عالمگیری کہ وہ تمام موجودہ طبوں پر حاوی ہے۔ علاج بالضد اور بالمثل کے ساتھ ساتھ طب جدید کی طرف سے نئے انکشافات کے ماتحت علاج بالاماله کا ذکر ایسی خوبی سے کیا ہے۔ کہ مخالف بھی اس کی اہمیت

میں سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔

آگے چلکر روح و جسم کی فلسفانہ بحث شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ دقیق مسئلہ ہے۔ کہ جس پر متقدمین اور متاخرین ہی نے نہیں بلکہ یورپ نے بھی خوب سر دھنا ہے۔ مگر اس مشکل اور سمجھ سے بالاتر مسئلہ کو اس طرح سے حل کر دیا ہے کہ عام لوگ بھی سہولت سے سمجھ سکیں۔ اس میں تعریف روح و جسم۔ روح و جسم میں فضیلت کس کو ہے۔ ہر قسم کی تاثیرات روحانی طاقتیں ہیں۔ اجسام کثیفہ اجسام لطیفہ سے بنتے ہیں۔ تمام مادیات روحانیت کے تابع ہیں۔

آگے چلکر نہایت ہی دلچسپ مگر بہت اہم ذکر موثرات و متاثرات کے زیر عنوان بیان کیا ہے۔ جس میں ظاہر کیا ہے۔ کہ کس طرح موثرات سے جسم انسانی متاثر ہوتا ہے۔ طبیعت مدبرہ بدن ممرضہ اور شافی دونوں اثر رکھتی ہیں۔ بدن انسانی ہر وقت موثرات کے ماحول میں ہے۔

سب سے آخر میں حفظان صحت کے وہ قیمتی اصول بیان کئے ہیں جن کو آجتک نہ ہی ویدک و یونانی جیسی عالمگیر طبوں نے بیان کئے ہیں۔ اور نہ ہی ڈاکٹری طب نے جس کو اپنے سائنٹیفک ہونے کا دعویٰ ہے۔ بتایا ہے۔ کہ حفظ صحت کا علم فطرتی ہے۔ اس کے اصول بھی فطرتی ہونے چاہئیں ؛

چھ فطرتی زرین اصول بیان کئے گئے ہیں۔ جو ایسے قیمتی ہیں۔ جن کا جاننا ہر ایک کے لئے از حد ضروری ہے اس کے علاوہ ستہ ضروریہ کا بھی یونانی نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے۔ اور فصول اربعہ کی تشریح کے بعد کتاب کا پہلا حصہ ختم کر دیا ہے ؛

یہ ہے کتاب کلیات طب جدید کا اُڑتا ہوا نقشہ جس میں کسی ایک جگہ بھی گالیوں کا ذکر نہیں آیا۔ میرے لکھے پر جن حضرات کو اعتبار نہ ہو تو دفتر انجمن خادم الحکمت شاہدرہ سے تین روپیہ قیمت پر یا تین خریدار تبصرہ پیدا کر کے مفت حاصل کر سکتے ہیں ؛

(صابر ملتانی)

خوشخبری

ہر قسم کی طبی و ڈاکٹری کتب اور چارٹ و نقشہ جات عمدہ اور ارزاں ہمارے ہاں سے طلب کریں!

منصور طبی کتب خانہ فلیمنگ روڈ عزیز منزل لاہور

بقیہ مضمون صفحہ ۱۰ :- صورت حسب ذیل ہوگی۔

ایک خریدار پیدا کرنے والے کو کتاب الاوجاع جیسی بہترین کتاب مفت۔

دو خریدار پیدا کرنے والے کو کتاب الاوجاع اور طبّی رہنما بمعہ ضمیمہ (مجربات کا بہتر مجموعہ) مفت۔

تین خریدار پیدا کرنے والے کو کتاب الکلیات مفت دیجائے گی۔

چار خریدار پیدا کرنے والے کو سال بھر کے لئے تبصرۃ الاطباء مفت دیا جائیگا۔ اگر زیادہ خریدار پیدا کئے جائیں گے۔ انعامات بھی اُن کے مطابق دیئے جائیں گے +

اکثر نئے خریداروں کی طرف سے شکایتی خط آتے ہیں۔ کہ ہم کو تبصرہ کی خریداری کے ساتھ کوئی نئی کتاب کیوں نہیں پہنچی۔ گو اشتہاری رسائل نے پبلک میں ایسے ناجائز خیال پیدا کر دیئے ہیں۔ سو ہم کو بھی اس اصول پر عمل کرنا پڑیگا۔ لہذا ہم ہر نئے خریدار کو استاذ الاطباء نمبر مفت دینگے۔ مگر یہ اعلان صرف تین ماہ تک ہے۔ اس کے بعد کسی نئے خریدار کو استاد الاطباء نمبر مفت نہیں دیا جائیگا +

اُستاد الاطباء نمبر

کے متعلق اس قدر عرض ہے۔ کہ یہ نمبر ہم غیر خریدار کو بھی مفت ارسال کر رہے ہیں۔ تاکہ ان کو ثابت کر دیں۔ کہ تبصرۃ الاطباء اب پہلا تبصرہ نہیں۔ بلکہ وہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ یہ خاص نمبر ابھی اس کا پہلا خاص نمبر ہے۔ جو صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں تیار کیا گیا ہے۔ آئندہ خاص نمبر کی تیاری ابھی سے شروع کر دی جائیگی۔ وہ بھی اس طرح کا کتابی صورت میں تصاویر سے مرصع ہوگا۔ وہ بھی طبّی دنیا میں ایک بے مثل اضافہ ہوگا۔ اس طرح تو تبصرۃ الاطباء کا ہر نمبر ظاہری و باطنی شان سے مکمل اور ارفع مگر ہر خاص نمبر اپنے اندر خاص جدّت اور شان لئے ہوگا۔

ہم سال بھر میں تین خاص نمبر دیں گے۔ یہ تین خاص نمبر گویا تین مکمل کتابیں ہونگی۔ جو یورپ اور امریکہ کے بہترین رسائل کے طرز جدید پر تیار کی جائے گی۔ جو فن طب میں بہترین اضافہ ہوگا جس سے ہندوستانی طب جدید کی خدمت مقصود ہوگی۔ آج تک ہمارا دعوٰے ہے۔ کہ اس قسم کے ارفع و اعلےٰ اور ضخیم نمبر کسی طبی رسالہ نے نہیں دیا ۔ یہ ہماری جدت ہے۔ اب بے شک تقلید کرنے والے اس کی تقلید کرتے رہیں۔ مگر تقلید کرنا بھی کام رکھتا ہے۔ جن حضرات کی خدمت میں خاص نمبر ارسال کیا گیا ہے پڑھ لینے کے بعد اگر اُن کو پسند نہ ہو تو بے شک واپس کر دیں اور اُن کا چندہ واپس کر دیا جائیگا۔ جن غیر خریدار حضرات کی خدمت میں پرچہ ارسال کیا گیا ہے وہ حضرات پڑھ لینے کے بعد اگر شرف قبولیت فرمائیں۔ تو فوراً اپنا چندہ واپسی ڈاک بذریعہ منی آرڈر یا وی پی کئے جانے کا آرڈر ارسال کر دیں۔ اگر آئندہ کسی وجہ سے خریداری منظور نہ ہو۔ اور یہ نمبر بھی واپس کرنا شاق گزرے تو اس نمبر کی قیمت ضرور

ارسال کر دیں۔ تاکہ دفتر کو نقصان نہ پہنچے۔ جن حضرات کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوگا۔ تو ہم خاموشی نیم رضاء کے مصداق آیندہ استاد الاطباء نمبر کا ضمیمہ وی پی کر دینگے جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

ایک جائز شکایت

بعض حضرات وی پی کا آرڈر تو ارسال کر دیتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کے نام بھی وی پی منگوا لیتے ہیں۔ مگر ہم کو سخت افسوس کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ وی پی کی وصولی کے وقت انکار کر دیتے ہیں۔ اس طرح دفتر کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور یہ ایک اخلاقی جُرم ہے۔ ایسا کرنا بعید از اخلاق ہے۔ اگرچہ حسب الحکم حضرت اوستاد الاطبا صاحب ہم کسی کے نام خود بخود وی پی نہیں بھیجتے لیکن اکثر اب آیندہ پرچہ وی پی کیا جائے گا۔ جن حضرات کو وی پی لینے میں پس و پیش ہو۔ وہ حضرات یہ خاص نمبر واپس کر دیں یا اس کی قیمت ارسال کر کے آیندہ سے اپنا نام خریداری سے خارج کرا دیں۔ نہیں تو وی پی وصول کرنا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔

معذرت

ناظرین اور احباب کو تبصرۃ الاطباء کے خاص نمبر استاد الاطباء کے لئے دو ماہ کی انتظار میں جو تکلیف اور بے چینی برداشت کرنی پڑی ہے اس کے لئے ہم معافی کے خواستگار ہیں مگر چند ایسے غیر معمولی واقعات بھی پیش آ گئے تھے۔ جن سے بھی زیادہ سے زیادہ تاخیر ہوتی گئی۔ مثلاً پہلے کاتب صاحب کی کتابت چند دوستوں کو پسند نہ تھی۔ جس کی وجہ سے نئے کاتب صاحب مقرر کئے گئے جو کہ حسن اتفاق سے اس قدر صفائی پسند واقع ہوئے ہیں کہ تاخیر ان کی نظروں میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ اُن کے غلط اندازہ کی وجہ سے کہ رسالہ وقت پر نکل جائیگا دوسرے کاتب کو کام نہ دیا گیا۔ لیکن جب وقت گذر گیا۔ تو دوسرے کاتب صاحب مدد کے لئے ہمراہ لگائے گئے۔ مگر بدقسمتی سے وہ اپنی خوشنویسی کی وجہ سے ایسے لاپرواہ واقع ہوئے ہیں کہ آٹھ آٹھ دن شکل دکھانا گویا گناہ خیال کرتے ہیں۔ خیر آئندہ اس کا انتظام کر دیا جائیگا۔

دیگر کئی دوستوں کے مجبور کرنے پر پریس بھی تبدیل کرنا پڑا۔ جس کے ڈکلریشن میں دوبارہ تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ دیر و خیر کے مصداق آپکی خدمت میں ایسی بہترین اور قیمتی چیز پیش کر رہے ہیں۔ جو یقیناً آپ کی تکلیف اور بے چینی کو مسرت اور شادمانی میں بدل دیگی۔ اور ہم سال بھر کے پورے بارہ پرچے دینگے۔ یہ پرچہ صرف مارچ کے مہینے کا ہے۔ اور اپریل کا پرچہ استاد الاطباء نمبر کا ضمیمہ عنقریب پیش کیا جائیگا جس کی خوبیاں دیکھنے پر ہی معلوم ہونگی۔ نیز اس کے ساتھ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ آئندہ تبصرۃ الاطباء پابندی کے ساتھ پوری وقت پر آپکی خدمت میں حاضر ہوتا رہیگا۔

شکریہ۔ یہ ہمارا اخلاقی گناہ ہوگا۔ کہ اگر ہم اُن مکرم حضرات کا شکریہ نہ کریں جنہوں نے تبصرہ کو ہر ممکن مدد پہنچائی۔ استاد الاطباء نمبر میں ہمارا ہاتھ بٹایا اور سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اُن حضرات کا بہی تہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے اس کیلئے مالی امداد دی اور نئے خریدار پیدا کئے۔

نیز ایسے حضرات کے بھی ممنون ہیں۔ جنہوں نے تبصرہ کی ہر ممکن خدمت اور امداد خصوصاً نئے خریدار پیدا کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۲

۱؎ اصلیت سے انکار ہوگا اگر میں اُن قابل احترام حضرات کا فرداً فرداً شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اپنے قیمتی بلاک اور بہترین مشوروں سے میری امداد کی۔ اور سہولتیں بہم پہنچائیں جناب حکیم محمد حسن صاحب قریشی نے چند بلاک عنایت کئے جناب حکیم محمد شریف مالک رسالہ الحکیم آگ کا سہ رنگا بلاک عنایت کیا۔ جناب حکیم محمد یوسف حسن ایڈیٹر نیرنگ خیال اور جناب حکیم ڈاکٹر قاضی اعظم اللہ خان مشیر کی

مکرمی استاذ الاطبّاء صاحب دام فیوضہٗ

السلام علیکم۔ معروض خدمت گرامی ہے کہ رسالہ تبصرۃ الاطباء کے دو نمبر میرے دیکھنے میں آئے ہیں۔ اسمیں اگرچہ بلحاظ علم ادب اکثر اغلاط پائے جاتے ہیں جن سے میری طبیعت میں ایک غیر معمولی افسردگی پیدا ہوئی لیکن اس شعر "گر سخن اعجاز باشد بے بلند و پست نیست" کے ذہن میں آتے ہی تمام ادبی اغلاط کا اضمحلال متبدل بہ انبساط ہو گیا۔ کیونکہ آپ کے صحیفہ طبابت میں جو متقدمین و متاخرین حکماء کے داہمہ اور دور از فہم تخیلات پر جو محققانہ تبصرہ کیا ہے وہ نہایت ہی قابل اعتراف اور واجب التبریک ہے میں نے کثیر التعداد طبی رسائل کا مطالعہ کیا۔ اکثر اطباء کی تصنیفات دیکھیں۔ مگر جس طب جدید کو آپنے پیش کیا ہے اور جس کے شیوع کے لئے آپ ہمہ تن مصروف جد و جہد ہیں۔ وہ میرے اور ہر سلیم الطبع کے نزدیک دنیائے طب میں ایک بہترین چیز ہے جو تمام پہلی طبوں سے بدرجۂ اولیٰ مفید ہر کس و ناکس ثابت ہوگی۔ لہذا میں آپ کی اور خصوصاً ڈاکٹر دوست محمد صاحب سابہ کی خدمت گرامی میں پُر زور درخواست کرتا ہوں۔ کہ طب جدید کی عام اشاعت کے لئے اولوالعزمانہ سرگرمی سعی فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آفتاب طب جدید کی شعاعیں ربع مسکون کے چپہ چپہ میں پہنچا دے۔ آمین۔ (منصور قیصر)

التجا بدرگاہِ ایزدی

(رشحاتِ کلکِ گوہر بار یعنی نتیجہ افکار جناب حکیم منصور قیصر صاحب تلمیذ حضرت شوخ لاہوری)

درد و اخلاص و محبت اور عجز و انکسار — پیش کرتا ہوں تری سرکار میں اے کردگار
دینے والا تو ہے تسکین و مسرت اور قرار — سُننے والا ہے تو ہی بس دردمندوں کی پکار
صدق دل سے ہے تری درگاہ میں یارب دعا
صابرِ خوش طینت و فطرت کو کر نصرت عطاء

واسطہ اپنے رسولِ محترم کی ذات کا — پوری کر دے اس کی اُمت کی الٰہی التجاء
دینے والا کون ہے عزت ہمیں تیرے سوا — قیصر مضطر کو یارب چہرۂ عشرت دکھا
صدق دل سے ہے تری درگاہ میں یارب دعا
صابرِ خوش طینت و فطرت کو کر نصرت عطاء

آک کا پودا
شاخ
الف
ب
ج
د
ہ
و

علم الادویہ

آک

جس کو مدار، عشر، خرک وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ اور ہمارے ملک کے عام و خاص سب لوگ اسے بخوبی جانتے ہیں۔ جو کہ نہایت عجیب الخواص چیز ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے ملکی اطباء اس کے پورے پورے خواص سے بالکل ہی بے خبر ہیں۔ ہزارہا ادویہ جو کہ مصر اور یونان بلکہ یورپ تک سے آکر یہاں فروخت ہوتی ہیں۔ انہیں بڑی خوشی سے قیمت دیکر خرید لیتے ہیں۔ مگر یہ معنت کی چیز جو کہ اس ملک میں اس کثرت سے پیدا ہوتی ہے کہ کوئی شہر یا گاؤں اس سے خالی نہیں۔ اپنے کام میں لاکر ہزارہا مریضوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ غیر ملکی ادویہ کے فوائد اور خواص اور ان کے اوزان کا تو انہیں علم ہے جس کی بنا پر ان ادویہ کو ہمیشہ استعمال میں لاتے ہیں۔ لیکن اپنے ملک کی ایک عجیب و غریب چیز کو بے قدری کے کونہ میں پھینک کر اپنی نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے۔

اِس بے مثل دوائی کے متعلق میں اپنی تحقیقات مشرح طور پر لکھتا ہوں۔ اور تمام اطباء سے التجا کرتا ہوں کہ اس دوائی کو اپنے اپنے مطب میں موجود رکھیں اور روزانہ استعمال کیا کریں۔

حصص مستعملہ عام طور پر اس کے مندرجہ ذیل اجزاء استعمال میں آتے ہیں۔ برگ۔ پھول۔ جڑھ کی چھال اور اس کا دودھ جس کی ہر ایک جزو اپنی پہلی جزو سے اپنے افعال میں زیادہ تیز ہے۔

افعال و تاثرات

اس کی ہر ایک جزو بیرونی طور پر استعمال کرنے سے جلد کو سُرخ کر دیتی ہے اور وہ جگہ گرم ہو جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں خون کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی تیز جزو یعنی دودھ کو لگایا جائے تو سُرخ و گرم ہونے کے علاوہ اس جگہ پھنسیاں یا ورم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر وہاں کا گوشت کھایا جاکر زخم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس کی دیگر اجزا کو جو کم تیز ہیں بار بار لگانے سے بھی یہی نتائج نکلتے ہیں۔ یعنی پہلے وہ جگہ سُرخ ہو جاتی پھر پھنسیاں پیدا ہوتیں اور پھر زخم بن جاتے ہیں۔

اندرونی طور پر زیادہ مقدار میں کھلانے سے معدہ میں سوزش اور جلن پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے سخت بے چینی اور قلق و اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ جی متلاتا ہے اور قے شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر امعاء پر اثر کر کے اسہال لاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات قے و اسہال میں خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ حتےٰ کہ یا تو مریض اس تکلیف سے مر جاتا ہے اور یا اس کے معدہ و امعاء میں زخم ہو کر کئی اور امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس وزن کو مقدار سمیہ کہا جاتا ہے۔

لیکن تھوڑی مقدار میں اس کا اندرونی استعمال کرنا اور حسب ضرورت مناسب وزن میں سوچ سمجھ کر دینا کسی قسم کا نقصان نہیں کرتا۔ بلکہ بے شمار فوائد و منافع رکھتا ہے۔ اور بیسیوں امراض کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دیتا ہے۔ اگرچہ اس وزن میں جیسا کہ لکھا جا چکا کسی قسم کا جسمی نقصان تو نہیں ہوتا لیکن تاہم ممکن ہے کہ کسی مریض کو قدرے تکلیف کا باعث ہو۔ مثلاً گھبراہٹ پیدا کرے یا غثیان اور جی متلانے کی تکلیف ہو اس سے زیادہ کوئی خاص ضرر پیدا نہیں ہوتا۔ سو اس وزن کو ہماری اس طب جدید میں وزن دوائیہ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بہت قلیل مقدار میں استعمال کرنے پر اس کا وہ سوزشی اثر بالکل باقی نہیں رہتا بلکہ محض بے ضرر ہو جاتا ہے۔ اور بجائے اس کا سوزشی یا اکال اثر ہونے کے مقوی اور مسکن اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وزن کا نام وزن شفائیہ ہے

محل استعمال اور اس کے طرق

سمیہ وزن میں بیرونی یا اندرونی اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ الا اشد ضرورت کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ دانا طبیب اس سے بہت ہی اعلےٰ کام لے سکتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مواقعہ پر اس کے سمی اثر سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے (۱) بہت ہی مزمن اور عسر البرء امراض مثل صرع۔ مالیخولیا۔ صداع۔ مزمن ضیق النفس وغیرہ جو کسی دوسرے علاج سے اچھی نہ ہو سکتی ہوں ان کے واسطے آخر الحیل اس کا استعمال یوں کرنا چاہیئے۔ کہ اعضاء بعیدہ ظاہری (ہاتھ یا پاؤں) کسی موزون حصہ پر اس کا بیرونی استعمال کریں۔ یہاں تک کہ قرحہ پیدا ہو جائے۔ موزون حصہ سے مراد یہ ہے کہ جس جگہ پر زخم کرنے سے ظاہری اور باطنی کسی قسم کا ہرج نہ ہو مثلاً وہ جگہ موٹی موٹی عروق دمویہ یا اعصاب سے خالی ہو تاکہ قرحہ غائر ہو کر ان کو خراب نہ کرے۔ نیز کام کاج یعنی چلنے پھرنے اور پکڑنے کے فعل میں خلل نہ آئے پس وہ جگہ صرف دو ہیں۔ ہاتھوں میں کوہنی سے نیچے اور پنجہ سے اوپر اور پاؤں میں گھٹنہ سے نیچے اور ٹخنہ سے اوپر لیکن ہاتھ کے مقابلہ میں پنڈلی زیادہ موزون ہے۔ جب وہاں قرحہ پیدا کر لیا جائے تو اس قرحہ میں بلور یا پتھر یا سکہ کی چھوٹی سی گولی رکھ کر اس پر پٹی باندھ دیا کریں۔ پھر روزانہ ایک دفعہ اس گولی کو نکالکر زخم کو صاف کر کے دوبارہ پھر گولی رکھ کر باندھ دیا کریں۔ حتےٰ کہ چند ماہ یا سال ڈیڑھ سال تک اس قرحہ کو مندمل ہونے نہ دیں۔ اس عمل سے ان امراض کو قطعی فائدہ ہو جاتا ہے۔ پھر جب اطمینان ہو جائے کہ اب مرض کے عود کرنیکا اندیشہ نہیں ہے۔ تو اس زخم کو مراہم مناسبہ سے اندمال کر دیں۔ (۲) بچھو اور سانپ و زنبور وغیرہ کے کاٹنے پر جگہ ماؤف پر اس کا لگا دینا زہر کو بدن میں منتشر ہونے سے روک دیتا ہے۔ اور اس طرح مریض زہر کے خوفناک نتائج سے بچ جاتا ہے۔ (۳) مریضان جلق و ضعف باہ جو مدت سے از کار رفتہ ہوں اور ان کی قوت انتشار بہت ہی کم ہو چکی ہو۔ یہاں تک کہ کبھی بھولے سے بھی جنبش نہ ہوتی ہو تو عضو خاص کی جلد پر موزون جگہ میں اس دوائی سے پھنسیاں پیدا کرائیں۔ یا ضرورت پر زخم کرا دیں۔ تاکہ طبیعت اس طرف مائل ہو کر اس عضو کی حس و حرکت میں قوت پیدا کرے۔ (۴) اس کو وزن سمیہ میں اندرونی استعمال کے لئے مندرجہ ذیل امراض میں دے سکتے ہیں۔ مگر ایسی حالت میں کہ بجز ایسے سخت علاج کے مریض کے ضائع ہو جانیکا سخت امکان ہو اور دوسری کوئی دوائی یا علاج اس قدر

مفید نہ ہو سکتا ہو۔ چنانچہ مرض سکتہ یا سخت درجہ کی سبات یا سرسام وغیرہ کیلئے جبکہ فوراً ایک سخت اور قوی امالہ کی ضرورت ہو اور جس کے بغیر مرض کے بڑھ جانے اور مریض کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس دوائی کو مقدار سمیہ میں نہایت احتیاط سے اندرونی یا بیرونی استعمال کر لینا بہت سی جانوں کے بچ جانے کا موجب ہوا کرتا ہے۔ (۵) ان امراض میں جو عسر البرء اور نہایت ہٹیلی ہوا کرتی ہیں۔ اگرچہ جلد ہلاک نہیں ہوا کرتیں۔ مگر معمولی قے آور یا دست آور ادویہ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہاں بھی اس کا اندرونی استعمال کرانا مفید ہوتا ہے۔ مثلاً استسقاء۔ فالج۔ آتشک۔ دمہ وغیرہ۔ اگر صرف قے مطلوب ہو تو اس کے کھلانے کے بعد گرم پانی سے مدد کرنی چاہیئے۔ تاکہ بذریعہ قے نکل جائے۔ لیکن اگر اسہال دستے دونوں مطلوب ہوں۔ تو اس کے بعد سرد پانی پلائیں۔ اور اگر صرف اسہال مطلوب ہوں تو اس دوائی کو مفرد استعمال نہ کریں۔ بلکہ کسی اور سہل دوائی کے ساتھ ملا کر دیں۔ یا کم از کم ایسا کریں کہ اسے سیال صورت میں بنا کر دیں۔ یا اس کے ہمراہ کتیرا گوند یا بہدانہ کا لعاب دیں۔ تاکہ معدہ میں زیادہ سوزش نہ کرنے پائے اور قے نہ آئے بلکہ صرف عمل اسہال جو مطلوب ہے کرے۔ سو اس کی سمیہ خوراک کا وزن جوان آدمی کے واسطے یہ ہے۔ خشک دودھ کا وزن نصف رتی سے ایک رتی اور تازہ دودھ کا وزن ۲ رتی سے ۴ رتی۔ اور جڑھ کی چھال کا وزن خشک حالت میں ڈیڑھ ماشہ سے ۳ ماشہ اور تر و تازہ حالت میں ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ خشک پتوں کا وزن ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ اور تازہ کا ۶ ماشہ سے تولہ خشک پھولوں کا وزن ایک ماشہ سے ۲ ماشہ تازہ کا ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ۔ پس ان اوزان میں یا اس سے زیادہ اس کی ہر ایک جزو زہریلا اور مضر اثر رکھتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اس کو وزن سمیہ کہنا چاہیئے۔ لیکن وزن دوائیہ میں اس کو بہت سی امراض میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس وزن میں یہ دوائی نہ تو قے لاتی ہے نہ اسہال بلکہ معدہ و امعاء میں قدرے سوزش پیدا کرتی ہے۔ جس سے کسی قدر متلی ہوا کرتی ہے۔ لیکن ہضم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اجزا خون میں ملکر جگر میں جاتے ہیں۔ اور جگر کے فعل اخراجیہ کو تیز کرتے ہیں۔ بعدہٗ دل میں پہنچکر اس کی حرکت کو بھی زیادہ کر دیتے ہیں۔ پھر وہ خون پھیپھڑہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جس کی تاثیر سے غشاء مخاطی کی اخراجیہ طاقت بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور مواد بلغمیہ زیادہ تر اوش پلتے ہیں۔ پھر جلد کی عروق شعریہ میں پہنچکر فعل جلد کو تحریک دیتا ہے۔ اور پھر اس دوائی کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ پس اس دوائی کو بدن سے خارج کرنے کا کام انہیں اعضاء مذکور کو کرنا پڑتا ہے۔ اول معدہ و امعاء پھر جگر پھر ریہہ پھر جلد ان چار اعضاء کی حرکت و طاقت اور قوت اخراجیہ کے بڑھ جانے سے بہت سی مختلف حالات اور مختلف قسموں کی امراض دور ہو جاتی ہیں۔ جنکی فہرست حسب ذیل ہے۔ آتشک درجہ دوم و ابتداء جذام و دیگر امراض جلدی مثل جرب و قوبا و ثبورات دمامیل متنوعہ۔ امراض جگر و طحال مثل استسقاء لحمی۔ یرقان۔ عظم۔ کبد و طحال۔ صلابت کبد و طحال۔ امراض معدہ و امعاء مثل ضعف ہاضمہ۔ دائمی قبض۔ بوجہ عدم صفراء۔ ویدان ہر قسم۔ درد معدہ۔ اسہال۔ امراض ریہہ مثل سرفہ بلغمی مزمن ضیق النفس بلغمی۔ علاوہ ازیں مرض وجع المفاصل مزمن میں بھی بہت مفید ہے۔ اور موسمی نوبتی تپوں میں نوبت سے پہلے اس کا کھلا دینا دافع ارزہ و نوبت ہے اور دو چار روز اسی طرح استعمال کرنے سے تپ سے قطعی آرام ہو جاتا ہے۔ اگر ڈاکٹر لوگ اس کو بجائے کونین کے استعمال کر کے

دیکھیں، تو ان کو معلوم ہو جائے کہ اس کے مقابلہ میں کیسی عجیب شے ہے۔ یہ وزن دوائیہ یومیہ ایک دفعہ دینا چاہیئے حسب ضرورت صبح و شام دو دفعہ کر کے بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر اسی وزن میں اس کو نصف نصف یا ایک ایک گھنٹہ کے فاصلہ سے دیدیا جائے تو سخت متلی پیدا ہوتی ہے۔ اور پسینہ زیادہ آتا ہے۔ اور معدہ و امعاء میں خراش ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ وزن سمی میں ہوتی ہے۔ پس اس کو بار بار استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ نیز یاد رہے کہ جیسے اس کی کم مقدار اندرونی طور پر بہت سی امراض کو مفید ہے۔ تھوڑے وزن میں بیرونی طور پر بھی اکثر امراض میں فائدہ کرتی ہے۔ تھوڑے وزن سے مراد بیرونی طور پر یہ ہے کہ اس کا ادنیٰ فعل یعنی پہلا فعل ظاہر ہو اور وہ یہ ہے کہ جہاں اس کو لگایا جائے وہ جگہ سوزش ناک اور سُرخ ہو جائے۔ پھنسیاں اور زخم پیدا نہ ہو۔ سو اس قدر وزن میں استعمال کرنے کی حالت میں بہت سی امراض کو سُود مند ہے۔ مثلاً اس کا لیپ یا طلا یا مالش فالج تشنج اور خدر میں مفید ہے۔ پھر سینہ پر ذات الریہ ذات الجنب وغیرہ میں از حد مفید ہے اور اس کا نفوخ یا سعوط مرض صرع سکتہ شقیقہ۔ سرسام اور سبات میں نافع ہے۔ گندے زخموں پر لگانا انکوچرک وغیرہ سے صاف کرتا ہے۔ اور زائد گندے گوشت کو دور کر کے قابل اندمال بناتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کی چھاجن کو دُور کرتا ہے اور دافع کُھجلی وسعفہ و قوبا ہے اور مقوی باہ ہے۔ وزن دوائیہ جوان آدمی کے واسطے جڑھ کی چھال خشک شدہ کا وزن ۲ رتی سے ۴ رتی ہے۔ اور اسی بناء پر دوسری اجزاء کا وزن سمجھ لیا جائے ؛

تیسرا وزن اس کا شفائیہ ہے۔ اس میں اس کا اثر بہت ہی بے ضرر ہو جاتا ہے اور اندرونی طور پر صرف معدہ و امعاء تک ہی اس کا اثر محسوس ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس وزن شفائیہ میں صرف مقوی معدہ و محلل نفخ اور قابض اسہال اور مفید ہیضہ ہے۔ اور بیرونی طور پر عام زخموں کو خشک اور مندمل کرنے کے کام آتا ہے۔ مُنہ کے زخموں کو بھی مفید ہے۔ آنکھ کی سُرخی اور مرض سلاق اور انتشار الاہداب اور خارش چشم میں مفید ہے ؛

وزن شفائیہ یہ ہے جڑھ کی چھال ½ رتی سے ¼ رتی دوسری اجزاء کا وزن اس پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

مرکبات

(۱) کاجل عشری۔ دودھ آک میں روئی صاف دھنی ہوئی کو خوب تر کر کے خشک کریں۔ اور اس کی بتی بنا کر حسب معمول دیئے میں جلائیں اور اس کا کاجل لیں۔ اور اس کو سلائی سے بطور سرمہ کے آنکھوں میں لگائیں تو امراض ذیل میں بہت ہی مفید ہے۔ پُرانے کگرے۔ سبل۔ جرب الاجفان۔ جالا۔ پھلی۔ باہمنی یعنی سلاق جس میں پلکیں متورم ہو کر وہاں کے بال گر جاتے ہیں۔ نہایت مفید ہے۔ یہاں تک کہ از سر نو بال بھی اس سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اگر کسی مرض کے سبب سے خواہ کسی جگہ کے بال گر گئے ہوں۔ تو اس کاجل کو وہاں طلا کرنے سے بال اُگ آتے ہیں۔ آنکھوں میں اس کا استعمال اگر سُرخی اور جلن پیدا کرے تو اس کو کسی قدر خفیف کر لینا چاہیئے۔ جس کے دو طریقے ہیں۔ اول یہ کہ سلائی کے ساتھ بہت خفیف سا لگایا جائے دوم یہ کہ اس کاجل

کے ہموزن یا دوچند سُرمہ سیاہ سائیدہ ملا لیا جائے اور اس کو لگایا جائے۔

(۲) **نسوار عشر**۔ آک کے دودھ تازہ میں خاکستر اوپلہ صحرائی کو خوب تر کر لیا جائے پھر اس کو خشک کر کے پیس کر باریک کر کے شیشی میں رکھ لیا جائے۔ ان امراض دماغی میں بطور نفوخ کے ناک میں پھونکیں جن میں بباعث اجتماع خون اندرون اعضائے سر کے مختلف قسم کے عوارضات مثل بیہوشی۔ تشنج دردسر وغیرہ پیدا ہو رہے ہوں۔ اس کے استعمال سے نتھنوں کی غشاء مخاطیہ میں سوزش ہو کر مائیت کا اخراج بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح خون میں سے مائیت نکل کر خون کا اجتماع کم ہو جاتا ہے اور مریض کو بہت جلد آرام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے پھول اور پتے صرف خشک کر کے پیس لینے بھی قریب قریب انہیں فوائد کے ہیں۔ لیکن ان میں بہت جلد ایک قسم کا خاص کرم پیدا ہو جاتا ہے جو کہ اس کو خراب کر دیتا ہے۔ لہذا یہ مرکب بہت عمدہ ہے خواہ حسب ضرورت اسی طرح استعمال کیا جائے خواہ اس کو بحسب ضرورت ہلکا کر لیا جائے۔ مثلاً اس کے ہموزن یا دوچند آرد گندم وغیرہ بوقت استعمال ملا لیا جائے اور یہ ہلکا کیا ہوا مرکب زکام کہنہ یا دردسر بلغمی زکامی کے بہت مفید ہے۔ نیز بیرونی طور پر زخموں پر اس کا چھڑکنا بھی زخموں کو عفونت سے بچاتا اور صاف کرتا ہے ؛

(۳) **ذرور عشر یعنی دھوڑا**۔ پوست بیخ آک خشک، ایک حصہ۔ راں ۳ حصہ۔ کتھ ۴ حصہ۔ تینوں کو پیس کر مثل سُرمہ بنا رکھیں صاف شدہ زخموں کو مندمل کرنے کے واسطے اس کو چھڑکا کریں ؛

(۴) **مرہم عشر**۔ دھوڑا مذکور ایک حصہ۔ میٹھا تیل ایک حصہ۔ صاف پانی ایک حصہ۔ اول پانی اور تیل کو باہم ملا کر کسی کھلے برتن مثل طشت وغیرہ میں خوب کف مالی کریں۔ حتےٰ کہ اس کا قوام مثل گھی کے ہو جائے۔ پھر اس دھوڑا مذکور کو ملا کر دوبارہ کف مالی کریں۔ تاکہ قوام مرہم ہو جائے پس مثل اور مرہموں کے اس کو لگایا کریں ؛

(۵) **حب سعال عشری** (کھانسی کی گولیاں) پوست بیخ آک ایک حصہ۔ پیاز عنصل نصف حصہ۔ زوفا دو حصہ سب کو باریک پیس کر شہد میں گولیاں نخودی بنائیں۔ خوراک ایک گولی سے ۲ گولی تک۔ بلغمی کھانسی۔ خصوصاً مزمن میں از حد نافع ہے نیز دمہ و ضیق بلغمی کے لئے نہایت نافع ہے ؛

(۶) **حب ہاضم عشری**۔ گل تازہ عشر ایک حصہ۔ فلفل دراز و زنجبیل ہر ایک دو دو حصہ۔ نمک سانبھر ۳ حصہ سب کو پیس کر گولیاں بقدر نخود بنائیں۔ اور ایک دو گولیاں ضعف معدہ۔ بدہضمی۔ درد معدہ اور نفخ میں کھلائیں۔

(۷) **حب اسہال عشری**۔ غنچہ مدار ایک حصہ۔ آک آب ندیدہ نصف حصہ قرنفل دو حصہ سب کو ملا کر گولیاں بقدر دانہ مسور بنائیں۔ اور مریض اسہال وہیضہ کو ایک ایک کر کے دن میں دو چار دفعہ حسب ضرورت دیں۔ یہ حب پیسکر کھلانے سے قے کو بھی روکتی ہے ؛

(۸) **روغن عشری**۔ آب برگ عشر ہموزن روغن کنجد میں جلائیں۔ جب صرف تیل رہ جائے محفوظ رکھیں۔ اور فالج۔ جذر۔ رعشہ اور مختلف قسم کی اوجاع میں مالش کیا کریں ؛

آلو بخارا

یہ ایک درخت کا پھل ہے جس کو آلو کے نام سے بولتے ہیں۔ اس پھل کی شکل بیضوی اور مزہ ترش و شیرین ہے۔ رنگ باہر سے سیاہ اندر سے بھوری سیاہی مائل ہوتی ہے۔ اس کا حجم حسب تاثیر زمین و پرورش کے مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ ½ انچ سے ¼ ۱ انچ تک پایا جاتا ہے۔ سرد ممالک اور باغات کے درختوں کا پھل بہ نسبت گرم ممالک اور جنگلی درختوں کے بڑا ہوتا ہے۔

تاثیر و استعمال۔ خام و نارسیدہ قابض ہوتا ہے۔ لیکن پختہ اور مکمل شدہ قدرے ملین بھی ہے۔ یہ پھل حقیقت میں دوا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر پھلوں کی طرح یہ بھی ایک غذائی چیز ہے جو کہ عام طور پر غذا میں ملا کر یا غذا کے وقت کھا لیا جائے۔ تو ضعف معدہ اور قبض مدامی والے اشخاص کو مفید ہے۔ لیکن تاہم بطور دوائی کے بھی حمیات میں واسطے رفع کرنے زیادتی پیاس اور دور کرنے اندرونی حرارت کے اس کو بھگو کر اس کا نقوع پلایا جاتا ہے یا منہ میں رکھوا کر چوسایا جاتا ہے۔ جو کہ بسبب ترشی کے اچھا اثر رکھتا ہے۔ خوراک اس کی ۵ سے ۱۵ دانہ ہے۔ اسکے کثرت استعمال سے امعاء میں پیچش کا احتمال ہے۔

ابہل

جس کو ادبیر اور ہوبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت کا پھل ہے جو کہ پہاڑی سرو کی قسموں میں سے ہے۔

تاثیر و افعال۔ جسم انسان پر جہاں اس کا اثر پہنچایا جائے۔ اسی جگہ پر اس کا فعل تحریک اور تقویت کا ہوگا۔ یعنی وہاں پر خون کی آمد ہو کر اس جگہ کی پرورش خوب ہوتی ہے۔ اور وہ جگہ اپنے افعال میں پہلے سے زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔ پس جسم کے ہر ظاہری حصہ میں جلد پر اس کا لیپ کرایا جاتا ہے۔ لیکن اندرونی طور پر اس کو کھلانے سے اعضاء انہضام یعنی آلات غذائیہ اور اعضاء بول اور آلات تناسل پر اس کی وہی تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ سوائے ان اعضاء کے دیگر کسی عضو پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ جیسے اعضاء ہوائیہ یا اعصاب و عضلات۔ نخاع و دماغ و دل وغیرہ کیونکہ اس دوائی کا بدن انسانی سے اخراج براہ بول ہے۔ پس معدہ و امعاء سے ہوتی ہوئی جگر میں اور جگر سے گردہ و مثانہ میں ہوتی ہوئی پیشاب کی راہ سے بدن سے خارج ہو جاتی ہے۔ اس کی تاثیر تحریک و تقویت انہیں اعضاء میں محدود ہے۔

مواقع استعمال۔ بیرونی طور پر۔ مرض داء الثعلب (بالچر) میں اس کا ضماد سرکہ میں ملا کر کرنے سے وہاں بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ زخموں کے داغوں یا چھائیں و سیاہی جلد کی جگہ پر اس کا ضماد جلد کو صحیح و سالم اور صاف کر دیتا ہے گوشت خورہ۔ مسوڑوں اور حلق کے زخموں وغیرہ میں اس کا دھوڑا یا شہد میں ملا کر لیپ کرنا مفید ہے۔

اندرونی طور پر۔ ضعف معدہ۔ ریاح۔ قراقر۔ زلق الامعاء۔ کرم امعاء۔ ضعف جگر سو القنیہ۔ استسقاء میں مفید ہے۔ پھر ریگ و حصاۃ گردہ و مثانہ۔ پرانی سوزش گردہ و مثانہ کو مفید ہے۔ حبس بول میں مفید ہے۔ اور چونکہ اس کا اثر آلات

بول پر بہت ہے۔ اِس واسطے بہ سبب مشارکت کے آلات تناسل پر بھی اس کا اثر پڑ جاتا ہے۔ سو مردوں میں یہ دوائی مہیج آلہ تناسل ہونے کی وجہ سے ضعف انتشار میں مفید ہے۔ اور عورتوں میں کمی حیض وغیرہ اور ضعف رحم کو مفید ہے۔

نوٹ: ایک وصف اس دوائی کی یہ بھی ہے کہ مزمن اور پرانی امراض کو فائدہ مند ہے۔ نئی اور جوشیلی مرضوں میں مفید نہیں ہے۔ اس واسطے ضعف معدہ و جگر میں جو حاد ہو اور سوزش گردہ و مثانہ میں جو تازہ ہو نہ دینا چاہیئے۔

وزن خوراک۔ ۲ ماشہ سے ۹ ماشہ تک ہے ؛

اٹنگن!

یہ ایک ہماری ملکی نبات کے بیج ہیں جن کی شکل و شباہت دھنیاں کے دانوں سے ملتی جلتی ہے اور مشہور چیز ہے۔

افعال۔ اِس دوائی میں لزوجت بہت ہے۔ اس کو معدہ نہایت دقت سے ہضم کر سکتا ہے۔ لیکن جب ہضم ہو کر خوں میں مل جاتی ہے تو منی کی پیدائش کو زیادہ کرتی اور منی کو غلیظ کرتی ہے۔ اِس دوائی کو ہمیشہ نہار مُنہ کھانا چاہیئے۔ اور ۳ گھنٹہ اس سے پہلے اور بعد میں کسی قسم کی غذا نہ کھانی چاہیئے۔

مواقع استعمال۔ ضعف باہ۔ جریان۔ سرعت انزال۔

وزن خوراک۔ ۳ ماشہ۔

اتیس

یہ ایک جنگلی بوٹی کی جڑھ ہے جس کا چھوٹا سا پیڑ ہوتا ہے۔ کوہ ہمالیہ اور کدار ناتھ اور ہندوستان کے دیگر کوہی اضلاع میں اس کی پیدائش ہے۔ یہ جڑھ اُنگلی کے برابر موٹی گاؤدُم ایک انچ سے ڈیڑھ انچ تک طویل رنگت میں سفید خاکی مائل لیکن توڑنے پر اندر سے بالکل سفید ہوتی ہے۔ ذائقہ میں نہایت تلخ۔

شناخت۔ اتیس کو توڑ کر ملاحظہ کریں۔ اگر اندر سے سفید نہ نکلے بلکہ خاکی مائل ہو اور ذائقہ میں فرق ہو اور چبانے سے زبان اور لب سن ہو جائیں۔ تو اس کو ردی اور ناقص سمجھیں۔

افعال۔ مقوی معدہ۔ قابض۔ حابس خون۔ دافع نوبت۔ قاطع بلغم ؛

استعمال۔ ضعف معدہ خصوصاً مزمن۔ عام جسمی کمزوری خواہ کسی وجہ سے ہو۔ مخصوصاً جو لمبی مرضوں کے بعد ہو۔ اسہال پیچش۔ مزمن۔ بواسیر خونی۔ استحاضہ۔ نفث الدم۔ ہر قسم کے نوبتی تپ۔ ہر قسم کے مزمن تپ۔ ہر قسم کے نوبتی درد خواہ کسی جگہ میں ہو۔ کھانسی وزکام۔

خوراک۔ عام طور پر ہر ایک مرض امراض مذکورہ بالا میں چھ رتی سے ایک ماشہ تک۔ لیکن نوبتی تپوں اور نوبتی دردوں

میں ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک نوبت سے ایک دو گھنٹہ پہلے دینا چاہیئے۔

طریق استعمال۔ سفوف یا حبوب کی شکل میں دیں۔

اثل

جس کو پنجابی میں اوکا ہنہ یا پھر دانھ کہتے ہیں مشہور درخت ہے جس کا پھل مائیں کہلاتا ہے ذائقہ قدری کھاری کسیلا اور تلخ بھی ہے۔

اجزاء مستعملہ۔ پھل اور پتے۔

افعال۔ مقوی معدہ وجگر وطحال۔ مانع تولید۔ رطوبات خام۔ مجفف و دافع تہل جسم۔ قابض رطوبات۔ حابس دم۔ زادع۔ مسمن بدن۔

مواقع استعمال۔ عظم۔ کبد وعظم طحال۔ ورم کبد یا ورم طحال۔ سوء القنیہ۔ بے رونقی وبدرنگی چہرہ۔ بالوں کا قبل از وقت سفید ہو جانا۔ جرب متقرحہ۔ چھوٹی چھوٹی پھنسیاں جن سے پانی رستا رہتا ہو۔ ہر قسم کا جریان وسیلان مثل دمعہ۔ اسہال۔ نزلہ۔ کھانسی بلغمی۔ اورار بول۔ اورار منی و مذی۔ سیلان۔ رطوبات رحمی۔ جدری۔ آکلہ۔ قروحات عامہ۔ بواسیر۔ نزف الدم ہر قسم۔ بقئ الدم قے الدم۔ استخاصہ۔ خروج مقعد۔ استرخاء فرج۔ استرخاء پستان۔ تہل واسترخاء لثہ لاغری جسم یعنی کمی لحم۔ اورام ہر قسم در در جوا جتماع خون سے ہو۔

طریق استعمال۔ اندرونی طور پر سفوف یا نقوع یا مطبوخ بنا کر دیں۔ اور بیرونی طور پر ہر قسم کی تہل و ادرام اور اجتماع خون کے موقعہ پر ضماد کریں۔ زخموں پر اس کا دھوڑا بنا کر ڈالیں۔ مُنہ کی مرضوں میں غرارہ یا مضمضہ یا سنون کے طور پر استعمال کریں۔ کانوں اور قبل یا دُبر میں شیاف رکھیں۔ یا بذریعہ پچکاری کے استعمال کریں۔ آنکھوں میں سرمہ کے طور پر لگائیں۔ یا ضماد کریں بھیپھڑا کی امراض میں دخان پہنچائیں۔

قدر خوراک۔ پھل ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک پتے اتولہ سے ۳ تولہ تک۔

ادرک

جس کو تروتازگی کی حالت میں ادرک، اور خشک شہرہ کو سونٹھ (زنجبیل) کہتے ہیں۔

ذائقہ۔ تیز اور چرپرا ہے۔

افعال۔ مقوی معدہ۔ محرک معدہ۔ کاسر الریاح۔ مولد بزاق۔

مواقع استعمال۔ ضعف معدہ۔ کمی اشتہاء۔ نفخ۔ خراش دار کھانسی۔

(نوٹ) اس کا طلاء عجیب ملذذ ہے۔

قدر خوراک ادرک ۶ ماشہ سے تولہ۔ سونٹھ ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ۔

مرکبات۔ (۱) لعوق ادرک۔ آب ادرک ایک حصہ تین حصہ۔ کھانڈ میں نرم آگ پر جوش دیں۔ جب غلیظ القوام ہو اُتار کر محفوظ رکھیں۔ (۲) لعوق زنجبیل۔ سفوف زنجبیل ایک حصہ۔ شہد خالص چار حصہ میں ملا کر محفوظ رکھیں۔

ترکیب استعمال۔ جب گلے میں خراش ہو اور بار بار کھانسی آئے تو لعوق کو تھوڑا چٹائیں جس سے منہ کے اندر کسی قدر سوزش پیدا ہو کر منہ میں تھوک زیادہ پیدا ہوگی۔ اور حلق کی طرف سے خراش کو تسکین ہو جائے گی۔ اور فوراً منٹوں میں کھانسی کا بار بار اُٹھنا بند ہو جائیگا۔ اور مریض آرام حاصل کریگا۔

قدر خوراک۔ ۶ ماشہ سے تولہ تک متواتر چٹانے سے دن بھر میں ۲ تولہ تک بھی جائز ہے۔

اڑوسہ

جس کو بانسہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک پہاڑی چھوٹا سا درخت ہے جس کے پتے پانچ چھ انچ لمبے اور انچ سوا انچ چوڑے ہوتے ہیں۔ جن کے کنارے سالم ہوتے ہیں۔ خشک پتوں کا رنگ گہرا سبز اور جسم چکنا ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بومثل چائے کی آتی ہے ذائقہ تلخ ہوتا ہے:

اجزاء مستعملہ۔ پتے اور جڑھ۔

افعال۔ دافع عفونت۔ کرم کش۔ مخرج بلغم بالتحریک۔ دافع تشنج۔

مواقع استعمال۔ بخار الغم۔ بخار الائف۔ دیدان ضیق النفس۔ ربو۔ کوکڑ کھانسی۔ پرانی کھانسی۔

طریق استعمال۔ بطور سفوف و شیرہ و مطبوخ اور دخان (دھواں)

وزن خوراک۔ جڑھ تازہ ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ خشک ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ۔ پتے تازہ ۶ ماشہ سے تولہ خشک ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ

طریق استعمال۔ بخار الغم میں اس کے مطبوخ سے غرغرے کرائیں۔ بخار الائف میں بذریعہ پچکاری پہنچائیں۔ کرم امعاء میں سفوف یا مطبوخ دیں۔ کرم ناک و کان میں مطبوخ کی پچکاری کریں۔ پھیپھڑہ کی امراض میں کھلائیں۔ لیکن دھواں بھی پہنچائیں اندر پلانے کے واسطے پانی میں گھولکر اس کا شیرہ بھی بنا سکتے ہیں:

مرکبات۔ (۱) رب بانسہ۔ بانسہ کے تازہ پتے یا تازہ جڑھیں ایک سیر کچل کر اور گھوٹ کر دباؤ دیکر شیرہ نکالیں اور آگ پر رکھ کر گرم کریں۔ جب وہ شیرہ پھٹ کر سبزی اور پانی الگ الگ ہو جائے تو اس کو چھان لیں۔ سبزی کو الگ رکھ دیں۔ اور پانی کو پھر پکائیں۔ جب نصف پانی رہ جائے تو اس کو دوبارہ چھان لیں۔ بعد ہٗ اس چھنے ہوئے پانی میں نصف سیر کھانڈ ملا کر پھر آگ پر پکائیں۔ جب قوام خوب غلیظ ہو جائے تو وہ سبزی جو علیحدہ رکھی ہوئی تھی اس قوام میں خوب ملا دیں۔ بعد اس کے آگ سے اُتار کر ٹھنڈا کر کے محفوظ رکھ لیں۔ خوراک ۳ ماشہ سے ۹ ماشہ:

(۲) شربت بانسہ۔ خشک بانسہ (پتے ہوں یا جڑھ) ایک پاؤ لیکر اس کو اڑھائی سیر پانی میں پکائیں۔ جب نصف رہے تو چھان کر اڑھائی سیر کھانڈ ملا کر قوام شربت پر لائیں۔ خوراک ۲ تولہ سے ۳ تولہ۔

اجوائن

جس کو نانخواہ بھی کہتے ہیں۔ ہماری ملکی دوا ہے اور مشہور ہے۔ اس کے دانے خشخاش کے دانوں سے کسی قدر بڑے سونف کی شکل پر ہوتے ہیں۔

ذائقہ۔ تلخ اور تیز۔

افعال و خواص۔ محرک۔ دافع تشنج۔ کاسر ریاح۔ دافع تعفن۔ مانع تولید کرم۔ قاتل کرم۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ دوائی بدن انسان پر لگنے اور اثر کرنے سے وہاں کی جلد کے دوران خون کو تیز کرتی ہے اور عروق شعریہ میں خون زیادہ آکر وہ جگہ قدرے سرخ ہو جاتی ہے۔ پھر وہاں کی جلد کی رطوبت پیدا کرنے والی گلٹیاں رطوبات زیادہ پیدا کرتی ہیں۔ لہذا محرک نظام دموی ہے۔ لیکن جس جگہ پر اس دوا کی تاثیر پڑتی ہے۔ وہاں کے عضلات اور اعصاب اور گوشت وغیرہ کی طرف سے دوران خون کم ہو جاتا ہے۔ لہذا دافع تشنج بھی ہے۔ گویا جلد کے واسطے محرک ہے لیکن اس کے اندرونی اعضاء کے واسطے مسکن ہے۔ محرک ہونے کی وجہ سے وہاں تقویت دیتی ہے۔ اور مسکن ہونیکی وجہ سے آرام بخشتی ہے۔

محل استعمال و طریق۔ تشنج: درد اعضاء۔ بدہضمی۔ نفخ۔ ہچکی۔ کرم معدہ۔ ہیضہ۔ اسہال۔ سیلان۔ رطوبات رحمی۔ اختناق رحم۔ گندے زخم۔ بخر الانف۔ دود الانف (ناک کے کیڑے)۔ بخر الفم۔ ذیابیطس۔ عسر بول۔ سنگ گردہ و مثانہ۔ احتباس طمث۔ گنج۔ قوبا۔ نار فارسی۔ چمبل۔ لدغ گزدم و زنبور۔

تفصیل ان کی یہ ہے کہ تمام قسم کی دردوں میں جلد پر اس کا ضماد لگانے یا اس کے تیل کی مالش کرنے سے اندرونی اعضاء مثل عضلات و اعصاب میں تسکین واقع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی دردوں اور تشنج میں مفید ہے۔ کان کے درد کے واسطے اس کا تیل استعمال ہو سکتا ہے۔ یا اجوائن کو تیل میٹھا میں جلا کر وہ تیل بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ دانتوں کے درد میں بھی اس کا تیل استعمال ہوتا ہے۔ پیٹ کے درد میں اکثر اجوائن استعمال ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ تیل بھی مفید ہے۔ گزدم اور زنبور کے کاٹے پر اس کے تیل کا لگانا بھی فوراً زہر کو باہر کھینچ لیتا اور درد کو آرام دیدیتا ہے۔ گنج چمبل وغیرہ جلدی امراض میں جلد کو تحریک و تقویت دینے کی وجہ سے فائدہ مند ہے۔

اندرونی طور پر کھلانے سے مقوی معدہ ہے۔ کیونکہ معدہ کے اندرونی پردہ میں اس کے اثر سے تحریک پیدا ہو کر اس کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ اس واسطے بدہضمی اور نفخ کو بہت مفید ہے۔ لیکن چونکہ معدہ کی اندرونی غشا کی تحریک سے اس کے عضلات میں تسکین پیدا ہو جاتی ہے۔ اس واسطے مرض ہچکی جو کہ ایک تشنجی حالت ہے اس کو مفید ہے۔ آلات بول پر بھی اسکا محرک

اثر پڑتا ہے۔ اسواسطے ان کی مفصلہ بالا امراض میں فائدہ دیتا ہے۔ اجوائن کے جوشاندہ (مطبوخ) سے زخموں کو دھونا اور تیل اجوائن کو تیل میٹھا میں ملاکر نرم کرکے اوپر لگانا بہت ہی مفید ہے جو گندہ ہونے سے بچاتا اور جلد کو تحریک و تقویت دیکر زخم کو مندمل کردیتا ہے۔ کاربالک آئل سے کئی درجے بہتر ہے۔ اسی طرح مطبوخ کو بذریعہ پچکاری رحم میں پہنچانا رحم کی تقویت و تحریک کے واسطے مفید ہوتا ہے۔ عفونت کو دور کرتا ہے۔ اختناق میں رحم کی تشنجی حالت میں مفید پڑتا ہے۔ بخار الفم میں اس کے غرغرے کرنا اور بخار الانف میں ناک میں سڑکنا یا بذریعہ پچکاری ناک کو اندر سے دھونا مفید ہے۔ ناک و کان کے اندر اگر کرم پیدا ہوجائیں تو اس کے ہلکے تیل کو وہاں پہنچانا چاہیئے۔ جس سے کرم مُردہ یا بیہوش ہوکر نکل آئیں گے۔ اور آرام ہوجائیگا۔ معدہ کے کرموں کے واسطے اگر قتل کرنے ہوں تو اجوائن کے تیل کو خالص استعمال کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر نہ ملے تو اجوائن بھی زیادہ مقدار میں بار بار دینا مفید ہے۔ مریض کو بھوکا رکھ کر اسے اجوائن دینا چاہیئے۔ لیکن اگر کرم نکل گئے ہیں۔ تو دوبارہ ان کی پیدائش سے بچنے کے لئے اجوائن کا استعمال کچھ روز تک کرتے رہنا چاہیئے ایسی حالت میں اس کی کم مقدار کافی اثر رکھتی ہے۔

قدر خوراک اجوائن۔ عام طور پر ۴ ماشہ سے ۹ ماشہ تک قاتل کرم امعاء کے طور پر تولہ سے ۲ تولہ تک۔ روغن ایک قطرہ سے تین قطرہ تک ؛

مرکبات

(۱) روغن اجوائن۔ اس کی ترکیب عمدہ و اعلےٰ یہ ہے کہ پہلے اس کا عرق نکالا جائے پھر عرق کے اوپر سے تیل علیحدہ کرلیا جائے اس کے علاوہ دوسری ترکیبیں بھی ہیں۔ جیسے پتال جنتر یا ڈول جنتر وغیرہ۔ لیکن ان ترکیبوں سے تیل میں بدبو اور سڑاند پیدا ہوجاتی ہے۔

خوراک۔ ایک قطرہ سے تین قطرہ تک۔

(۲) **اجوائن کا نرم تیل**۔ روغن اجوائن ایک حصہ۔ روغن کنجد نو حصہ باہم ملا دیویں۔ یہ روغن زخموں وغیرہ پر لگانے کے کام آتا ہے۔

(۳) **مطبوخ**۔ ایک حصہ اجوائن نیم کوب کو پندرہ حصہ پانی میں نرم آگ پر پکائیں۔ جب تیسرا حصہ پانی جل جائے تو آگ سے نیچے اُتار کر رکھ لیں۔ سرد ہونے پر پانی کو نتار لیں۔ کپڑے کی صافی پر چھاننے سے اس کی روغنیت جس پر فائدہ کا انحصار ہے کپڑے میں جذب ہوجانے کا خوف ہے ؛

خوراک۔ ایک چھٹانک سے ڈیڑھ چھٹانک تک ؛

(۴) **عرق اجوائن**۔ اجوائن ایک حصہ پانی بیس حصہ میں ڈالکر بذریعہ قرع انبیق کے عرق نکالیں۔ جب دس حصہ عرق نکل چکے بس کردیں ؛

خوراک۔ نصف چھٹانک سے ایک چھٹانک ؛

اجوائن خراسانی

جس کو بنج اور سیکران بھی کہتے ہیں۔ یہ ہماری ملکی دوا ہے۔ لیکن افسوس کہ اہل ملک اس کی ماہیت سے بالکل ناواقف ہیں کہ اس کے نام اور اس کے فوائد سے بھی واقف نہیں ہیں۔ چنانچہ ہمارے اکثر اطباء بنج کو بھنگ اور اس کے بیج یعنی تخم سیکران کو بھنگ کے بیج سمجھتے ہیں۔ جو کہ فاش غلطی ہے۔ بذرالبنج بھنگ کے بیج نہیں ہیں بلکہ اجوائن خراسانی کا نام ہے۔ کیونکہ بھنگ کے بیج کو عربی میں بذرالقنب کہتے ہیں۔ اس کا نام اجوائن خراسانی رکھنا بھی ثابت کرتا ہے کہ ہمارے اہل ملک اس سے واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ دوا کسی صورت میں بھی اجوائن کے نام سے موسوم ہو سکنے کے قابل نہیں ہے۔ نہ تو اس کی بو اجوائن سے مشابہ ہے نہ اس کے پھول نہ اس کے بیج اور نہ ہی اس کے خواص حتے کہ کسی قسم کی باہم مشابہت نہیں ہے کہ اس کو اس مشابہت کی وجہ سے اجوائن کہا جا سکے۔ مزید براں اسے خراسان سے نسبت دینا بھی ہماری لاعلمی پر دلالت کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ بوٹی ہمیشہ سے کوہ ہمالہ۔ بلوچستان اور شمالی ہندوستان میں خود رو پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کو خراسان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جہاں سے آکر یہاں فروخت ہوئی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے طبیب اس دوا کی نسبت سخت غلطی میں ہیں۔ اور اس غلطی کی وجہ سے بہت سا نقصان اُٹھاتے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر کمی حیض (عسر الطمث) میں اور احیض کے لئے نسخہ میں علاوہ دیگر ادویہ کے چاروں اجوائن لکھدیتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ چاروں اجوائن سے اطباء کون کون سی ادویہ مراد لیتے ہیں۔ ہاں میں نے اکثر اوقات یہ دیکھا ہے اور ایسی مریضہ عورتیں میرے زیر علاج آتی رہی ہیں۔ جن کو ایسے مطبوخ پلائے گئے جن میں چاروں اجوائن بھی تھیں۔ اور ان عورتوں کو بجائے اس کے کہ مرض میں کوئی کمی ہوتی اُلٹا اثر یہ ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں حذر پیدا ہو گیا۔ اور نتھنوں و منہ و حلق میں خشکی وغیرہ پیدا ہو کر حالت قریب المرگ ہونے لگی جس پر اس نسخہ کی ادویات منگا کر دیکھی گئیں۔ تو ان میں اجوائن خراسانی موجود پائی گئی۔ جس کی وجہ سے مریضہ کی وہ حالت ابتر ہو چکی تھی۔ ایسے ہی اور بہت سے واقعات میں نے دیکھے ہیں۔ اس واسطے نہایت مناسب اور مفید سمجھکر اس پر یہ نوٹ لکھا ہے تاکہ آئندہ ہمارے دوست اس کے متعلق خیال رکھیں۔ کہ یہ دوائی اجوائن کی قسم سے نہیں ہے بلکہ اس کا نام غلطی سے اجوائن رکھا گیا ہے اور یہ چیز قطعاً مدر حیض نہیں بلکہ قابض و حابس حیض ہے۔

ماہیت ۔ یہ ایک نبات (بوٹی) ہے۔ جس کے پتے بہت لمبے ہوتے ہیں۔ جس کی لمبائی عموماً ۵ انچ سے ۱۰ انچ تک ہوا کرتی ہے۔ بعض پتے اس کی شاخ سے ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض پتوں کے نیچے ڈنٹھل ہوتا ہے۔ جو شاخ سے نکلتا ہے اور اس کے سر پر پتے نکلتے ہیں۔ پتے کی شکل بیضوی کسی قدر مثلث یا مستطیل ہوتی ہے۔ پتے کے کنارے دندانہ دار ہوتے ہیں۔ مگر دندانے یکساں نہیں ہوتے بلکہ بے ڈھنگے اور بے قاعدہ طور پر ہوا کرتے ہیں۔ جن کی نچلی سطح روئیں دار ہوتی ہے حتے کہ اس کی شاخوں پر بھی سفید سفید پشم یا روئی بکثرت دکھائی دیتی ہے۔ شاخوں کے اوپر اس کا پھل ایک غلاف کے اندر ہوتا ہے۔ جس غلاف کی شکل گل انار کی طرح ہوتی ہے۔ پھل کے اندر چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں۔

ذائقہ۔ تلخ اور قدرے خراشدار ہے۔ اور بو تیز اور بُری ہوتی ہے۔

مشابہت۔ یہ بروج الضم اور دھتورہ کے قبیلے کی دوا ہے۔ مگران پر سفید روئی نہیں ہوا کرتی جو اس پر ہوتی ہے۔

اقسام۔ سفید۔ سُرخ اور سیاہ ان کی ہر قسم اپنی پہلی قسم سے اپنے افعال میں زیادہ تیز ہے۔

حصص مستعملہ۔ پھول۔ پتے۔ ڈنٹھل۔ بیج اور جڑھ۔

افعال۔ مسکن۔ منشی۔ منوم۔ مخدر۔

اعضا متاثرہ۔ دماغ۔ حرام مغز۔ امعاء۔ غشاء مخاطی۔ مثانہ و دیگر اعضاء۔ آنکھ کا ڈھیلہ۔

مواقعہ استعمال۔ (۱) تسکین دماغ کے لئے مرض جنون و مالیخولیا اور سہر (بیخوابی) میں دی جائے تاکہ التہاب دماغی دور ہوکر مرض میں تخفیف ہو۔

(۲) مرض پیچش وغیرہ میں تسکین امعاء کے لئے۔

(۳) ادویہ مسہلہ کی تشنج (مروڑ) کو روکنے کے واسطے مسہلہ ادویات کے ساتھ ملادی جاتی ہے۔

(۴) سوزش مثانہ و سوزش غدہ قدامیسو سنگ مثانہ و ریگ مثانہ وغیرہ میں اور مرض سوزاک میں مفید ہے۔

(۵) ضیق النفس۔ کھانسی اور نزلہ وغیرہ میں۔ غشاء مخاطی کی تسکین کے لئے۔

(۶) آنکھ میں اس کو بیرونی طور پر قطورًا ضمادًا اکتحالاً استعمال کرنا صدقہ چشم (پتلی) کو پھیلا دیتا ہے۔ اور سوزش اور ورم آنکھ کی تمدد و تشنج کو دور کر دیتا ہے۔

(۷) مرض بحتہ الصوت (گلے کا بیٹھ جانا) میں غرغرہ کرانا یا لعوق بنا کر چٹانا چاہیئے۔

(۸) ہر ایک متورم اور درد ناک عضو پر اس کا استعمال ہو سکتا ہے۔ مثل دملات اور دجع مفاصل۔ ورم خصیہ وغیرہ۔

(۹) تخامی تسکین کے لئے مرض رعشہ میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

قدر خوراک۔ مسکن کے طور پر ۲ رتی سے ۱ ماشہ تک۔ لیکن مخدر کے طور پر ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک۔

علامات زہریلا۔ اگر زیادہ مقدار میں کھائی جائے تو آنکھ کی پتلی کے زیادہ پھیل جانے سے بینائی کم ہو جاتی ہے۔ ناک اور مُنہ اور حلق نہایت خشک ہو جاتے ہیں۔ غنودگی اور قدرے ہذیان ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔ یہ دوائی باوجود مخدر ہونے کے قابض نہیں ہے۔ بلکہ چھوٹی عمر والوں کو اس دوا کی برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن جس قدر عمر بڑھتی جائے اس کی برداشت کم ہوتی جاتی ہے۔

مرکبات۔ رب بنج یعنی اجوائن خراسانی کا ست۔ اس کے تازہ پتے۔ پھول۔ ڈنٹھل اور نرم نرم شاخیں لیکر ہاون دستہ میں خوب کوٹیں۔ پھر اس کو نچوڑ کر عصارہ نکالیں۔ بعدہ عصارہ کو صافی میں ڈالکر چھانیں۔ خوب صاف کر لینے کے بعد آگ پر رکھ کر پکائیں۔ حتےٰ کہ سبزی پھٹکر پانی الگ ہو جائے جس طرح دودھ پھٹکر پانی الگ ہو جایا کرتا ہے۔ جب عصارہ پھٹ جائے تو پھر اس کو چھان لیا جائے

جو سبزی الگ ہو جائے اس کو کسی صاف برتن میں ڈھاک کر علیحدہ محفوظ جگہ میں رکھدیں۔ اور جو پانی نکلا ہے اس کو پھر آگ پر پکائیں حتےٰ کہ اس پانی میں لیسدار مادہ مثل فالودہ یا سفیدی بیضہ کے قوام کے پیدا ہو جائے۔ پھر اس سیال کو چھانیں تاکہ وہ لیسدار مادہ خارج ہو جائے جس کو ضائع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس چھنے ہوئے صاف سیال کو پانی کی بھاپ پر رکھ کر پکائیں۔ حتےٰ کہ غلیظ مثل شربت یا شہد کے ہونا شروع ہو۔ اس وقت وہ سبزی جو کہ علیحدہ محفوظ رکھی ہوئی تھی اس سیال میں ملا دیں۔ اور بھاپ پر نہایت غلیظ القوام کریں۔ حتےٰ کہ گولیاں بنانے کے قابل قوام ہو جائے۔ پھر بھاپ سے نیچے اُتار کر سرد کریں تاکہ خشک ہو جائے ؛

خوراک۔ رتی سے ۴ رتی تک مخدر حیثیت میں ایک ماشہ تک بھی دے سکتے ہیں۔

مرکب دوم۔ عصارہ بنج یعنی اجوائن خراسانی کا رس۔ اس کے پھول پتوں وغیرہ اجزاء کو تازہ بتازہ لیکر خوب کوٹیں اور نچوڑ کر ایک سیر رس نکالیں۔ پھر اس رس کو آگ پر پھاڑ کر (سبزی) کو علیحدہ کریں۔ اور پانی کو پھر آگ پر پکائیں۔ جب لیسدار مادہ ظاہر ہو جائے تو اس سیال کو صاف کر کے پانی کی بھاپ پر غلیظ القوام کریں۔ پھر سبزی اس میں ملا کر ایک سیر شہد خالص بھی اضافہ کر کے بھاپ پر پکائیں۔ جب وزن دوائی ڈیڑھ سیر وزن پر آ جائے تو بھاپ سے اُتار کر محفوظ کر لیں۔

قدر خوراک۔ ۱ ماشہ سے ایک درم تک ہے۔

مرکب سوم۔ عرق بنج۔ اجوائن خراسانی (بدرالبنج) ایک پاؤ کو پانچ سیر پانی میں ڈالکر قرع و انبیق وغیرہ عرق کش آلہ سے قریب اڈھائی تین سیر عرق کشید کریں ؛

بیدانجیر

خوراک۔ ۱ ماشہ سے ۲ تولہ تک۔

(۱۲) ارنڈ یا ارنڈی جس کو عربی میں خروع اور فارسی میں بیدانجیر ہمارا ملکی درخت ہے۔ دو قسم کا ہوتا ہے مگر فوائد میں دونو یکساں ہیں۔ ایک کا پھل پختہ ہو کر زردی مائل ہو جاتا ہے۔ دوسرے کا سرخی مائل سُرخ کو جو گیا ارنڈ بولتے ہیں۔

حصص مستعملہ۔ اس کے بیج کا مغز اور اس کا تیل ملین اور مسہل فائدہ میں دونو جزو شریک ہیں۔ الا تلیین اور اسہال قوت میں دونوں جُدا جُدا حیثیت رکھتے ہیں۔ اور علاوہ ان دونوں صفات کے دیگر فوائد میں بھی اس کا باہم اختلاف ہے۔ اِس واسطے ان کا علیحدہ علیحدہ بیان لکھ کر توضیح کی جاتی ہے۔

پس یاد رہے کہ مغز ارنڈ میں اس کے تیل کی نسبت مسہلہ طاقت زیادہ ہے۔ حتےٰ کہ تیل کے مقابلہ میں مغز میں دس گُنا طاقت ہے۔ نیز مغز کے استعمال سے مریض کے معدہ میں کسی قدر سوزش ہو کر اکثر قے۔ گھبراہٹ اور بے حسی پیدا ہو جاتی ہے بلکہ بعض طبائع میں بہت ہی تکلیف کا باعث ہو جاتا ہے۔ لیکن تیل کے استعمال سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ مغز اربل میں کوئی ایسا مادہ ہے۔ جو معدہ میں سوزش کا باعث بن جاتا ہے۔ مگر وہ مادہ تیل میں نہیں آتا۔ یا اگر آتا ہے تو بہت کم مقدار میں آتا ہے۔ بیرونی استعمال سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مغز کا ضماد جس حصہ جلد پر کیا جائے وہاں کسی قدر سوزش پیدا کرکے وہاں خون کو زیادہ لاتا اور اس جگہ کو سرخی مائل کر دیتا ہے۔ مُنہ میں رکھ کر چبانے سے زبان پر خراش پیدا کرتا ہے۔ لیکن تیل کو جلد پر لگانے یا مالش کرنے سے کسی قسم کی سوزش یا خراش پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ جلد کی تمام خراشوں اور سوزشوں پر لگانے سے مسکن تاثیر پیدا کرتا ہے۔ حتےٰ کہ آنکھ جیسی نرم جگہ میں اس کو سلائی سے لگانا مسکن آشوب چشم ہے۔ چنانچہ اگر آنکھ میں چونہ وغیرہ اشیاء پڑ جائیں اور آنکھ میں درد اور سوزش پیدا ہو جائے تو اس کے تیل کے دو تین قطرات آنکھ میں ڈالنے سے اس درد و سوزش میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ وجع مفاصل مزمن میں تیل کی مالش مسکن تاثیر پیدا کرتی ہے۔ پھر آگ سے جلی ہوئی جگہ پر اس کا لگانا تسکین پیدا کرتا ہے ؛

ہمارے اکثر اطباء اس کو سخت گرم مانتے ہیں۔ اس وجہ سے اس کو عام طور پر مریضوں کو استعمال نہیں کراتے۔ مگر میں اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ اکثر مسہلہ چیزوں کے مقابلہ میں کم گرم ہے۔ گرم سے میری مراد کسی مزاج حارہ کا اظہار کرنا نہیں ہے بلکہ یونانی اطباء نے جو علامات حارادویہ کے لکھے ہیں۔ جیسے قے لانا یا قلق و اضطراب پیدا کرنا۔ پیاس لگانا پیٹ میں یا امعاء میں درد کرنا یا پیچش اور مروڑ پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ جو علامات دیگر تمام مسہلات میں کم و بیش ہوتے ہیں۔ وہ اس میں نہیں ہیں۔ روغن بید انجیر معدہ میں کسی قسم کی سوزش اور خراش قطعًا نہیں کرتا۔ بلکہ تسکین کرتا ہے۔ اس واسطے معدہ و امعاء کے ورم اور زخم وغیرہ میں دوسرا کوئی مسہل نہیں دے سکتے۔ مگر اس کو بلا خوف دے سکتے ہیں۔ بخار دق کی حالت میں خصوصاً وہ بخارات جو کہ اعضاء غذائیہ کی خراش۔ سوزش اور ورم وغیرہ کی وجہ سے ہوں کوئی دوسرا جلاب نہیں دے سکتے۔ وہاں اس کا استعمال نہایت مناسب ہے۔ البتہ وزن مناسب سے زیادہ اگر دیا جائے تو زیادتی حجم کی وجہ سے تکلیف بھی دیتا ہے مگر مناسب وزن میں بالکل تکلیف نہیں دیتا۔

اِس تیل کے استعمال کے چار پانچ گھنٹہ بعد بغیر درد و پیچش کے دست آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور دستوں کے بعد قبض بھی عموماً پیدا نہیں ہوتی۔ جیسے دیگر تمام قسم کے مسہلات کے بعد ہوجایا کرتی ہے۔

مرضعہ (دودھ پلانے والی) عورت کو دینے سے اس کے شیر خوار بچہ پر بھی تلیین کی تاثیر ہو جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیل کسی قدر معدہ میں غذا کی طرح جذب ہو کر خون میں بھی مل جاتا ہے۔ اور دودھ کے ساتھ اخراج پاتا ہے۔

اِس کے استعمال سے مقعد میں بھی چنداں خراش نہیں ہوتی۔ جیسے دیگر مسہلات کے بعد ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ بواسیر اور شقاق مقعد وغیرہ امراض کے مریضوں پر اس کا استعمال بلا کسی خطرہ کے ہو سکتا ہے ؛

طریق استعمال۔ مغزوں کو اس وقت استعمال کریں۔ جب روغن نہ مل سکے یا مغزوں کے استعمال کی خاص ضرورت ہو۔ مغزوں کو پانی یا دودھ میں گھوٹ کر شیرہ نکالکر پلائیں یا پیس کر تھوڑی سی کھانڈ ملا کر پھانک لیں ؛

تیل کو عموماً یونہی پلایا جاتا ہے۔ کیونکہ بلا بُو اور بلا ذائقہ ہونے کی وجہ سے بآسانی پی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر تیل عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا مصفےٰ نہ مل سکے بلکہ زرد رنگ اور بُو دار ہو جو کہ اکثر ناقص اور خراب قسم کے ہوتے ہیں۔ تو اس کی بُو اور ذائقہ کو چھپانے کے واسطے دودھ میں ملا کر یا خوشبو دار عرقوں مثل عرق پودینہ یا سونف، یا سنگترہ وغیرہ میں ملا کر پلا دیا جاتا ہے۔ زیادہ وزن میں کھانڈ ملا کر اس کو شیرین کر لینا بھی ذائقہ کو چھپا دیتا ہے۔ لعاب صمغ عربی میں ملا کر دینے سے بھی اکثر طبائع کی نفرت دور ہو جاتی ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ صمغ عربی (گوند کیکر) ایک حصہ پانی ڈیڑھ حصہ میں حل کر کے لعاب بنائیں۔ پھر تیل ارنڈ جسقدر محلول کرنا ہو اس سے نصف حصہ لعاب اس کے ساتھ ملا کر کھرل کریں۔ اور کوئی خوشبو دار عرق بھی تیل کے وزن کے مطابق لیں اور آہستہ آہستہ عرق کی بوندیں ڈالتے اور کھرل کرتے جائیں۔ حتےٰ کہ لعاب اور تیل اور وہ عرق سب کچھ حل ہو کر یکجان ہو جائیں۔ پھر میٹھا ملا کر یا ویسے ہی پلا دیں۔ عرق خوشبو دار ملانا صرف نازک طبیعتوں کی ضیافت طبع کے واسطے ہے ورنہ صرف سادہ پانی ملا دینا بھی کافی ہے۔

روغن بیدانجیر نکالنے کی ترکیب - تیل نکالنے کی بہت سی ترکیبیں ہیں۔ جیسے آگ دیکر نکالنا۔ مطبوخ بنا کر پانی کے اوپر سے تیل اُٹھا لینا وغیرہ۔ لیکن سب سے عمدہ اور اعلےٰ ترکیب بیجوں کو صرف صرف دبا کر بغیر آگ کے تیل نکالنے کی ہے۔ کیونکہ اس طرح سے بلا بُو اور بلا ذائقہ سفید رنگ کا تیل نکلتا ہے۔ خواہ بادام روغن والی مشین میں نکالا جائے یا کوہلو میں پیڑ کر یا کونڈہ میں کونڈہ سے دبا کر نکالا جائے۔ اس قسم کا تیل بآسانی پی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن آگ پر نکالا ہوا متعفن کریہ منظر ہونے کی وجہ سے متلی پیدا کرتا ہے۔ اور خراب ڈکار آ کر تے آ جاتی ہے۔

مقدار خوراک - مغز تخم ارنڈ ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ۔ روغن ۲ تولہ سے ۴ تولہ۔

مرکبات معجون بیدانجیر - (۱) ایک سیر دودھ گاؤمیش کا لیکر اس کا کھویہ بنائیں۔ جب کھویہ بننے کے قریب پہنچے تو ایک پاؤ مغز تخم بیدانجیر سائیدہ اور ایک پاؤ صاف اور سفید کھانڈ پسی ہوئی ملا کر معجون کی طرح بنا رکھیں۔

خوراک - ایک تولہ سے ڈیڑھ تولہ تک دائمی قبض اور وجع المفاصل ہر قسم اور ان تمام امراض میں جن میں روزانہ قبض کشائی اور اسہال مفید ہوں۔ دی جانی چاہیئے۔

(۲) **روغن بیدانجیر کا فوری** - آٹھ حصہ روغن بیدانجیر کو کسی برتن میں ڈالکر آگ پر گرم کریں۔ پھر ایک حصہ کافور گرم گرم روغن میں ڈالکر کسی شیشی میں بند کر کے نرم نرم آگ پر رکھ دیں۔ تاکہ کافور اس تیل میں حل ہو جائے۔ اور مرض بواسیر میں ہر دفعہ رفع حاجت کے بعد استنجا کر کے مقعد کو روئی یا کپڑے سے صاف اور خشک کر کے مسوں پر یہ تیل لگا دیا کریں۔ کچھ مدت استعمال کرنے سے مسے مضمحل اور پژمردہ ہو جائیں گے۔ اور بواسیری تمام تکالیف رفع ہو جائے گی۔

اسپغول یا اسبغول

جس کو عربی میں بزر قطونا کہتے ہیں۔ یہ ہماری دیسی دوا ہے۔ جو کہ سفید قدرے سُرخی مائل کشتی نما دانے ہوتے ہیں۔ اور

قدیں ½ انچ لمبے اور ½ انچ چوڑے ہوا کرتے ہیں۔ اوسان کی محدب سطح پر ایک سیاہ داغ ہوتا ہے۔ ان دانوں کے اوپر ایک باریک سا چھلکا ہوتا ہے جس میں ایک لعاب دار مادہ ہوتا ہے۔ جو پانی میں بھگونے سے پانی کو فالودہ کی طرح گاڑھا کر دیتا ہے۔ اس دوا میں درحقیقت جزو موثرہ یہی چھلکا ہوتا ہے۔

خواص (۱) مرخی و مرطب یعنی جسم کے جس حصہ پر اس کو رکھا جائے وہ جگہ نرم اور تر ہو جاتی ہے۔

(۲) محلل اورام یعنی ہر ایک قسم کی ورم۔ پھوڑے اور پھنسیوں وغیرہ پر استعمال کرنے سے ورم کو تحلیل اور کم کر دیتی ہے۔

(۳) مدر بول۔ یعنی اس کے اندرونی استعمال سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔

(۴) دافع عطش۔ یعنی اس کے اندرونی استعمال سے پیاس میں تسکین اور کمی آجاتی ہے ؛

مرکبات

(۱) لعاب اسبغول۔ اسبغول ۹ ماشہ کو تین پاؤ پانی میں ایک گھنٹہ تک بھگو دیں۔ پھر ملکر چھان لیں۔ اگر مدھنی سے اس کو مدھ لیں تو بہت اچھا لعاب نکل آتا ہے ؛

(۲) جوشاندہ اسبغول۔ اسبغول ۹ ماشہ کو کچل کر ایک سیر پانی میں ڈالکر آگ پر پکائیں۔ جب تین پاؤ پانی رہے تو اس کو چھان لیں ؛

(۳) ضماد اسبغول سادہ۔ اسبغول خوب کھوٹ کر باریک کیا ہوا ایک حصہ پانچ حصہ پانی میں ملا کر آگ پر مثل لئی کے پکالیں اور اثناء پختگی میں قریب ۹ ماشہ کے روغن زیتون یا روغن کنجد یا روغن زرد اس میں ملا دیں۔

(۴) ضماد اسبغول مسکن۔ اسبغول کوٹا ہوا پانچ تولہ کو کنار باریک کیا ہوا ایک تولہ یا افیون سائیدہ ۴ ماشہ ایک پاؤ پانی میں پکائیں اور اخیر میں ایک تولہ گل روغن یا روغن خشخاش ملا کر آگ سے نیچے اتار لیں۔

(۵) ضماد اسبغول خلی۔ اسبغول کو سرکہ میں گھوٹ کر غلیظ القوام کر لیں۔

مواقع استعمال۔ تمام قسم کے تپوں میں شدت پیاس کو روکنے کے واسطے اور مُنہ کو نرم اور تر رکھنے کے واسطے لعاب اسبغول کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تیز مسہلات کے بعد امعاء کی جلن اور سوزش کو روکنے اور پیچش سے بچانے کے واسطے اس کا استعمال بہت موثر ہے ؛

صفراوی اسہال میں اس کا استعمال آنتوں کو صفرا کی تیزی سے بچا لیتا ہے۔ اور اس طرح خراش امعاء رفع ہو کر دستوں میں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اس میں قبض کی تاثیر نہیں ہے اِس واسطے مرض اسہال میں اسہال کو روکنے کے واسطے اس کو یقینی طور پر نہیں دے سکتے۔ البتہ اگر قبض مطلوب ہو تو اس کے ہمراہ کوئی اور قابض چیز ملا سکتے ہیں۔ یا اسبغول سالم کو بریاں کر کے دینے سے کسی قدر قبض کی تاثیر اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مرض سوزاک میں بطور مدر و مسکن کے دیا جائے۔ مرض پیچش

میں امعاء کی سوزش رفع کرنے کے واسطے بہت ہی مفید ہے۔ نزلہ وزکام اور کھانسی میں غشاء مخاطی کی سوزش کو رفع کرنے کیواسطے دیا جائے۔ سوزش معدہ۔ خراش معدہ۔ ورم معدہ وغیرہ میں تسکین تحلیل وغیرہ فوائد کے حاصل کرنے کے واسطے دینا چاہیئے۔ لعاب اسبغول سے بدن پر مالش کرنا یا سر کو دھونا جلد بدن کو اور بالوں کو نرم بنا دیتا ہے۔

ورم حلق۔ ورم مری وغیرہ میں جوشاندہ اسبغول کا استعمال گرم گرم حالت میں بطور غرغرہ کرنا مفید ہے۔ اور پرانی کھانسی اور ضیق وغیرہ میں بھی گرم گرم جوشاندہ پلانا زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ گرم گرم استعمال کرنے سے اس کی قوت تحلیل زیادہ بڑھ جاتی ہے نیز ان امراض میں سرد پانی اور بیرونی سردی مضر ہوتی ہے۔ اسواسطے جوشاندہ اسبغول گرم گرم حالت میں استعمال کرنا چاہیئے ورنہ جب جوشاندہ سرد ہو جائیگا تو پھر لعاب اسبغول اور جوشاندہ اسبغول میں تاثیر کی وجہ سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور جن جن مواقع میں لعاب کا استعمال کرنا مفید لکھا ہے۔ ان تمام امراض میں جوشاندہ اسبغول سرد شدہ بھی استعمال ہو سکتا ہے اور اس صورت میں ان دونو میں تاثیر اور خواص کے رو سے ایک ذرہ بھر فرق نہیں ہے۔

یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ لعاب کے مقابلہ میں جوشاندہ کی تاثیر گرم ہوگی۔ کیونکہ وہ آگ پر پکایا جاتا ہے۔ نہیں بلکہ یہ سراسر وہم ہے۔ کیا شربت نیلوفر اور عرق بید مشک وغیرہ آگ پر پک کر نہیں بنتے پھر وہ کیوں گرم نہیں ہو جاتے بلکہ سرد و گرم مزاج مقرر کرنا بھی خود وہم ہے۔ کیونکہ آگ پر پکانے سے اس کی لعابیت جل نہیں جایا کرتی۔ بلکہ اسی طرح اس کے جوشاندہ میں بھی لعابیت موجود ہے جیسے لعاب میں اور یہی لعابیت موثر چیز ہے۔ وہی اعضاء میں تسکین پیدا کرتی ہے نہ کہ کوئی موہومہ کیفیت مزاجیہ جو آگ پر جل جایا کرتی ہو۔ اسی طرح اکثر لوگ اس وہم میں بھی مبتلاء ہیں۔ کہ اسبغول کوٹنے سے زہر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس مطبوخ میں اسبغول ہمیشہ کوٹ کر ڈالا جاتا ہے اور سرد کر کے تمام امراض میں یہی استعمال کرایا جاتا ہے۔ مگر کبھی کوئی زہریلا اثر دیکھنے میں نہیں آیا۔ غرضیکہ لعاب اسبغول اور سرد شدہ جوشاندہ اسبغول میں تاثیر کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

ہر ایک قسم کے اورام اور پھوڑے پھنسیوں پر ضماد اسبغول سادہ کا استعمال کیا جاتا ہے جو گرم گرم حالت میں ہونا چاہیئے۔ جب درد کی شدت ہو تو ضماد مسکن کا استعمال کرانا چاہیئے۔ اس حالت میں ضماد بہت گوم نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ نیم گرم ہو کیونکہ بہت گرم ضماد سے دردیں شدت ہو جایا کرتی ہے۔

ورم مفاصل میں اور درد سر میں جو اجتماع خون سے ہو ضماد اسبغول خلی کا استعمال ہونا چاہیئے۔ اور یہ ضماد ہمیشہ سرد ہی استعمال ہونا چاہیئے نہ کہ گرم کر کے۔

قدر خوراک۔ اسبغول ۶ ماشہ سے ایک تولہ۔ بسبوس اسبغول ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ لعاب یا جوشاندہ اسبغول آدھ سیر سے تین پاؤ۔

(۱۴) اَلسِی (تخم کتان)

یہ بھی ایک مشہور دیسی دوا ہے۔ جس کے دانے چھوٹے چھوٹے بیضوی چپٹے اور نوکدار جو قریباً ۱/۴ سے ۱/۲ انچ تک لمبے ہوتے ہیں۔

رنگت باہر سے بھوری چمکدار سُرخی مائل ہوتی ہے۔ بعض دانے سفیدی مائل یا سیاہی مائل بھی ہُوا کرتے ہیں۔ اور اندر سے اس کا مغز زردی مائل سفید ہوتا ہے۔

ذائقہ روغنی اور لعابدار۔

افعال وخواص۔ اس کے افعال وخواص سب کے سب وہی ہیں جو اسبغول کے ہیں۔ کیونکہ ان دانوں پر بھی ایک باریک چھلکا ہوتا ہے جس میں لعابیت کا مادہ ہوتا ہے۔

مواقع استعمال۔ ان تمام امراض میں جہاں جہاں اسبغول کا استعمال لکھا ہے۔ یہ دوا بھی استعمال ہوتی ہے پس تفصیل کے واسطے دیکھو بیان اسبغول کا۔

اس جگہ یہ وہم نہ گذرے کہ اسبغول کو تو متقدمین نے سرد لکھا ہے اور السی کو گرم تو پھر ان کے خواص کس طرح یکساں ہوسکتے ہیں۔ یہ وہم بالکل بے بنیاد ہے۔ کیونکہ جیسے اسبغول اپنے لعاب کی وجہ سے موثر ہے اسی طرح السی بھی اسی لعاب کی وجہ سے موثر اور دونوں لعابوں میں تاثیر کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ ایک فرق ان ہر دو چیزوں میں ہے۔ وہ یہ کہ اسبغول میں سوائے لعابیت کے اور کوئی جزو موثر نہیں ہے۔ لیکن السی میں جو مغز ہے اس میں غذائیت ہے اور اس میں سے تیل بھی نکالا جاتا ہے۔ پس السی کو سالم کھلانے یا کوٹ کر کھلانے سے تاثیر میں کسی قدر فرق پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ جو مریض غذا کی برداشت نہ رکھتے ہوں۔ یا کم از کم رو فنیت کے ہضم کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔ وہ اس سے ایک قسم کی بے چینی اور تکلیف کو محسوس کریں گے۔ اسی وجہ سے اس کو متقدمین نے گرم مانا ہے ورنہ محلل اورام کی صفت میں اسبغول اور السی کو انہوں نے ایک ہی درجہ دیا ہے۔

مرکبات۔ لعابیت کے فوائد کے ضمن میں اس کے مرکبات وہی ہیں اور انہیں ترکیبوں سے تیار ہوتے ہیں جن ترکیبوں سے اسبغول کے مرکبات طیار کئے جاتے ہیں۔

قدر خوراک۔ وہی ہے جو اسبغول اور اس کے مرکبات کی ہے۔

البتہ اس کے مغز کے فوائد اور خواص حاصل کرنے کے واسطے مفصلہ ذیل دو مرکب بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۱) **لعوق کتان**۔ آرد تخم کتان (السی کو ڈنڈہ کونڈہ میں باریک کرلیں یا چکی میں پیس لیں) ایک حصہ آرد اصل السوس نصف حصہ۔ انجیر ولایتی کوفتہ نصف حصہ شہد خالص تین حصہ سب کو یکجان کریں۔ پُرانی کھانسی اور ضیق النفس میں اس کو دن میں کئی بار چٹائیں۔

(۲) **روغن کتان**۔ یعنی السی کا تیل۔ رودہ مستقیم یا قولوں کے اندر سُدہ کے پھنس جانے میں اگر ایک پاؤ بھر تیل السی کا حقنہ کیا جائے تو فوراً مفید ہے۔

نیز جب کوئی حصہ جسم جل جائے خواہ آگ سے خواہ کسی اور گرم چیز سے تو ہاں روغن السی کا لگانا بہت مفید ہُوا کرتا ہے جس سے درد و جلن کو بہت آرام ہو جاتا ہے۔ اور زخم بگڑنے نہیں پاتا۔ خصوصاً ذیل کا مرکب بہت ہی مجرب اور مفید ہے۔

(۳) روغن کتان مرکب۔ السی کا تیل اور چونے کا پانی ہموزن باہم خوب حل کرکے بوتل میں محفوظ رکھیں۔ اور جلے ہوئے مقام پر لگایا کریں +

(۱۵) آہک یعنی چُونہ

جس کو عربی میں کلس کہتے ہیں۔ یہ ایک عام چیز ہے۔ جو کہ کھڑیا مٹی یا کنکر یا سنگ مرمر کو جلانے سے بنتی ہے۔ اس کی تازہ ڈلیوں (ٹکڑوں) پر انکے وزن سے تیسرا حصہ پانی ڈالنے سے ڈلیاں پھٹ جاتی ہیں۔ اور ان سے اس قدر گرمی نکلتی ہے کہ ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں وہ ڈلیاں پھول کر ایک نہایت سفید سا سفوف بن جاتی ہیں۔ اگر پانی سے ڈلیوں کو نہ بجھایا جائے تو مدت کے بعد نمی کو جذب کرکے خود بخود ہی پھٹ جایا کرتی ہیں۔ تازہ ڈلیوں کو آہک آب نرسیدہ یا ان بجھا چُونہ کہتے ہیں۔ اور جو پانی سے بجھا دیا جائے اس کو آہک شگفتہ یا آہک آب دیدہ یا بجھا ہوا چُونہ کہتے ہیں۔ ذائقہ اسکا نہایت سخت کھاری ہوتا ہے۔

الحلال۔ یہ ایک حصہ نو ننو۹ حصہ پانی میں حل ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر پانی میں تھوڑی سی شکر ملاکر اسے میٹھا کرلیا جائے۔ تو پھر اس کا ایک حصہ اس میٹھے پانی کے ستاٹھ۶۰ حصہ میں حل ہو جاتا ہے۔

مرکبات

(۱) **ماء الکلس یعنی چُونہ کا پانی**۔ بجھا ہوا چونہ نو ماشہ صاف پانی تین پاؤ میں ڈالکر تین منٹ تک خوب ہلائیں پھر بارہ گھنٹہ تک حفاظت سے برتن کو ڈھک کر پڑا رہنے دیں۔ بعدہٗ اس نتھرے ہوئے پانی کو علیحدہ کرکے سبز رنگ کی بوتل میں ڈالدیں اور ثقل کو پھینک دیں۔ قریباً چھ رتی چونہ پانی میں حل ہوجاتا ہے۔ گویا کہ اس پانی کے نی چھٹانک میں نصف رتی چونہ موجود ہوتا ہے۔

خوراک۔ اڑھائی تولہ سے لیکر دس تولہ تک بھی دے سکتے ہیں۔

(۲) **دہان الکلس یعنی روغن چونہ**۔ چونہ کا پانی اور السی کا تیل دونوں کو خوب مخلوط کر دیں۔ اگر السی کا تیل نہ ملے تو زیتون کا تیل ملاکر بھی یہ دوا بن سکتی ہے۔ بلکہ اگر روغن زیت نہ ملے تو میٹھا تیل بھی ملا سکتے ہیں۔ لیکن السی کے تیل والا سب سے اعلےٰ اور مفید ہوتا ہے۔ یہ تیل جلے ہوئے مقامات پر لگانے کے واسطے بہت عمدہ مسکن ہے۔

(۳) **ماء الکلس شکری**۔ چونہ کا میٹھا پانی دو تولہ شکر ایک پاؤ پانی میں حل کرکے کسی سبز رنگ کی بوتل میں ڈالیں۔ پھر اس میں ایک تولہ چونہ بجھا ہوا ملاکر خوب ہلائیں اور چند گھنٹہ تک رہنے دیں۔ لیکن کبھی کبھی اس کو پھر بھی ہلاتے رہیں۔ بعدہٗ نتار کر محفوظ رکھیں +

طاقت۔ اس کی ہر ایک چھٹانک میں ایک ماشہ چُونہ ہوتا ہے۔

خوراک - وزن میں ایک ماشہ سے تین ماشہ تک مقدار میں بیس قطرہ سے ساٹھ قطرہ تک ؛

(۴) **ماء الکلس کبریتی** - چونہ اور گندھک کا پانی - چونہ آب رسیدہ ایک حصہ اور گندھک آملہ سار ۲ حصہ - دونوں کو بیس حصہ پانی میں ڈالکر اس قدر پکائیں - کہ نصف پانی جل جائے - باقی نصف کو چھان کر بوتل میں ڈالکر مضبوط کاگ لگاکر محفوظ رکھیں -

خواص و تاثیرات

تاثیرات بیرونی - ان بجھا چونہ یا بجھا ہوا کاوی (داغ دینے والا) ہوتا ہے - اِس لئے زخموں وغیرہ پر خالص طور پر نہیں لگایا جا سکتا - البتہ مسوں اور رسولیوں پر مفرد طور پر یا بعض دیگر ادویہ کے ساتھ مرکب کرکے لگایا جاتا ہے - لیکن ماء الکلس کو جب چھلی ہوئی جلد پر لگایا جائے تو اس کی تاثیر مسکن اور قابض ہوا کرتی ہے -

تاثیرات اندرونی و اعضاء متاثرہ

آلات غذا - معدہ کی ترشی کو اعتدال پر لاتا ہے - یعنی بہ سبب اپنے کھاری پن کے معدہ میں ترش رطوبات کی زیادتی کا مقابلہ کرکے اس کو معتدل بناتا ہے - اس طرح سے معدہ میں دودھ کے پھٹنے کو روکتا ہے - نیز معدہ پر اس کی مسکن تاثیر بھی پڑتی ہے - امعاء پر اس کی قابض تاثیر ہوا کرتی ہے - اور بہ سبب کھاری ہونے کے ترش تیزابوں کی زہر میں تریاق اور فاد ہے -

دل و دوران خون - اس کی بہت تھوڑی مقدار خون میں داخل ہوتی ہے جس سے دل کی انقباضی طاقت بڑھ جاتی ہے - نیز یہ دوا خون کی انجمادی طاقت کو بھی کسی قدر بڑھاتی ہے - جس سے نزیف دموی میں کچھ کمی ہونے کی امید ہوتی ہے -

گردے - اس دوا کا کثیر حصہ تو بذریعہ فضلہ مقعد سے خارج ہو جاتا ہے - صرف تھوڑا سا حصہ گردوں کی راہ سے خارج ہوتا ہے - جو کہ پیشاب کی کیفیت کو کھاری کر دیتا ہے - اور اس سے قارورہ کی ترشی کم ہو کر سوزش بول میں کمی واقع ہو جاتی ہے

مواقع استعمال - بطور کاوی مسوں اور چھوٹی چھوٹی رسولیوں پر لگایا جاتا ہے - منہ کے کیلوں - چھائیوں وغیرہ پر روغن چونہ (دہن الکلس) لگایا جاتا ہے - نیز جلے ہوئے مقامات پر اس کا لگانا نہایت مفید ہے - اور چورحی کی پھٹی ہوئی پھنسی شقاق حامتہ الشدی) پر لگانے سے مسکن اثر رکھتی ہے - اگر روغن چونہ میں دو فیصدی کاربالک ایسڈ ملا دیا جائے تو بہت ہی عمدہ مرکب بن جاتا ہے - جو سوختہ مقامات اور پھٹے ہوئے مقامات کے واسطے گویا تریاق کہنا چاہیئے -

ماء الکلس بطور طلا کے جلدی سوزشی امراض جیسے نار فارسی وغیرہ پر لگانا مفید ہے - اندام نہانی کے سیلان (سیلان الرحم) میں ماء الکلس کی پچکاری بہت مفید ہے - نیز دیدان کی ادنیٰ قسم یعنی دود المخل (چنمنوں) میں اس کی پچکاری نفع مند ہے - قروح دہن میں اس کے غرغرے کرائے جاتے ہیں - مرض سوزاک میں پچکاری کی جاتی ہے - قرحتہ الانف میں اس سے کان کو دھونا مفید ہے - معدہ کی ترشی میں جبکہ دودھ فوراً پھٹ جاتا ہے - اور ہضم نہیں ہوتا - اور مریض کو دودھ کے پینے سے قبض ریاح اور بیچینی

رہتی ہے یا دست آنے لگ جاتے ہیں۔ تو ماء الکلس کا اندرونی استعمال نہایت مفید ہے۔ چنانچہ ایک حصہ ماء الکلس کو چار حصہ یا اس سے زیادہ دودھ میں ملاکر پلانا ضروری ہے۔ ترش قے آنے میں دینا قے کو روک دیتا ہے۔ بچوں کی بدہضمی اور ان کے دستوں میں نہایت مفید ہے۔

ماء الکلس شکری۔ عموماً معدہ کی ترش رطوبات اور قے و دستوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ماء الکلس کبریتی۔ خارش کے واسطے نہایت عمدہ دوا ہے۔ پہلے جسم کو گرم پانی سے دھوکر اس کی مالش کردیں۔ ایک دو بار میں ہی آرام ہو جاتا ہے۔ پھوڑے پھنسیوں کے واسطے اور خصوصاً کیل اور مہاسہ کے رفع کرنے کو اسکی مالش بہت مفید ہے۔

(۱۵) افسنتین

اس کو عربی میں خترق فارسی میں مروہ ہندی میں ناگدمن کہتے ہیں۔ یہ بوٹی ہندوستان کے کوہستانی علاقوں میں پیدا ہونے کے علاوہ خراسان۔ روس۔ یورپ کے بعض حصص۔ اور شمالی افریقہ میں بکثرت ملتی ہے۔

صفات نباتی۔ اس کے پتے سفید سفید رویں دار ہوتے ہیں۔ جو نقرئی رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ قدیں تقریباً ۲ انچ لمبے ہوتے ہیں۔ اور اس کے پھول زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ذائقہ سخت کڑوا اور بو نہایت تیز و ناپسند ہوتی ہے۔

حصص مستعملہ۔ پتے اور پھولدار شاخیں۔

مقدار خوراک۔ مفرد کی مقدار خوراک ایک ماشہ سے ۲ ماشہ تک ہے۔ لیکن مرکبات کی خوراکیں علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں۔

مرکبات

مرکب اول۔ عرق افسنتین جس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ افسنتین ایک پاؤ کو پانچ سیر پانی میں ڈالکر حسب دستور اڑھائی سیر عرق کشید کریں۔

خوراک۔ ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک۔

دوم۔ مطبوخ افسنتین ایک پاؤ افسنتین کو ۳ سیر کھولتے ہوئے پانی میں پندرہ منٹ تک بند برتن میں رکھنے سے تیار ہو جاتا ہے۔

خوراک۔ ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک۔

سوم۔ رب افسنتین اخضر۔ افسنتین کے سبز پتے بمعہ شاخوں اور پھولوں کے لیکر خوب گھوٹیں اور اس کا عصارہ لیکر عمدہ گف دار کپڑے کی صافی میں چھان کر نرم نرم آگ پر پکائیں۔ حتےٰ کہ دودھ کی طرح پھٹ جائے یعنے پانی الگ اور سبزی الگ ہو جائے۔ پھر اس کو چھان کر سبزی کو علیحدہ کسی محفوظ برتن میں رکھ دیں۔ اور پانی کو پھر تیز آگ پر پکائیں۔ حتےٰ کہ اس میں

لیسدار مادہ مثل لعاب اسبغول یا بہدانہ کے پیدا ہو یا اس کی صحیح مثال انڈے کی سفیدی کی ہے۔ سو جب وہ مادہ لزج پیدا ہو جائے چونکہ چند منٹوں تک ہی ہو جایا کرتا ہے۔ تو پھر اس مطبوخ کو پھر چھانیں تاکہ لیسدار مادہ کو نکالکر پھینک دیا جائے اور باقی ماندہ پانی کو پھر آگ پر رکھ کر تیز آنچ کے اوپر خوب پکائیں۔ حتےٰ کہ غلیظ ہونا شروع ہو اور یہ فلظت عموماً نصف پانی خشک ہو جانے پر پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اس کی علامت یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ برتن کے اندر پانی کے کناروں پر کچھ مادہ جمنے لگتا ہے۔ سو اس وقت برتن کو آگ پر سے اُتار لینا چاہیئے۔ ورنہ دوا کا کچھ حصہ جلنے لگتا ہے۔ غرضیکہ غلیظ ہو جانے پر برتن کو آگ پر سے اُتار کر کسی رکابی میں وہ مطبوخ اُلٹ دیں۔ اور اس برتن میں سادہ پانی معقول وزن میں ڈالکر آگ پر رکھ دیں۔ اور اس برتن کے مُنہ پر وہ رکابی غلیظ مطبوخ والی رکھدیں۔ تاکہ پانی سے بھاپ نکلکر رکابی کو گرم کرے اور اس طرح بھاپ کی گرمی سے وہ مطبوخ پکنا شروع ہو۔ اسی طرح چند گھنٹہ میں وہ مطبوخ زیادہ تر غلیظ رب کے قوام پر آ جائیگا۔ جس کی علامت یہ ہے کہ اگرچہ وہ غلیظ مطبوخ نیچے والی بھاپ کی گرمی سے اُبلتا ہوگا۔ مگر اس میں سے پہلے کی طرح بھاپ پیدا نہ ہوگی۔ پس سمجھ لینا چاہیئے کہ اب صرف رب رہ گیا ہے۔ اور مائیت جل گئی (اُڑ گئی) ہے۔ اس وقت وہ سبزی جو پہلے طبخ کے وقت علیحدہ محفوظ رکھی ہوئی تھی اس میں خوب ملا دیں۔ اور آگ پر سے اُتار کر رکھ دیں۔

خوراک ۳ رتی سے ایک ماشہ تک۔

چہارم رب افسنتین اسود ایک پاؤ۔ خشک افسنتین کو پانچ سیر پانی میں ڈالکر تیز آگ پر اس قدر پکائیں کہ نصف پانی رہے۔ پھر چھان کر ثفل کو پھینک دیں۔ اور مطبوخ (کاڑھے) کو کسی صاف برتن میں ڈالکر پانی کی بھاپ پر غلیظ القوام کر لیں بس اب تیار ہے۔

خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ۔

پنجم روغن افسنتین نصف سیر افسنتین کو دس سیر پانی میں ڈالکر بذریعہ قرع وانبیق کے پانچ سیر عرق کشید کریں پھر تیسری دفعہ اور نصف سیر افسنتین اس عرق میں ڈال کر اور پانچ سیر سادہ پانی ملا کر پھر پانچ سیر عرق کشید کریں اور اس سہ آتشہ عرق کو گرم گرم حالت میں کسی ایسے صاف برتن میں ڈالدیں جس کا منہ تنگ اور نیچے سے فراخ ہو اور پورے پانچ سیر عرق سے لبالب بھر جائے۔ ایک دن اور ایک رات یونہی محفوظ اوپر سے ڈھک کر رکھا رہنے دیں۔ بعد ازاں اس عرق پر سے جو روغن جمع شدہ ہو کسی جانور کے صاف پر کے ذریعہ آہستہ آہستہ اُتار کر کسی شیشی میں ڈالدیں۔

خوراک ایک قطرہ سے چار قطرہ تک۔

افعال وخواص۔ محرک اعضاء۔ مقوی اعضاء۔ دافع تعفن۔ مدر حیض۔ مخرج کرم۔ اعضاء متاثرہ۔ معدہ وامعاء جگر۔ دماغ۔ رحم۔ جلد وغشاء مخاطی۔

مواقع استعمال۔ (۱) ضعف معدہ خصوصاً وہ ضعف معدہ جس میں نفخ پیدا ہوتا ہو۔ (۲) مالیخولیائے مراقی۔

(۳) ضعف دماغ (۴) صرع (مرگی) (۵) حمیات دائرہ (نایب)

اِن مذکورہ بالا امراض میں اندرونی طور پر یہ دوا یا اس کے مرکبات کھلائے یا پلائے جاتے ہیں۔ لیکن بیرونی طور پر صرف مطبوخ کی صورت میں امراض ذیل میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(۶) کرم بینی کرم گوش میں اس کی پچکاری کی جاتی ہے جس سے وہاں کے کیڑے فوراً بھاگ جاتے ہیں۔ اور وہاں کے زخم اسی پچکاری کرتے رہنے سے مندمل ہوکر صحت ہو جاتی ہے۔

(۷) مرض قلاع و قروح دہن میں بطور غرغرہ کے استعمال ہوتی ہے۔ نیز تمام جلدی زخم اس کے ساتھ دھونے سے صاف ہو جاتے اور ان کا تعفن دور ہوکر صحت ہو جاتی ہے۔

(۸) مرض احتباس الطمث یا عسر الطمث میں اندرونی طور پر کچھ دن اس کے استعمال کرنے سے بہت فائدہ ہوجاتا ہے اور بیرونی طور پر اس کا شافہ یا پچکاری بھی تقویت رحم کے لئے مفید ہے۔

نوٹ:۔ افسنتین اور اس کے مرکبات کو مقررہ وزن سے بہت زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ ہی سوزش معدہ و سوزش امعاء والوں کو استعمال کرانا چاہیئے۔ ورنہ بجائے تقویت کے سوزش کرنے والی طاقت کا اظہار ہوگا۔ جو منظور نہیں ہے۔

(۱۶) اُشق

جس کو عربی میں اشیح۔ فارسی میں اُشہ۔ سنسکرت میں اوشن چتر۔ یونانی میں امونیا کون اور انگریزی میں ایمونیا گم کہتے ہیں۔

ماہیت۔ یہ ایک درخت کی گوند ہے جو ایران میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جسے بعض شہروں میں بدرانی اور بعض میں کماہ اور بعض میں کندل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

صفات۔ اِس کے چھوٹے چھوٹے گول گول دانے ہوتے ہیں۔ گویا کہ آنسو یا شبنم کے صاف و شفاف قطرے ہیں لیکن کبھی چند دانے ملکر بڑی بڑی ڈلیاں بھی بن جاتی ہیں۔ رنگت باہر سے زردی مائل بھوری ہوتی ہے۔ جو کہ بہت پرانی ہو جانے سے سیاہی مائل بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اندر سے غیر شفاف جو توڑنے پر چکنی صاف سفید موی سطح کی معلوم ہوتی ہے۔ جس کا رنگ میلے دودھ کی طرح سفید یا کسی قدر زردی مائل نکلتا ہے۔ سرد حالت میں سخت لیکن ٹوٹنے میں آسان ہوتی ہے۔ مگر گرم کرنے سے جسم اس کا نرم ہو جاتا ہے لیکن پس نہیں سکتی۔ کیونکہ لچکدار ہو جاتی ہے۔ اس کی بُو خاص قسم کی ہوتی ہے۔ جو سخت تیز نہیں ہوا کرتی۔ عموماً اس کی بو جند بیدستر یا کشنیز (دھنیاں) کے ساتھ کسی قدر مشابہت رکھتی ہے۔ مزہ اس کا تلخ خراشدار ہے جس سے جی متلانے لگتا ہے۔

مشابہت۔ اکثر ہینگ۔ لوبان۔ جاوشیر۔ گوشت خورہ اور سکبینج وغیرہ گوند دار اور رالدار چیزوں کے ساتھ اس کو مغشوش کر دیا کرتے ہیں۔ لہذا تحقیق کرکے لینا چاہیئے۔ نیز اکثر مٹی اور سنگریزوں وغیرہ کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

جو ناقص قسم ہے۔ اعلےٰ قسم وہ ہے جو کندر اور مصطگی کی طرح صاف اور شفاف ہو۔

افعال و تاثرات

بیرونی جس جگہ پر اس کو لگایا جائے وہاں کے غدد میں تحریک ہو کر ہر قسم کے سوزشی مادوں کے تحلیل کرنے میں مدد ملتی ہے یعنی اس دوا کو جسم پر لگانے سے وہاں کی غدد دیں محرک ہو کر خون کو جلد جلد جذب کر کے صاف کرتی ہیں۔ جس سے وہاں کا دوران خون تیز ہونے سے نیچے کے عضو کا اجتماع خون اور انجماد رفع ہو کر وہاں کی حالت درست ہو جاتی ہے۔

اندرونی۔ زیادہ مقدار میں امعاء کے اندر خراش اور تحریک پیدا کر کے تلیین اور استفراغ کرتا ہے۔ لیکن تھوڑے وزن میں ہضم ہو کر خون میں مل جاتا ہے۔ اور پھیپھڑہ کے غدودوں کی راہ سے نکلتا ہے۔ جہاں نکلتے ہوئے ان غدودوں میں خراش اور تحریک دیتے ہوئے ان کی رطوبت کو تعفن سے پاک کرتا اور بلغمی رطوبات کے اخراج پر مدد دیتا ہے۔ کسی قدر اس کا اخراج گردوں کی راہ سے بھی ہے۔ اِس واسطے خفیف سا مدر بول بھی ہے۔

مواقع استعمال!

بیرونی۔ ہر قسم کے اورام پر اس کا لیپ کرایا جاتا ہے۔ خصوصاً اورام مقابل اشتراکی (بغل اور کنج ران وغیرہ کی غدود میں بہ سبب کسی ضرب و زخم وغیرہ کے جو کسی دوسرے عضو میں واقع ہو ورم پیدا ہو جاتا ہے) اور اورام غدد غیر مولم (ورم غدد جس میں درد وغیرہ نہ ہو مثل سلعہ و خنازیر وغیرہ) پر اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر اوجاع مفاصل کی اورام پر خصوصاً ایسے اورام مفاصل پر جو کہ مزمن اور سلب ہو چکے ہوں۔ پھر ورم طحال (عظم طحال) اور ورم صلب جگر پر بطور لیپ کے اور صلابت رحم کے لئے جب بندش حیض سے ہو شافہ کے طور پر استعمال کریں۔ اور جلدی امراض مثل کلف اور بہق وغیرہ پر اس کا لگانا جلد کو صاف اور روشن کرتا ہے۔ اور مرض لقوہ میں اس کا غرغرہ کرنا عصب مفلوج میں تحریک کر کے فائدہ کرتا ہے۔ اسی طرح سدر اور دوار میں بھی غرغرہ مفید ہے۔

اندرونی۔ ہر قسم کی پرانی بلغمی کھانسی خصوصاً بوڑھے آدمیوں کی کھانسی اور بلغمی دمہ (ضیق النفس) میں نہایت معتبر دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ خصوصاً متعفن بلغم جب آتی ہو تو اس کا استعمال کریں۔ اس کو درمیانی خوراکوں کے ساتھ دن میں تین چار بار دینے سے سینہ کی جمی ہوئی بلغم آسانی سے خارج ہونے لگتی اور دم کشی کی آواز بند ہو جاتی ہے۔

خوراک ۴ رتی سے ڈیڑھ ماشہ تک۔ بار بار دینے کے لئے زیادہ سے زیادہ دن رات میں تین ماشہ تک۔

مرکبات اشق!!

مرکب اول۔ ماءالاشیخ۔ شیرہ اشق۔ ایک حصہ اشق جو کوب اور تیس حصہ عمدہ عرق گاؤزبان لے کر پہلے اشق کو کھرل

میں ڈالدیں۔ بعد کہ عرق کو تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں۔ اور کھرل کرتے جائیں۔ حتےٰ کہ سارا عرق خرچ ہو جائے اور عرق دودھ کے موافق بن جائے۔ تو باریک کپڑے کی صافی میں چھان لیں۔

خوراک۔ ایک تولہ سے ۳ تولہ تک غرغرہ کے لئے بھی یہی مرکب استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مرکب دوم۔ لصقۃ الشیح۔ لزوق اشق۔ **ترکیب** ڈیڑھ پاؤ اشق اور ڈیڑھ چھٹانک سیماب (پارہ) چار ماشہ روغن زیتون۔ چار رتی آملہ سار۔ پہلے روغن زیتون کو گرم کرکے اس میں آملہ سار سادہ ملا دیں اور کھرل کریں۔ جب باہم مل جاوے تو پھر اس میں پارہ ڈالکر کھرل کریں۔ یہاں تک کہ پارہ کے ذرات دکھائی نہ دیں۔ پھر اشق کو پگھلا کر ملائیں تاکہ تمام اجزاء باہم بخوبی مخلوط ہو جائیں۔ یہ مرکب صرف بیرونی طور پر ادرام میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ترکیب استعمال یہ ہے کہ اسے نرم آنچ سے نرم کرکے لٹھ یا عمدہ کاغذ کے کسی ایسے ٹکڑہ پر پھیلا دیں جو کہ ورم کے بالکل مطابق آنیوالا کاٹا گیا ہو۔ کیونکہ اکثر ورم مختلف صورتوں کے اعضاء میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس حسب شکل اس عضو کے گول ٹیڑھا اور ترچھا وغیرہ کاٹ کر اس پر لزوق ہذا کو بذریعہ حرارت کے نرم کرکے پتلا پتلا پھیلا دیں۔ اکثر یہ کام کسی چھری وغیرہ سے کیا جاتا ہے۔ ہاتھ سے پھیلانے میں بہت دِقت واقع ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ جب لزوق اشق حرارت سے پگھل کر نرم ہو جاتا ہے۔ اس وقت سخت درجہ کا گرم ہوتا ہے۔ تو اگر اس وقت ہاتھ سے پھیلانے کی کوشش کی جائے تو وہ گرم گرم حالت میں ہاتھ کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ جس سے ایک طرف ہاتھ جل جاتا ہے اور دوسری طرف اس ٹکڑہ لٹھ یا کاغذ وغیرہ پر صفائی سے لگ نہیں سکتا۔ پس ہمیشہ یہ کام صاف چھری سے لینا چاہیئے۔ اور وقت پھیلانے کے ذرا ہوا میں کھلا رکھیں تاکہ اس کی گرمی کم ہو جائے۔ لیکن اس قدر بھی سرد نہ ہو جائے کہ ماؤف جگہ پر چسپان نہ ہو سکے۔ بلکہ اگر زیادہ سرد ہونے کی وجہ سے چپک نہ سکے تو اس ٹکڑہ کو آگ کے سامنے کرکے نرم کر لینا چاہیئے۔ پھر اس کو جائے ماؤف پر چسپان کر دیں۔ اور خود بخود نہ اُتاریں۔ جوں جوں ورم تحلیل ہوتا جائیگا۔ توں توں وہ لٹھ کا ٹکڑہ بدن پر سے خود بخود علیحدہ ہوتا جائیگا۔ اگر کسی وجہ سے یہ لزوق جلد اُتر جائے تو پھر اس کو گرم کرکے لگا سکتے ہیں۔ یا بدل سکتے ہیں۔

مواقعہ استعمال۔ عموماً لزوق اشق کا استعمال ہر قسم کی رسولیوں پر کیا جاتا ہے۔ پھر ان خنازیر پر جو مدت سے یکساں چلی آتی ہوں۔ اور مقرح نہ ہوں۔ پھر عظم طحال و عظم کبد میں پیٹ پر ان کے مقام کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ جس سے پرانی پرانی سخت تلی جو تحلیل نہ ہوتی ہو۔ اور دیرینہ عظم کبد دور ہو جاتا ہے۔ پھر وجع المفاصل کے ورم میں جو سخت (صلب) اور پرانی قسم کا ہو بہت مفید ہے ؛

یہ دوا ہر ایک مطب میں ہمیشہ موجود اور زیر استعمال رہنی چاہیئے۔ کیونکہ وقت پر اس کا بنانا مشکل ہوتا ہے۔ پس ایسی مفید چیز کو سب دوست ابھی سے تیار کرکے رکھ لیں۔ کارخانہ انجمن خادم الحکمت میں ہمیشہ یہ دوا موجود رہتی ہے۔ جو لوگ نہ بنا سکیں وہ بحساب چھ آنہ فی تولہ اور ڈیڑھ روپیہ فی چھٹانک کے منگوا سکتے ہیں ؛

مرکب سوم۔ حب اشق۔

ترکیب۔ اشق ۳ تولہ۔ اجوائن خراسانی ۲ تولہ۔ پوست بیخ عشر ۱ تولہ۔ ان تینوں ادویہ کو باہم خوب کھوٹ کر شہد میں گولیاں بقدر نخود بنائیں۔

خوراک۔ ۲ گولی سے ۴ گولی تک ہمراہ پانی یا عرق و شربت مناسبہ کے دیں۔

مواقعہ استعمال۔ بلغمی دمہ اور بلغمی پرانی کھانسی کے مریض کو دن میں دو تین دفعہ ایک ایک خوراک اِس دوا کی دینا چاہیئے۔ بہت ہی مفید اور مجرب ہے۔

مرکب چہارم۔ سفوف اشق۔

ترکیب۔ اشق ۲ تولہ۔ افیون ۳ ماشہ۔ مشک (کستوری) ۹ ماشہ۔ سب کو باریک کر کے سفوف کے طور پر رکھیں۔ وزن خوراک ۲ رتی سے ایک ماشہ۔ بچوں کو ½ رتی سے ۲ رتی تک مناسب عمر کے دیں۔

مواقع استعمال۔ تنگی سانس (عسر تنفس) تشنجی دمہ۔ گلا کھانسی ان امراض میں اور بعض دِل کی امراض میں جب مریض کا سانس تنگی سے آوے اور سخت تکلیف ہو ایسے موقعوں پر یہ دوا نہایت اچھا اور جلدی فائدہ کرتی ہے۔

چونکہ اس میں کستوری ہے جو کہ بہت ہی گراں چیز ہے۔ اس واسطے ایسے مرکبات وقت پر ہی ضرورت سخت کے ماتحت تیار کر لئے جاتے ہیں۔ اور اکثر امیر لوگوں کے واسطے ہی ایسے نسخے لکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ مجربات سے یہ نسخہ ہے اس واسطے لکھ دیا گیا ہے۔

(۱۷) اسطوخودوس

جس کو عربی میں خزم ہندی میں دہارد۔ بنگالی میں تنتنہ کہتے ہیں۔ ایک بُوٹی ہے۔ جو کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں نمناک جگہ پر خود رو پیدا ہوتی ہے۔ جس کا پھُول خوشہ کی مانند لمبا اور سُرخی مائل ہوتا ہے۔ موسم ربیع میں اس کی پیدائش ہے۔ قد ایک فٹ سے ڈیڑھ فٹ اس کا تنہ مثل درخت کے تنوں کے چوبی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی شاخیں باریک اور بنفشی رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور اس کے پتے صعتر کے (پودینہ کی ایک قسم ہے جو کہ عام پانی والی جگہوں میں ہوتا ہے) پتوں جیسے ہوا کرتے ہیں انکو ہاتھ میں ملنے سے بو مثل کافور کے آتی ہے۔ ذائقہ تلخ اور تیز۔ اس کے بیج بالکل چھوٹے گول لیکن قدرے چپٹے رنگ زرد سیاہی مائل یا خاکستری ہوتے ہیں۔ مگر قابل استعمال اس کے پھُول ہی ہیں۔

افعال و تاثیرات۔ مفرح اور محرک قلب ہے۔ معدہ اور جگر وغیرہ آلات انہضام میں دوران خون تیز کرتا ہے اور دماغ و اعضیہ دماغ اور ناک اور پھیپھڑہ کی جھلیوں سے خون کے اجتماع کو کم کرتا ہے۔

مواقع استعمال۔ ضعف قلب اور خشی۔ ضعف معدہ مزمن۔ ضعف جگر۔ ضعف طحال۔ قبض دائمی۔ مرگی (صرع)

مالیخولیا دماغی - مالیخولیا مراقی - جنون - نسیان - استرخا و تشنج در عشہ و حذر وغیرہ امراض دماغی - نزلہ - زکام - کھانسی بلغمی - صداع نزلی - شقیقہ - عصابہ وغیرہ -

مقدار خوراک - ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ -

مضارات - زیادہ مقدار یا بار بار استعمال سے معدہ و امعاء وغیرہ اعضاء میں اجتماع خون ہوکر مفصلہ ذیل نقصان و علامات پیدا ہوتی ہیں - پیاس زیادہ لگتی ہے - قے ہوتی ہے - بے چینی اور گھبراہٹ اور گرمی محسوس ہوتی ہے وغیرہ

(۱۸) انار

یہ ایک ہمارا ملکی اور دیسی درخت ہے - جو کہ مشہور و معروف ہے - اس کے پھل کو بھی انار ہی کہتے ہیں - دو قسم ہوتا ہے کھٹا اور میٹھا - کھٹا افعال میں میٹھے سے طاقتور ہوتا ہے - اس کی ہر جزو اپنے افعال میں دوسری اجزاء کے موافق ہوتی ہے یعنی اس کے تمام اجزاء میں ایک ہی قسم کی تاثیر ہے - الا کم و بیش ضرور ہے - مثلاً پتوں میں اثر کم ہے - لیکن گودہ (شحم) میں اس سے زیادہ چھلکا (نسپال) میں اس سے بھی زیادہ اثر ہے - پھول میں بہ نسبت غنچہ کے اثر کم ہوتا ہے - مختصر یہ کہ سب اجزاء کے مقابلہ میں اس کی جڑھ کی چھال میں نسبتاً زیادہ طاقت ہے -

مرکبات!

(۱) **رب انار سادہ** - دانہ انار تازہ کا پانی لے کر آگ پر پکائیں - جب چہارم حصہ رہے تو سرد کر کے محفوظ کریں -

(۲) **رب انار قندی** - دانہ انار تازہ کے پانی میں اس کے ہموزن کھانڈ ملا کر آگ پر قوام شہد پر لائیں -

خوراک - ۲ تولہ سے ۳ تولہ تک ؛

(۳) **شربت انار** - ایک سیر مصری یا کھانڈ کے قوام میں ایک پاؤ رب انار سادہ یا نصف سیر رب انار قندی ملا دیں -

خوراک ۳ تولہ سے ۵ تولہ -

(۴) **مطبوخ انار** - انار کی جڑھ کی چھال دس تولہ جو کوب کر کے ایک سیر پانی میں پکائیں - جب اڑھائی پاؤ باقی رہے آگ سے نیچے اتار کر سرد کریں - اور چھان کر کام میں لائیں -

خوراک - ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک -

(۵) **نقوع انار دانہ** - انار دانہ خشک ۵ تولہ نصف سیر پانی میں تین گھنٹہ تک بھگو دیں - بعد ازاں ملو کر اور چھان کر کام میں لائیں -

خوراک - ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک -

(۶) **عصارہ انار** - غنچہ ناشگفتہ انار تازہ لیکر خوب کوٹ کر نچوڑ کر دھوپ یا پانی کی تبخیر (بھاپ) پر خشک کر لیں -

خوراک۔ ۲ ماشہ سے ۶ ماشہ تک۔

افعال و تاثیرات۔ رادع۔ قابض۔ دافع کرم امعاء۔

مواقعہ استعمال۔ (۱) جس مریض تپ کو پیاس زیادہ ہو۔ گھبراہٹ اور بے چینی۔ متلی اور قے یا دست وغیرہ ہوں۔ تو ایسے مریض کو اس کا استعمال کرانا فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اس کے وارد معدہ ہوتے ہی عروق دموی معدہ سکڑ جاتی ہیں۔ اور التہاب معدہ و امعاء رفع ہو کر قے یا اسہال وغیرہ عوارضات میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے مواقع میں رب انار یا شربت انار موزون چیز ہے یا نقوع انار دانہ مفید ہے۔

(۲) ہر قسم کے التہاب و ادرام میں مقامی فائدہ کی غرض سے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ رمد چشم (التہاب چشم) میں عصارہ انار بطور سرمہ کے لگائیں یا رب انار سادہ سلائی سے آنکھ میں لگائیں یا مطبوخ انار کے ایک دو قطرے آنکھ میں ڈالیں۔ ورد نیج (نکرے) میں مطبوخ انار سے آنکھوں کو دھونا خصوصاً پپوٹے اُلٹا کر بہت مفید ہے۔ نیز عصارہ انار بطور ذرور کے نکروں پر لگانا بھی نہایت مفید ہے۔ ورم اندرون گوش اور دردِ گوش (التہاب اندرون گوش) میں طبیخ انار کو کان میں ڈالنا چاہیئے۔ ناک کے اندرونی قروح میں بھی اس کی پچکاری مفید ہے۔ طبیخ انار سے غرغرہ کرانا قروح دہن و ادرام حلق وغیرہ میں مفید ہے۔ مضمضہ (کُرلی) کرنا ورم لثہ اور تحرک اسنان اور قلاع دہن میں نافع ہے۔ بواسیر خونی اور خروج مقعد میں اس سے استنجا کرانا مفید ہے۔ مرض سوزاک میں اس کی پچکاری کرنا سوزش و تکلیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے۔ عورتوں کو اس کی پچکاری رحم میں کرانا سفید رطوبت اور استحاضہ میں نفع مند ہے۔ اکثر زخموں اور چھوٹی چھوٹی پھُنسیوں خصوصاً ماتا کی پھُنسیوں پر عصارہ انار کا دھوؤہ لگانا بہت مفید ہے۔ سرجناد پر اس کا لیپ لگانا بھی اچھا ہے۔ التہاب معدہ و امعاء میں اس کا کوئی جز کھلانا پلانا اکسیر ہے۔ غشیان و تہوع اور قے میں نہایت اعلےٰ فائدہ مند ہے۔ اسہال و پیچش مزمن میں اس کا کوئی جز استعمال کرایا جائے یقینی مفید پڑتا ہے۔ طبیخ انار کا بدن پر ملنا خارش خشک و تر دونوں کو فائدہ پہنچاتا ہے نیز موسم گرما میں پت نکلنے اور اقسام سوزش جلد میں مفید ہے۔ حاملہ عورتوں کو زمانہ حمل میں انار یا رب انار وغیرہ کا استعمال زیادہ مفید ہوتا ہے۔ خصوصاً ان عورتوں کو جنہیں زمانہ حمل میں قے اور ضعف جگر اور مٹی و کوئلہ وغیرہ کھانے کی عادت ہو جایا کرتی ہے اس کے استعمال سے عورت خوب تندرست رہتی ہے۔ لیکن کثرت سے اس کے کسی جزو کا بھی استعمال مضر صحت ہے کیا مطلب کہ تندرستی میں اس کا بہت دنوں اور بار بار زیادہ وزن میں استعمال کرنا مضر صحت ہے۔ جس سے بھوک بند۔ ہاضمہ کمزور۔ ریاح پیدا ہونے لگتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

کرم امعاء میں صرف طبیخ انار ہی زیادہ تر مفید ہے۔ طریق استعمال یہ ہے کہ اول رات کو مریض دیدان کو روغن بیدانجیر ڈیڑھ تولہ قدرے دودھ میں ملا کر پلا دیں۔ صبح کو مطبوخ انار ایک چھٹانک پلا دیں۔ ایک گھنٹہ گذرنے پر پھر ایک چھٹانک پلا دیں۔ ایسا ہی گھنٹہ گھنٹہ بعد چار دفعہ پلائیں۔ آخری خوراک سے دو گھنٹہ بعد سفوف مبارک ۴ ماشہ۔ یا روغن بیدانجیر ۳ تولہ کا استعمال

کرائیں جس سے اسہال ہوکر کیڑے خارج ہو جاتے ہیں۔ حب القرح میں زیادہ تر مستعمل ہے ؛

(۱۹) انجیر

یہ درخت پنجاب میں عام ہے۔ اس کے ثمر کو بھی انجیر ہی کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ پھل دوسرے پھلوں کی طرح غذائی فوائد رکھتا ہے اور بہت عمدہ غذا ہے۔ جس سے بدن کی پرورش عمدہ اور اعلےٰ طور پر ہو سکتی ہے۔ مگر دوا کے طور پر بھی اس کے خشک شدہ ثمرات بہت کام آتے ہیں۔

مقام پیدائش سمرنا۔ (ایشیا کوچک) ایران۔ افغانستان۔ ہندوستان ؛

تاثیر و استعمال۔ اس میں کسی قدر خراش کا مادہ ہے۔ جس کی وجہ سے امعاء میں خراش پیدا کر کے پاخانہ با فراغت لاتا اور قبض کو رفع کرتا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ بدن سے اس کا اخراج بذریعہ جلد و ریہ (پھیپھڑہ) کے ہوتا ہے۔ اسواسطے اس کی خراش کا اثر جلدی مسامات اور پھیپھڑہ کے اندرونی غشاء میں بھی نکلنے کے وقت ہو جاتا ہے۔ جس سے غشاء پھیپھڑہ کی رطوبات زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور جلد کی تقویت میں بھی مدد ملتی ہے۔ جس سے جلد کی خشکی رفع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے کثرت استعمال سے جوئیں پڑ جاتیں اور اکثر اوقات حصف (پت) نکل آتی ہے۔ تھوڑے وزن میں اس کا استعمال کھانسی بلغمی کے مریضوں میں اخراج بلغم کو زیادہ کر کے آرام کا باعث ہے۔

زیادہ استعمال سے امعاء میں خراش ہو کر پیچش پیدا ہو جاتی ہے۔

خوراک۔ تین چار دانہ کافی ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ دانہ تک بھی کھلا سکتے ہیں۔ مگر اس قدر وزن میں ہر روز نہیں دے سکتے ورنہ خراش زیادہ ہو سکتی ہے۔

(۲۰) انیسون

یہ دو اسوئے کے بیجوں کی طرح کے دانے یا کسی قدر ان سے چھوٹے دانے ہوتے ہیں۔ بلکہ انیسون جنگلی سوئے کا ہی بیج ہوتا ہے۔ باغی کو سویا (تخم شبت) اور جنگلی کو انیسون کہتے ہیں۔

صفات طبیعی۔ یہ دانے پتلے بیضاوی $\frac{1}{4}$ سے $\frac{1}{5}$ انچ طویل اور $\frac{1}{12}$ سے $\frac{1}{8}$ انچ عریض ہوتے ہیں۔ اور اس کا کنارہ جھلی کی طرح باریک ہوتا ہے۔ دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ جن کے جانب وصال پر چھوٹی سی ڈنڈی ہوتی ہے۔ ہر دو حصہ میں پانچ پانچ یا چھ چھ لکیریں ہوتی ہیں۔ رنگ بھوری ذائقہ خوشگوار و خوشبو دار۔

تاثیرات و خواص۔ محرک معدہ۔ کاسر الریاح ہے۔ نفخ شکم اور قولنج میں استعمال ہوتی ہے۔ اور ایسی مسہلہ ادویہ کے ہمراہ جن سے مروڑ (پیچش) کا خطرہ ہو ملا دینے سے اُن کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور مروڑ ظاہر نہیں ہوتا۔ بدن سے

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ کے متحققہ مصدقہ مجرب المجرب

مرکبات

تمام اطباء و معالجین کا فرض ہے۔ کہ اپنے زیر علاج مریضوں پر ان مجربات کو استعمال کیا کریں۔ کیونکہ یہ مرکبات وہ چوٹی کے مجربات ہیں جو انجمن کے وسیع احاطہ میں ہزاروں اور لاکھوں مرتبہ تجربہ کی کسوٹی پر گھسے جا کر نہایت اعلےٰ درجہ کے مفید مجرب اور سریع التاثیر ثابت ہو چکے ہیں علاوہ ازیں یہ مرکبات مجہول الکیفیت نہیں بلکہ یہ سب کے سب نسخے بہ صحیح ترکیب ساخت اور طریق استعمال کے شائع ہو کر تمام ذی علم و ذی تجربہ بزرگوں سے داد حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں سے پینسٹھ نسخہ جات بہ مفصل طریقہ ہائے ساخت اور مختلف ترکیبوں سے استعمال کرنیکی تفصیلی ہدایات رسالہ طبی رہنما میں درج ہیں۔ جو صرف ایک روپیہ قیمت سے ہر ایک صاحب طلب فرما سکتے ہیں۔ کچھ نسخہ جات کتاب حرز جان میں بھی درج ہیں۔ جس کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ ۴ر) ہے۔

اکسیر شفا قروحات و اورام لثہ و حلق کے زخموں کو مفید ہونے کے علاوہ قروحات باطنیہ معدہ و امعاء اور اسہال وغیرہ میں بھی اکسیر ہے اور مصفی خون ہے۔ قیمت فی تولہ ۶ر فی چھٹانک عہ ۸ر

القردیا برص۔ بہق۔ لقوہ۔ خدر۔ سعال کہنہ۔ دمہ۔ نزلہ۔ زکام مزمن۔ فربہی۔ مفرط ضعف باہ اور شیب غیر طبعی کیلئے نہایت مفید ہے۔ خوراک ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک قیمت فی چھٹانک ۱۲ر

بخور دمہ دمہ اور ضیق النفس میں دورہ کے وقت اس دوائی کی دھونی لینے سے پانچ منٹ کے اندر آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک عہ ایک دھونی کیلئے ۱ ماشہ دوا کافی ہے۔

تریاق وجع الفواد غم معدہ کے درد کے لئے نہایت زود اثر ہے قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ (عہ) فی پاؤ تین روپے (۳ے)۔ خوراک ایک ماشہ ہمراہ آب۔

جوارش مفرح مقوی اعضاء رئیسہ۔ ہاضم۔ مقوی باہ۔ مقوی رحم دافع اسہال و قے۔ مفرح دل۔ قیمت فی چھٹانک عہ ۸ر فی پاؤ للعہ۔ خوراک دو ماشہ سے چار ماشہ تک

حب منقی تھوڑے وزن میں قبض کشا اور زیادہ وزن میں عمدہ مسہل ہے جو غلیظ مواد کو خارج کرتا ہے بہت سی امراض اور پرانی امراض میں ضروری چیز ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک عہ خوراک مداومت کے لئے ایک گولی سے دو گولی اور مسہل کے لئے ۴ گولی سے ۶ گولی تک۔

حب مفید النساء ایام ماہواری کی بے قاعدگی کو دور کر کے ان تمام تکلیفوں سے بچاتی ہے۔ جو عورتوں کو بندش حیض سے پیدا ہوتی ہیں۔ قیمت فی تولہ ۸ر فی چھٹانک عہ خوراک ایک گولی صبح و شام ہمراہ شیر۔

حب عنصل دافع و مخرج بلغم ہے۔ پرانی کھانسی و زکام مزمن اور دمہ کیلئے نہایت مفید ہے قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک عہ خوراک ۱ گولی سے ۲ گولی بقدر نخود

حب سیکراں کھانسی اور نزلہ کیلئے مفید ہے پیچش جریان اور سرعت کو بھی فائدہ دیتی ہے قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ۔ خوراک ایک گولی سے دو گولی تک۔

حب مراق یہ دوا مالیخولیا مراقی کیلئے فائدہ مند ہے قیمت فی تولہ ۶ر فی چھٹانک عہ ۸ر خوراک دو گولی صبح و شام بعد از خوراک

حب بواسیر اس دوا کے استعمال سے بلا تکلف خون خون بند ہو جاتا ہے۔ اور مسّے مرجھا کر بے ضرر بن جاتے ہیں۔ ایک ہفتہ کی خوراک قیمت عہ دو ہفتہ کی عہ ۸ر خوراک صبح و شام ہمراہ آب تازہ۔

حب مقوی ضعف باہ اور جلق کے نقائص کو دور کرتی ہیں۔ علاوہ اسکے ہر قسم کی کمزوری بدن مثلاً ضعف دماغ اور ضعف جگر میں ایک مسلمہ مفید دوا ہے قیمت ۴۰ عدد عہ ۸ر ۸۰ عدد ۶ر ۸ر خوراک دو گولی صبح و شام ہمراہ دودھ۔

حب ممسک صفت نام سے ظاہر ہے زیادہ تعریف فضول ہے قیمت فی تولہ عہ ۸ر فی چھٹانک ۶ر۔ خوراک ایک گولی سے دو گولی۔

حب حمی ہر قسم کی نوبتی تپوں میں جو دائمی اور لازمی نہ ہوں اکسیر ہے۔ اس طرح سے ہر قسم کے دردوں میں جیسے شقیقہ عصابہ وغیرہ میں مفید ہے۔ نوبت سے پہلے دیجاتی ہے قیمت فی تولہ جو قریب سو گولی کے ہوتی ہے عہ فی چھٹانک للعہ خوراک چار گولی سے چھ گولی تک

خمیرۂ تارپین کرم شکم اور پیچش و اسہال خونی کے لئے نہایت سریع التاثیر ہے۔ اندرونی اعضاء کے اورام میں اسکی بیرونی مالش بہت مفید ہے۔ قیمت چھٹانک ۶ر فی پاؤ عہ خوراک پیچش کے لئے ۶ ماشہ سے تولہ اور کرم شکم کے لئے ۳ تولہ سے ۵ تولہ تک

خمیرہ کوکنار کھانسی و نزلہ کے لئے اکسیر ہے پیچش و اسہال اور بیخوابی کے لئے سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی چھٹانک ۸ر فی پاؤ عہ ۸ر۔ خوراک ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ تک۔

دواء سوزاک خواہ نیا سوزاک ہو یا مزمنہ ہر درجہ میں مفید ہے قیمت فی چھٹانک عہ ۸ر پاؤ صہ ماشہ ۸ر تولہ صہ

دواء آتشک خوراک نصف رتی صبح و شام ہمراہ مکھن یا ملائی

دواء حلزون ہر قسم کے اسہال خصوصاً ذرب و خلفہ و سنگرہنی کے لئے اعلیٰ درجہ کی دوا ہے۔ علاوہ ازیں مقوی معدہ و امعاء اور بھوک لگانے والی ہے۔ قیمت چھٹانک عہ فی پاؤ ۸ر۔ خوراک ایک ماشہ

دواء ہاضوم ضعف ہضم نفخ شکم۔ کمی بھوک۔ کثرت ریاح وغیرہ امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۳ر فی چھٹانک ۱۲ر فی پاؤ عہ ۸ر خوراک ایک ماشہ

دواء مستورات سیلان الرحم۔ اختناق الرحم خفقان سوزش بول۔ کثرت بول اور خون حیض و نفاس کی زیادتی میں نہایت سریع التاثیر ہے۔ قیمت تولہ ۸ر فی چھٹانک ۶ر۔ خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک۔

دواء الکبد یہ دوا جگر کے بڑھ جانے اور جگر کے کمزور ہو جانے کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت فی چھٹانک عہ ۴ر فی پاؤ للعہ۔ خوراک ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک

دواء الطحال یہ دوا تلی کے بڑھ جانے اور اس کی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے قیمت چھٹانک ۱۲ر فی پاؤ عہ۸ر خوراک ۴ ماشہ صبح و شام۔

دوا گلہڑ یہ دوا بڑھتے ہوئے گلے پر مالش کی جاتی ہے۔ ایک دو ہفتے کے استعمال سے پورا فائدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر فی چھٹانک دو روپے۔

دواء خارش ہر قسم کی خارش میں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک دو روپیہ۔

دواء ذیابیطس حادہ نوجوان مریضوں اور مرض کی ابتدا اور تزائد کی حالت میں مفید ہے۔ خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ قیمت فی تولہ ایک روپیہ فی چھٹانک للعہ

روغن اسراری نہایت خراب قسم کے زخم جو ترچھے یا گہرے ہوں یا اندر سے کھلے اور باہر سے منہ تنگ ہو جیسے گھمیر۔ بھگندر۔ کنٹھ مالا اور ناسور وغیرہ ان کے واسطے اکسیر ہے صرف روئی بھگو کر زخم پر رکھیں فوراً نیچے چلا جائے گا۔ اور دنوں میں زخم بھر دے گا خوراک کے طور پر ہاضم شیر۔ مقوی باہ اور مصفا خون ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ فی چھٹانک للعہ خوراک ۵ سے ۸ قطرہ تک

روح دفلی ریگ اور پتھری خواہ پتہ وغیرہ میں ہو خواہ گردہ اور مثانہ میں ہو۔ اس دوا کے کھانے اور مقام ماؤف پر مالش کرنے سے بکلی رفع ہو جاتی ہے قیمت فی تولہ عہ۸ر فی چھٹانک ۶ سے خوراک ۲ رتی۔

روغن دفلی فالج۔ لقوہ۔ استرخاء اعصاب اور تشنج عضلات پر مالش کیا جاتا ہے۔ اور سینکڑوں امراض میں اندرونی طور پر کھلایا جاتا ہے۔ دردوں کو رفع کرتا ہے۔ بہت عجیب دوا ہے خوراک ۲ قطرہ سے ۴ قطرہ تک قیمت تولہ ۶ر فی چھٹانک عہ۸ر

روغن شفاء بہت سی امراض میں مفید ہے۔ اور روزانہ استعمال کی چیز ہے۔ اور پھر سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ر فی چھٹانک ۳ سے خوراک ۴ قطرہ سے ۶ قطرہ تک

روغن محمر اعصابی دردوں کیواسطے جنکو ریحی دردیں بھی کہتے ہیں۔ نہایت مفید چیز ہے۔ صرف بیرونی طور پر مالش کیجاتی ہے۔ نیز ذات الریہ۔ ذات الجنب وغیرہ اندرونی دردوں میں بھی اس کی مالش بہت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ اسی طرح جوڑوں کے پرانے درد اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک عہ فی پاؤ ۳ سے۔

سفوف مبارک نہایت نفیس اور امیرانہ مسہل ہے جس قدر صفات اور فوائد کسی اعلیٰ مسہل میں ہو سکتے ہیں سب اسمیں پائے جاتے ہیں قیمت تولہ ۶ر چھٹانک عہ۸ر خوراک ۳ ماشہ سے ۴ ماشہ تک

سفوف سمی اکثر پرانی ہٹیلی امراض میں مفید ہے۔ ایک عام محرک اور مقوی چیز ہے قیمت نمبر ۱ فی تولہ ۶ر فی چھٹانک عہ۸ر اور قیمت نمبر ۲ فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ۔ نمبر ۳ فی تولہ ۴ر خوراک ۱ رتی۔

سفوف بیشی بہت سی قسم کی تیز اور حاد امراض مثل اقسام حمیات اور قسم قسم کے درد اور اندرونی اعضاء کے اورام وغیرہ وغیرہ امراض میں نہایت سریع التاثیر دوا ہے۔ قیمت نمبر ۱ فی تولہ ۶ر چھٹانک عہ۸ر قیمت نمبر ۲-۳ تولہ ۴ر چھٹانک عہ خوراک ایک رتی

سفوف لفاحی بعض قسم کے تپوں۔ سر۔ گردن و منہ کے اورام اور ہذیان وغیرہ کو نہایت مفید ہے۔ درد سر۔ سرسامی حالت میں سریع الاثر ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ طبی رہنما قیمت نمبر ۱ فی تولہ ۶ر فی چھٹانک عہ۸ر اور نمبر ۲-۳ فی تولہ ۴ر فی چھٹانک عہ۔ خوراک ۱ رتی ؛

سفوف مفرّح مقوی دل دماغ معدہ وجگر ہر قسم کے اسہال اور قے کے واسطے تیر بہدف ہے اور خون خواہ کہیں سے جاری ہو روک دیتی ہے۔ بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو یکساں مفید حیات میں گھبراہٹ دیجینی پیاس اور گرمی کو دور کرتی ہے۔ اور ہر مطب میں روزانہ استعمال کی سریع التاثیر دوا ہے قیمت تولہ ۶ر چھٹانک ۸ر خوراک اماشہ سے ۳ ماشہ تک ہمراہ رب انار وغیرہ بدرقہ مناسب

سفوف مدر ریگ اور پتھری ہر قسم کو خارج کرتا ہے پیشاب بکثرت لاتا ہے۔ اور بخار میں سکن اور مطفی حرارت ہے قیمت تولہ ۶ر چھٹانک ۸ر خوراک ۲ر رتی سے چھ رتی تک۔

سفوف مطیب مرض اسہال وپیچش کے واسطے نہایت مفید ہے ہر عمر کے مریضوں پر استعمال کیجاتی ہے قیمت چھٹانک ۱۲ر فی پاؤ ۸ر۔ خوراک اماشہ سے ۲ ماشہ تک۔

سفوف محافظ انسان جس سے دانت بالکل صاف ہوجاتے ہیں۔ اور اسکی مداومت دانتوں کو تمام امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ قیمت تولہ ۸ر فی پاؤ ۸ر

سفوف مغلظ جریان۔ احتلام اور سرعت کے لئے یقینی مفید اور مخصوص ہے قیمت تولہ ۴ر چھٹانک ۸ر

سفوف مسکن یہ دوا بھی نوشجا پتوں اور دردوں میں اکسیر ہے لیکن حبی اور اسمیں فرق یہ ہے کہ یہ دوا نوبت کے وقت دینے سے تپ اور درد کا فور ہوجاتا ہے۔ اور حب حمی نوبت سے پہلے دینے سے پھر بخار یا درد کی نوبت نہیں آنے پاتی قیمت فی تولہ ۶ر فی چھٹانک ۸ر خوراک ۲ر رتی سے ۴ر رتی تک

سفوف برش کافوری بیشمار امراض میں تیر بہدف ہے پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوائی ہوگا۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ۸ر خوراک ۲ر رتی سے اماشہ تک

سفوف زینقی بہت سی امراض میں روزانہ مستعمل ہے تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ طبی رہنما خوراک ۱ رتی سے اماشہ تک قیمت بنرانی تولہ ۶ر فی چھٹانک ۸ر اور نمبر ۲ ۳ تولہ ۴ر چھٹانک ۸ر

ضماد مفجر دردوں کو بغیر نشتر کے یہ دوا پھاڑ دیتی ہے — قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ۸ر

طلاء شاب مقوی دماغ عضو ہے۔ آبلہ وغیرہ نہیں ڈالتا قیمت فی تولہ ۱۲ر فی چھٹانک ۳/۴

کحل بیاض سفیدی آنکھ اور پھولا کے لئے مفید ہے قیمت فی ماشہ ۴ر فی تولہ ۸ر

محلل اعظم بیرونی طور پر پھوڑے پھنسیاں گلٹیاں اور خنازیر وغیرہ اورام کو تحلیل کرنے میں ٹنکچر آیوڈین اور مرہم داخلیون وغیرہ سے زیادہ مفید ہے۔ دردوں کو دفع کرتا ہے۔ اور زخموں کو مندمل اور صاف کرتا ہے۔ اور اندرونی طور پر بھی بہت سی امراض کو دور کرنے کے لئے مؤثر ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ۸ر اور فی پاؤ ۳/۴ خوراک دو رتی سے چار رتی تک۔

محلول اذرائی نمبر ۳ یہ دو امرض مزاق۔ بواسیر بادی و ریاحی اور ضعف معدہ مزمن وغیرہ بہت سی امراض میں مفید ہے۔ خوراک ۲ قطرے۔ قیمت تولہ ۳ر فی چھٹانک ۱۲ر

مفرح یاقوتی مقوی اعضاء رئیسہ مقوی باہ مقوی اعصاب نہایت اعلےٰ درجہ کی دوا ہے۔ قیمت فی چھٹانک للہ فی پاؤ ۱۲/۸ خوراک ۳ ماشہ سے ۴ ماشہ تک

مفید الصبیان بچوں کی اکثر امراض مثل ڈبہ صرع قبض۔ کھانسی وغیرہ میں مفید ہے قیمت فی تولہ ۸ر فی چھٹانک للہ۔

کشتہ جات و روغنیات اور ست وغیرہ تیار کردہ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

نام کشتہ	قیمت فی ماشہ	قیمت فی تولہ	قیمت فی چھٹانک
کشتہ فولاد سادہ	۲ر	عہ	۰
" اعلیٰ قسم	۴ر	۶	۰
" سمی	۳ر	عہ ۸ر	۰
" شنگرفی	۶ر	سے	۰
" سنور	۱ر	۸ر	۰
" عقیق	۲ر	عہ	۰
" مرجان	۱ر	۸ر	۰
" صدف	۱ر	۸ر	۰
" مرواریدی	۲ر	عہ	۰
" سنگ یشب	۴ر	۶	۰
" سنگ جراح	۱ر	۶ر	۰
" کوڑی زرد	۱ر	۶ر	۰
" سرمہ سفید	۱ر	۶ر	
" پوست بیضہ	۲ر	۱۲ر	
" سنگ یہود	۱ر	۸ر	
" سنکھ	۱ر	۸ر	
" بارہ سنگھا	۱ر	۸ر	
" ابرک سفید	۱ر	۸ر	
" ابرک سیاہ	۲ر	عہ	

نام کشتہ	قیمت فی ماشہ	قیمت فی تولہ	قیمت فی چھٹانک
کشتہ جست	۱ر	۸ر	
" سیسہ	۲ر	عہ	
" قلعی	۲ر	عہ	
" سہ دہاتہ	۳ر	عہ ۸ر	
" طلا (سونا)	عہ	سے	
" مرقشیشا	۱ر	۸ر	
" چاندی	۸ر	للعہ	
" شنگرف سادہ	۸ر	للعہ	
" سم الفار	۸ر	للعہ	
" شنگرف اعلیٰ	۶ ۸ر	عہ	
" ہڑتال گوڈنتی	۱ر	۶ر	
روغن نیم	۰	۶ر	عہ ۸ر
" بھلانوہ	۰	۶ر	عہ ۸ر
" جمالگوٹہ	۰	۶ر	عہ ۸ر
" بادام تلخ	۰	۶ر	عہ ۸ر
" بادام شیریں	۰	۴ر	عہ
" کاہو	۰	۴ر	عہ
ست گلو	۰	۴ر	عہ
" سناء مکی		۳ر	۱۲ر

نام کشتہ	قیمت فی ماشہ	قیمت فی تولہ	قیمت فی چھٹانک
ست کمیلہ	۰	۸ر	۶
" برگد	۰	۳ر	۱۲ر
" لوبان	۰	عہ ۸ر	سے
" بندق ہندی		۲ر	۸ر
" کیکر (اقاقیا)	۰	۳ر	۱۲ر
" صبر	۰	۲ر	۸ر
" سلاجیت	۰	۸ر	۶
" جوہر سیماب	۰	۶ر	۸ر
" لک مغسول	۰	۲ر	۸ر
" جوہر گندھک	۰	۲ر	۸ر
ست بادیان	۰	۶ر	عہ ۸ر
" اجواین	۰	۶ر	عہ ۸ر
" الائچی	۰	۶ر	عہ ۸ر
" پودنہ	۰	۸ر	۶
" کباب چینی	۰	۱۲ر	سے
" صندل	۰	عہ	للعہ

نوٹ:- یہ آخری چھ ست بالکل خشک ہیں۔ اور ایسی ترکیب سے بنائے گئے ہیں۔ کہ بوقت ضرورت پانی میں حل کرکے بالکل عرق کی صورت میں بن جاتے ہیں۔ پانی میں حل کرنے کی خاص ترکیب ہے جس کا پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ست بھیجا جاتا ہے

نئی ادویات

روغنِ سمغ دجع الاذن ۔ثقل سمع بہرہ پن کے لئے بہت مفید چیز ہے ۔ نہایت اعلےٰ درجہ کی چیز ہے

ترکیب استعمال :۔ذرا گرم کرکے بوزن اماشہ کان میں ڈالیں ۔قیمت فی چھٹانک عہ

سفوفِ ذکاوت جریان ۔احتلام ۔سرعتِ انزال وغیرہ میں نہایت مفید ہے خواہ مرض کیسی ہی دیر کا کیوں نہ ہو ۔چند دنوں میں نیست و نابود کر دیتا ہے

ترکیب استعمال :۔½ رتی صبح و شام ہمراہ مکھن

قیمت فی تولہ عہ۸ فی ماشہ ۸ر

سورنجانی عرق النساء ۔اعصابی درد ۔وجع المفاصل نقرس وغیرہ کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے اگر قبض ہو تو اس کے ہمراہ حب منقّی بھی استعمال کریں ۔جو علاوہ قبض کشا ہونے کے مذکورۂ بالا امراض کے لئے بھی مفید ہے

ترکیب استعمال :۔اماشہ صبح و شام ہمراہ بدرقہ مناسبہ

قیمت فی چھٹانک عہ۔

سفوف عشر ۲ سفوف عشر ۲ ایک ماشہ یا اس سے زیادہ مقدار میں منقی ہے ۔اور ضیق النفس بلغمی دمہ وغیرہ میں مفید ہے ۔دوسری مقدار دو رتی سے چار رتی تک ہے ۔جو بخار چڑھنے سے پہلے اگر دے دی جائے تو شل کونین کے بخار کو روک دیتی ہے ۔

سفوف عشر ۳ یہ سعال بلغمی میں بہت مفید ہے ۔اور قے اور دست خواہ خونی ہوں یا سادے بہت ہی مفید ہے ۔بلکہ اکسیر مفت ہے ۔قدرِ خوراک ارتی ہے

قیمت فی چھٹانک عہ۔

سفوف ریحتال یہ سفوف نہایت اعلےٰ درجہ کا مقوی قلب ہے ۔دل کی دھڑکن ضعف قلب غشی وغیرہ تمام امراضِ قلب میں اس کا استعمال بہت مفید اثر رکھتا ہے ۔قدرِ خوراک ارتی صبح و شام ہمراہ آب تازہ —

قیمت فی چھٹانک عہ۔

محلول الودی ۱ یہ محلول نزلہ ضیق النفس میں بہت ہی مفید چیز ہے ۔جب کہ دمہ یا ضیق النفس کا دورہ ہو رہا ہو ۔تو اس کی ایک خوراک سے فوراً دورہ رفع ہو کر طبیعت سنبھل جاتی ہے ۔اور بلغم آسانی سے خارج ہونے لگتی ہے ۔اور ہوا کی نالیاں صاف ہو کر سانس درست ہو جاتا ہے قدر خوراک ۵ تولہ ایک ہی وقت میں پلائیں ایک دن میں اس وزن سے زیادہ نہ پلائیں —

قیمت فی سیر عہ۸

دواء جلد یہ دوا مرض برص ۔بہق ۔چھاجن ۔خارش اور درد وغیرہ میں لگانے سے بہت فائدہ دیتی ہے ۔چہرے کے لہاسے ۔چھائیاں وغیرہ پر لگانے سے بہت مفید ہے ۔رات کو سوتے وقت لگا کر صبح کو دھو ڈالیں

قیمت فی چھٹانک عہ۔

محلول کاسنی

یہ دوا جگر اور معدہ دونوں اعضاء کے لئے جو آلات انہضام میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں مقوی اور محرک ہے جس کے استعمال سے اکثر مریض صحت یاب اور طاقتور ہو گئے ہیں۔ ہر مطب میں روزانہ استعمال کی چیز ہے۔ اور فوائد و تاثیرات کے لحاظ سے ایک مسلّمہ زود اثر چیز ہے۔ جگر کے تمام امراض مثل ضعف کبد، عظم الکبد وجع الکبد۔ ورم الکبد وغیرہ امراض حادہ اور مزمنہ دونوں صورتوں میں مفید و مجرب ہے۔ اسی طرح ضعف معدہ۔ بدہضمی مزمن اور ضعف اشتہا وغیرہ امراض میں بھی نہایت مفید و مجرب ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جن کو کھایا پیا جسم کو نہیں لگتا۔ اس دوا کو استعمال کر کے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ خصوصاً مالیخولیائے مراقی کے لئے یہ دوا ایک خاص چیز ہے۔ جس کے استعمال سے آلات انہضام کے درست ہو جانے سے وہ تمام شکایات و توہمات جو تبخیر کی وجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں دُور ہو کر انسان چنگا بھلا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی چھٹانک جو بارہ خوراک دوا ہے۔ صرف عہ

خمیرہ ماہی

دواخانہ انجمن خادم الحکمت کی ایک خاص ایجاد ہے۔ بڑی بڑی مقوی ادویات اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ مندرجہ ذیل امراض میں تیر بہدف ہے:۔

کھانسی۔ دمہ۔ ضیق النفس۔ ربو۔ تپ دق۔ سل۔ بچوں کا کمزور و دُبلا ہو جانا۔ نفث الدم وغیرہ وغیرہ امراض میں بہت ہی مفید ہے۔ کئی سال سے تجربہ کیا جا رہا ہے۔ تمام مذکورۂ بالا امراض میں بہت ہی مفید ہے جب تک مرض میں پوری صحت نہ ہو جائے۔ اس کا استعمال جاری رکھنا چاہیئے۔

ترکیب استعمال:۔ ایک چمچہ غذا کے بعد صبح و شام بچوں کو پاؤ چمچہ دن میں دو دفعہ دیں۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ بچوں۔ بوڑھوں جوانوں اور عورتوں میں یکساں مفید ہے۔

قیمت فی بوتل ۸ عہ

دواخانہ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

خاص الخاص مقوی باہ تحفہ
مروارید ی

جو علاج عضوی کے اصول پر اصلی مروارید سے تیار کیا گیا ہے۔ انعدلذیذ مقوی باہ اور مسک دوائی ہے۔ چند دنوں کے استعمال سے منی مقدار میں کافی اور گاڑھی ہو جاتی ہے۔ اعصاب میں بجلی کا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ تندرست اصحاب کو جماع کے بعد اس کی ایک خوراک کمزوری سے بچاتی ہے کافی مقدار میں ہمیشہ فروخت ہوتی ہے۔ اس کا مقابلہ قیمتی سے قیمتی معجونیں اور یاقوتیاں نہیں کر سکتیں تجربہ کریں

ملنے کا پتہ: دواخانہ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

دواخانہ انجمن خادم الحکمت کے تجارتی قواعد وضوابط

(۱) ادویات کی جو قیمتیں اس فہرست میں درج ہیں ۔ وہ میرانِ انجمن کی مقرر کردہ اور نہایت واجبی ہیں۔ جن میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔

(۲) ریلوے پارسل کے لئے کم از کم نصف قیمت پیشگی آنی چاہیئے۔

(۳) ہمیشہ اپنا نام و پورا پتہ خصوصاً ڈاکخانہ کا نام ہر خط میں خوشخط ہونا چاہیئے (۴) کمیشن صرف طبیبوں۔ عطاروں اور دکانداروں کو ہی دی جاتی ہے (۵) اگر کوئی فرمائشی نسخہ تیار کرانا ہو۔ تو قیمت پیشگی بھیجنی چاہیئے۔ خواہ وہ تخمیناً ہی کیوں نہ ہو۔

کمیشن حسبِ ذیل ہے

(۱) مبلغ پانچ روپیہ سے کم قیمت کے آرڈر پر کسی قسم کی کمیشن نہیں دی جاتی۔ مبلغ دس روپیہ قیمت کی ادویات پر ایک آنہ فی روپیہ۔ مبلغ دس روپیہ سے بیس روپیہ قیمت تک کی اشیا پر دو آنہ فی روپیہ اور اس سے زاید قیمت پر چار آنہ فی روپیہ کمیشن دی جاتی ہے۔ اور محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ کا خرچ ہر حالت میں بذمہ خریدار رہتا ہے (۲) دواخانہ میں تولہ بھر دوا کی قیمت الگ اور پانچ تولہ کی قیمت الگ ہے۔ یعنی پانچ تولہ کے خریدار سے صرف چار تولہ کی قیمت لگا لی جاتی ہے اور ایک تولہ دوا رعایت دی جاتی ہے۔ یہ رعایت پانچ تولہ سے کم مثلاً اڑھائی تولہ یا تین تولہ کے خریدار کو نہیں دی جاتی۔ یعنی پانچ تولہ سے کم کے خریدار کو فی تولہ قیمت لگائی جاتی ہے۔ کوئی آرڈر آٹھ آنہ سے کم روانہ نہیں ہو سکتا براہ مہربانی فہرست میں دیکھکر آرڈر دیجیئے (۴) اگر پارسل میں کسی کارکن سے غلطی ہو جائے۔ تو وہ نمبر بھیجکر جو پارسل کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ جلد اطلاع دی جائے۔ فوراً تحقیقات کر کے تلافی کی جائے گی۔

قواعد ایجنسی

(۱) ہر ایک طبیب اور عطار ایجنسی لے سکتے ہیں۔ (۲) ایجنٹ سے خاص رعایت یہ ہوگی۔ کہ ان کے ہر ایک آرڈر کے ساتھ خواہ وہ کسی رقم کا ہو۔ کمیشن دی جائے گی۔ (۳) مبلغ چالیس روپیہ سے زاید قیمت کی ادویات پر ۳۳ روپیہ فی سینکڑہ کمیشن دی جائیگی (۴) جو ایجنٹ اعتباری ثابت ہونگے۔ وہ نصف قیمت پیشگی میں دی پی منگوا سکیں گے (۵) جواب طلب امور کے لئے ہمیشہ جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے (۶) ہر ایک قسم کی معجون مرکب دیسی و انگریزی ادویات جو فہرست میں درج نہیں ہیں نہایت ارزاں نرخ پر بھیجی جا سکتی ہیں۔ مگر ان پر کمیشن نہیں ہوگا۔

اس کا اخراج اکثر براہ بول ہے۔ لیکن کسی قدر براہ پھیپھڑہ کے بھی خارج ہوتی ہے۔ اس واسطے علاوہ مقوی معدہ اور کاسر ریاح ہونے کے مدر بول اور دافع بلغم بھی ہے۔ علاوہ ان اعضاء کے دیگر کسی خاص عضو پر اس دوا کا براہ راست کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ معدہ میں تحرک اثر کرنے کی وجہ سے بالواسطہ بعض اعضاء پر اثر پڑکر بعض دیگر عوارضات میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔

مواقع استعمال ۔(۱) ضعف معدہ (۲) نفخ (۳) قراقر۔ ان امراض پر اس کا خاص اثر اور قوی اثر ہے (۴) حصات کلیہ و مثانہ کلیہ (۵) ضعف گردہ۔ ان امراض میں درمیانہ درجہ پر عمل کرنے والی دوا ہے (۶) ضیق (۷) ربو۔ (۸) پرانی کھانسی بلغمی۔ ان امراض میں بہت کم درجہ تاثیر کرنے والی دوا ہے۔ کیونکہ ریہ کی طرف اس دوا کا بہت کم حصہ آتا ہے۔

ان امراض کے علاوہ اس خفقان میں جو ضعف معدہ اور نفخ ریاح کے باعث ہو مفید پڑتی ہے۔ پھر باوجود قابض و حابس اثر نہ رکھنے کے بالواسطہ طور پر اسہال و پیچش میں بھی مفید ہے۔ کیونکہ جب اس دوا سے معدہ میں تحریک ہو کر خون کا دوران تیز ہو جاتا ہے۔ تو امعاء کے دوران خون ضرور کسی قدر کمی آکر اسہال و زحیر میں تخفیف پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر یہ تاثیر بھی چنداں قوی نہیں ہے۔ دست آور دواؤں کی اصلاح میں بھی یہ دوا اور دوسری مقوی معدہ ادویات مثل الائچی۔ زنجبیل بادیان۔ زیرہ سیاہ وغیرہ وغیرہ اسی وجہ سے مفید ہوا کرتی ہیں۔ کہ اس مسہلہ دوا کے اس ضرر کا جو امعاء پر پڑ رہا ہے معدہ کی طرف امالہ کر دیتی ہیں۔ لیکن یہ تمام فوائد اس کے ایسے قوی اور یقینی نہیں جس طرح معدہ پر اس کی محرک اور کاسر ریاح تاثیر ہے۔ یعنی مرض زحیر و اسہال وغیرہ میں اس قدر مفید نہیں ہے۔

نوٹ۔ اس کی بڑی خوراک معدہ میں اسقدر خراش پیدا کرتی ہے کہ طبیعت قے کے واسطے مستور ہو جاتی ہے۔

مرکبات

(۱) عرق انیسون۔ ترکیب۔ تخم انیسون آدھ سیر لیکر دس سیر پانی میں بذریعہ قرعہ انبیق یا بانس کی نالی عرق کش سے پورا پانچ سیر عرق کھینچ لیں۔

خوراک۔ ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک۔

چھوٹے بچوں کو نفخ و اسہال و بدہضمی وغیرہ امراض میں یہ عرق بہت فائدہ مند چیز ہے۔

(۲) روغن انیسون۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ پہلے مفصلہ بالا طریق سے پانچ سیر عرق کشید کر کے پھر اس میں آدھ سیر انیسون اور پانچ سیر پانی ڈالکر حسب دستور پانچ سیر عرق کشید کریں۔ پھر تیسری بار اس عرق میں آدھ سیر انیسون اور پانچ سیر پانی ڈالکر پانچ سیر عرق کشید کریں۔ پھر کسی تنگ منہ کے برتن میں اس کو بھر کر ۱۲ گھنٹہ تک پڑا رہنے دیں۔ تاکہ روغنیت عرق کے اوپر آجائے۔ پھر کسی جانور کے پر کے ذریعہ وہ روغنیت عرق کے اوپر سے اتار کر کسی چھوٹی شیشی میں رکھ لیں ؛

خوراک۔ نصف قطرہ سے ۲ قطرہ تک۔

(۳) **روح انیسون**۔ ایک حصہ روغن انیسون کو نو حصہ شراب اعلےٰ درجہ میں ڈالکر شیشی کو خوب ہلائیں۔ اور رکھ دیں۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد پھر ہلاکر آرام سے رکھ دیں۔ جب ایک جان ہو جائیں تو بس تیار ہے۔

خوراک۔ ۵ قطرہ سے ۲۰ قطرہ تک۔

(۲۱) اندرائن

جس کو عربی میں حنظل اور پنجابی میں تُمّہ یا تنبہ کہتے ہیں۔ اس کی بیل ہمارے ملک میں خشک اور ریتلے مقامات میں خودرو کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی چھوٹی چھوٹی باریک پتیاں اور سُرخ سُرخ پھول ہوتے ہیں۔ موسم بہار خصوصاً ماہ چیت میں یہ بیل خوب پھولتی پھلتی ہے۔ رفتہ رفتہ کچھ عرصہ میں اس قدر پھیل جاتی ہے کہ زمین پر دریش کا تھان بچھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا پھل نارنگی کے برابر ہوتا ہے۔

حصص مستعملہ۔ اس کی ہر جز استعمال کی جاسکتی ہے۔ اور سب اجزاء ایک ہی قسم کی تاثیر رکھتی ہیں۔ مگر ہر ایک جزو کی طاقت موثرہ یکساں نہیں بلکہ کم و بیش ہے۔ اِس واسطے اس کی اجزاء کا وزن خوراک مختلف ہے۔ چنانچہ اس کے پتوں کی طاقت بہ نسبت اس کے دوسرے اجزاء کے کم ہے۔ اس واسطے اس کا وزن خوراک زیادہ ہے۔ پھر اس کی جڑ اور پتوں کی نسبت طاقت زیادہ ہے۔ پھر سب سے زیادہ طاقت اس کے پھل کے گودہ میں ہے۔ اور وہی زیادہ تر استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کا بیان یہاں کیا جائیگا؛

اگرچہ اس کے چھلکے اور بیجوں میں بھی متقدمین نے طاقت تسلیم کی ہے۔ لیکن مَیں نے تا حال ان کا تجربہ کرکے نہیں دیکھا۔ اس واسطے ان کا وزن خوراک وغیرہ لکھنے میں خاموش ہوں۔

ذائقہ۔ اِس کے تمام اجزاء سخت کڑوے ہیں۔ لیکن بو وغیرہ بالکل نہیں ہوتی۔

افعال و تاثیرات اور اعضاء متاثرہ۔ اندرونی طور پر قلیل مقدار میں اس کے استعمال سے معدہ و امعاء کی رطوبت زیادہ سنے لگتی ہے۔ اور بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور دائمی قبض کی عادت رفع ہوکر رفع حاجت باقاعدہ ہو جاتی ہے۔ لیکن متوسط مقدار میں دینے سے اگرچہ معدہ میں تو کم خراش پیدا ہوتی ہے۔ مگر امعاء کی غدودوں میں اس کا زیادہ اثر ہوکر ان سے مائیت زیادہ مقدار میں رسنے لگتی ہے۔ نیز انتڑیوں اور جگر کے عضلاتی ریشوں کو تحریک دیتی ہے جس سے امعاء کی حرکت دودیہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور جگر سے صفرا زیادہ رسنے لگتی ہے۔ غرض یہ کہ دوا متوسط مقدار میں بہت عمدہ پانی کی طرح کے اسہال لانے والی چیز ہے۔ جس میں صفرا کے اخراج کی وجہ سے دستوں کا رنگ اکثر سُرخی یا زردی مائل ہو جاتا ہے۔ نیز اس مسہل کے استعمال سے اکثر قے نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ معدہ میں چنداں خراش نہیں ہوا کرتی۔ سب سے بڑھکر اس کا

اثرا معاء سفلی پر ہوا کرتا ہے۔ لہذا پیچش پیدا ہونے کا احتمال اس دوا میں بہت ہوتا ہے۔ چونکہ یہ دوا انتڑیوں میں خراش بہت کرتی ہے۔ اسواسطے انتڑیوں کی اندرونی جھلی میں سے رطوبات مزلقہ بہت خارج ہوا کرتی ہیں۔ جن کے اخراج کی وجہ سے امعاء اندر سے چھل جاتی ہیں۔ جس سے مستقل طور پر پیچش کی مرض قائم ہو جاتی۔ خصوصاً جن کو وزن متوسط سے زیادہ دوا استعمال کرائی گئی ہو۔ اِس وجہ سے اس کو تنہا کم استعمال کرایا جاتا۔ بلکہ دیگر مسہل ادویہ کے ساتھ ملا کر دیا جاتا ہے۔ اور یا اس کے ہمراہ بذرالبنج وغیرہ مسکن امعاء چیزیں ملائی جاتی ہیں۔ جن سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر اگر مسکنات معدۂ امعاء چیزوں کا استعمال نہ کرایا جائے۔ تو اکثر اوقات مستقل طور پر مرض پیچش پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کچھ عرصہ تک مریض کا پیچھا نہیں چھوڑتی بعض طبیب تو ایسے مسہلات کے بعد جن میں رطوبات مزلقہ کثرت سے خارج ہوں۔ اور امعاء میں خراش پیدا ہو جائے اسبغول اور بہدانہ وغیرہ اس خیال سے دیتے ہیں کہ مسہل کی گرمی رفع ہو جائے۔ اور اس طرح سے اتفاق حسنہ پیدا ہو کر طبیعت سنبھل جاتی ہے۔ لیکن بعض نادان طبیب ایسے موقعہ پر یہ سمجھے رہتے ہیں کہ اس مسہل سے خوب بلغم خارج ہوئی ہے۔ چونکہ ایسے مسہلات عموماً بلغمی طبائع اور بلغمی امراض سمجھ کر ہی استعمال کر لیا کرتے ہیں۔ اسواسطے اس کو ایسی چیزیں استعمال نہیں کراتے جو کہ خراش امعاء کی اصلاح کر سکیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرض پیچش پیدا ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ جس شخص نے بہدانہ یا اسبغول کا استعمال کرایا تھا۔ حقیقتاً نادان تو وہ بھی تھا۔ کیونکہ امعاء کی خراش کو سمجھ سوچ کر ٹھیک نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ ایک موہومی مزاجی گرمی سے ڈر کر اپنے آباؤ و اجداد کی کورانہ تقلید میں یہ کام کر رہا تھا۔ اس کا ثبوت اِس طرح ملا۔ کہ جب اس کو ایک دوسرے مریض یرقان کو مسہل دینے کا موقعہ آیا۔ جسے اس نے صفراوی مرض سمجھکر نیلوفر بنفشہ۔ گل سُرخ وغیرہ اشیاء کے طبیخ میں ترنجبین اور شیر خشت حل کر کے دی تھی۔ اور جس میں قدرے بادام روغن کا بھی اضافہ کیا گیا تھا۔ اور جس مریض کو اس دوا سے بالکل کوئی پاخانہ نہ ہوا تھا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ قبض تھی۔ وہاں بھی اس نے اپنی مزعومہ اور موہومہ حرارت سے ڈرتے ہوئے فوراً بہدانہ یا اسبغول دینے کی ہدایت کر دی۔ حالانکہ وہاں خراش امعاء کا ایک ذرہ بھر امکان نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی مسکن چیز کی ضرورت بلکہ اس وقت وہاں خراش پیدا کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس نالی میں جو مرارہ (پتہ) سے امعاء کی طرف صفراء کو لایا کرتی ہے۔ سُدہ پڑا ہوا تھا۔ اور بہ سبب نہ آنے صفراء کے امعاء کی حرکت دودیہ کم ہو کر قبض پیدا ہو چکی ہوئی تھی۔ اور امعاء بالکل ناکارہ اور سُست بلکہ اپنے فرض منصبی سے بالکل غافل ہو چکی ہوئی تھیں ایسے وقت میں تو چاہیئے یہ تھا۔ کہ حنظل (اندرائن) جیسی خراش کنندہ کوئی چیز دی جاتی۔ تاکہ امعاء کی قوت جاذبہ زیادہ ہو کر اس نالی کے سُدہ کھولنے اور صفراء کے ادرار کرنے کا کام سرانجام پاتا نہ کہ اُلٹا بہدانہ اور اسبغول دیکر امعاء کو اور بھی سُست کر دیا جاتا۔

ناظرین ناراض نہ ہوں کہ موضوع کے برخلاف یہ کدھر سے کدھر چل پڑا ہے۔ علم الادویہ میں سے اندرائن کا حال لکھتا ہوا یرقان وغیرہ امراض میں جا پڑا ہے۔ بات یہ ہے کہ علم الادویہ میں سے ہی یہ سبق بھی ہے۔ بلکہ میرے نزدیک بہت بڑا سبق ہے۔ جس سے آپ کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ کس طرح مقلدان طب یونانی امزجہ کے گورکھ دھندہ میں پھنسکر ایک غلطی نہیں

بلکہ کئی غلطیاں کر جاتے ہیں۔

غرضیکہ یہ دوا متوسط مقدار سے زیادہ وزن میں تو سخت قسم کے اسہال اور پیچش لاتی ہے۔ جس سے امعاء کی اندرونی جھلی کٹ کر آنے لگتی ہے۔ اور بسا اوقات عروق کے مُنہ کھُل کر صرف خون کے اسہال آنے لگتے ہیں۔ اور کرب و قلق کی انتہا نہیں رہتی قولنج کی طرح کا درد پیدا ہو جاتا ہے۔ مریض ایک حالت پر قرار نہیں پکڑ سکتا وغیرہ وغیرہ۔

اکثر اوقات منعکس طور پر اس کی تاثیر رحم وغیرہ اندرونی اعضاء پر پڑ کر اسقاط حمل اور سوزش مثانہ وغیرہ پیدا ہو سکتی ہیں۔

انسان اعضاء کے علاوہ اندرونی طور پر کھلانے سے کسی اور عضو پر اس کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ البتہ بیرونی طور پر لگانے سے ہر ایک جگہ پر جلن سوزش اور خراش وغیرہ علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ سوان سے فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے مفصلہ ذیل اعضاء پر استعمال ہو سکتی ہے۔

(۱) **جلد**۔ جس کے نیچے کسی اعضاء میں سوزش و اجتماع خون ہو رہا ہو۔ مثلاً ذات الریہ یا ذات الکبد یا ذات الکلیہ وغیرہ کی موجودگی میں درد اور ورم کی جگہ پر اس کو استعمال کرنے سے وہاں کی جلد میں سوزش ہو کر اندرونی عضو پھیپھڑہ یا جگر یا گردہ کی سوزش میں کمی ہو جاتی ہے اور اسی طرح وہ مہلک مرض کمزور ہو کر مریض کی حیات کا باعث بن جاتا ہے۔

(۲) **رحم**۔ جب کسی عورت کے رحم میں سکون اور غفلت اور سُستی پیدا ہو جائے۔ یعنی اپنے افعال میں کوتاہی کرے مثلاً ماہواری خون کے اخراج میں کوتاہی کرے یا وضع حمل کے وقت بچہ کو باہر نکالنے کے لئے کافی حرکت سے کام نہ لے یا وضع حمل کے بعد بچہ دان (مشیمہ) کو خارج کرنے کے واسطے کوشاں نہ ہو تو ایسے حالات میں اس دوا کو رحم کے مُنہ میں بطور شیاف وغیرہ کے استعمال کرنے سے اس کی قوت دافعہ بڑھ جاتی ہے۔ اور عضو رحم اپنے اندر کی اشیاء مثل خون یا بچہ یا مشیمہ کو خارج کرنے کے واسطے سخت طرح کی کوشش کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(۳) جب دماغ یا اغشیہ دماغ میں سے کسی جگہ سوزش و اجتماع خون ہو۔ جیسے بعض اقسام صداع یا سرسام یا سبات وغیرہ امراض میں ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر اس دوا کو بطور نسوار کے ناک میں پھونک دینے سے ناک میں خراش و سوزش ہو کر رطوبات دماغیہ ناک سے خارج ہو کر اجتماع دم دماغی میں خفت اور کمی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۴) جب کسی مریض کو دوا قے ہو جاتی ہو اور اسے اسہال لانے کی ضرورت ہو تو ایسے موقعہ پر اس دوا کو بطور شافہ مقعد میں استعمال کرنا یا مطبوخ کر کے پچکاری (حقنہ) کرنا اسہال لانے میں نہایت زود اثر ہے۔

مرکبات

(۱) **رب حنظل**۔ انڈیا ئن کاست۔ تازہ پھل کو کچل کر کسی مضبوط صافی میں ڈالکر نچوڑ لیں۔ پھر اس عصارہ کو کسی برتن میں ڈال کر پانی کی بھاپ پر غلیظ القوام بنائیں۔ قدرے غلیظ ہونے پر اس عصارہ کے ہموزن چینی (کھانڈ) ملا دیں۔ جب شہد کے

قوام پر آجائے تو آگ سے نیچے اُتار لیں اور سرد ہو جانے پر محفوظ کر لیں۔

خوراک۔ مقوی معدہ و امعاء کے طور پر ۱/۸ رتی سے ۱/۴ رتی تک اور مسہل کے طور پر ایک رتی سے ۲ رتی تک۔

(۲) شربت اندرائن۔ حنظل کے تازہ پتے ایک سیر لے کر رات کو تین سیر پانی میں بھگو دیں اور فجر کو جوش دیکر جب نصف رہ جائے تو آگ سے اُتار کر صاف کریں۔ اور ایک سیر چینی ملا کر قوام شربت پر لائیں۔

مقدار خوراک۔ مقوی معدہ و امعاء کے طور پر ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک اور مسہل کے طور پر ۵ تولہ سے ۱۰ تولہ تک۔

(۳) روغن اندرائن۔ تازہ پھل کو کچل کر پانی نکالیں اور پانی سے نصف وزن روغن زیتون یا روغن کنجد ملا کر آگ پر پکائیں۔ جب پانی جل جائے اور صرف تیل رہ جائے تو اتار لیں۔ یہ تیل عموماً بیرونی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ کانوں میں ثقل سمع وغیرہ کے لئے اور سر میں مالش کے لئے سقوط شعر یا ابریہ کی مرض میں یا گنج وغیرہ امراض سر میں۔ مختلف قسم کی دردوں مثل عرق النساء وغیرہ پر مالش کی جاتی ہے۔ کرم امعاء کے لئے اندر بھی پلایا جا سکتا ہے۔

خوراک۔ ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک۔

نوٹ۔ اگر تازہ نہ مل سکے تو خشک حنظل کو ۴ حصہ پانی میں پکائیں۔ جب نصف رہے تو روغن ایک حصہ (ہموزن حنظل) میں پکالیں۔

(۴) حب حنظل۔ رب حنظل ایک حصہ۔ رب صبر ۲ حصہ۔ سقمونیا نصف حصہ۔ رب بندق نصف حصہ سب کو باہم ملا کر پانی میں گولیاں نخودی بنائیں۔

خوراک۔ ایک گولی سے ۴ گولی تک۔

سخت قسم کی امراض میں امالہ کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ مثل ضیق والبول اور اعصابی دردیں۔ داء المفاصل وغیرہ تھوڑے وزن میں قبض دائمی۔ صداع۔ مالیخولیا وغیرہ امراض میں دی جاتی ہیں۔

نوٹ۔ شحم حنظل خشک سے اگر کوئی دوا بنانا مطلوب ہو تو اس کے پیسنے میں مبالغہ کریں تاکہ مثل غبار ہو جائے۔ ورنہ کم پیسنے سے اس کا باریک ہونا مشکل ہے۔ اور باریک نہ ہو تو معدہ و امعاء میں جا کر اس کے موٹے ذرے ایک ہی جگہ برچھٹ کر زخم کر دیتے ہیں۔ جس سے مریض کو کرب اور قلق بہت ہوتا ہے وغیرہ۔

(۲۲) الائچی

یہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک چھوٹی ایک بڑی۔ عربی میں چھوٹی کو قاقلہ صغار اور بڑی کو قاقلہ کبار کہتے ہیں۔ اس کے دونو قسم کے درخت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جو قد میں گز دو گز تک ہوتے ہیں۔ پتے مثل ریحان اور انار کے پتوں کے ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش ملک مالابار۔ گجرات جنوبی ہند۔ سیلون یعنی لنکا میں ہوتی ہے۔

صفات طبعی۔ چھوٹی الائچی ۲/۵ سے ۴/۵ انچ لمبی اور بڑی ۱/۲ سے ۵/۸ لمبی ہوتی ہیں۔ شکل بیضوی مگر عموماً سہ گوشہ اور جھری دار ہوتی ہے۔ ہر دو قسم کے دانے چھلکوں کے اندر ملفوف ہوتے ہیں۔ چھوٹی قسم کا چھلکا سفید یا بادامی رنگ ہوتا ہے۔ اور بڑی قسم کا چھلکا خاکی رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ ہر دو کا چھلکا بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے۔ جس میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ چھوٹی قسم کا دانہ عموماً ۱/۸ انچ لمبا اور بڑی قسم کا ۱/۴ انچ تک کے قریب لمبا ہوتا ہے۔ رنگت دانوں کی باہر سے سیاہ سُرخی مائل اور اندر سے سفید ہوتی ہے۔ ذائقہ تلخ اور گرم اور خوشبودار ہوتا ہے جس کے کھانے کے بعد مُنہ سرد ہوتا ہے:

افعال۔ محرک و مقوی معدہ اور کاسر ریاح۔ مقوی و مفرح قلب۔

مواقع استعمال۔ غثیان۔ تہوع اور قے میں اکثر مفید ہے۔ نفخ شکم۔ ضعف معدہ مزمن میں بہت مجرب ہے خفقان قلب میں اس کا استعمال مفید ہے۔

خوراک۔ ایک ماشہ سے ۲ ماشہ تک۔

مرکبات

(۱) **روغن الائچی**۔ یہ روغن بھی بطور عطر کے اس کے عرق پر سے اُتار لیا جاتا ہے۔ یعنی الائچی دانہ کا عرق کھینچکر اوپر سے پر وغیرہ کے ذریعہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اگر حفاظت سے نکالا جائے تو ایک سیر تازہ دانوں سے تین چار تولہ روغن نکل آتا ہے۔ فوائد اس کے وہی ہیں جو دانوں کے ہیں۔ وزن خوراک ۳ قطرہ سے ۵ قطرہ تک مصری یا کھانڈ وغیرہ میں ڈالکر۔

(۲) **اکسیر ریاح**۔ دانہ الائچی سفید ۲ تولہ۔ زنجبیل ۱ تولہ۔ دارچینی ۹ ماشہ۔ قرنفل ۶ ماشہ۔ زیرہ کشمیری ۳ ماشہ۔ ہاون دستایں خوب باریک کرکے بطور سفوف محفوظ رکھیں۔

خوراک۔ ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک۔ ضعف معدہ۔ نفخ معدہ۔ درد معدہ۔ ہچکی۔ درد جگر۔ غشیان۔ قے اور اسہال وغیرہ میں استعمال کرنے سے بہت ہی نافع ہے۔ ہر مطب میں رکھنے کے قابل ہے۔

(۲۳) املتاس

جس کو عربی میں خیار شنبر کہتے ہیں۔ اس کا درخت ہمارے ملک کے اکثر جنگلات میں خود رو ہوتا ہے۔ لیکن اب تو تمام بڑے بڑے شہروں کے سرکاری باغات میں بھی اکثر لگایا جاتا ہے۔ اس کی پھلی ایک فٹ سے دو فٹ تک لمبی ایک انچ کے قریب موٹی مدور اور نوکدار ہوتی ہے۔ رنگت سیاہی مائل بھوری اور خوب سخت ہوتی ہے۔ پھلی کے اندر آڑے طور پر بہت سے خانے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک خانہ میں سُرخی مائل بھورے رنگ کا ایک بیج ہوتا ہے۔ جس کے ارد گرد سیاہ رنگ کا گودہ ملفوف ہوتا ہے۔ یہی

گردہ علاج میں کام آتا ہے۔

ذائقہ۔ قدرے شیرین۔ لزوجت دار۔ متلی پیدا کرنے والا اور بدبودار ہوتا ہے۔

افعال۔ ملین اور مسہل ہے۔ جس سے اکثر متلی ہوتی ہے۔ اور پیٹ میں مروڑ بھی پیدا ہوتا ہے۔ بودار اور کریہہ منظر بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب اس کا استعمال کم ہوتا جاتا ہے۔ یونانی اطباء اس کی تعریف میں بہت ہی رطب اللسان ہیں۔ اور مبالغہ سے بہت کام لیا گیا ہے۔ حقیقت میں کوئی ایسی اعلےٰ چیز نہیں۔ جیسے کہ انہوں نے اس کو ظاہر کیا ہے۔

اور اس کے چھلکے کے متعلق جو متقدمین نے لکھا ہے۔ کہ اخراج جنین یا اخراج مشیمہ کے لئے مفید ہے یا اس سے اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ نیز اس کے بیجوں کے متعلق لکھا ہے کہ پانچ عدد کو باریک کر کے کھلایا جائے۔ عمدہ قے آور ہے۔ یہ دونوں امر تا ہنوز تجربہ طلب ہیں۔ بغیر تجربہ ان کے متعلق کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ ممبران انجمن اپنی اپنی جگہ تجربہ کریں۔ یا سابقہ تجربہ اگر ہوا ہو تو اطلاع دیں۔ مگر یاد رہے کہ صرف مفرد چیز کا تجربہ صحیح ہوتا ہے نہ کہ مرکب نسخہ کا۔ پس تمام ناظرین کی خدمت میں عموماً اور ممبران انجمن خادم الحکمت کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ میں تو دن رات اس فرض کے بجا لانے میں مصروف ہوں۔ کہ علم الادویہ میں حسب قواعد انجمن چھان بین اور نئے تجربات کر کے پبلک کو اطلاع دوں۔ لیکن آپ ہیں کہ نہ امراض کے متعلق اور نہ ادویہ کے متعلق کسی نئے تجربہ اور نئی تحقیقات میں کوئی حصہ نہیں لیتے۔ آخر ایک آدمی کیا کچھ کر سکتا ہے اور وہ ایک شخص بھی سینکڑوں مخمصوں میں گھرا ہوا۔ حالانکہ آپ کی راہ میں اس قدر مخمصے نہیں ہیں۔ سچ پوچھئے تو مجھے اب اس رسالہ کے کام نے بہت ہی مجبور کر دیا ہے۔ مطب میں بیٹھنا جو کہ میری معاش کا اصل ذریعہ ہے باقاعدہ نہیں ہو سکتا۔ اور ذاتی کام تو الگ رہے۔ میں تو اپنی صحت کی پرواہ بھی نہیں کرتا اور دن رات اسی طبی تجربات میں ہی لگا رہتا ہوں۔ تاہم ایک اکیلا آدمی ہوں۔ کہاں تک کام کر سکتا ہوں۔ انجمن بنانے کا مطلب ہی یہی تھا کہ آپ عظیم الشان کام میں میرا ہاتھ بٹاتے۔ لیکن افسوس کہ بہت تھوڑے اصحاب ہیں جو کچھ حصہ لیتے ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ صرف مستفید ہونا ہی پسند کرتے ہیں۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی طرف قدم نہیں مارتے اور تحقیقات جدید میں کوشاں نہیں ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ احباب اس کام کو کہ تحقیقات کریں اپنے واسطے بہت مشکل بلکہ ناممکن خیال کرتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی خط و کتابت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ تحقیقات جدید کر سکیں۔ لیکن مجھے ایسا تصور کر لیتے ہیں۔ کہ گویا میرے واسطے جدید تحقیقات کرنا کوئی مشکل کام نہ کجا معمولی کام سے بھی زیادہ آسان ہے۔ حالانکہ جیسے انسان وہ ہیں ویسے ہی میں ہوں۔ نئی باتیں جن کا میں اظہار کر رہا ہوں۔ یہ مجھے الہام کے ذریعہ بغیر محنت کے نہیں مل گئیں۔ بلکہ دن رات کی محنت کا ثمرہ ہے۔ اگر آپ بھی محنت کریں۔ تو امید ہے کہ آپ مجھ سے بھی زیادہ نکات طبیہ بیان کر سکیں گے۔

غرضیکہ املتاس کا گودہ اگرچہ بودار بھی ہے۔ اور دون خوراک بھی زیادہ رکھتا ہے۔ اور اس کا رنگ بھی مرغوب طبائع نہیں تاہم ایک مفید مسہل ہے۔ اور اپنی خاص تاثیرات کی وجہ سے ایک خاص مفید چیز ہے۔ اس میں ایک خاص صفت یہ ہے کہ

مسہل بھی ہے اور ملیّن بھی اکثر مسہلات میں یہ صفت نہیں ہوتی بلکہ وہ جہاں زیادہ مقدار میں دست آور ہوتے ہیں وہاں تھوڑی مقدار میں قابض اثر کرتے ہیں۔ لیکن دوا تھوڑے وزن میں ملیّن ہے اور زیادہ وزن میں مسہل ہے۔

خوراک۔ ملیّن کے لئے ۴ ماشہ سے ۹ ماشہ تک اور اسہال کے لئے ۳ تولہ سے پانچ تولہ تک ہے۔

مرکّبات

اس کا صرف ایک ہی مرکب نسخہ ہے۔ جو انجمن خادم الحکمت میں تحقیقات و تجربات کے بعد تسلیم کیا گیا ہے۔ اس ترکیب سے اس کے نامرغوب صفات بعد ذائقہ وغیرہ دور ہوکر کسی قدر مرغوب طبع ہوجاتی ہے۔ وہ نسخہ یہ ہے:۔

گودہ املتاس ۵ تولہ۔ سنا مکی ۲ تولہ۔ انجیر دلایتی ۴ عدد۔ دھنیا الائچی دانہ ۶ ماشہ۔ اصل السوس ۲ تولہ۔ آلی یا آلو بخارا ۳ تولہ۔ ڈیڑھ سیر پانی میں ڈالکر نرم نرم آگ پر رکھیں۔ جتنے کہ قریب دو اڑھائی گھنٹہ تک پکنے پر صرف نصف پانی خشک ہو۔ پھر اس کو چھان لیں۔ اور مصری ملاکر پلائیں۔

خوراک۔ دائمی قبض کے لئے ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک اور مسہل کے طور پر ایک پاؤ سے ڈیڑھ پاؤ تک۔

(۲۴) افیون یا افیم

یہ دوا ہمارے ملک ہندوستان میں بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ درخت کوکنار کے خام پھل کا گاڑھا رس ہے یعنی پوست خشخاش کے کچّے ڈوڈوں کو چاقو کے ساتھ شگاف دینے پر ان میں سے ایک رطوبت دودھ کی مانند رستی ہے اور خشک ہوجاتی ہے۔ جس کو کھرچ کر علیحدہ کر لیتے ہیں۔

صفات۔ تازہ افیون نہایت ملائم نمدار اور رنگت میں بھوری سُرخی مائل ہوتی ہے۔ لیکن عرصہ تک پڑی رہنے سے سخت اور رنگت میں بھوری سیاہی مائل بلکہ بہت سیاہ ہوجاتی ہے۔ بُو تیز اور خاص قسم کی ہوتی ہے۔ جس کی مثال نہیں ہوسکتی۔ ذائقہ تلخ (کڑوا) ہوتا ہے۔ اگر افیون کو انگلیوں پر رگڑا جائے تو چکنی چکنی معلوم ہوتی ہے۔

افعال و تاثیرات

تاثیرات بیرونی صحیح جلد پر لگانے سے بہت کم اثر کرتی ہے۔ لیکن مُنہ اور ناک کی غشاء میں یا بیرونی جلد کے زخمی اور خراشیدہ حصہ میں لگانے سے حسی اعصاب کی حس کو ضعیف کر دیتی ہے۔ اس واسطے یہ دوا مقامی مخدر اور مسکن الم (درد) ہے ایسا ہی آنکھ اور کان کی اندرونی غشاء اور مرد و عورت کے آلات تناسل کی غشاء پر بھی موثر ہے۔ چنانچہ ان اعضاء کی درد و سوزش وغیرہ میں اس کا استعمال بذریعہ طلاء، قطور، پچکاری وغیرہ کرنے سے بہت جلد تسکین اور آرام کی صورت پیدا ہوجاتی ہے:

تاثیرات اندرونی اور اعضاء متاثرہ

اس دوا کی تاثیر نہایت عمدہ مخدر یعنی اعضاء کی حس وحرکت کو دُور کرنے والی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حس وحرکت اعصاب کا فعل ہے۔ پس اعضاء متاثرہ بھی صحیح طور پر تو اعصاب ہی ہیں۔ لیکن چونکہ بدن کے تمام اعضاء نظام عصبی کے ماتحت کام کرتے ہیں اور اعصاب کے مخدر اور بے حس وحرکت ہو جانے سے وہ اعضاء بھی ضرور اپنے افعال میں ناقص ہو جائیں گے۔ اس واسطے اس دوا کو نہ صرف مخدر اعصاب ہی کہا جائیگا۔ بلکہ مخدر تمام اعضاء اس کی تاثیر سمجھی جائیگی۔ اور یہ سچی بات ہے کہ یہ دوا ایک دو یا چار پانچ اعضاء پر ہی موثر نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے۔ اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں اس دوا کا اثر نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ سارے جسم میں اعصاب ہیں۔ اور تمام اعصابی نظام پر اس کا اثر ہے۔ اس واسطے یہ دوا ایک عام مخدر اعضاء ہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ ہر ایک عضو پر اس کی تاثیر تخدیر پڑا کر ایک ہی قسم کی علامات اور ایک ہی قسم کے نتائج نہیں نکلا کرتے بلکہ ہر ایک عضو کے افعال کی مناسبت سے علامات ونتائج ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ دماغ کے مخدر ہونے سے عقل وہوش اور دیگر حواس میں نقص اور کمی واقع ہوگی۔ لیکن دل کی تخدیر سے نبض قصیر اور بطی اور بدن کی سردی ظاہر ہوگی۔ اور پھیپھڑہ کی تخدیر سے تنفس سُست اور بے قاعدہ ہو کر چہرہ سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ معدہ کی تخدیر سے بدہضمی اور کمی اشتہاء اور آنتوں کی تخدیر سے قبض شدید پیدا ہوتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ہر ایک عضو پر اس کا اثر جُدا جُدا نتائج اور علامات پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ عنقریب مفصل طور پر ذکر کیا جائیگا۔ اور یہ اختلاف علامات اور نتائج محض افعال الاعضاء کے اختلاف کی وجہ سے ہے جو علیحدہ علیحدہ ظاہر ہونا ضروری ہے۔

علاوہ افعال الاعضاء کے اختلاف کے اس دوا کے وزن کو کم وبیش کر دینے سے بھی اس کی علامات اور نتائج مختلف نکلا کرتے ہیں۔ اور نتائج میں اس قدر اختلاف واقع ہو جاتا ہے کہ بظاہر وہ نتائج باہم متضاد اور بالکل برعکس معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ہم علیحدہ علیحدہ اوزان کے علیحدہ علیحدہ خواص بیان کرتے ہیں۔

سو واضح رہے کہ افیون کی بہت ہی تھوڑی خوراک جس کا وزن ایک رتی کا ہزارواں حصہ یا اس سے بھی کم ہو اس کا اثر تمام اعضاء انسانی پر مفرح اور محرک ہوتا ہے نہ کہ مسکن اور مخدر جو اس کا ذاتی اثر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طاقت مدبرہ بدن جب دیکھتی ہے کہ ایک مخدر چیز جسم میں داخل ہوئی ہے۔ تو وہ اس کے خلاف اسباب باہم پہنچاتی ہے تاکہ وہ تخدیر پیدا نہ کر سکے۔ سو چونکہ وہ بہت قلیل وزن ہونے کی وجہ سے کمزور تاثیر والی ہوتی ہے۔ اس واسطے بلبیعت مدبرہ اس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ یعنے تمام اعضاء میں اس قسم کی تفریح اور تحریک پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے اس دوا کا اثر کسی عضو پر نہ ہونے پائے۔ اور یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ طاقتور اور کمزور کا مقابلہ ہو جانے پر کمزور کا اثر فنا ہو جاتا ہے۔ اور طاقتور پہلے سے بھی زیادہ اپنے اثرات کا اظہار کیا کرتا ہے۔ جیسے ستاروں کی روشنی چاند کی روشنی

کے آگے ماند پڑ جاتی ہے۔ اور چاند کی روشنی سورج کی روشنی کے آگے نابود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نمک اور شیرینی کا مقابلہ اگر کیا جائے تو جس کو غلبہ ہوگا وہ اپنا آپ ظاہر کریگی۔ اور جو مغلوب ہوگی اس کا اثر نابود ہو جائیگا۔ علےٰ ہذا القیاس دنیا کی تمام متضاد چیزوں میں یہی اصول کام کر رہا ہے۔ پس چونکہ افیون مخدر چیز ہے اِس واسطے طبیعت مدبرہ بدن اس کے مقابلہ میں تفریح اور تحریک پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھوڑے وزن میں اس دوا کا کسی عضو پر ایک ذرہ بھر بھی تخدیر کا اثر نہیں ہوگا۔ بلکہ اُلٹا طبیعت مدبرہ کے تغیر پیدا کر دینے سے بدن میں تحریک پیدا ہوگی۔ چنانچہ حسب ذیل علامات پیدا ہونگی:

کسی قدر عقل تیز ہو جائیگی۔ خیالات میں چُستی۔ طبیعت بشاش ہو کر خوشی اور آرام معلوم ہوگا۔ اطمینان اور انبساط کی کیفیت معلوم ہوگی۔ آنکھوں میں روشنی کانوں میں سماعت تیز جسم کی حس و حرکت میں نمایاں ترقی۔ جسمانی و دماغی کاموں کے کرنے کو دِل چاہے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعض اشخاص خصوصاً دماغی کام کرنے والے لوگ افیون کو صرف اسی فائدہ کے لئے استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن چند ہی یوم میں طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ اور اس کا مقابلہ ترک کر دیتی ہے۔ جس سے پھر کھانے والے میں تحریک اور تفریح پیدا نہیں ہوتی اور نہ خیالات پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ پھر ان کو بار بار کھانے یا اس کا وزن بڑھانا پڑتا ہے جس سے طبیعت پھر اسے خلاف معمول دیکھ کر اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور تفریح و تحریک پیدا کرتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس پھر چند روز کے بعد اس کا وزن اور بڑھانا پڑتا ہے۔ حتےٰ کہ تولہ تولہ افیون تک کھانے والے عادی پائے گئے ہیں۔ غرضیکہ تھوڑی مقدار میں یہ دوا مفرح و محرک اور حسوں میں تیزی پیدا کرنے والی ہے۔ اس سے زیادہ وزن یعنی ایک چاول سے ایک رتی تک استعمال کرنے سے مندرجہ ذیل تاثیرات ظاہر ہوتی ہیں۔

پہلے پہلے تو مندرجہ بالا علامات تفریحی و تحریکی کا ظہور نمایاں طور پر پیدا ہو جاتا ہے۔ حتےٰ کہ معمولی سے معمولی اور عامی انسان بھی ان علامات کو اپنے بدن میں محسوس کر لیتا ہے۔ لیکن چونکہ دوا وزن میں زیادہ اور طاقتور ہے۔ چند منٹ کے بعد ہی طبیعت مدبرہ مغلوب ہو جاتی ہے اور افیون کا اثر غالب ہو کر علامات مخدرہ کا اظہار شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حواس کند اور طبیعت سُست تمام اعضاء ظاہری و باطنی کے افعال میں کمی اور حس و حرکت میں تخدیر پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے علامات متنوعہ حسب مناسبت ہر ایک عضو کے ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جیسے کہ ہر ایک عضو کے متعلق نمبروار علیٰحدہ علیٰحدہ ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) **غذا کی نالی**۔ یعنی مُنہ سے لیکر مقعد تک تمام اعضاء مری۔ معدہ اور آنتوں وغیرہ میں تاثیر تخدیر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان کی رطوبت پیدا کرنے والی گلٹیاں اپنے فعل میں ناقص ہو جاتی ہیں۔ جس سے مُنہ اور حلق خشک ہو جاتے ہیں۔ اور معدہ کی ہاضم رطوبات کا ترشح بند ہو کر بدہضمی کی مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ بھوک بند ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ البتہ اگر معدہ

میں سوزش اور خراش وغیرہ پہلے سے موجود ہو تو اس میں اس کے مخدر فعل سے ضرور کمی آجاتی ہے۔ چنانچہ درد معدہ میں تسکین ہو جاتی ہے۔ اور اگر بکایاں اور قے آرہی ہوں۔ تو بند ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اگر بہت زیادہ مقدار میں افیون کھلائی گئی ہو تو مقی ادویہ کے دینے سے بھی قے نہیں آتی۔ امعاء پر بھی اس کا وہی اثر ہے جو معدہ پر ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امعاء کی حرکت دودیہ کم ہو جاتی ہے۔ اور حس و حرکت کمزور ہو کر اور رطوبات خشک ہو کر قبض پیدا ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر امعاء میں کسی قسم کی خراش یا سوزش وغیرہ ہو تو اس میں تسکین اور تخفیف بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

پس معدہ اور امعاء کی سوزش و خراش و درد کو رفع کرنے کے واسطے ایک مسکن دوا ہے۔ لیکن ان کی مخی فعل کی وجہ سے بھوک و ہاضمہ کو بند کرنے والی اور سخت قابض ہے۔

خون۔ معدہ و امعاء سے آہستہ آہستہ افیون خون میں جذب ہوتی جاتی ہے۔ اور خون میں ملکر تمام اعضاء میں دورہ کرتی ہے۔

قلب۔ دل کے عصبی مرکز پر مخدر اثر کرنے سے دل کی حرکت اور قوت انقباضی میں ضرور فرق پڑ جاتا ہے جس سے دل کمزور ہو کر نبض کی چال بطی اور قصیر ہو جاتی ہے۔ اور اگر افیون زیادہ مقدار میں استعمال ہوئی ہو تو بالآخر دل انبساطی حالت میں حرکت کرنے سے ٹھیر جاتا ہے۔

پھیپھڑہ۔ مرکز تنفس پر اس کا مخدر اثر مرکز قلبی سے بھی زیادہ پڑتا ہے۔ جس سے سانس کا آنا سست اور بے قاعدہ ہو جاتا ہے۔ اس واسطے چہرہ سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ اور اگر افیون زیادہ وزن میں استعمال ہوئی ہو تو پھیپھڑہ اپنی حرکت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اور دم بند ہو کر انسان مر جاتا ہے۔

جگر۔ جگر کی قوتوں میں بھی مخدر تاثیر کے ہونے سے کمزوری آجاتی ہے۔ چنانچہ جگر صفرا پیدا کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے جس سے براز کی رنگت مٹیالی اور پھیکی ہو جاتی ہے۔

حرارت جسم۔ افیون کی زیادہ مقدار سے ضرور ہی جسمانی حرارت کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تخدیر قلب و دریہ سے دوران خون میں کمی آجانے اور آکسیجن کے کم جذب ہونے سے جسم پر سردی کا غالب آجانا ضروری ہے۔

نظام عصبی۔ اعصاب پر چونکہ افیون کا خاص طور پر اثر ہوتا ہے۔ اس واسطے طبیعت سست اور کسل مند ہو جاتی ہے۔ حرکت کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ آنکھوں میں گرانی معلوم ہوتی ہے۔ بالآخر غنودگی سی ہو کر نیند آجاتی ہے۔ بہت زیادہ مقدار میں کھالینے سے نہایت زیادہ غفلت پیدا ہو کر مریض کو گہری نیند آجاتی ہے اور وہ خوب سو جاتا ہے۔

گردے۔ پیشاب کی پیدائش بھی اس سے کم ہو جاتی ہے۔ مگر سوزش بول پیدا نہیں ہوتی۔

جلد۔ پسینہ پیدا کرنے والی غدودوں پر بھی اگرچہ اس کی تاثیر مخدر ہی ہے۔ جس سے پسینہ کی پیدائش میں کمی ہو جانی چاہیئے۔ لیکن چونکہ دل کو کمزور کرنے والی چیز ہے۔ اسواسطے دوران خون میں نقص اور کمی پیدا ہو کر اکثر خفیف سی تعریق

کا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبان نے غلطی سے اس کو معرق اور پسینہ پیدا کرنے والی غدودوں کے لئے محرک مانا ہے۔ اور عام طور پر وہ اس کے متعلق لکھدیا کرتے ہیں۔ کہ بدن کی تمام رطوبات کو کم کرتی ہے۔ لیکن پسینہ کی غدد پر محرک اثر کرکے پسینہ پیدا کرتی ہے۔ اگر وہ غور کرتے تو مندرجہ ذیل دلائل سے ان کی یہ غلطی رفع ہو سکتی تھی۔

(۱) افیون کا بیرونی طور سے جلد پر استعمال کرنے سے یہ تاثیر کیوں پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے برعکس پسینہ کی پیدائش کم ہو جاتی ہے۔

(۲) افیون کے عادی اشخاص کو پسینہ کیوں زیادہ نہیں آتا۔ بلکہ دوسروں کے مقابلہ پر نسبتاً کم آتا ہے۔

(۳) کیوں صرف اکیلی افیون سے تعریق کا عمل اور اثر پیدا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دیگر معرقات کے ساتھ ملا کر عموماً استعمال کرتے ہیں +

تاثیرات سمیّہ

بہت زیادہ مقدار میں یعنی دو رتی سے زیادہ وزن میں کھا لینے سے نہایت سخت غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ افیون خوردہ شخص نہ تو کچھ سُن سکتا ہے۔ اور نہ کچھ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ ہلانے جلانے یا چٹکی لینے سے متاثر ہوتا ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں سکڑ جاتی ہیں۔ جلد ٹھنڈی اور چپچپی ہو جاتی ہے۔ چہرہ اور لب نیلگوں ہو جاتے ہیں تنفس سُست اور بے قاعدہ ہو جاتا ہے نبض سخت کمزور اور سُست ہو جاتی ہے۔ آخر خراٹے دار سانس آنے لگتا ہے۔ جس کے بعد جلد ہی دم کے بند ہو جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے :

عرصہ تاثیر اور عرصہ ہلاکت

گھلی ہوئی افیون کھانے سے بہ نسبت خشک صورت میں کھانے کے تاثیر جلدی ہوتی ہے۔ چنانچہ اکثر پندرہ منٹ کے اندر اندر کامل بیہوشی پیدا ہو جاتی ہے اور ہلاکت جلد سے جلد پون گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹہ کے اندر اندر ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بارہ گھنٹہ میں مریض نہ مرے تو نجات کی امید قوی ہے۔

تشریح بعد وفات ۔ نعش کو چیرنے سے مسموم کے دماغ کی دریدیں خون سے پُر ہوتی ہیں۔ اور اس کے بطون میں آب خون ترشح پاکر جمع ہوا پایا جاتا ہے۔ لیکن خون افیون کی تاثیر سے منجمد نہیں ہوتا۔

فادزہر یا تریاق افیون ۔ زعفران۔ دارچینی۔ جدوار۔ زنجبیل۔ فلفل گرد۔ چائے۔ کافی۔ مشک خالص بنولے (پنبہ دانہ) جُند بیدستر کُچلہ وغیرہ مفرح و محرک ادویہ۔ ایک انگریزی دوا جس کا نام پوٹاسیم پرمینگنیٹ ہے بہت ہی اعلےٰ درجہ کا فادزہر ہے۔ ان کے استعمال کی ترکیب اور ان ادویہ کے اوزان وغیرہ کے متعلق علم علاج کی کتاب میں مفصل

لکھا جائیگا۔ یہاں اس کا موقع نہیں ہے۔

افیون کے اثرات میں شدّت و خفّت کا اختلاف!

اکثر حالات میں افیون کی تاثیر میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ جس کا بیان کرنا علم الادویہ میں ضروری ہے۔

(۱) **عمر**۔ یعنی حسب اختلاف عمر کے اس کی تاثیر میں بھی اختلاف واقع ہوجاتا ہے۔ چنانچہ بچوں کو اس کی برداشت بالکل کم ہوتی ہے۔ اکثر تھوڑی سی خوراک سے بھی ان میں سمیت کی علامات پیدا ہوجاتی ہیں۔ لہذا بچوں کو اس کا استعمال سمجھ سوچکر خفیف سے خفیف وزن میں کرانا چاہیئے۔ اور بغیر اشد ضرورت کے ہرگز ہرگز نہ دیں۔

(۲) **جنسیت**۔ بہ نسبت مردوں کے عورتوں میں اس کا اثر زیادہ ہوا کرتا ہے۔ خصوصاً دودھ پلانے والی عورتوں کو نہایت سوچ سمجھ کر دیں۔ تاکہ بچہ پر اس کی تاثیر نہ ہو جائے۔

(۳) **عادت**۔ افیون کے عادی اشخاص میں اس کی قوت برداشت بڑھ جاتی ہے۔ اس واسطے عادی اور غیر عادی اشخاص میں افیون کا استعمال کرتے وقت امتیاز کر لینا ضروری ہے۔ اور غیر عادی مریضوں میں احتیاط سے اس کا استعمال کیا جائے۔

(۴) **امراض**۔ شدید اور دردناک امراض میں اس کا استعمال خصوصاً جب رفع درد یا رفع بے خوابی اور تکسر اعضاء کے لئے دینا ہو تو اکثر زیادہ مقدار میں افیون کا دینا مفید ہوا کرتا ہے۔ اور ایسی امراض میں زیادہ مقدار کی برداشت بھی ہو جاتی ہے۔

لیکن گُردہ کی پُرانی سوزش میں جب گُردے اپنے فعل میں کمزور ہوں۔ یعنی پیشاب کم پیدا کرتے ہوں۔ اور پیشاب میں لعابدار مادہ موجود ہو تو اس کی برداشت بہت کم ہوجاتی ہے۔ ایسے مریضوں میں افیون کا استعمال بالکل نہ کیا جائے۔ لیکن اگر اشد ضرورت درپیش ہو تو بہت تھوڑی مقدار میں احتیاط کے ساتھ دینی چاہیئے۔ علاوہ ازیں ضعیف القلب اور مریضان شش کے لئے بھی خصوصاً جن کے سانس میں سُستی و تنگی پائی جائے ہرگز نہ دیں۔ جس مریض کے سر میں اجتماع خون ہو رہا ہو۔ اس کو بھی نہ دیں۔ ایسی حالتوں میں تھوڑی سی خوراک بھی نقصان عظیم پہنچا دیتی ہے۔ مریضان ضعف معدہ اور کمی اشتہاء اور قبض میں بھی افیون سخت مضر ہے۔

(۵) جس مریض کو دیگر مخدرات کا استعمال کرایا جارہا ہو ان کو بھی اس کی مقدار کم دینی چاہیئے۔ ورنہ قوت تخدیر زیادہ ہوکر نقصان کا اندیشہ ہے۔

(۶) انسان جس قدر زیادہ عقلمند اور ذہین اور عصبی نزاکت رکھنے والا ہوگا۔ اسی قدر اس پر افیون کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن برعکس اس کے موٹی طبیعت کے اشخاص اور کم عقل لوگوں میں اس کا اثر کم ہوتا ہے۔

(۷) **کمزور جگر**۔ (ضعف جگر) والے اشخاص کو اس کی تھوڑی سی مقدار زیادہ اثر کرتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے

جس کا جگر طاقتور ہو اس کو اس کی زیادہ برداشت ہوتی ہے۔ کیونکہ جگر میں افیون کی سمیت کو تباہ کرنے والی طاقت موجود ہے۔ ہر ایک افیون کھانے والے میں کچھ نہ کچھ حصہ کھائی ہوئی افیون کا جگر میں پہنچنے پر تباہ ہو جاتا ہے۔ افیون کے عادی اشخاص کے جگر میں یہ طاقت بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ وزن میں افیون کھا لینے پر بھی ان کو چنداں تکلیف نہیں ہوتی ہے ؛

مواقعہ استعمالات

استعمالات بیرونی۔ ہر ایک قسم کے دردناک مقامات پر اس کو بطور ضماد یا طلا یا مالش کے استعمال کیا جاتا ہے۔ خواہ درد کسی ورم وغیرہ کے باعث ہو یا اعصابی دردیں ہوں۔ جن امراض میں یہ دوا زیادہ کثیر الاستعمال ہے وہ درج ذیل ہیں۔ درد سر۔ ذات الجنب۔ ذات الصدر۔ وجع القطن۔ وجع المفاصل شدید۔ تمام قسم کے پھوڑے پھنسیاں۔ تمام قسم کے جروح و قروح۔ درد گوش۔ درد دانت۔ سوزش بواسیر۔ شقاق مقعد۔ پیڑو کے درد۔ درد نائیزہ۔ زودہ مستقیم کی سوزش و خراش وغیرہ ان تمام امراض میں رفع درد اور تسکین الم کے حصول کیواسطے استعمال کی جاتی ہے۔ علاوہ تسکین اور تخدیر کے اورام پر اس کا رادع اثر بھی ہوتا ہے۔ یا کم از کم ورم بڑھنے نہیں پاتا۔ کیونکہ اعصاب کی تسکین سے جب درد میں افاقہ ہو جاتا ہے تو طبیعت مدبرہ (قوت حیات) وہاں سے غافل ہو کر اس طرف خون کا اجتماع کرنے کے کام کو چھوڑ دیتی ہے۔ چنانچہ دملات کے پیدا ہوتے ہی اگر افیون کا استعمال ان پر کرایا جائے تو پھوڑا بننے نہیں پاتا۔ اسی طرح تمام سوزش ناک پھنسیوں پر استعمال کرنے سے نہ صرف سوزش ہی کم ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ پھنسیاں بہت جلد رجھا بھی جاتی ہیں۔ زخموں کی صورت میں اس کے استعمال میں ذرا احتیاط سے کام لیا جائے یا ایسا نہ ہو کہ زخم کی راہ سے خون میں جذب ہو کر زہریلی علامات پیدا کرنے کا باعث ہو۔ اسی طرح پیچش وغیرہ مرض میں اس کا شیاف یا پچکاری (حقنہ) کرتے وقت بھی احتیاط سے کام لیا جائے۔ آنکھوں کی ورم اور سوزش اور خارش وغیرہ میں جب استعمال کریں تو بھی اعتدال کو قائم رکھیں۔ یعنی کم مقدار میں استعمال کرائیں۔ اسی طرح کان اور ناک کے اندر جب ڈالیں تو بھی کم مقدار میں ہو۔ کیونکہ ان تمام اعضاء میں بہ سبب ان کے تخلخل کے افیون کا اثر جلدی نفوذ کر جاتا ہے۔ پس اگر زیادہ مقدار میں دوا ہوگی تو اس کے جذب ہو جانے سے علامات سمیہ پیدا ہو کر تکلیف اور فکر کا باعث ہونگے۔

استعمالات اندرونی۔ خوراک کے طور پر افیون کے کھانے سے چونکہ پہلا اثر اس کا معدہ پر ہی ہوتا ہے۔ اسواسطے معدہ کے بیان سے ہی اس کے مواقعہ استعمال کو شروع کیا جاتا ہے۔

معدہ۔ درد معدہ اور قے خواہ کسی سبب سے ہو اس کے استعمال سے اکثر ان میں آرام ہو جاتا ہے۔ فروح معدہ اور سرطان معدہ کی صورت میں بھی اس کا استعمال بہت مفید ہے ؛

امعاء۔ آنتوں کی ہر قسم کی دردوں میں اس کا استعمال درد کو رفع کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے استعمال سے پہلے اگر امعاء میں کوئی سدہ وغیرہ ہو۔ تو اس کو ضرور رفع کر لینا چاہیئے۔

نیز ہر قسم کے اسہال میں خواہ خونی ہوں یا صفراوی مرض سل کی وجہ سے ہوں یا خراش امعاء وغیرہ سے بدہضمی سے ہوں یا ہیضہ سے۔ ہر ایک میں نہایت مفید اور بیش بہا چیز ہے۔ لیکن مرض اسہال شدید کے اخیر درجہ میں جب جسم سرد ہو جائے تو پھر اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ مرض پیچش ہر قسم میں اس کا استعمال نافع ہے۔ خصوصاً جب افیم کو بطور حقنہ کے استعمال کیا جائے۔ تو بہت ہی زود اثر ہے۔ ورم صفاق میں اس کو زیادہ مقدار میں دینا بہت مفید ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ حرکت امعاء کے بند ہو جانے سے غشاء باریطون رگڑ کے صدمہ سے بچ جاتی ہے۔ نیز ورم کی تحلیل میں بھی افیون مدد کرتی ہے۔ خون کے اخراج کو بند کرتی ہے۔

آلات تنفس۔ غشاء مخاطی کی امراض میں تو چنداں مفید نہیں بلکہ اکثر اوقات مضر ہوتی ہے۔ چنانچہ ابتداء زکام یا ابتدائے کھانسی میں جب بھی خراش ہی پیدا ہوئی ہو۔ اگرچہ اس کی ایک دو خوراک تو مفید ہوتی ہیں۔ لیکن جب بلغم پیدا ہو جائے تو اس کا دینا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ پھر اس کے استعمال سے ہوائی نالیوں کے سست ہو جانے سے بلغم کا اخراج بند ہو کر ان میں بلغم کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ لہذا بلغمی کھانسی میں اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر خراش کے رفع کرنے کی غرض سے اگر تھوڑی مقدار میں سمجھ سوچ کر دانا طبیب استعمال کرے۔ تو مختار ہے۔ خصوصاً جب کسی مخرج بلغم دوا کیساتھ ملا کر دیں۔

البتہ خشک کھانسی ہر قسم میں خواہ سل کی وجہ سے ہو خواہ سینہ کی رسولیوں کی وجہ سے اور خواہ ذات الجنب کی وجہ سے ہو خواہ ذات العرض اور شوصہ وغیرہ سے غرضیکہ جب محض خراش یا تشنج کی وجہ سے یا کسی دوسری مرض کے اشتراک کی وجہ سے خشک کھانسی ہو تو یہ دوا بہت نفع مند اور اکسیر صفت ہے۔ حتےٰ کہ کالی کھانسی میں بھی مفید ہے۔ پس ہر قسم کی کھانسی میں بلا سوچے اس کا دینا ٹھیک نہیں بلکہ معالج کو چاہیئے کہ سوچ سمجھ کر اس کے عین موقعہ پر اس کا استعمال کر کے اس کے فوائد سے بہرہ ور ہو نہ کہ اُلٹا نقصان اُٹھائے۔ پس یہ اصول یاد رکھنا چاہیئے کہ آلات تنفس میں بلغم بھرا ہوا ہو یا کہ تنگی تنفس سے مریض کا چہرہ سیاہی مائل ہو رہا ہو۔ تو اس کے استعمال کی جرأت نہ کریں۔

نظام عصبی۔ دماغ پر چونکہ افیون کا اثر مسکن اور منوم ہوتا ہے۔ اِس لئے ہر قسم کے درد بے چینی اور بے خوابی کی حالت میں تسکین الم اور نیند لانے کے واسطے بہت اعلےٰ دوا ہے۔ اسی طرح سخت دیوانگی یا ہذیان خمری (شرابی کا ہذیان) یا اکثر اقسام کے تپوں کے ہذیان میں اس کے استعمال سے جلد فائدہ ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ دوا تمام بدن کے دردوں اور سوزشوں اور بے چینیوں وغیرہ کو رفع کر کے جسم میں سکون اور آرام پیدا کرنے میں ایک نہایت اعلےٰ اور چوٹی کی دوا ہے۔ اگر ان تمام امراض کے نام جس میں کہ افیون بطور مسکن الم یا دافع درد کے استعمال کی جاتی ہے یہاں پر لکھی جائیں۔ تو ایک طویل

فہرست بن جاتی ہے۔ مگر تاہم علاوہ مذکورہ بالا مواقعہ کے چند مواقعہ استعمال بطور مثال کے درج ذیل ہیں۔

وجع الکبد جو صفراوی کنکریوں سے پیدا ہوتی ہے۔ وجع الکلیہ جو کہ پتھری سے پیدا ہوتی ہے وجع الورک عرق النساء وغیرہ۔ ہر قسم کے اعصابی اور ہر قسم کے صدمات جن سے ہڈیوں یا گوشت میں تمزق اتصال ہونے سے درد پیدا ہو۔ دردِ رحم خواہ عسر الطمث کی صورت میں ہو یا ادرار طمث کی صورت میں۔ غرضیکہ ہر قسم کی دردیں خواہ خراش۔ سوزش اور ورم وغیرہ کی وجہ سے ہوں یا اعصابی تغیرات و فسادات سے ہوں۔ اس کے استعمال سے رفع ہو کر آرام کی صورت مہیا ہو جاتی ہے۔ اور بیداری کے رفع ہو جانے سے نیند جیسی آرام دہ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن مزمن بیداری کی مرض میں چنداں مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور پھر بغیر افیون کے نیند بالکل نہیں آتی۔ گویا مرض پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسیطرح بعض تشنجی امراض جیسے مرگی (صرع) اختناق الرحم (باؤ گولہ) وغیرہ میں بھی عادت ہو کر بجائے فائدہ کے مرض کو آخر میں بڑھا دیتی ہے ؛

گردے۔ گردوں کی عموماً تمام سوزشی امراض جن میں گردہ کے فعل میں کمی واقع ہو افیون کا استعمال جائز نہیں ہے جیسے ورم گردہ۔ سوزش گردہ۔ کمی بول۔ بول میں رنگ وغیرہ کا آنا یا بول رسوبدار آنا وغیرہ۔ البتہ جن امراض میں گردے اپنا فعل بخوبی یا افراط سے ادا کر رہے ہوں۔ ان میں افیون بہت مفید ہوا کرتی ہے۔ جیسے سلسل بول۔ ذیابیطس وغیرہ وغیرہ۔

جلد۔ پسینہ کی زیادتی میں بھی اس کا استعمال مفید ہے۔ خصوصاً جب مرض سل و دق میں رات کو پسینہ آتا ہے تو اس کے استعمال سے رُک جاتا ہے۔

رحم۔ حمل جب قبل از وقت گرنا چاہتا ہے۔ اور دردیں وغیرہ شروع ہو جاتی ہیں۔ تو ایسے وقت میں اس کا استعمال بہت ہی نفع مند ثابت ہوتا ہے۔ نیز وضع حمل کے بعد کی درد کو بھی بہت مفید ہے ؛

حمیات۔ ہر قسم کے حمیات میں بہ سبب مضعف قلب ہونے کے اس کا استعمال مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن تاہم ان حمیات میں استعمال نہیں کی جا سکتی۔ جن میں معدہ و امعاء کا فعل بالکل بند یا بہت ہی کمزور ہو چکا ہو۔ لیکن جب دست اور قے آرہے ہیں۔ تو افیون بہت ہی مفید چیز ہے۔ جس کی صرف ایک ہی خوراک سے یا چند خوراکوں سے بخار رفع ہو کر آرام ہو جاتا ہے۔ باری کے (نوبتی بخار میں اگر نوبت کے دن قے و اسہال ہوا کرتے ہوں۔ تو نوبت سے پہلے ایک گھنٹہ اس کی نصف سے ایک رتی خوراک دے دینے سے اُسی دن نوبت رُک جاتی ہے ؛

طریق استعمال

(۱) مُنہ کی راہ سے جب استعمال کرایا جائے۔ تو بشکل سفوف یا گولی بنا کر یا محلولی کر کے دیجاتی ہے۔ (۲) مقعد کی راہ سے شیاف یا حقنہ کی صورت میں دیجاتی ہے۔ (۳) براہ تنفس بطریق چانڈو یا مدک (۴) براہ جلد بشکل ضماد یا طلاء یا مالش کے

اور آبلہ شکستہ یا زخم وغیرہ کی صورت میں بطور ذرور یعنی دھوڑہ کے (۵) براہ ناک وحلق کے بطور نفوخ کے۔

مرکبات افیون

(۱) برش کافوری۔ یہ ایک سفوف کے رنگ میں ہے۔ صفتہ افیون ایک حصہ۔ کافور جدوار نصف نصف حصہ تینوں کو خوب کھرل کرکے پارچہ بیز کرلیں۔

فوائد۔ اس کے اندر وہ تمام فوائد موجود ہیں۔ جو افیون کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اور خوراک اس کی افیون سے ہر حالت میں دگنی ہونی چاہیئے۔ یعنی دو چاولوں یا ½ رتی سے ۲ رتی تک ہے۔ اور کبھی بوقت ضرورت زیادہ تخذیر کی غرض سے چار پانچ رتی تک بھی دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔

(۲) رب افیون۔ ایک پاؤ افیون عمدہ لے کر پہلے نیم کوب کریں۔ پھر اڑھائی پاؤ پانی میں ایک رات دن بھگودیں بعدہٗ زلال کو نتھار کر ثفل میں پھر اسی قدر یعنی اڑھائی پاؤ پانی ملاکر شبانہ روز تک بھگو رکھیں۔ پھر زلال نتھار کر۔ باقی ثفل میں سہ بارہ اڑھائی پاؤ پانی ملاکر دن رات بھگو رکھیں۔ اور زلال کو نتھار کر تینوں دفعہ کا حاصل شدہ سیال جمع کرکے سی عمدہ صافی میں خصوصاً فلالین کی صافی میں چھان کر صاف کرکے پانی کی بھاپ پر غلیظ القوام کریں۔ پھر سرد کرکے محفوظ رکھیں۔

فوائد۔ بعینہٖ افیون کی طرح اس کے فوائد ہیں۔ البتہ دو فائدے اس میں زیادہ ہیں۔ اوّل یہ کہ افیون سے اس کی خوراک نصف ہے۔ دوسرے یہ دوا پانی میں بخوبی حل ہو جاتی ہے۔ اور سیال رنگ میں استعمال کرنے کے قابل ہو جاتی ہے مثلاً غرغرہ۔ پچکاری وغیرہ ضرورتوں میں کام آسکتی ہے۔ پھر دیگر سیال ادویہ میں اس کو ملاکر استعمال کر لیا جا سکتا ہے افیون میں یہ دونوں فوائد نہیں ہیں۔ کیونکہ افیون پانی میں بخوبی حل نہیں ہو سکتی۔

وزن خوراک نصف چاول سے نصف رتی تک ہے۔ جو کہ وزن دوائیہ ہے۔ اس کا وزن شفائیہ اور وزن سمیہ بھی طبیب حاذق افیون کی طرح مقرر کر سکتا ہے۔

(۳) محلول افیون۔ ایک حصہ رب افیون کو سولہ حصہ پانی میں حل کرلیں۔ جب اچھی طرح سے حل ہو جائے تو چار حصہ برانڈی شراب ملا دیں۔ شراب ملانے کا فائدہ یہ ہے کہ محلول خراب نہ ہو جائے اور تعفن سے بچاؤ رہے۔ ورنہ اگر جلد استعمال کر لینا ہو تو شراب ملانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ چار حصہ اور پانی ہی ملا دینا چاہیئے۔ خوراک پانچ قطرہ سے بیس قطرہ تک ہے۔

(۴) برش زنجبیلی۔ ایک حصہ افیون۔ یا نصف حصہ رب افیون کو پیس کر اس میں زنجبیل ۴ حصہ زیرہ کشمیری ۳ حصہ فلفل گرد ۲ حصہ۔ سب کو پیس کر اور باہم ملاکر سفوف بنالیں۔

فوائد۔ اس میں افیون کے تمام فوائد موجود ہیں۔ لیکن ضرر کم۔ خصوصاً اس کے کھلانے سے معدہ و امعاء کا فعل خراب

نہیں ہوتا اور نفخ وغیرہ بھی نہیں ہونے پاتا۔ جیساکہ صرف افیون کے استعمال سے عموماً ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ جب اسہال یا زحیر کی مرض میں یا درد معدہ و امعاء وغیرہ میں ساتھ ہی نفخ بھی ہو تو افیون کا استعمال ممنوع ہوتا ہے۔ مگر یہ مرکب ایسے مواقعہ پر استعمال کرا لیا جاتا ہے۔ اور اندیشہ نہیں ہوتا۔ قدر خوراک ایک رتی سے ۶ رتی تک حد ایک ماشہ تک ہے۔

(۵) **برش بیجاساری**۔ ایک حصہ افیون پندرہ حصہ بیجاسار گوند یعنی دم الاخوین چار حصہ دارچینی سب کو باریک پیس کر سفوف بنائیں۔

فوائد اس کے وہی ہیں جو افیون میں۔ فرق یہ ہے کہ اس میں حابس الدم فائدہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ اسلئے نفث الدم۔ قے الدم۔ اسہال خونی اور کثرت حیض وغیرہ میں استعمال کرنے کے بہت لائق ہو جاتی ہے۔ خوراک ۲ رتی سے ۱۲ رتی تک۔

(۶) **سفوف ذیابیطس**۔ ایک حصہ افیون دو حصہ کشتہ فولاد اور چودہ حصہ خستہ جامن باہم کوٹ کر سفوف بنائیں پیشاب کی کثرت خصوصاً ذیابیطس کی مرض میں بہت مفید چیز ہے۔ جس کو ایک ہفتہ عشرہ کھلا کر پھر دو چار یوم کا ناغہ کر لینا چاہیئے تاکہ عادت نہ بن جائے۔ خوراک ایک ماشہ سے دو ماشہ تک۔

(۷) **اکسیر ہیضہ**۔ افیون۔ کافور۔ تخم مرچ سُرخ تینوں ہموزن لیکر باریک کر کے حب بقدر نخود بنائیں۔ اور ہیضہ وبائی کے مریض کو شدت مرض میں آدھ آدھ گھنٹہ اور شدت کی کمی میں گھنٹہ گھنٹہ بعد میں دو دو تین تین گھنٹہ بعد ایک ایک گولی دیں

(۸) **حب استحاضہ**۔ افیون ایک حصہ۔ مازو سولہ حصہ۔ لعاب سمغ عربی میں گولیاں بنائیں۔ ایک ایک ماشہ کے وزن سے روزانہ دو یا تین دفعہ دیں:

(۹) **اکسیر حمّی وجعی**۔ برش کافوری ایک حصہ سفوف بیشی نمبر اوّل دو حصہ باہم ملا دیں۔ درد والے پٹھوں مثل فاسۃ الجنب یا سوزش باریطون یا وجع المفاصل کے تپ وغیرہ میں بہت مفید ہے جس سے درد اور تپ ہر دو کو جلدی فائدہ ہو جاتا ہے۔ خوراک نصف رتی سے ۲ رتی تک:

(۱۰) **طلاء مسکن**۔ افیون دو حصہ صابون دیسی ایک حصہ۔ سرکہ پندرہ حصہ۔ پہلے ہر دو چیزوں کو کھرل میں ڈالکر تھوڑا تھوڑا سرکہ ڈالتے جائیں اور کھرل کرتے جائیں۔ حتےٰ کہ تمام سرکہ ختم ہو کر عمدہ محلول بن جائے۔ پس کھلے مُنہ کی شیشی میں ڈال دیں۔ اور بوقت ضرورت درد ناک جگہ پر طلاء کر دیا کریں۔ اس سے درد میں بہت جلد تخفیف ہو جاتی ہے:

(۲۵) اقاقیا

یہ ایک مشہور دوا ہے۔ اور ہمارے ملک کی پیداوار مگر افسوس کہ آجکل اس کا خالص ملنا محال ہے۔ جب تک کہ خود اس کو تیار نہ کیا جائے۔ میں نے لاہور کی اکثر مشہور اور بڑی بڑی دوکانوں سے خرید کر دیکھا ہے بالکل نکما اور خراب ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تین قسم کا لاہور میں فروخت ہوتا ہے۔ ایک اوسط جو کہ عام طور پر دیہاتی عطار خرید کر لے جاتے ہیں۔

اور ایک عمدہ جوگراں قیمت ہوتا اور لاہور کے اچھے اچھے دو کاندار رکھتے ہیں۔ اور ایک اعلےٰ جس کے متعلق بڑے بڑے دوکاندار عطار بیان کرتے ہیں۔ کہ دسادر سے ایسا مال نہیں آتا۔ ہم خود اس کو تیار کرتے ہیں۔ مگر میں نے وہ اعلےٰ اقاقیا بھی لیکر دیکھا ہے۔ جو بہت گندا اور خراب ہوتا ہے۔ جس میں مٹی اور سنگریزے اور لکڑیوں کے ٹکڑے ملے ہوتے ہیں۔

یہ دوا ہمارے دیسی درخت کیکر کا ست یا رُب ہوتا ہے۔ جس کی ٹکیاں بنا کر خشک کی جاتی ہیں۔

بنانے کا طریق یہ ہے کہ درخت کیکر (ببول) جس کو عربی میں ام غیلان یا مغیل کہتے ہیں۔ جب اس کا پھل خوب پُختہ ہو جائے تو اس درخت کی چھوٹی چھوٹی شاخیں جو اُنگلی سے زیادہ موٹی نہ ہوں۔ بمعہ پھل اور پتے کاٹ لیں۔ پھر ان کو کتر کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ اور پتھر یا کسی سخت لکڑی کے بڑے ہاون (چٹو) میں ڈالکر پتھر یا لکڑی کے دستہ سے خوب کوٹیں جو کوب کر لینے کے بعد اس سے دس گنا پانی میں دو تین روز بھگو دیں۔ لیکن لوہے یا تانبہ وغیرہ کے برتن میں نہیں بلکہ کسی مٹی کے گھڑے یا مٹکہ میں بھگوئیں۔ اور پھر کسی مٹی کے برتن میں آگ پر پکائیں۔ جب غلیظ القوام ہو جائے تو آگ سے اُتار کر سرد کریں۔ اور جب سرد ہو کر گولیاں بننے کے قابل ہو جائے تو اس کی ٹکیاں بنا کر خشک کر لیں:

افعال و تاثیرات۔ اعلےٰ درجہ کا قابض۔ حابس الدم۔ رادع۔ مجفف مقوی شعر اور کسیقدر مقوی جگر و معدہ ہے۔

مواقعہ استعمال۔ ہر قسم کے اسہال۔ زحیر اور قے میں خصوصاً جن میں خون آتا ہو مفید ہے۔ نفث الدم۔ استحاضہ خوان بواسیر وغیرہ میں بھی مفید ہے۔ ہر ایک تازہ جراحت کے خون کو بند کرنے کے واسطے بہت عمدہ حابس دم ہے۔ غرغرہ کے طور پر حلق اور منہ کے زخموں میں مستعمل ہے۔ بچکاری کے طور پر سوزاک اور نکسیر اور پیچش خونی اور استحاضہ اور سیلان الرحم میں مفید ہے۔ اس کا شافہ بطور حمول و فرزجہ کے نتوء رحم۔ خروج مقعد۔ بواسیر دموی کے لئے مفید ہے۔ نیز اس کے استعمال سے رطوبات فرج رفع ہو کر عورت مثل باکرہ کے ہو جاتی ہے۔ خصوصاً ظہر کے بعد اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔

تمام قسم کی اورام اور سوزشوں کے واسطے اس کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ مثلاً سوختگی آتش پر اگر فوراً ضماد کر دیا جائے تو آبلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر زخم ہو چکا ہو تو بھی اس کے انتشار اور جوش کو فوراً تسکین دیکر زخم کو خشک اور مندمل کر دیتا ہے۔ ہر قسم کے پھوڑے پھنسیوں پر ابتداء میں اس کا ضماد مسکن اور رادع ہے۔ جو ورم کو بڑھنے نہیں دیتا بلکہ جلدی مضمحل کر دیتا ہے۔ اور وہاں اجتماع خون نہیں ہونے دیتا۔ آشوب چشم میں آنکھ پر اس کا ضماد یا طلاء مفید ہے مگر ابتداء میں کبھی مضر بھی ہوتا ہے۔ جب اجتماع خون زور شور سے ہو رہا ہو تو اس کے استعمال سے بعض اوقات ورم بڑھ جاتا ہے۔ ورم لہات یا استرخاء ملاذہ میں اس کا غرغرہ بہت جلدی فائدہ کرتا ہے۔ موچ آجانے پر یا ہڈی ٹوٹ جانے پر اس کا ضماد وہاں ورم کے روکنے اور ہڈی کے جوڑنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ مگر ہڈی کو یا جوڑ کو درست کر کے پھر اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔ جب معدہ میں رطوبات زیادہ جمع رہتی ہوں۔ یا جگر میں رطوبات زیادہ ہوں تو اس کے کھلانے سے معدہ و جگر طاقتور ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی استرخاء کے گرنے اور جلد سفید ہونے سے روکتا ہے۔ اور اس سے نہانا

یا جلد پر طلا کرنا رطوبتی پسینہ کو روکتا ہے۔ اور منہ پر اس کا روزانہ طلاء کرنا چہرہ کی رنگت کو نکھارتا اور پھنسیوں اور کیلوں سے بچاتا ہے۔ موم روغن یا دیزے لین میں اقاقیا کا سفوف ملا کر ہاتھ پاؤں کے شقاق پر لگانا بہت مفید ہے۔ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ایک قسم کے زخم برسات کے دنوں میں ہو جاتے ہیں۔ اس کے استعمال سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اقاقیا کو پیس کر دانتوں پر ملنا مسواک یا داتن کی تلاش سے سبکدوش کرتا ہے۔ محلول اقاقیا سے پستانوں پر بار بار طلاء کرنا ان کے استرخاء کو فائدہ کرتا ہے۔

عام لوگ اس کے استعمال کی جریان و احتلام و سیلان الرحم وغیرہ میں سفارش کرتے ہیں۔ غالباً مفید ہوگا۔

ترکیب استعمال۔ ضماد اقاقیا باریک سرمہ ساکر کے دیزے لین یا موم روغن یا سفیدی بیضہ یا لعاب صمغ عربی میں ملا کر بنایا جاتا ہے۔

محلول۔ وغرغروں یا پچکاری وغیرہ میں کام آتا ہے۔ ایک حصہ اقاقیا باریک ساختہ کو ۴ حصہ پانی میں ڈال کر آگ پر ایک دو جوش دیدیں بس تیار ہے۔

شافہ حمول اور فرزجہ بنانے کے لئے ایک حصہ اقاقیا مسفوف دو تین حصہ شہد یا لعاب صمغ عربی میں گوندھ کر روئی یا صاف باریک پارچہ کو اس میں آلودہ کر کے بتی کی شکل پر بنالیں اور استعمال میں لائیں۔

(۲۶) اقتیمون

جس کو اکاس بیل اور امر بیل بھی کہتے ہیں۔ یہ عام مشہور بیل کی قسم سے ایک بوٹی ہے جو بجائے زمین پر پیدا ہونے کے درختوں کی شاخوں پر پیدا ہو کر بڑھتی اور پھولتی پھلتی ہے۔ اور اپنی غذا درختوں کی رطوبت سے لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس درخت پر یہ بیل پیدا ہو جائے اس کو خشک اور پژمردہ کر دیتی ہے۔

ذائقہ۔ اس دوا کا مزہ کڑوا اور کسی قدر تیزی لئے ہوتا ہے۔

خواص و تاثیر۔ اس دوا کا خاص اثر دماغ کے دسویں عصب پر پڑتا ہے۔ جس کی شاخیں آلات تنفس آلات صوت (آواز) مری۔ معدہ اور دل میں آتی ہیں۔ اس دوا سے اس عصب اور اس کی تمام شاخوں پر محرک اور مقوی ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان تمام اعضاء میں تفریح و تحریک و تقویت کی تاثیر ہوتی ہے۔

مواقعہ استعمالات۔ مالیخولیا۔ جنون۔ توحش۔ وسواس۔ کابوس۔ ضعف معدہ مزمن۔ ضعف دل۔ استرخاء معدہ۔ وغیرہ امراض میں بہت مفید ہے۔

جس مریض میں علامات ذیل پائی جائیں۔ ان کے واسطے اس دوا کو مفرد ہی استعمال کر کے فائدہ حاصل کریں (۱) پرستہمتی (۲) خیالات فاسدہ (۳) آواز نرم اور دھیمی (۴) قسم قسم کے وسوسے پیدا ہوتے ہوں۔ (۵) بھوک ہمیشہ

کم رہتی ہو (۶) نفخ کی شکایت کم و بیش رہتی ہو۔ (۷) خواب یا بیداری میں ایسی چیزیں اس کو نظر آتی ہوں۔ جن کا خارج میں وجود نہ ہو (۸) جلد خشک اور بے رونق ہو (۹) دائمی قبض رہے (۱۰) ذرا در خوف زیادہ ہو (۱۱) تخلیہ پسند اور ہجوم خلق سے کنارہ کش ہو (۱۲) کمی ہاضمہ کا شاکی ہو (۱۳) خجالت اور ندامت کی برداشت کم رکھتا ہو:

وزن خوراک۔ ۴ ماشہ سے ایک تولہ تک۔

طریق استعمال۔ اگرچہ بطور سفوف و معجون وغیرہ کے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر طریق یہ ہے کہ پہلے پانی کو جوش دیں۔ جب کھولنے لگے اس میں افتیمون ڈالکر برتن کو آگ سے نیچے اتار لیں۔ اور برتن کا منہ بند کر کے ایک گھنٹہ تک رکھ دیں۔ اس کے بعد چھان کر استعمال کریں۔ مصری اگر چاہیں تو ملا سکتے ہیں۔

(۲۷) اسارون

جس کو ہمارے ملک میں تگر یا سگند بالا کہتے ہیں۔ ایک بوٹی کی گرہ دار جڑ ہے۔ عموماً ٹیڑھی بعض سیدھی رنگوت میلی بھوری۔ آڑے پن میں ادھار درگول گانٹھیں جا بجا پائی جاتی ہیں۔ جن پر چھوٹی چھوٹی جڑیں اور ریشے ہوتے ہیں۔ ذائقہ تلخ بو تیز مگر خوش۔

تاثیرات۔ خراش پیدا کرتی ہے۔ نظام دموی میں تحریک پیدا کرتی ہے۔ لیکن نظام عصبی میں تسکین پیدا کرتی ہے۔ اس واسطے اس کی تاثیرات مختلف اوزان سے مختلف پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اور اس کے اثرات پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً تھوڑی مقدار میں کھلانے سے معدہ کا دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ رطوبات معدی زیادہ تراوش پاتی ہیں۔ اشتہاء بڑھ جاتی ہے۔ نبض تیز ہو جاتی ہے۔ امعاء کی حرکت دودیہ بڑھ جاتی ہے۔ مگر زیادہ مقدار میں دینے سے معدہ میں خراش زیادہ ہو کر جی متلاتا اور سر چکرانے لگتا ہے۔ بعض اوقات دست آنے لگتے ہیں۔ مگر چونکہ اعصاب میں بھی اس کی تاثیر تسکین بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے حرکت قلب بجائے بہت بڑھ جانے کے اعتدال سے بھی زیادہ گھٹ جاتی ہے۔ یعنی تھوڑی مقدار میں تو دل کی حرکت بڑھ جاتی اور نبض میں تیزی آجاتی ہے۔ مگر زیادہ مقدار میں دل کی حرکت کم ہو کر نبض سست ہو جاتی ہے حتیٰ کہ بہت زیادہ مقدار میں دماغ اور نخاع پر مخدر تاثیر ہو کر ان کو مفلوج کرتی ہے۔

آلات تنفس و آلات بول و تناسل کی غشاء مخاطی کے ذریعہ یہ جسم سے خارج ہوتے ہوئے ان پر بھی کسی قدر محرک اثر کرتی ہے جس سبب سے آلات مذکورہ کی رطوبت کی تراوش کی قدر بڑھ جاتی ہے۔

اعضاء متاثرہ۔ جلد۔ معدہ۔ امعاء۔ جگر۔ گردے۔ رحم پھیپھڑے ان اعضاء پر محرک اثر کر کے انکو طاقت بخشتی ہے پس ان اعضاء کے واسطے گویا مقوی ہے۔ مگر دماغ و نخاع و اعصاب کے لئے مسکن اور مضعف اثر رکھتی ہے۔ دل کے واسطے تھوڑے وزن میں مقوی ہے مگر زیادہ وزن میں مسکن و مضعف اثر رکھتی ہے۔

مواقعہ استعمالات - بطور محرک و مقوی ضعف معدہ ضعف امعاء ضعف جگر و طحال - نفخ - کرم امعاء غشی - اختلاج قلب - کمی حیض - اختناق الرحم - نوبتی امراض - دائمی قبض میں مفید ہے - اور بطور مسکن صرع - رعشہ - کالی کھانسی - شقیقہ - وجع مفاصل - عصبی دردیں - تشنج اعضاء اندرونی و بیرونی - دوران سر - عرق النساء - وجع الورک وغیرہ میں نہایت مفید ہے اور بیرونی طور پر اس کا ضماد چہرہ کی چھائیاں - دار الحیہ - داء الثعلب وغیرہ میں نافع ہے -

وزن خوراک - ۳ ماشہ سے ۹ ماشہ تک -

بطور سفوف یا معجون یا مطبوخ وغیرہ کے دی جاتی ہے -

(۲۸) ابرک

جس کو طب میں طلق اور کوکب الارض وغیرہ ناموں سے بھی موسوم کیا گیا ہے - ایک مشہور معدنی چیز ہے - سفید چمکدار اور پرت دار ہوتی ہے -

خام حالت میں تو استعمال نہیں کرائی جاتی - کیونکہ معدہ میں حل نہیں ہوتی بلکہ اس کے باریک اور چھوٹے چھوٹے پرت مری - معدہ اور امعاء کی سطح پر چمٹ جاتے اور مختلف قسم کی تکلیفوں کا باعث بنتے ہیں - لیکن اس کا کشتہ یعنی جلائی ہوئی جو نشاستہ کی طرح بن جائے - خواہ کس ترکیب سے کشتہ ہو قابل استعمال ہو جاتی ہے - کشتہ کرنے کی کئی ترکیبیں ہیں - بغیر کسی دیگر دوا ملانے کے جو صرف جلا جلا کر کشتہ کی جائے وہ مفرد کہلاتی ہے اور جو خواص اور تاثیرات ذیل میں مندرج ہیں وہ کشتہ مفرد کی تاثیرات ہیں - لیکن جو دیگر ادویہ میں ملا کر کشتہ کی جائیں - ان کے خواص میں حسب تاثیرات دیگر اشیاء فرق پڑ جاتا ہے - مثلاً اگر جمال گوٹہ وغیرہ ملایا جائے تو مسہل اثر کرتی ہے - اگر شیر یدار وغیرہ ملایا جائے تو کھانسی وضیق وغیرہ کے واسطے مفید ہو جاتی ہے - وقس علےٰ ہذا ؛

تاثیرات و افعال - حابس دم و قابض و مسکن معدہ و امعاء ہے -

مواقعہ استعمالات - التہاب معدہ و امعاء - قے و اسہال اور پیچش وغیرہ خصوصاً جب خون بھی آتا ہو اس کا استعمال نہایت مناسب ہے - نفث الدم اور رحم سے خون آنے میں بھی مفید ہے - لثہ و امیہ پر بطور سنون کے استعمال کیا جاتا ہے - نازک اعضاء کے زخموں پر بطور ذرور کے نہایت مفید ہے - دافع حمیات کے طور پر ان تپوں میں زیادہ مفید ہے جن میں معدہ یا امعاء میں اجتماع خون کے آثار پائے جائیں - اور جگر و طحال حد سے بڑھے ہوئے نہ ہوں - دماغی فساد بھی نہ ہو - سوا ایسے بخاروں میں البتہ مفید ہے - لیکن علاوہ ان کے دیگر قسم کے تپوں میں مفرد طور پر تو مفید نہیں - الا کسی دیگر دوائی کے ساتھ مرکب ہونے کی صورت میں حسب تاثیر اس دوا کے فائدہ ہو سکتا ہے -

خوراک ۲ رتی سے ایک ماشہ تک ؛

(۲۹) کلیل الملک

یہ دوا نہایت مشہور اور عام مل جانے والی دوا ہے۔ اور ہمارے ملک میں اسی نام سے مشہور ہے۔ حالانکہ یہ نام عربی ہے۔ ہماری قدیم زبان ہندی میں اس کو اسپرک یا اسپر کا کہتے ہیں۔ مگر یہ نام آجکل مشہور نہیں ہے اور فارسی میں شاہ افسر اور گیاہ قیصر کہتے ہیں۔ اور آیورویدک میں اس کا نام نکہہ یا نکہین ہے۔ یہ دوا ایک بوٹی کا ثمر یعنی پھلیاں ہیں۔ جو کہ بالکل ہلالی شکل کی یعنی ابتدائی تاریخوں کے چاند کی شکل کی ہوتی ہیں۔ اور ان پھلیوں میں چھوٹے چھوٹے گول دانے مثل تخم ترب (مولی) یا سرسوں کے بیجوں کی طرح کے ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی باریک تر۔

اس بوٹی کی پیدائش علاوہ اور ملکوں کے ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً بنگال اور بلگام میں بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ جہاں موسم سرما میں اس کو مویشیوں کے لئے بطور چارہ کے کاشت بھی کرتے ہیں اور وہاں اس کو ترا ہا کہتے ہیں:

اس کے پتے چھوٹے چھوٹے گول مغز کے پتوں کی طرح مگر سخت اور زردی مائل ہوتے ہیں۔ جن کا ذائقہ تلخ اور خوشبودار ہوتا ہے:

خواص اور تاثیر۔ اطباء یونانی اس کی تاثیرات و کیفیات لکھنے میں باہم نہایت اختلاف رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ ان کو ہر ایک دوا کی مزاج ضرور قائم کرنی پڑتی ہے۔ جس کے ماتحت ہر ایک دوا کی تاثیر تسلیم کی جاتی ہے۔ اور مزید برآں مزاج قائم کرنے کے واسطے ان کے ہاں کوئی اصول نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اس چیز کے خواص و تاثیرات سے ہی استنباط کریں۔ اس لئے اکثر ادویات جن کے خواص و تاثیرات میں ان کے قواعد کی رو سے اختلاف ثابت ہو۔ تو لامحالہ اس کی مزاج قائم کرنے میں انہیں نہایت دقت پیش آتی ہے۔ ایسے موقعہ پر ان سے ایسی بے بسی کا اظہار ہوتا ہے کہ کوئی کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ۔ چنانچہ اس دوا کے متعلق بھی ویسے اختلافات شدید اور ان کی حالت نہایت نازک نظر آتی ہے۔

مثلاً بعض کہتے ہیں۔ کہ گرم ہے۔ اور بعض اس کو سرد بتاتے ہیں۔ پھر بعض گرم اور خشک اور بعض سرد خشک بعض گرم تر اور بعض سرد تر بھی بتاتے ہیں۔ اور ہر ایک فریق کے اطباء اپنے اپنے دعویٰ کو مدلل کرنے کے واسطے دلائل بھی دیتے ہیں۔ مثلاً گرم کہنے والے اس کے اثر تحلیل اور ام کو اپنے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ بغیر حرارت کے مواد تحلیل نہیں ہو سکتے۔ اور ہر ایک محلل چیز کا حالہ ہونا ان کے مسلمات سے ہے۔ لیکن سرد کہنے والے اس کے اثر قبض اور مسکن ہونے کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں تاثیرات سردی پر دلالت کرتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہر ایک کوئی نہ کوئی دلیل لاتا۔ مگر پھر دوسری مخالف تاثیرات کو دیکھ کر اپنے آپ میں کچھ نادم سا ہو کر پھر اس کی مزاج میں مخالف

کیفیت کا بھی قائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس کو گرم مزاج کہنے والے کہہ اُٹھتے ہیں۔ کہ ہاں اس میں حرارت اور برودت دونو کیفیتیں ہیں۔ مگر برودت کم ہے۔ اور حرارت زیادہ ہے۔ ورنہ اس میں قوت تحلیل نہ ہوتی۔ اور سرد کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہاں حرارت بھی اس میں ہے۔ کیونکہ قوت تحلیل اس میں پائی جاتی ہے۔ مگر حرارت زیادہ نہیں۔ کیونکہ زیادتی حرارت سے لازم آتا ہے کہ تحلیل کے ساتھ مواد کو جذب کرنے کی طاقت اس میں ہو۔ مگر چونکہ یہ دوا مواد کو جذب نہیں کرتی۔ بلکہ ورم کو ہٹا دیتی اور درد میں تسکین پیدا کرتی ہے۔ لہذا حرارت کے مقابلہ میں برودت اس میں زیادہ ہے۔ غرضیکہ ایک طوفان بے تمیزی کھڑا کر رکھا ہے۔ یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ ان کیفیات میں جھگڑا کرنے سے کیا حاصل۔ تجربہ نے جو اس کے خواص ثابت کئے ہیں۔ پس وہی اس کی تاثیرات ہیں۔ مگر نہیں اس بحث و مباحثہ کا نتیجہ آخر یہ نکلتا ہے۔ کہ اکثر یہ اعتقاد بن جاتا ہے۔ کہ یہ دوا مرکب القویٰ ہے۔ اور دو اجزاء سے مرکب ہے۔ ایک حرارت اور دوسری برودت ان دونوں سے ممزوج ہے۔ یہ ہے ان کی آخری رائے۔ اب ناظرین سوچ سکتے ہیں۔ کہ بقول یونانیاں یہ دوا سردی اور گرمی میں معتدل ہے۔ نہ اس کو سرد کہہ سکتے ہیں اور نہ گرم۔ لیکن پھر دونوں مذکورہ کیفیتیں بھی آپ میں کسر وانکسار کے بعد جوں کی توں باقی ہیں۔ کیونکہ دونوں تاثیرات ہی اپنی اپنی جگہ کام دے جاتی ہیں۔ تو گویا یہ دوا سرد بھی ہے اور گرم بھی۔ یہ ہے اجتماع ضدین جس کو لوگ محال سمجھا کرتے ہیں۔ مگر ہمارے بزرگ متقدمین نے آسان کر دیا ہے۔

محاکمہ۔ اب ہم اصل حقیقت اور صحیح تاثیر اس دوا کی لکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس دوا کا اثر محض اعصاب پر ہلکی سی تخدیر کا ہوتا ہے۔ یعنی یہ دوا اس مقدار معینہ میں جو متقدمین نے ایک درم سے دو درم تک لکھی ہے ہلکی سی مخدر ہے۔ لیکن اگر اس سے زیادہ مقدار میں کھلا کر دیکھی جائے۔ تو اس کی تاثیر تخدیر بالکل نمایاں طور پر نظر آجاتی ہے یعنی اعصاب کو بے حس بلکہ بے حرکت بھی کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اورام پر اس کی محلل اور مجفف تاثیر پڑتی ہے۔ کیونکہ ورم کی پیدائش کا باعث اعصاب کی جس پر ہی موقوف ہے۔ خواہ کسی بیرونی موثر مثل ضربہ سقطہ یا کانٹا وغیرہ کے جسم پر لگنے سے اعصاب ایذا محسوس کریں۔ یا کہ اندرونی طور پر کسی جگہ میں خون کے غیر طبعی ذرات چبھ کر اعصاب کو احساس کرائیں۔ فوراً اس ایذا کو رفع کرنے کی خاطر طبیعت مدبرہ اس طرف خون کو زیادہ مقدار میں بھیجنا شروع کر دیتی ہے۔ جس سے وہاں کی عروق دمویہ کثرت خون سے بھر کر تن جاتی ہیں۔ اور ورم کی تمام علامات (جن کو حسب کتاب الاورام میں لکھ چکے ہیں۔ اور عنقریب شائع ہونے والی ہے) ظاہر ہو پڑتی ہیں۔ تو وہاں کے اعصاب بے حس ہو کر اپنی بے چینی کا اظہار کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور طبیعت مدبرہ بھی وہاں مزید خون کے بھیجنے میں التواء کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام مخدرہ ادویات مثل افیون۔ کوکنار۔ بیخ افاح۔ شوکران۔ وغیرہ وغیرہ بھی محلل اورام سمجھی گئی ہیں۔ دل تو چاہتا ہے۔ کہ تمام محللات کی ایک لمبی فہرست دیکر ناظرین کو آگاہ کیا جائے۔ کہ فلاں دوا کیوں محلل ہے اور فلاں دوا کس طرح اثر تحلیل کرتی ہے۔ مگر وہ مضمون بہت طویل ہے۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ نیز چونکہ ہم نے

کتاب الادرام کے دیباچہ میں اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا اس جگہ اس دوا کے مواقعہ استعمالات لکھ کر اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں +

مواقعہ استعمالات (۱) ہر ایک قسم کے ادرام پر اس دوا کو گھوٹ کر پانی۔ شراب۔ سرکہ۔ زردی یا سفیدی بیضہ وغیرہ اشیاء میں ملا کر ضماد کر دینا نہایت مفید ہے۔ پس یہ دوا ہر قسم کے پھوڑوں۔ پھنسیوں۔ آشوب چشم۔ ادرام گوش۔ ادرام مفاصل۔ ورم طحال۔ ورم جگر وغیرہ میں نہایت مفید ہے۔

(۲) جب نخاع کے کسی حصہ میں التہاب و ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ تو جس قدر اعصاب اس حصہ نخاع سے پیدا ہوئے ہیں۔ سب میں استرخاء پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

ایسے موقعہ پر اس دوا کا استعمال نہایت مفید ہوتا ہے۔ اس دوا کو بطور ضماد کے نسبت اعصاب یعنی اس حصہ نخاع پر جو مبداء اعصاب ماؤفہ ہے۔ استعمال کرنے سے نہ صرف ورم دور ہو جاتا ہے۔ بلکہ اعصاب بھی بلا کسی نقص کے باقی رہنے کے صحیح الافعال ہو جاتے ہیں۔ اور مرض استرخاء یا فالج جو بھی ہو رفع ہو جاتا ہے۔

اس دوا کا استعمال نہ صرف ورم کو کم کرتا ہے بلکہ بسبب تاثیر تخدیر کے درد اور تکلیف بھی رفع ہو کر مریض کی جان میں جان آ جاتی ہے۔

(۳) ادرام اور درد معدہ و امعاء میں اس کو بطور سفوف یا مطبوخ کے استعمال کرنا چاہیئے۔ تاکہ اصل مقام پر اس کا اثر آسانی سے ہو سکے۔ اسی طرح مرض دمہ اور ضیق النفس کے لئے بھی بدستور مفید ہے۔ کیونکہ اعصاب کے مخدر ہو جانے سے تشنج ریہ کم ہو کر افاقہ کی صورت بن جاتی ہے۔

(۴) دردوں کی اکثر اقسام خواہ با ورم کے ہوں یا بلا ورم کے اس کے مطبوخ کا نطول کرنا یا اس کا تیل بنا کر بطور مالش کے استعمال کرنا بھی بہت نفع دیتا ہے۔ تیل بنانے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ ۵ تولہ اکلیل الملک کا آدھ سیر تک شیرہ نکالیں یا مطبوخ بنالیں۔ جو پانی میں ڈالکر اور آگ پر پکا کر بنایا جا سکتا ہے۔ پھر اس میں ایک پاؤ روغن کنجد ملا کر آگ دیں۔ جب پانی جل جاوے اور صرف تیل رہ جائے صاف کر کے کام میں لائیں۔ یہ تیل کان کے ورم اور درد میں بھی بہت مفید ہے +

(۵) مرض مالیخولیا۔ جنون۔ صدر درد اور اختلاج اعصاب وغیرہ امراض میں اس تیل کی مالش فائدہ مند ہے۔

(۶) صداع میں اس تیل کی مالش یا اس دوا کا ضماد بھی مفید ہے۔

(۷) بطور سفوف یا مطبوخ وغیرہ کی صورت میں مجلوقوں کے واسطے یہ دوا مسکن ادویہ منی اور مغلظ ہے۔ مرض جریان و سرعت و احتلام وغیرہ میں بھی فائدہ مند ہے۔

چونکہ یہ دوا ابھی ہمارے تجربہ میں آئی ہے۔ لہٰذا تمام دوست بھی اس کے مزید تجربات کریں۔ تاکہ

مفردات کی کتاب مکمل ہونے تک اس کے خواص پر مزید حواشی دیئے جا سکیں ؛

(۳۰) ایرسا

یہ بوٹی از قبیل سوسن کے ہے۔ سوسن کی بہت سی اقسام ہیں۔ جن میں سے ہر ایک قسم بعض خاص خاص ناموں سے موسوم ہے۔ چنانچہ زنبق جس کو پنجاب میں گل جنبش بھی کہتے ہیں۔ اسی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ سوسن سفید سوسن زرد۔ سوسن کبود وغیرہ اقسام ان کے پھولوں کی رنگت کی مناسبت سے نام رکھے گئے ہیں۔ ہم ان تمام اقسام کی تفصیل علم الادویہ کے باب سین کے تحت میں سوسن کے بیان میں مفصل و مشرح ذکر کرینگے۔ فی الحال یہاں صرف اس کی ایک ہی قسم کا ذکر کرتے ہیں۔ جو غالباً تمام اقسام سوسن میں سے زیادہ موثر اور مفید ہے۔ جو ایرسا کے نام سے مشہور ہے ؛

ایرسا یونانی لفظ ہے۔ اس کو رومی زبان میں ابریموں۔ اور فارسی میں سوسن آسمانجونی کہتے ہیں۔

اس کے پتے بہت لمبے لمبے اور موٹے مثل دوسری اقسام سوسن کے ہوتے ہیں۔ مگر اس کی جڑھ میں بہ نسبت دوسری اقسام سوسن کے فرق ہوتا ہے۔ دوسری تمام اقسام کی جڑھ گول مثل پیاز وغیرہ کے اور پرتدار ہوتی ہے۔ لیکن ایرسا کی جڑھ گرہ دار لمبوتری چپٹی اور سخت ہوتی ہے۔ اس کی جڑھ بہ نسبت دوسری اقسام کے خوشبودار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اوپر سے اس کا رنگ گو ناگوں سرخ سفید و نیلگوں ہوتا ہے۔ مگر اندر سے بالکل سفید قدرے زردی یا سُرخی مائل ہوتا ہے۔ ایرسا کا پھول اس کو دوسری تمام اقسام سے فوراً متمیز کرا دیتا ہے۔ دوسری اقسام کے پھول ایک ہی رنگ کی پنکھڑیاں مثلاً سفید یا زرد وغیرہ لئے ہوتے ہیں۔ مگر ایرسا کا پھول قوس قزح کی طرح بوقلموں ہوتا ہے یعنی مختلف رنگوں کو لئے ہوئے ہوتا ہے۔ جیسے قوس قزح ہوتی ہے۔ اور ایرسا کے معنے بھی قوس قزح کے ہیں۔ اس کے پھول عموماً سفید۔ زرد۔ کبود وغیرہ رنگ برنگ کے نہایت خوشنما ہوتے ہیں۔ جن کی پنکھڑیوں پر علاوہ مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے نقطوں کی قطاریں بھی ہوتی ہیں۔ اور نرم نرم خوشبو بھی ان میں پائی جاتی ہے۔

اس کی جڑھ کو منہ میں چبانے سے تلخ اور لذاع ہوتی ہے۔ یعنی زبان کو کاٹتی اور چُبھتی ہے۔ اس کی خشک جڑھ کو جب ہاون دستہ میں کوٹا جائے تو اس کی غبار سانس کے ساتھ ناک میں پڑ کر خراش پیدا کر کے فوراً چھینکیں لاتی ہے۔

خواص و تاثیرات۔ پیشتر اس کے کہ ہم ایرسا کے خواص و تاثیرات کے متعلق اپنے خیالات و مسلمات کو سپرد قلم کریں۔ جو کچھ متقدمین نے اس دوا کے متعلق رائے قائم کی ہے بہتر ہے کہ اس کو بھی حوالۂ قرطاس کر دیں۔ تاکہ ناظرین ہر دو میں موازنہ کر کے معلوم کر سکیں۔ کہ ارکان دامرجہ کے ماتحت تاثیرات کا تقرر صحیح ہے یا کہ محض خواص کے ماتحت اور آپ کو یہ علم بھی ہو جائے۔ کہ رسالہ تبصرہ اور دوسرے جرائد و رسائل طبیہ میں کیا فرق ہے۔ اور تاکہ آپکو یقین

ہو جائے۔ کہ جہاں دوسرے رسائل محض نقل کتب سے آپ کے وقت اور مال کو ضائع کرتے ہیں۔ تبصرہ آپ کو قسم قسم کی پیچیدگیوں اور مشکلات کے گردابوں سے نکالکر ایک آسان اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرتا۔ اور آپ کے عزیز مال اور آپ کے قیمتی وقت کو برمحل خرچ کراتا ہے۔ اس صورت میں دوسرے رسائل کے سالانہ بارہ پرچے تبصرہ کے ایک ورق کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتے۔ بعض لوگ تبصرہ پر اس لئے ناراض ہیں۔ کہ اس میں متقدمین کی ہجو کی جاتی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ سخن فہم زد دلبر اخطا اینجا است۔ ہم نہایت سچائی اور ایمانداری سے عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم تمام متقدمین کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔ اور ان کی ہمارے دل میں نہایت درجہ کی عزت ہے۔ کیونکہ ہم نے جو کچھ پایا ہے انہیں بزرگوں کی مساعی جمیلہ کی طفیل ہے۔ مگر ہم مجبور ہیں۔ کہ ارکان و اخلاط و امزجہ کے غلط مسائل کی تشریح نے جس قدر ان کی صحیح اور سچی کوششوں میں نقص وارد کئے ہیں۔ ان کا علیحدہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کوئی ابن الوقت ان کی ایسی کوتاہیوں پر (جو محض ان کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے سرزد ہوئیں) انگشت نمائی کرکے استہزاء نہ کرسکے۔ ہمارا یہ فعل تو حسب مقولہ پدر خواند پسر تمام کند کے معیوب نہیں ہے۔ مگر غیر کی انگشت نمائی ہم اور ہمارے متقدمین سب کی عزت کو خاک میں ملائے ڈالتی ہے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ آپ اس پر جس قدر غور کریں گے۔ حق آپ پر کھلتا جائیگا۔

محیط اعظم۔ جیسی جامعہ کتاب میں ایرسا کے متعلق یوں مسطور ہے۔ بقول شیخ الرئیس گرم و خشک در آخر دوئم و گویند در اول آں۔ و گویند گرم و خشک در سوم و گویند معتدل در کیفیات اربعہ است۔

اب آپ ہی خیال فرمائیں۔ کہ کس قدر مضحکہ خیز تحریر ہے۔ کیا یہ تحقیقات لیکر ہم کسی کے سامنے منہ دکھانے کے قابل ہیں۔ جب بعض تو اس کو شیخ مرحوم کی تحقیقات سے بھی کم درجہ کی گرم خشک مانتے ہیں۔ مگر بعض شیخ سے بہت بڑھکر گرم خشک بتلاتے ہیں۔ مگر بعض اس بحث کو چھوڑ کر چاروں کیفیتوں میں ہی معتدل بنا بیٹھے۔ اور اس آخری فریق نے تو حد ہی کردی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو سرے سے ہی بے اثر بنا دیا ہے۔ غور تو کیجئے۔ کہ جس چیز میں گرمی سردی اور خشکی تری چاروں تاثیرات برابر برابر ہوں۔ وہ بھی دوا کے نام سے موسوم ہوسکتی ہے۔ اور کیا ایسی چیز کی استعمال سے ہم کسی قسم کی شفاء کی امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ جس میں گویا کوئی بھی کیفیت نہیں۔

اب سنیئے اس کے واقعی خواص۔ اس دوا کو جب ہم بطور ضماد کے کسی حصہ جلد پر لگا کر دیکھیں گے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہاں سوزش اور جلن اور لذع سا معلوم ہونے لگیگا جس کے تلطیفیہ کے لئے طبیعت مدبرہ بدن اس طرف کو خون غیر معمولی طور پر بھیجنا شروع کریگی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ جگہ سرخ اور گرم معلوم ہوگی۔ جس سے ہم سمجھ لیں گے۔ کہ یہ دوا بدن کے جس حصہ پر لگیگی۔ یہی کیفیت پیدا کریگی۔ کہ وہاں خون کثیر تعداد میں آجائے۔ چنانچہ ہم اس کو باریک پیسکر بہت تھوڑے وزن میں ناک میں بطور نسوار کے دیکر دیکھیں گے۔ تو اسی طرح ناک کے اندر بھی سوزش و جلن ہوکر منخرین سرخ ہو جائینگی۔ اور ناک سے رطوبت بہنے لگیگی۔ اور چھینکیں آنی شروع ہو جائیں گی۔ اس مشاہدہ سے ہم کو آخری

دو کیفیتیں نئی معلوم ہونگی۔ ایک سیلان رطوبت دوسری چھینکیں۔ جن میں سے ہم پہلی علامت یعنی سیلان رطوبت کیوجہ تو غشاء مخاطی کے متخلخل ہونے کو قرار دینگے۔ کیونکہ اگر جلد بھی اس قدر متخلخل ہوتی تو وہاں بھی خون سے رطوبات فرد خارج ہوتیں۔ اور دوسری علامت یعنی چھینک کی وجہ یہ سمجھی جائے گی۔ کہ قوت مدبرہ اس ایذاء کو رفع کرنے کی غرض سے پھیپھڑہ میں ہوا کو زیادہ مقدار میں بھر کر یکدم خارج کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ وہ موذی مواد ہوا کی زد میں آکر ناک کے نتھنوں سے خارج ہو جائیں۔ اور چھینک کی فلاسفی اور ماہیت بھی یہی ہے۔ اسی طرح جب ہم منہ میں اس دوا کو چبائیں گے۔ تو وہی لذع اور جلن وغیرہ علامات ظاہر ہوں گی۔ اور منہ میں اخراج رطوبات بھی ساتھ ہی بڑھ جائیگا۔ اگرچہ ناک کی رطوبت کی نسبت یہ رطوبت کم خرچ ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ اول تو منہ کی غشاء ہمیشہ ایسی تیز اشیاء سے پہلے ہی مانوس ہے۔ کیونکہ ادرک۔ مرچ۔ تھوم وغیرہ اشیاء کے استعمال سے ہمیشہ اس کو تصادم رہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ منہ سے ہمیشہ معقول مقدار میں لعاب نکلتا رہتا ہے۔ جسے ہم نگل لینے کے عادی ہیں۔ پس اس دوا سے پیدا شدہ رطوبات کا کچھ حصہ بھی ہم نگلتے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ رطوبات ضرور ضرور اس دواء سے منہ میں بڑھ جائے گی۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ جائینگے اور یہ قیاس کر سکیں گے کہ یہ دوا معدہ و امعاء میں بھی اگر پہنچائی جائے۔ تو یہی فعل کریگی۔ چنانچہ جب ہم تجربہ کی غرض سے یہ دواء بقدر ایک کفدست کے کسی تندرست شخص کو دیدینگے۔ تو تھوڑے عرصہ کے بعد معدہ میں ایک حد تک جلن اور سوزش معلوم ہونے لگے گی۔ اور پیٹ میں گرمی معلوم ہوگی۔ جس سے ہمیں پتہ لگ جائیگا۔ کہ معدہ کی غشاء بلغمیہ میں خون زیادہ مقدار میں آرہا ہے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد اس شخص کا دل متلانے لگیگا۔ اور جی کچا کچا ہوگا۔ جس سے ہم سمجھ لینگے۔ کہ رطوبات معدہ میں مترشح ہو رہی ہیں۔ اس لئے قوت مدبرہ ان کو منہ کی راہ سے واپس باہر کو نکالنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد تھوڑے عرصہ تک اگر قے آگئی۔ تو وہ رطوبات کا چشم دید ثبوت مل جائیگا۔ لیکن اگر طبیعت مدبرہ نے ان رطوبات مترشح یافتہ کو اوپر کی طرف خارج کرنے کی بجائے امعاء کے طبعی راستہ کی طرف دھکیل دیا۔ تو وہ دوا بمعہ ان رطوبات کے امعاء میں چلی جائیگی۔ اور امعاء میں چونکہ معدہ کی نسبت زیادہ عرصہ تک اس کو ٹھہرنا پڑیگا۔ اس واسطے وہاں اس کا اثر زیادہ ہو کر اور بھی زیادہ رطوبات مترشح ہونگی۔ جن کو اسہال کے رنگ میں قوت مدبرہ جسم سے خارج کردیگی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ دوا جہاں جاتی ہے۔ وہ ایک ہی فعل کرتی ہے۔ جس کو لذع کہتے ہیں۔ اور لذع کی وجہ سے قوت مدبرہ اس خاص عضو کی طرف متوجہ ہو کر اس کے فعل کو تیز کردیتی ہے۔ اور وہاں خون زیادہ مقدار میں بھیج دیتی ہے۔ اور اس جگہ خون میں سے رطوبات کے ترشح کو بھی زیادہ کردیتی ہے۔

اب ہم غور کریں گے۔ کہ اس دوا کو اس خاص وزن میں کس کس مرض کے موقعہ پر استعمال کر کے ہم فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تو ہمیں قوت مدبرہ کی عادات اور اس کے حالات کو معلوم کرنا ضروری ہوگا۔ چونکہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم اپنی توجہ کو جب غیر معمولی رنگ میں کسی خاص کام کی طرف لگا لیتے ہیں۔ تو دوسرے معمولی کاموں کی طرف سے ہماری توجہ

ضرور کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے قیاس چاہتا ہے۔ کہ جب کسی وجہ سے قوت مدبرہ کسی خاص عضو کی طرف متوجہ ہو کر وہاں کے فعل کو تیز کر کے وہاں خون کا اجتماع کر رہی ہوگی۔ جس کو ہم مرض کے نام سے موسوم کریں گے۔ ایسے موقعہ پر ہم اس دوا کے ذریعہ اس کی توجہ کو کسی دوسرے عضو کی طرف مبذول کرا کر ماؤف عضو کی طرف سے غافل کرا سکتے ہیں جس سے وہ خاص تکلیف جو پیدا ہو رہی تھی۔ وہ رفع ہو جائے گی۔ اور یہ تکلیف جو اس دوا سے پیدا ہوگی۔ اس کو قوت مدبرہ خاص توجہ کے ذریعہ خود دفع کر لیگی۔ اس قیاس کی بناء پر ہم مفصلہ ذیل امراض میں حسب ذیل ترکیب سے اپنا منشاء پورا کرنے کی خاطر تجربات کر کے اپنے اس قیاس کو مشاہدہ اور تجربہ صحیحہ میں بدل سکتے ہیں۔

مواقعہ استعمال۔ (۱) جب سر میں یا کسی خاص حصۂ سر میں اجتماع خون ہو کر صداع شقیقہ۔ آشوب چشم امراض وغیرہ پیدا ہوں۔ یا کانوں کی طرف خون کے دوران کے تیز ہونے کی وجہ سے کانوں میں التہاب کی علامات ظاہر ہو رہی ہوں۔ یا درم لثہ یا درد دندان کے موقعہ پر قوت مدبرہ کسی خاص عضو کی طرف متوجہ ہوئی ہو۔ تو ہم اس دوا کو ناک میں پھونک کر نتھنوں کے اندر سوزش اور لذع پیدا کر دیں گے۔ جونہی کہ لذع پیدا ہوگا۔ تو طبیعت مدبرہ کو مجبوراً اس طرف اپنی مساعی کو خرچ کرنا پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ناک کے اندر سوزشی علامات پیدا ہو کر یہ پہلی علامات رفع ہو جائیں گی:

اگر ہم ناس دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ تو بطور ضماد کے اس کو قریب ترین جگہ میں استعمال کر دیں گے۔ مثلاً سر کی جلد پر اس کا ضماد کرنے سے دوران خون باہر کی طرف زیادہ ہو کر اندر تسکین پیدا ہو جائے گی۔ اگر یہ بھی نہیں تو ہم اس دوا کا مطبوخ بنا کر سر پر نطول کر دینگے یا کان میں پچکاری کر دیں گے۔ یا منہ میں ڈلوا کر مضمضہ (کُلی) یا غرغرہ کرنے کا مشورہ دیدینگے۔ ان تمام ترکیبوں سے ہم اپنا منشاء یعنی ازالہ حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ وسیع تجربات نے ہمارے اس قیاس کو صحیح ثابت کر دیا ہے۔ جس کی مرضی ہے اس کا تجربہ خود کر کے دیکھ لے۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ مریض صداع وغیرہ کی مزاج ان کے نزدیک صفراوی ہو یا بلغمی یا سوداوی وغیرہ سب میں یکساں مفید ہوگی۔ اور کسی حالت میں بھی مضر اثر نہ کریگی۔ اسی طرح ورم طحال و ورم جگر۔ یرقان۔ استسقاء وغیرہ میں اس کو بڑی مقدار میں کھلا کر معدہ و امعاء میں خراش اور سوزش پیدا کر کے ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اسہال سے قوی ازالہ ہو جاتا ہے۔

(۲) مذکورہ بالا تجویزیں تو بطور ازالہ کے اس دوا کو استعمال کرنے کے بطور مثال کے پیش کی گئی ہیں۔ لیکن اب ہم بطور علاج بالضد کے اس کے چند مواقعہ استعمال درج کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح سے ہے۔ کہ جب کسی عضو کی طرف سے قوت مدبرہ غافل ہو۔ اور وہاں خون کا دوران کم ہو چکا ہوا ہو۔ تو ہم اس دوا کو اسی عضو پر پہنچا کر اس کے فعل کو تیز کر دینگے۔ کیونکہ ہمیں یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہے۔ کہ جس عضو پر اس کی تاثیرات پہنچائی جائیں۔ اس کی طرف ہی قوت مدبرہ خون کو زیادہ کر کے اس کے فعل کو بڑھا دیا کرتی ہے۔ تو جب کسی مقام پر تحریک پیدا کرنے کی ضرورت پڑے ہم وہاں اس دوا کا استعمال

کرکے اس کی کمی فعل کو تیزی فعل سے بدل سکتے ہیں۔ بلکہ اگر وہاں کا فعل کم نہ بھی ہو۔لیکن کسی وجہ سے ہم کو وہاں کا فعل تیز کرنا کسی وجہ سے مفید معلوم ہو تو بھی ہم اپنا مطلب حاصل کرسکتے ہیں۔ غرضیکہ علاج بالضد کے طور پر ہم مندرجہ ذیل مواقعہ پر اس کو استعمال کرسکتے ہیں:

(ا) اورام مزمنہ صلبہ خواہ مفاصل میں ہوں۔ یا سوائے ان کے جہاں خون کا دوران کم ہوجانے کی وجہ سے وہاں کی جمی ہوئی رطوبات دموی تحلیل نہیں ہوتی ہیں۔ تو ہم اس دوا کو اس جگہ پر بطور ضماد یا نطول وغیرہ کے استعمال کرکے وہاں خون کا دوران تیز کردینگے۔جس سے آہستہ آہستہ وہاں کی جمی ہوئی رطوبات تازہ آنے والے خون کے ساتھ ملکر دوران خون میں شامل ہوکر بدن میں منتشر ہوجائے گی۔ اور وہ اورام صلبہ کو ہوتے ہوتے چندیوم کے اندر اندر صحیح وسالم جسم کی صورت قبول کرلینگی۔اس جگہ اگر کسی کو یہ وہم پیدا ہو کہ شاید وہ جمی ہوئی رطوبات جسم میں منتشر ہوکر کوئی اور مرض پیدا کردینگی۔تو اس کا جواب یہ ہے۔کہ چونکہ وہ رطوبات آخر دموی اجزاء ہی ہیں۔جو منجمد ہوچکے تھے۔اب جبکہ خون تازہ گرماگرم میں مل گئے ہیں۔ تو وہ جمے ہوئے ذرے خون میں حل ہوکر خون ہی بن جائیں گے۔لیکن بالفرض ہم اگر تسلیم بھی کرلیں۔کہ وہ ذرات بہ سبب دیر تک منجمد رہنے کے اس قابل نہیں رہے۔ کہ دوبارہ خون کی صفات حاصل کرسکیں۔تو پھر ہمارا یہ جواب ہوگا۔ کہ اگر وہ ذرات ایک فضلہ کی صورت میں ہیں تو خون کے دوران میں مل جانے سے قوت مدبرہ خود اُن کو اُن کے مناسب راستہ کے ذریعے جسم سے باہر کردیگی۔ مثلاً اگر ان کی حالت نمکیات کی صورت میں بن گئی ہے۔ تو گردے ان کو براہ بول خارج کردینگے۔لیکن اگر وہ ذرات کا۔بن کے اجزاء میں تبدیل ہوگئے ہیں تو پھیپھڑوں میں جب ایسا خون دورہ کرتا ہوا جائیگا۔ تو وہاں سے کاربانک بخارات کے ساتھ ملکر سانس کے ذریعے باہر نکل جائینگے۔ غرضیکہ وہ فضلات جس راستہ سے نکلنے کے قابل ہوں گے۔اسی راستہ سے وہ نکال دیئے جائیں گے۔کیونکہ خون کے فضلات ہمیشہ اسی طرح سے نکلا کرتے ہیں:

(ب) اگر ناک کی غشاء کا فعل کمزور ہے۔ مثلاً منخرین خشک ہیں۔ یا رطوبات تو کسی قدر رستی ہیں۔مگر بہ سبب کمی فعل کے وہ رطوبات خارج نہیں ہوتیں۔ بلکہ ناک کے اندر ہی خشک یا غلیظ ہوکر ناک کے نتھنوں کو بند کردیتی ہیں۔یا کہ وہ رطوبت بہ سبب بند رہنے کے متعفن ہوکر بخرالالف کی مرض پیدا کردیتے ہیں۔ تو ہم اس کی نسوار دیکر اس کے فعل کو تیز کردینگے۔جس سے رطوبات تازہ رسکر ان منجمد رطوبات کو صاف کردینگی۔ اور وہ تمام علامات سابقہ رفع ہوجائینگی۔

(ج) اگر بیرونی طور پر جلد کے کسی حصہ میں ثبورات پیدا ہوں۔ یا مسے پیدا ہوجائیں۔ یا کلف اور نمش وغیرہ چھا جائے جو کہ وہاں کی جلد کی کمی فعل اور کمی دوران خون پر دلالت کرتی ہیں۔ تو ایسے موقعہ پر بھی ہم اس دوا کو بطور ضماد وغیرہ کے استعمال کرکے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔اسی طرح سے اگر بواسیر کا خون بند ہوجانے سے وہاں درد خارش وغیرہ کی تکلیف ہے ہم اس کا لیپ مقعد پر کرادینگے۔جس سے وہاں خون کا دوران تیز ہوکر یا تو وہاں کے منجمد خون کو

تحلیل کردیگا۔ یا مسوں سے خون کا سیلان ہوکر وہ انجماد رفع ہو جائیگا۔

(و) جب مستورات کے رحم میں کمی فعل نظر آئے۔ جس کی علامات قلت حیض وغیرہ ہیں۔ تو خواہ وہ کسی مزمنہ ورم رحم کی وجہ سے ہو جو صلب ہو چکی ہے۔ یا اس کی کوئی اور وجہ ہو۔ جن کے تمام پہلوؤں پر بحث کرنا یہاں ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ علم العلاج کا حصہ ہے۔ تو اس دوا کو بطور فرزجہ کے استعمال کرکے رحم کے فعل کو ہم تیز کرسکتے ہیں۔ یا پچکاری کرکے مطلب نکال سکتے ہیں۔ بلکہ اگر پچکاری بھی نہ ملے۔ تو اس کے مطبوخ میں عورت کو بٹھا کر فائدہ مطلوبہ لے سکتے ہیں۔ اسی طرح سے رحم کی دردوں میں بھی یہ دوا مفید ہوسکتی ہے۔ اور عسر ولادت میں بھی جب رحم کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ تو اس دوا سے اس کے فعل کو قوی کرکے وضع حمل میں مدد لی جاسکتی ہے۔

(ز) جب کسی کو آشوب چشم مزمن ہو جائے۔ اور درد وغیرہ کم ہو۔ تو اس دوا کو باریک کرکے بطور سرمہ یا اس کا مطبوخ بناکر بطور قطور کے استعمال کرا سکتے ہیں۔

(د) جب اعصاب میں کمی حس وحرکت واقع ہوکر فالج۔ استرخاء۔ خدر۔ اور تشنج وغیرہ پیدا ہو تو اس کا ضماد لگانا یا اس کے تیل کی مالش کرنا مفید ہوسکتا ہے۔

(ز) زہردار جانوروں کے کاٹے پر اس دوا کو لگاکر اگر وہاں دوران خون اور سیلان رطوبات پیدا کردی جائے۔ تو زہر بدن میں سرایت نہیں کرسکتا۔ بلکہ باہر کی طرف جذب ہوکر مریض کو آرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مخدر زہروں کے اثر کو اس کی مناسب مقدار کھلاکر ان کی تاثیر تخدیر کو رفع کردیا جاتا ہے۔ خواہ مطبوخ کے طور پر دیا جائے یا سفوف کے طور پر۔

(ج) جب کمی فعل امعاء وغیرہ سے قبض پیدا ہوکر فضلات وریاح متعفن ہو جاتی ہیں۔ اور بسا اوقات آنتوں میں کرم پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو اس دوا کو کھلاکر اسہال سے ان کو رفع کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ دیدان خوردا معاء کے لئے تو اسکا حمول (شافہ) بھی بہت مفید ہے۔

(ط) کان کے ادرام مزمنہ اور دی دطنیں مزمنہ میں اس کا تیل بہت مفید ہے۔

(ی) مرض نسیان میں اس کا کھلانا اور اس کے تیل کی سر پر مالش کرنا دماغی کمی فعل میں مفید ہے۔ اسی طرح جو بچے خواب میں ڈرتے ہیں۔ اُن کو بھی اس کا استعمال مفید ہوسکتا ہے۔

(ک) جب کسی جگہ کا زخم بہت پُرانا ہو جائے۔ اور اندمال کی صورت نہ بنے۔ اور قوت مدبرہ اس کے اندمال کیطرف مایل نہ ہو۔ تو اس کو بطور مرہم یا اس کے تیل کا طلا کرنا نہ صرف زخموں کی صفائی اور تنقیہ کے لئے مفید ہے۔ بلکہ اس کی طرف خون کا دوران زیادہ ہوکر وہاں مرمت شروع ہو جاتی ہے۔ اور بہت جلد وہ جگہ مندمل ہو جاتی ہے۔ معمولی ناصور اور گہرے زخم اس سے بھر جاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات زخم کے نیچے اگر ہڈی نکل آئی ہو جو کہ اندمال زخم کے لئے مانع ہوتی ہے۔

تو بھی اس دوا کی طفیل زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔

(ک) لرزہ والے بخار میں لرزہ سے پہلے اگر اس کو کھلا دیا جائے۔ تو اوّل تو بخار ہی نہیں آتا۔ لیکن اگر آئے بھی تو لرز دبالکل نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے۔ لیکن اگر شروع ہو۔ تو اس کے مطبوخ میں آبزن کرنا یا اس کے تیل کی مالش لرزہ کو فوراً بند کر دیتی ہے۔

(م) مسکن و مطفی عطش بھی ہے۔ مگر ایسے موقعہ پر جبکہ معدہ کے سوا کسی اور عضو میں التہاب یا کسی اور وجہ سے معدہ کے فعل کے نقص سے وہ پیاس پیدا ہوئی ہو۔ لیکن اگر معدہ وامعاء کا فعل تیز ہونے سے پیاس پیدا ہو تو اس سے آرام نہیں ہو سکتا ؛

(ن) مرض ربو۔ عسر النفس۔ ضیق النفس جو غشاء مخاطی کے نقص فعل سے پیدا ہو۔ اسی طرح ذات الریہ مزمن اور بلغمی کھانسی مزمن وغیرہ میں بھی اس دوا کو تھوڑی مقدار میں کئی دفعہ کھلانا مفید ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یعنی تھوڑی مقدار میں دینے سے معدہ وامعاء میں چنداں سوزش پیدا نہیں کر سکتی۔ جس سے قے یا اسہال آکر دوا جسم سے باہر چلی جائے۔ بلکہ ہضم ہو کر دوران خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ لیکن جب پھیپھڑوں میں خون جاتا ہے۔ تو وہاں اس کا اثر ہو کر غشاء مخاطی کا فعل زیادہ ہو جاتا۔ اور بلغم کا اخراج بڑھ جاتا ہے۔ جس سے ہوائی نالیاں صاف ہو کر سانس کی آمد و رفت اعتدال پر آ جاتی ہے۔ کیونکہ جس قدر یہ دوا خون میں جذب ہو جاتی ہے۔ اس کا مخرج پھیپھڑے اور گردے ہیں۔ جن کی راہ سے قوت مدبّرہ اس کو بدن سے باہر نکالدیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے پھیپھڑے کی کمی فعل سے پیدا ہونے والے امراض میں مفید ہے۔ ویسے ہی گردہ کی کمی فعل میں بھی مفید ہے ؛

(ص) یہ دوا گردہ کی کمی فعل کے وقت کہ جب گردے بول کم پیدا کریں۔ تو اس دوا کے کھلانے سے ان کا فعل تیز ہو کر کمی بول یا حرقت بول وغیرہ میں آرام ہو جاتا ہے۔ اور پیشاب کھل کر آنے لگتا ہے۔ مگر اسی ترکیب سے دی جائے۔ کہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں کھلائی جائے۔ تاکہ قے یا دست نہ پیدا ہوں۔ بلکہ اس کا اثر خون میں ملکر گردوں تک چلا جائے۔ اور اصل غرض پوری ہو ؛

(ع) یہ دوا مقوی دل بھی ہے۔ اور مقوی رحم بھی۔ کیونکہ جب خون دل کے اذنین اور بطنین میں جاتا ہے۔ تو اس کے ذرات وہاں بھی تحریک و تقویت ضرور پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح رحم کے اندر جب خون سے رطوبات مترشح ہوتی ہیں۔ تو اس کا کچھ نہ کچھ حصہ وہاں بھی خارج ہو کر تحریک و تقویت رحم کا باعث بنتا ہے۔

(ف) اگرچہ اس دوا کا اثر براہ راست اعصاب پر نہیں پڑتا۔ مگر امالہ کے طور پر جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے اعصاب میں بھی تعدیل افعال کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

(۳) علاوہ علاج بالامالہ اور علاج بالضد کے علاج بالمثل کے طور پر بھی اس دوا کو استعمال کر کے بہت سے فوائد ہم

حاصل کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ایک حصہ اس دوا کا اور نو حصے کھانڈ ملاکر ایک رتی کی مقدار میں دینے سے مندرجہ ذیل امراض میں مفید ہوسکتی ہے۔

(۱) غشیاں (۲) قے (۳) اسہال (۴) کثرت بلغم والی کھانسی (۵) ذات الریہ (۶) ہر قسم کے تپ جن میں قے یا دست یا کھانسی موجود ہو۔ مگر جن تپوں میں قبض وغیرہ ہو ان میں مفید نہیں ؛

قدر خوراک۔ علاج بالامالہ کے طور پر ۶ ماشہ سے ڈیڑھ تولہ تک اور علاج بالضد کے طور پر ایک ماشہ سے تین ماشہ تک اور علاج بالمثل کے طور پر ۱/۱۲ رتی سے ۱/۲ رتی تک ؛

مرکبات۔ (۱) نقوع ایرسا۔ ایرسا کی جڑ ۱ نیم کوب ۵ تولہ کو سوا سیر پانی اُبلتے ہوئے میں پندرہ بیس منٹ تک بند برتن میں بھگو رکھیں۔ بعدہٗ صاف کرکے بوتل میں ڈال لیں۔ قدر خوراک ۵ تولہ سے ۱۰ تولہ تک علاج بالامالہ کیلئے اور ایک تولہ سے تین تولہ تک علاج بالضد کے لئے۔ اور ایک قطرہ سے پانچ قطرہ تک علاج بالمثل کے لئے۔ بچکاری یا غرغرہ کے لئے حسب ضرورت ہے۔

ضماد ایرسا۔ (۲) بیخ ایرسا ۵ تولہ۔ اشق ایک تولہ۔ سرکہ خالص حسب ضرورت پہلے سرکہ میں اشق کو ڈالکر کھرل کریں تاکہ اشق حل ہو جاوے۔ بعدہٗ سفوف ایرسا ملاکر کھرل کریں۔ تاکہ ضماد کے قابل بن جائے۔ یہ دوا کھانے کے کام نہیں آتی صرف لگانے کی ہے۔

روغن گل ایرسا۔ (۳) ایرسا کے پھول تازہ ۱۳ وقیہ روغن کنجد (میٹھا تیل) ایک رطل دونوں کو کسی صاف بوتل میں ڈالکر تین ہفتہ تک دھوپ میں رکھیں۔ بعدہٗ تیل کو صاف کرکے اس میں ۳ تولہ اور تازہ گل ایرسا ڈالکر ۲۱ یوم تک دھوپ میں رکھیں۔ پھر صاف کرکے ۳ تولہ پھول ۔ بارہ اس میں ملاکر حسب دستور دھوپ میں رکھیں۔ اب کی دفعہ روغن کو صاف کرکے محفوظ کرلیں۔ بس تیار ہے ؛

روغن بیخ ایرسا۔ (۴) نقوع ایرسا اور تیل میٹھا ہموزن باہم ملاکر آگ پر پکائیں۔ جب پانی جلکر صرف تیل باقی رہے۔ تو نتار کر بوتل میں ڈال لیں۔

نوٹ:۔ ان ہر دو قسم کے تیلوں کی تاثیر یکساں ہے۔ اور قدر خوراک بھی یکساں ہے۔ جو کہ موافق نقوع ایرسا کے ہے ؛

(۳۱) ابوطیلون

یہ دوا دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مستدیر یعنی گول قسم کی اور دوسری مستطیل یعنی لمبوتری قسم کی۔
مستدیر کو عربی میں قرعالمر۔ فارسی میں کدوئی تلخ اور پنجابی میں کوڑی تونبی یا کوڑی تونبڑی کہتے ہیں۔

مستطیل کو عربی میں قثاء الحمر فارسی میں توری تلخ اور پنجابی میں کوڑی توری کہتے ہیں۔ اس کی نبات ہمارے ملک خصوصاً پنجاب کے جنگلات میں خود رو پیدا ہوتی ہے۔ جس کی بیل جنگلی درختوں پر چڑھ جاتی ہے۔ خصوصاً درخت وَنّ اور کریر وغیرہ پر۔

ابوطیلون تر اور خشک ہر دو صورتوں میں ہم نے ملاحظہ کی ہے۔ بلکہ استعمال کر کے اس کے فوائد بھی مشاہدہ کئے ہیں۔ جو ذیل میں درج کئے جائیں گے۔ مگر اس کی نبات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ورنہ علم ہو جاتا۔ کہ اس کے پتے اور پھول وغیرہ کس طرح کے ہوتے ہیں۔ ضلع شیخوپورہ اور لائل پور کے بعض دیہاتی اشخاص کے وسیلہ سے کبھی کبھی مل جایا کرتی تھی۔ مگر اب نہر کے ذریعے ہر طرف آبادی ہو جانے کی وجہ سے اس کا دستیاب ہونا مشکل ہو گیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ آئندہ اگر دستیاب ہو سکی۔ تو اس کے بیج محفوظ رکھ کر اس کی کاشت کرائی جائے۔ امید ہے کہ ناظرین رسالہ خصوصاً ممبران انجمن خادم الحکمت ہمارے اس ارادہ کو پورا کرنے میں ممد و معاون ہو کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں گے۔

شناخت۔ مستدیر پھل بعینہٖ کدو کی طرح کا ہوتا ہے۔ مگر حجم میں چھوٹا سا مثل حنظل اور سیب وغیرہ کے۔ اور مستطیل بعینہٖ گھیا توری کی طرح ہوتا ہے۔ جس کی لمبائی قریب تین چار انچ کے ہوکہ کیلا (موز) کے پھل کے مشابہ ہوتا ہے۔ جس کا رنگ تر و تازہ ہونے کی صورت میں سبز ہوتا ہے۔ مگر خشک ہونے کی صورت میں زرد سفیدی مائل ہو جاتا ہے۔ مگر ہر دو کا ذائقہ سخت تلخ ہوتا ہے۔ جس کی تلخی نیم کے پتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

افعال و خواص ابوطیلون۔ یہ دوا نہایت مخرش اور لازع ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے کھانے سے قے بہت سخت پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی اسہال بھی ہونے لگتے ہیں۔ اور جلد پر اس کے لگانے سے بھی خراش اور سوزش کا اثر ضرور ہو جاتا ہے۔

مواقعہ استعمالات

(۱) مرض دَمہ وضیق النفس بلغمی اور پورانی بلغمی کھانسی کے لئے نہایت عمدہ اور اعلےٰ دوا ہے جس کی صرف ایک ہی خوراک پھیپھڑہ کی طرف سے معدہ و امعاء کی طرف قوی امالہ پیدا کر کے ایک ہی دن میں اس قدر افاقہ اور آرام بخش دیتی ہے۔ کہ مریض اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ بس مجھے اس مرض سے نجات حاصل ہو گئی۔

مگر اس اثر کو دیرپا اور مستقل بنانے کے لئے پندرہ بیس دن کے بعد یا مہینہ مہینہ کے وقفہ سے دو تین دفعہ اس کا استعمال کرانا۔ اکثر ان موذی امراض سے دائمی نجات کا موجب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ مریض آئندہ قوانین حفظ صحت پر ہمیشہ کے لئے کاربند رہے۔

اکثر عطائی طبیب اور معالج اس کے ہمراہ دودھ کا استعمال کراتے ہیں۔ مثلاً اگر یہ پھل تر و تازہ مل جائے۔ تو اس کو کوٹ کر عصارہ یعنی اس کی مائیت قریب تولہ دو تولہ کے نکالکر پاؤ ڈیڑھ پاؤ دودھ میں ملاکر پلا دیتے ہیں۔ لیکن اگر خشک پھل ملے۔ تو دودھ میں رات کو اسے بھگو رکھتے ہیں۔ اور صبح اس کو نچوڑ کر پلا دیتے ہیں۔ جس کے پلانے سے چند منٹ بعد خوب کھُل کر ایک دو بلکہ تین چار دفعہ قے (اُلٹی) ہو جاتی ہے۔ اور عموماً پہلی دفعہ کی قے میں سفید رنگ کے ٹکڑے جو دودھ کے پھٹ جانے سے چھلیوں کی طرح کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ معدہ کی غشاء مخاطی میں سے بلغمی مواد کے ساتھ ملکر باہر نکل آتے ہیں۔ جن کو دکھا کر مریض کی تسلی کی جاتی ہے۔ کہ یہ بلغم کے ٹکڑے ہیں۔ جو پھیپھڑوں کے اندر پھنسے ہوئے تھے۔ اور یہی مرض کا باعث تھے۔ اگرچہ ان کی یہ فلاسفی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ قے پھیپھڑوں سے نہیں۔ بلکہ معدہ میں سے آتی ہے۔ مگر مریض کی تسلی کے لئے یہ ہتھیار بہت کارگر ہوتا ہے۔

بہرحال یہ دوا پھیپھڑوں کی مزمن امراض کے لئے نہایت مفید اور سریع التاثیر چیز ہے۔ خواہ پانی کے ہمراہ استعمال کی جائے یا دودھ کے ساتھ۔

(۲) قروحات و جروحات۔ اس دوا کا عصارہ زخموں کو صاف اور مندمل کرنے کے لئے بھی بہت مفید اور بعض اوقات نہایت زود اثر ہوتا ہے۔ مثلاً بالکل تازہ جراحت پر اس کو لگا کر پٹی باندھ دی جائے تو بس ایک ہی بار کے لگانے سے وہ زخم مندمل ہو جاتا ہے۔ دوبارہ اس کے لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پرانے اور گندے زخموں پتیلے اور بطی الاندمال زخموں پر لگانے سے بھی التحام و اندمال کا کام بخوبی دے سکتی ہے۔ مگر چونکہ ایسی زخموں پر بار بار لگانے سے مریض کو اس کی سوزش اور خراش سے تکلیف ہوتی ہے۔

اِس لئے ایسے مواقع پر یہ دواء اول درجہ کی دوا نہیں ہے۔ خصوصاً نازک مزاجوں کے واسطے اس کا استعمال اگرچہ مفید ہے مگر تکلیف سے خالی نہیں۔ ہاں دیہاتیوں اور سخت طبائع اشخاص پر اگر ایک دو دفعہ لگاکر زخم کو صاف کر لیا جائے۔ تو پھر وہ زخم دوسری معمولی مرہموں سے بھی جلد اچھا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال سے وہ زخم تازہ اور ہرا ہو کر اندمال کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ البتہ اس میں تھوڑا سا مقطر پانی اگر ملا لیا جائے یا اس میں رال سادہ ملالی جائے۔ تو اس کا لذع کم ہو جاتا ہے۔

زخم ناسور کے لئے بھی یہ دوا بہت مفید ہے۔ مگر یہی نقص ہے کہ اس کے لذع سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے اور نازک مزاج اشخاص اس کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اگر اس کو ہلکی کر کے استعمال کیا جائے۔ تو پھر چنداں موثر نہیں رہتی۔ یعنی ناسور کو جلدی بھر نہیں سکتی۔

(۳) احتباس حیض و مشیمہ وغیرہ۔ جب رحم کی کمزوری کی وجہ سے حیض میں کسی قسم کی بندش یا کمی ہو جائے۔ یا وضع حمل کے بعد آنول خارج نہ ہو سکے۔ تو اس کے عصارہ میں روئی یا ململ کی بتی بھگو کر بطور شافہ یعنی فرزجہ

وحمول وغیرہ کے رکھی جائے۔ تو اکثر کامیابی ہو جاتی ہے۔

(۴) آشوب چشم وغیرہ صداع۔ شقیقہ۔ عصابہ۔ سبات۔ سکتہ۔ لقوہ۔ زکام مزمن امراض میں اس دوا کو بطور سعوط ناک میں ٹپکایا جائے۔ تو چھینکیں بکثرت پیدا ہو کر ناک سے رطوبات کافی مقدار میں خارج ہوتی ہیں۔ اور بہت جلدی صحت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے بہت عمدہ امالہ ہو جاتا ہے۔

(۵) جلدی امراض مثل خارش خشک۔ قوبا (دھدر) وغیرہ امراض پر اس کی مالش یا طلاء کرنا بھی مفید ہے۔ اور اس موقعہ پر کسی تیل میں ملا کر بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

(۶) زردی چشم یرقان سے صحت یاب ہو جانے کے بعد اکثر مریضوں کی آنکھوں میں زردی باقی رہ جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر اس کے عصارہ میں سلائی کو تر کر کے آنکھوں میں لگانے سے چند روز میں زردی رفع ہو جاتی ہے۔

انتباہ

اس کا اندرونی استعمال جس سے قے وغیرہ لانا منظور ہو سمجھ سوچ کر کرنا چاہیئے۔ اور خصوصاً ہدایات ذیل کو ملحوظ مرعی رکھیں (۱) اس کے استعمال سے پہلے مونگ کی کھچڑی یا دودھ چاول کھلا لینا بہتر ہے۔ تاکہ خالی معدہ میں زیادہ خراش نہ پیدا ہو۔ یا کم از کم تھوڑا سا اسپغول کھلا کر بعد میں اس دوا کا استعمال کریں۔

(۲) اس کے استعمال کے لئے موسم بہار نہایت موزون ہے۔ سخت گرمیوں میں اس سے حتی الوسع پرہیز رہنا چاہیئے۔ خصوصاً ایسے ایام میں جب وباء ہیضہ کی پیدائش کا خطرہ ہو (۳) حاملہ عورتوں اور نازک مزاج اشخاص پر اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ (۴) قے آجانے کے بعد غذا نرم اور سریع الہضم دیں۔ بلکہ جب اس سے متلی زیادہ آجائیں تو رفع سوزش معدہ کے لئے ضروری ہے کہ شیرہ تخم کدو یا خیارین بمعہ الائچی و خشخاش وغیرہ کے نکال کر پلائیں۔ یا سفوف مفرح سے تسکین معدہ کریں۔

اذاراقی

جس کو عربی میں حب الغراب۔ خانق الکلب اور قاتل الکلب کہتے ہیں۔ اور فارسی میں فلس ماہی۔ فلوس ماہی اور کچلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انگریزی میں نکسوامیکا اور ہماری زبان اردو پنجابی وغیرہ میں کچلا یا کچلہ کے نام سے مشہور بعض ہندی کاگ پھل بھی کہتے ہیں:

مقام پیدائش - جزائر غرب الہند - ہندوستان - لنکا - کوچین - چائنا -

ماہیت قدیم یونانی اطباء اور قدیم ویدک صاحبان اس دوا کی ماہیت و کیفیت سے قطعاً واقف نہ تھے۔ سب سے پہلے اہل عرب نے اس دوا کو طب میں شامل کیا - اور پھر وہاں سے اس کا علم ہندوستان میں آیا - اور وہیں سے اس کا علم یورپ میں بھی گیا - جو کچھ اس کے خواص وغیرہ متقدمین اطباء عرب نے معلوم کئے متاخرین نے اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا - اسی طرح ہمارے ہندوستان کے ویدا صحاب نے بھی اس پر بہت ہی کم توجہ کی ہے۔

چونکہ یہ دوا ایک سخت قسم کی زہریلی دوا ہے - اس لئے ہر دو فریق نے اپنے شاگردوں کو اس سے ڈرا دیا ہے اور اس کے استعمال کو مشروط بہ اصلاح و تدبیر کر دیا - بلکہ حتی الوسع اس کے استعمال سے اجتناب کو ہی بہتر سمجھا - یہی وجہ ہے کہ ہماری دیسی طبی اور ویدک کتب میں اس دوا کا بہت ہی مختصر سا بیان ہے - بلکہ بعض کتب میں اب تک اس کی ماہیت میں بھی تذبذب ڈالدیا ہوا ہے - یعنی بعض نے تو اس کو ایک درخت کا تخم یعنی بیج لکھا ہے - جیسا کہ حقیقت میں ہے - مگر بعض نے اس کو بیخ یعنی جڑھ قرار دیا ہے - اور اس کی مزاج میں بھی اختلاف کیا ہے - بعض نے گرم اور بعض نے سرد بھی لکھا ہے - اور چونکہ ہمارے اطباء کے دلوں میں ادویہ کی مزاجی تاثیروں پر اعتقاد تھا - اس لئے انہوں نے اس کو سخت قسم کی زہریلی دوا سمجھ کر حتی الوسع اس کے استعمال سے پرہیز ہی مناسب سمجھا ہے - اور اگر کسی نے جرأت بھی کی ہے تو کئی قسم کی اصلاحی تدابیر کے بعد مثلاً پہلے گوبر میں پکانا پھر دودھ میں بار بار بھگونا اور پھر صاف کرنا وغیرہ وغیرہ جس میں ان کے خیال کے مطابق فلاسفی یہ تھی - کہ اس طرح سے اس کی حدت اور حرارت کم کرنا منظور تھا - لیکن اصل اصل بات صرف یہ ہے - کہ وہ دوا کم اثر ہو جائے - افسوس کہ ان کو یہ خیال نہیں آیا - کہ اس کی خوراک کو تو کم کر دیکھیں - اہل یورپ نے اس دوا کے متعلق نہایت عجیب و غریب طریق سے تحقیقات کی ہے - اور اس کا مفصل ذکر کیا ہے - پھر جرمنی ڈاکٹر ہنیومن نے اس کے مزید اثرات کو اور بہت ہی شرح و بسط سے معلوم کیا ہے -

ماہیّت و کیفیّت

کچلا کا درخت ایک بڑا درخت مثل درخت آملہ اور گوندی وغیرہ کے ہوتا ہے - اور اس کی جڑیں بھی بڑے درختوں کی مانند ہوا کرتی ہیں - اس کے پتے مثل سیب کے پتوں کے - مگر اس سے کسی قدر بڑے ہوتے ہیں - یا عشق پیچہ کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں - جو دیواروں اور درختوں پر بیل کی طرح چڑھ جاتا ہے - اور قسم قسم کے پھول رکھتا ہے - اس درخت پر جو پھل لگتا ہے اس کے اندر بطور تخم کے کچلا پیدا ہوتا ہے :

صفات کچلا یہ بیج گول گول ٹکیوں کی صورت میں ہوتے ہیں - جن کا قطر ⅝ سے ایک انچ تک ہوتا ہے - اور اس کی موٹائی قریب ¼ انچ - کنارے گول اور صاف ہوتے ہیں - صرف ایک جانب سطح پر

انسانی ناف کی طرح کا ایک داغ ہوتا ہے۔ گویا کہ اس کی ڈنڈی ٹوٹی ہوتی ہے۔ مگر ایسا نہیں بلکہ وہاں سے اس کا شگوفہ نکالنے کے لئے قدرت نے جگہ رکھی ہوتی ہے۔ جیساکہ اور بھی کئی بیجوں میں ایسے داغ ہُوا کرتے ہیں۔ باہر کی رنگت حقیقت میں تو خاکی رنگ کی ہوتی ہے۔ مگر اس پر چھوٹے چھوٹے روئنگٹے مخمل کی طرح کے سفید اور چمکدار ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کا ظاہر کسی قدر سفید اور چمکیلا دکھائی دیتا ہے۔ اور اندر سے اس کی ساخت بالکل سینگ کی طرح سے سخت مگر لچکدار ہوتی ہے۔ بو بالکل ندارد مگر ذائقہ سخت درجہ کا تلخ ہوتا ہے۔ اور اس کی تلخی ایک خاص قسم کی ہوتی ہے۔ جو شخص اس کی تلخی کا ذائقہ چند بار چکھ لے تو پھر کچلا خواہ کسی مرکب میں پڑا ہوا ہو چکھ کر بتلا سکتا ہے کہ اس میں کچلا کا جزو ہے۔

افعال وخواص کُچلہ

اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ ہر ایک دوا کے افعال و خواص اس کے وزن پر موقوف ہوا کرتی ہیں۔ اور وزن خوراک کی کمی بیشی سے اعضاء متاثرہ کی تعداد میں بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ مثلاً ایک چیز کا فعل اور خاصہ قابض ہے۔ یعنی صرف امعاء کی حرکت دودیہ پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ یا کہ امعاء کی رطوبت افراز گلٹیوں پر مسکن اور ممسک اثر پڑ کر قبض پیدا کرتی ہے۔ تو بہرحال اس دوا کے لئے اعضاء متاثرہ سوائے امعاء کے اور کوئی عضو نہیں۔ لیکن جب ہم اس دوا کو زیادہ مقدار میں دیں گے۔ یا اوسط مقدار میں بار بار دیں گے۔ یا بہت مدت اس دوا کا استعمال جاری رکھیں گے تو اور بھی کئی اعضاء پر اس کا بالواسطہ اثر پڑے گا۔ چنانچہ دل دماغ اور جگر وغیرہ معتبر اعضاء کے افعال میں بھی تغیر و تبدل پیدا ہو کر کئی قسم کی علامات غیر طبعی پیدا ہو جائیں گی۔ جو اگرچہ اس دوا کا براہ راست اثر نہیں سمجھا جائیگا۔ اور نہ ہی بلاواسطہ اس کا فعل ہوگا۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اثرات بھی اس دوا کی طرف منسوب کئے جائیں گے۔ اگرچہ بالواسطہ سمجھ کر کہے جائیں۔ اسی طرح کچلا کے افعال و خواص بھی اگرچہ محدود اور کم ہیں مگر اس کے وزن کی کمی بیشی سے اور مریض کی حالت مرض کے تفاوت سے کئی قسم کے افعال و خواص اس سے ظاہر ہُوا کرتے ہیں۔ اگرچہ براہ راست اس کے افعال محرک اعصاب و عضلات ہی سمجھے جاتے ہیں۔ مگر بالواسطہ طور پر اس کے افعال و خواص بہت کثیر تعداد میں ظاہر ہوتے ہیں جیساکہ ابھی تفصیل کے ساتھ ان کا اظہار کیا جائیگا۔

اعضاءِ متاثرہ

انسانی اعضاء میں سے سب سے اول اور سب سے زیادہ اس کا اثر نخاع یعنی حرام مغز پر پڑتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد اعصاب و عضلات پر پڑتا ہے۔ اور وہ اثر ہمیشہ محرک اور ان کے افعال کو تیز کرنے والا ہُوا کرتا ہے۔ جیساکہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اور مفصل نیچے ذکر ہوگا۔

بڑی مقدار کے اثرات

کچلا کی بڑی مقدار نصف ماشہ سے لیکر ۲ ماشہ کی مقدار تک سمجھی جاتی ہے۔ اس قدر بڑی مقدار کو زہریلی اور سمی مقدار کہا جاتا ہے۔ اس مقدار میں اس دوا کو کھلانے سے چند منٹ سے ایک گھنٹہ تک اس کا اثر یعنی زہریلی علامات شروع ہو جاتی ہیں۔ اور ۲ گھنٹہ سے چھ ۶ گھنٹہ تک مریض ہلاک ہو سکتا ہے ؛

اِس زہریلی مقدار میں اِس دوا کے کھا جانے سے تھوڑا عرصہ بعد اس شخص کی طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ اور اعضاء ٹھکنی ہونے لگتی ہیں۔ پھر پشت میں اور اس کے بازوؤں اور ٹانگوں میں درد کی ٹیسیں محسوس ہونے لگتی ہیں۔ اور ساتھ ہی جسم کے اکثر عضلات و اعصاب میں کھچاوٹ اور سختی معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور بالآخر مرض کزاز کی طرح سے تشنج ہونے لگتی ہے جو کزاز ہی کے قریب قریب ہم شکل اور ہم رنگ ہوا کرتی ہیں۔ بہت ہی تھوڑا فرق ان میں ہوتا ہے۔ جس کا ذکر عنقریب کیا جائیگا۔ جب عضلات میں تشنج شروع ہوتا ہے۔ تو تمام جسم کے عضلات میں ایک وقت اور یکدم پیدا ہوا کرتی ہے۔ یہ تشنج زیادہ تر پشت اور ہاتھ پاؤں یعنی بازوؤں اور ٹانگوں میں شدت سے پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہاتھ پاؤں کی مٹھیاں بند ہو جاتی ہیں۔ اور بازو اور ٹانگیں کھچ جاتی ہیں۔ سر پہلے تو آگے کی طرف اور پھر پیچھے کی طرف جھک جاتا اور پشت و کمر کمان کی طرح سے ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ تنفس میں رکاوٹ پڑ جاتی اور چہرہ کا رنگ زرد نیلگوں ہو جاتا ہے۔ آنکھیں باہر کو اوبھر آتی ہیں۔ اور ان کی ٹکٹکی بندھ جاتی ہے۔ چہرہ کے عضلات سکڑ کر مسموم کے دانت دکھائی دینے لگتے ہیں۔ گویا کہ مریض مسکراہٹ یا تبسم کی کیفیت میں دکھائی دیتا ہے۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہر ایک آدمی خوفزدہ اور ہراساں ہو جاتا ہے۔ مگر مسموم کے جبڑے متشنج نہیں ہوتے۔ ہاں موت کے قریب جاکر وہ بھی متشنج ہو جاتے ہیں۔ کبھی مریض سخت تشنج کی وجہ سے بالکل کمان کی طرح خمیدہ ہو جاتا بلکہ اس کا سر ایڑیوں کے بالکل قریب آ لگتا ہے ؛

یعنی عضلات پشت میں اس قدر شدت سے تشنج ہوتا ہے۔ کہ مسموم کا سر اور ایڑیاں بستر پر ٹکی رہتی ہیں۔ باقی جسم کمان کی طرح خمیدہ ہو کر بستر سے اُٹھ جاتا ہے۔

اور سخت تشنج کی حالت میں دم بند ہو کر مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس تشنجی حالت میں مریض کے جسم کی حرارت کسی قدر تیز ہو جاتی ہے۔ اور نبض بھی بہت تیز چلنے لگتی ہے۔ سماعت اور بصارت میں بھی تیزی اور زکاوت آجاتی ہے مگر مسموم کی دماغی حالت یعنی ہوش و حواس میں مرتے دم تک فرق نہیں آتا۔ یہ تشنجی دورہ اکثر ایک منٹ آدھ منٹ یا زیادہ سے زیادہ دو منٹ رہ کر وقفہ دے دیتا ہے۔ یعنی تشنج کے بعد جلد ہی جسم کے عضلات نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اور مسموم کے جسم پر پسینہ آجاتا ہے۔ اور وہ اپنے جسم میں تھکان اور ماندگی پاتا ہے۔ اس کے بعد یکایک پھر وہی تشنجی دورہ آپڑتا ہے۔

اور تمام عوارضات و علامات جو اوپر لکھے جا چکے ہیں دوبارہ عود کر آتے ہیں۔ پھر ایک آدھ منٹ دورہ رہکر پھر آفاقہ ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح بار بار دورہ پڑتا اور رفع ہوتا ہے۔ جس قدر زہر زیادہ ہوگی اسی قدر دورے جلد جلد اور شدت سے ہونگے۔ جس قدر زہر کم ہوگی۔ دورے بھی خفیف اور دیر دیر سے ہونگے۔ اس حالت سمی میں مریض کے حواس اس قدر تیز اور ذکی ہو جاتے ہیں۔ کہ ذرہ سی بیرونی تحریک مثلاً ہوا کے لگنے یا روشنی کے دیکھنے یا شور و غل کے سننے سے فوراً تشنج کا دورہ آپڑتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ بات کرنے یا سننے سے بھی دورہ پڑ جاتا ہے۔

علاج

زہر کو معدہ سے خارج کرنے کے واسطے قے کرانا ضروری ہوتا ہے۔ پھر بقیہ تاثیر سمی کو رفع کرنے کے لئے مخدر ادویہ جو دافع تشنج ہوتی ہیں۔ کا استعمال کرنا نہایت مفید ہوا کرتا ہے۔ خصوصاً تمباکو کا استعمال کچلا کے مسموم کو بہت ہی مفید ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک تولہ عمدہ تمباکو لیکر پاؤ ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکا کر مریض کو حسب مقدار زہر کے پانچ سے دس تولہ تک ایک یا دو دفعہ کرکے پلا دینا چاہیئے۔ اگر پھر بھی ضرورت ہو تو ایک آدھ دفعہ اور بھی یہی مطبوخ تمباکو دے سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چائے کا پلانا بھی اس میں مفید ہوتا ہے ؛

تشخیص

چونکہ مسموم کچلہ کی علامات اور مرض کزاز کی علامات آپس میں بالکل متشابہ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ابھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس لئے ان دونوں میں تمیز اور تفریق کرنے کے واسطے ضروری ہے۔ کہ ان دونوں کا باہمی فرق دکھلا دیا جائے تاکہ تشخیص میں کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔ چنانچہ دیکھو صفحہ نمبر ۱۲۴۔

مرض کزاز	سمیت کچلہ
(۱) کزاز کی علامات آہستہ آہستہ اور بتدریج پیدا ہوا کرتی ہیں ؛	(۱) کچلا کی سمیت کی علامات جلد جلد شروع ہو جاتی ہیں ؛
(۲) مرض کزاز عموماً کسی ضرب و زخم یا عمل جراحی کے بعد پیدا ہوا کرتا ہے ؛	(۲) سمیت کچلہ اس دوا کے کھانے یا اس کے جوہر اسٹرکنیا وغیرہ کے کھانے سے ہو جاتی ہے۔
(۳) کزاز میں شروع ہی سے جبڑوں کے عضلات متشنج ہو جاتے ہیں ؛	(۳) شروع میں جبڑے بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ ہاں موت کے قریب متشنج ہو جاتے ہیں ؛

(۴) کزاز میں تشنج کا دورہ رفع ہو جانے کے بعد یعنی وقفہ کی حالت میں بھی پشت اور جبڑوں کے عضلات حسب سابق اینٹھے رہتے ہیں۔

(۵) کزاز میں عموماً تیز بخار ہوتا ہے۔

(۴) سمیت کچلہ میں وقفہ کے وقت عضلات جسم نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اور صرف تکان باقی رہتی ہے۔

(۵) سمیت کچلہ بخار یا تو نہیں ہوتا۔ اور اگر ہو۔ تو بالکل کمزور اور نرم بخار ہوتا ہے۔

اوسط مقدار میں کچلہ کے اثرات

کچلہ کی اوسط مقدار یعنی وزن دوائیہ نصف رتی سے ۲ رتی تک سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس مقدار میں یہ دوا مہلک اثر نہیں کرتی۔ تاہم اس مقدار میں کھانے سے جسم انسان میں بعض ایسے انقلاب پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن کو علامات مؤثرہ کہا جا سکتا ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جب اس دوا کو اوسط مقدار میں مسلسل چند یوم کھلایا جائے۔ لیکن چونکہ جس شخص کو اس دوا کو کھلا کر اس کے اثرات مشاہدہ کئے جاویں گے۔ یا تو وہ بیمار ہوگا۔ یا تندرست بلکہ اگر بظاہر تندرست بھی ہوگا۔ تاہم ممکن ہے۔ کہ اس کے حرام مغز یعنی نخاع اور عضلات و اعصاب اپنے افعال میں کسی قدر کمزور ہوں گے۔ یا کسی قدر تیزی لئے ہوئے۔ اسواسطے مختلف لوگوں پر تجربات کرنے سے جو جو اعضاء اس دوا کے اثر سے زیادہ تر متاثر ہوتے ہیں۔ یا جو جو علامات نئی ان کے ابدان میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا علیحدہ علیحدہ بیان کر دینا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ علاج کنندگان اس دواء کے ان تمام افعال و خواص سے آگاہ رہیں۔ جو اس اوسط مقدار میں استعمال کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ سو اب ہم پہلے اعضاء متاثرہ کا بمعہ ان اثرات کے ذکر کرتے ہیں:

(۱) معدہ وامعاء

چونکہ یہ دواء علاوہ محرک نخاع و عضلات و اعصاب ہونے کے سخت درجہ کی تلخ اور کڑوی چیز ہے۔ اس لئے دوسری تمام کڑوی چیزوں کی طرح اس کا اثر معدہ و امعاء پر یہ بھی پڑتا ہے۔ کہ معدہ کی غشاء مخاطی میں خون زیادہ مقدار میں آجاتا ہے۔ اور معدہ کی رطوبات ہاضمہ زیادہ رستی ہیں۔ نیز معدہ کے عضلات میں تحریک پیدا ہونے کی وجہ سے اس کی حرکت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس واسطے یہ دوا مقوی معدہ اور مشتہی یعنی معدہ کو طاقت دینے والی اور بھوک لگانیوالی ہے۔ یعنی اس کے استعمال سے اشتہاء بڑھ جاتی اور ہاضمہ طاقتور ہو جاتا ہے۔

اور چونکہ اس دواء کا یہی اثر امعاء پر بھی پڑتا ہے۔ جس سے امعاء کی حرکت دودیہ بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے

یہ دوا قبض کُشا اور ملیّن تاثیر بھی رکھتی ہے ؛

(۲) دماغ

جیساکہ اس کی بڑی خوراک یعنی وزن سمیہ کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ اس کا اثر دماغ پر کچھ نہیں پڑتا۔ کیونکہ مسموم کے مرتے دم تک اس کے ہوش و حواس بجا اور قائم رہتے ہیں۔ اسی طرح سے اوسط مقدار میں بھی اس کا کوئی اثر دماغ پر نہیں پڑنا چاہیئے۔ لیکن متواتر تجربات اور مشاہدات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقدار دوائیہ (اوسط مقدار) میں کچھ نہ کچھ اثر اس کا دماغ پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ کیونکہ اس دوا کے کھانے والوں کے قوائے عقلیہ تیز ہو جاتی ہیں۔ اور حواس خمسہ خصوصاً قوت سماعت اور بصارت میں ضرور ایک قسم کی صفائی اور تیزی آجاتی ہے۔ پس اس کے اس اثر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ ہم اس کے اثر کو براہ راست اور بلا واسطہ سمجھیں یا بالواسطہ جیساکہ اس مضمون کے ابتداء میں ہم لکھ چکے ہیں

(۳) راس النخاع و نخاع

راس النخاع میں تین اہم مرکز ہیں۔ اول مرکز قلب دوم مرکز تنفس۔ سوم مرکز عروق۔ اس لئے اس کا اثر راس النخاع پر پڑنے سے اس میں تحریک ہو کر ہر سہ مراکز پر بھی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں قلب۔ تنفس اور حرکت عروق میں بھی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ جیساکہ مقدار سمیہ کے بیان میں واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ مرض کزاز کی طرح سے سخت تشنج پیدا ہو کر تنفس اور حرکت قلب اور عروق میں ایک تغیر عظیم واقع ہو جاتا ہے۔ جو محض نخاع کے حرکتی عصبی خلیات پر قوی تحریک پہنچنے اور نخاع کی قوت ایصال کے نہایت بڑھ جانے کی وجہ سے ہی وہ تشنج ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کچلہ کے زہر سے جو کزاز کی طرح کی تشنج پیدا ہوتی ہے۔ وہ دماغ کی تحریک سے ہرگز نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اگر نخاع کو دماغ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تب بھی کچلہ سے تشنج ہونے لگتا ہے۔ اور اگر نخاع کے اعصاب کی جڑ ہوں کو کاٹ دیا جائے۔ تو جن اعضاء میں وہ منقطع شدہ اعصاب جاتے ہیں۔ ان میں تشنج نہیں ہوتا پس اس سے بخوبی ثابت ہے کہ کچلہ کا اثر نخاع پر پڑنے سے ہی وہ تشنج ہوا کرتا ہے ؛

(۴) قلب و دَوران خون

کچلہ کا مرکز قلب اور عضلات قلب پر محرک اثر پڑنے سے قلب میں بہت تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی دل کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس کا اثر مرکز عروق پر بھی براہ راست پڑتا ہے۔ اِس لئے جسم کی تمام عروق سکڑ کر ان کی قوت انقباضی بڑھ جاتی ہے۔ اور چونکہ جسم کے تمام عضلات میں بھی تشنجی انقباض متواتر اور مسلسل پیدا کر دیتی ہے۔ اِس لئے دوران خون میں

رد کاوٹ پیدا ہو جانے سے بھی خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب کچلہ کے مسموم کی حرکت تنفس بند ہو جاتی ہے۔ تو بھی تھوڑی دیر بعد تک اس کے دل کی حرکت جاری رہتی ہے۔ اور موت کے بعد قلب منقبض حالت میں پایا جاتا ہے ؛

غرضیکہ اس دوا سے قلب کے افعال اور دوران خون میں ایک قسم کی تیزی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہہ دواء مقوی قلب اور محرک خون تسلیم کی جاتی ہے۔ اور اس کو اس غرض کے لئے عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جو صحیح طور پر مؤثر اور مفید ثابت ہوتی ہے ؛

(۵) تنفس !

یہ دواء چونکہ راس النخاع اور نخاع کے مراکز تنفس پر براہ راست محرک اثر کرتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال سے تنفس تیز اور گہرا ہو جاتا ہے۔ جس سے نسیم زیادہ جذب ہوتی اور دخانی ہوا زیادہ خارج ہوتی ہے۔ اس لئے مریض کی طاقت دمبدم بڑھ جاتی ہے۔ اور اس دواء کے راس النخاع اور نخاع پر محرک اثر کرنے کا ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ کچلا کو کھلا کر اگر راس النخاع سے نیچے نخاع کو کاٹ بھی دیا جائے تب بھی حرکت تنفس بالکل بند نہیں ہو جاتی۔ جیساکہ عام طور پر ہوا کرتا ہے۔ بلکہ نخاع کو قطع کر دینے کے بعد جب حرکت تنفس بند ہونے لگے تو کچلہ کے استعمال سے دوبارہ حرکت تنفس پیدا ہو جاتی یعنی عود کر آتی ہے ؛

(۶) اعضاء تناسل

بہ سبب نخاعی اعصاب اور عضلات پر مؤثر اور محرک ہونے کے آلۂ تناسل کے اعصاب و عضلات میں بھی اس دوا کی تاثیر ضرور پڑتی ہے۔ اس لئے یہ دوا مقوی باہ تسلیم کی جاتی ہے ؛

نوٹ :۔ جسم سے اس دوا کا اخراج بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ اور جب یہی دوا مسلسل طور پر تھوڑی تھوڑی مقدار میں دیجائے تو جسم میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ براہ بول خارج ہوتی ہے ؛

اس کی برداشت بعض لوگوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ اور بعض کو کم۔ جن لوگوں کے اعصاب و عضلات میں پہلے سے ہی خراش یا سوزش وغیرہ سے تیزی حس موجود ہو۔ ان کو اس کی برداشت بہت کم ہوا کرتی ہے۔ لیکن تاہم اس کو بہت تھوڑی مقدار میں کھاتے کھاتے اس کی قوت برداشت بڑھ جاتی ہے۔ بعض لوگ اس کو ایک چاول کی مقدار سے شروع کر کے ماشہ ۲ ماشہ تک بڑھا لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ سالم کچلہ کھا جاتے ہیں۔ مگر اس دواء کی خصوصیت ہے کہ دوسری دواؤں کی طرح اس کا عادی اس کے کھانے پر مجبور نہیں ہوتا۔ یعنی دوسرے نشوں کی طرح اس کا نشہ نہیں بن جاتا۔ بلکہ آسانی سے اس

کی عادت ترک کی جاسکتی ہے ؛

مواقع استعمالات :- دوائیہ مقدار میں کچلہ کو مواقع ذیل میں استعمال کیا جاتا ہے۔

معدہ وامعاء

کمزور اور نقیہ اشخاص کو جو کسی شدید بیماری سے رو بصحت ہوئے ہوں اور قوت ہاضمہ کمزور ہو۔ اس دوا کا استعمال کرانا نہایت مفید ہوا کرتا ہے۔ جس سے ان کے معدہ کو طاقت آتی اور بھوک کھل جاتی ہے۔ اور چند دنوں کے استعمال سے وہ مریض طاقتور ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں نفخ شکم اور جلن معدہ اور ترش ڈکار بھی اس کے استعمال سے رفع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے قبض دائمی اور وہ قبض جو جسمانی کمزوری اور نقص الدم (کمی خون) وغیرہ سے ہو۔ اس کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال سے امعاء کی حرکت دودیہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور فضلہ غذا جلد جلد مقعد کی طرف دھکیلا جاتا ہے۔ اور امعاء میں رہ کر قوت جاذبہ اس کی رطوبت کو جذب کر کے خشک سُدّوں کی شکل میں نہیں بنا سکتی۔ بلکہ اکثر طور پر جو ادویہ مولد خون یا مقوی جگر و معدہ ہونے کے ساتھ قابض بھی ہوتی ہیں۔ جیسے فولاد چرائیتہ وغیرہ ان کے ہمراہ اگر اس دوا کو ملا کر استعمال کرایا جائے۔ تو ان کو قبض پیدا نہیں کرنے دیتی۔ نیز مسہل ادویہ کے ہمراہ استعمال کرنے سے ان کے فعل کی ممد و معاون ہوتی ہے۔ مرض خروج المقعد (کانخ نکلنا) میں جب قبض موجود ہو اور ہر ایک مقوی دوا جو قابض ہو مضر پڑتی ہے۔ ایسے موقعہ پر کچلہ سے بہت فائدہ لیا جا سکتا ہے ؛

قلب و دوران خون

تقویت قلب اور شرائیں کے لئے یہ دوا بہت عمدہ محرک قلب و شرائیں ہے۔ ضعف قلب حاد ہو یا مزمن دونوں حالتوں میں اس کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ ہیضہ اور مارگزیدہ کے سخت ضعف میں اس سے حرکت قلب اور دوران خون تیز ہو کر اکثر مریض موت کے پنجہ سے نکل آتے ہیں ؛

مخدر زہروں کے کھانے سے جب مسموم کا فعل قلب کم ہونے لگے اور دوران خون سُست ہو جائے اور موت قریب دکھائی دے رہی ہو۔ تو اس دوا کے استعمال سے اکثر یہ طور پر حرکت قلب بڑھ جاتی اور دوران خون تیز ہو کر مریض بچ جاتا ہے۔ اور اس طرح سے یہ دوا مخدر ادویہ کے لئے ضاد زہر کا حکم رکھتی ہے۔ کمی دوران خون کی وجہ جن مریضوں کے ہاتھ پاؤں سرد رہتے ہوں۔ تو اس کے استعمال سے یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔

نظام تنفس

چونکہ یہ دوا مرکز تنفس پر موثر اور محرک ہے۔ اس لئے جب کسی مرض مثلاً سعال مزمن (بوڑھوں کی بلغمی کھانسی) ذات الریہ مزمن۔ مرض سل۔ نفخ الریہ وغیرہ میں جب تنفس کمزور ہو جائے۔ تو

اس کے استعمال سے سانس کی آمد و رفت اعتدال پر لائی جا سکتی ہے۔ مرض سل میں جو اکثر مریض کو رات کے وقت بہ سبب کمزوری تنفس پسینہ آجاتا ہے۔ اور اس طرح مریض جلد جلد کمزور ہونے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں اس دوا سے فائدہ ہو جاتا ہے یعنی فعل تنفس باقاعدہ ہو کر رات کو پسینہ کا آنا موقوف ہو جاتا ہے۔

پرانی کھانسی اور بلغمی کھانسی میں مخرج بلغم ادویہ مثل حب عنصل اور سفوف عشر وغیرہ کے ہمراہ اگر اس کو استعمال کرایا جائے۔ تو پھیپھڑوں میں طاقت پیدا ہو کر بلغم بآسانی خارج ہو جاتا اور مریض کو صحت ہو جاتی ہے۔ جب ایسی امراض غشاء مخاطی میں کھانسی کو روکنے اور بلغم کو کم کرنے کے لئے غلطی سے اگر افیون یا حب سیکران وغیرہ مخدرات زیادہ مقدار میں دی جائیں اور تنفس میں خلل پیدا ہونے لگے۔ تو حب عنصل وغیرہ مخرج بلغم ادویہ کے ساتھ اس کا استعمال بہت قابلیت کے ساتھ اس تکلیف کو آناً فاناً رفع کر دیتا ہے ؛

نظام عصبی !

چونکہ اس دوا کا براہ راست اثر نخاع پر محرک اور مقوی پڑتا ہے۔ اور نظام اعصاب نخاعی کو تقویت اور تحریک دینے والی ایک خاص دوا کچلہ ہے۔ اِس لئے اقسام فالج و استرخاء کے لئے یہ دوا ایک مسلمہ نافع ہے۔ چنانچہ فالج علوی۔ فالج سفلی۔ فالج نصف طولانی۔ لقوہ۔ استرخاء ساعد۔ استرخاء ساق۔ استرخاء خنجرہ۔ استرخاء جفن وغیرہ۔ مقامی اور محدود استرخاء۔ اور عام استرخاء سب میں استعمال کرائی جاتی ہے ؛

نوٹ نمبر ۱:- یاد رہے۔ کہ جب فالج یا استرخاء بالکل نیا ہو یا اس قدر پرانا ہو جائے۔ کہ آگ اور بجلی کا اثر بھی اس پر نہ ہو۔ تو اس دوا کا اثر بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ نئے فالج اور استرخاء میں تو مضر اثر بھی اکثر ہو جاتا ہے اسی طرح وہ فالج و استرخاء جو دماغ کی وجہ سے ہو اس میں بھی یہ دوا مفید نہیں ہوا کرتی۔

(۲) نخاعی فالج اور استرخاء میں اگرچہ یہ دوا یقینی طور پر مفید ہے۔ لیکن جب نخاع میں ورم و التہاب موجود ہو۔ اور ابھی تازہ تازہ مرض ہو۔ تو وہاں بھی یہ دوا فائدہ نہیں کرتی بلکہ نقصان کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس کے استعمال سے نخاع میں اور زیادہ دوران خون ہو کر اور تحریک زیادہ ہو کر مرض بڑھ جانے کا خوف ہوتا ہے۔ اِس لئے عموماً مرض کی شدت اور حدت رفع ہونے کے بعد نخاع اور اس کے اعصاب و عضلات میں کمزوری واقعہ ہو جائے تو پھر اس دوا کے استعمال کا موزون اور مناسب وقت ہوا کرتا ہے۔

(۳) استرخاء حسی میں یہ دوا کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بالعموم دماغی کمزوری اور دماغی خلل کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ البتہ بعض مزمن امراض عصبی مرض رعشہ عصبی اوجاع۔ بیخوابی مالیخولیاء مراقی۔ اختناق الرحم وغیرہ حسی امراض میں یہ دوا فائدہ کرتی ہے۔ مگر وہ اِس لئے نہیں کہ مقوی اعصاب حاسہ ہے بلکہ اس لئے فائدہ کرتی ہے

کہ چونکہ یہ دوا تلخ ہے۔ اور اس تلخی کی وجہ سے مقوی معدہ و امعاء ہے۔ جیسا کہ پہلے اس کی تصریح کردی گئی ہے اِس لئے قوت ہاضمہ جب درست ہو جاتی ہے۔ اور مریض کی طاقت جسمی اور صحت عامہ اچھی حالت میں ہو جاتی ہے۔ تو اس کے نتیجہ میں قوت احساس بھی ٹھیک ہو جاتی ہے ورنہ مرض مراق اور اختناق میں جب حسی اعصاب میں اور خصوصاً ان کے اختتامی سروں میں زائد تحریک اور تیزی حس ہوا کرتی ہے۔ تو ایسے وقت میں یہ دوا بجائے کسی قدر مفید ہونے کے عام طور پر مضر اثر رکھتی ہے۔

آلات بول و آلات تناسل

استرخاء مثانہ۔ تقطیر البول۔ استرخائی مسلس البول۔ بول فی الفراش میں یہ دوا مفید ہے۔ اسی طرح سے ضعف باہ اور جلق وغیرہ کے نقائص میں بھی مفید ہے۔ مگر کثرت مجامعت کے سبب سے جو ضعف باہ ہو۔ یا جلق کی وجہ سے جب جریان واحتلام ساتھ ہو تو اکثر مضر پڑتی ہے۔ خصوصاً اسکی زیادتی استعمال

البتہ جب بڑھاپے میں ضعف باہ پیدا ہو۔ اور پیشاب بار بار آتا ہو۔ یا استرخاء مثانہ کے سبب پیشاب قطرہ قطرہ آتا ہو۔ تو ایسے مریضوں کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ قوت باہ کو بھی بڑھا دیتی ہے۔ اور مثانہ کو بھی طاقت دیکر قائم کردیتی ہے اسی طرح مجلوق مریضوں کے لئے مسکنات خزانہ منی کے ذریعہ سے جریان واحتلام کو بند کردینے کے بعد اگر یہ دوا استعمال کرائی جائے تو مفید ہوا کرتی ہے۔ ورنہ غیر مفید بلکہ مضر ہوتی ہے۔

عام جسمانی کمزوری

جب جسم میں کمزوری پائی جائے۔ خواہ کثرت کاموں کی وجہ سے یا امراض حادہ کے بعد اور جب بدن میں خون کم ہو تو ایسی صورت میں اس کا استعمال بہمراہی دیگر ادویات مناسبہ کے بہت ہی مفید ہوا کرتا ہے۔ مثلاً جب معدہ کو طاقتور کرنا منظور ہو تو اس کے ساتھ تلخ ادویہ مثل چرائتہ۔ گلو۔ اتیس۔ پودینہ۔ حشبہ۔ پوست اترج۔ نیم وغیرہ وغیرہ کو ملا کر دینے سے بہت ہی مفید ہے۔

اگر جگر کمزور ہو۔ تو بیخ کاسنی۔ سنبل الطیب۔ دارچینی۔ مکو وغیرہ ادویہ کے ہمراہ اس کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ فولاد کے کشتہ کے ساتھ اس کا استعمال ضعف جگر وغیرہ میں بہت ہی مفید ہے۔ جس سے فولاد کی قبضیت بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ دوا قبض کشا ہے۔

جب کثرت محنت و مشقت کی وجہ سے طبیعت مضمحل اور سست رہتی ہو۔ تو کام کاج کو چھوڑ کر اس دوا کا استعمال کرنا بہت ہی مفید ہوا کرتا ہے۔

اَوسط مقدار میں کچلہ کے مضرات

چونکہ کچلا تخاع۔ عضلات اور اعصاب پر ہی براہ راست اثر رکھتا ہے۔ اور ان اعضاء پر اس کے محرک اثرات پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اِس لئے جب ایسے شخص کو اس کا استعمال کرایا جائے۔ جس کو ایسے اثرات کی ضرورت نہیں۔ یعنی اس کے یہ اعضاء پہلے سے ہی متحرک ہیں۔ یا کہ حد اعتدال پر ہیں۔ تو اس دوا کا اس کی صحت پر ضرور بد اثر پڑیگا۔ یا جب ایسے مریض کو جس کو اس کی ضرورت تو ہے۔ مگر کچلا کی مقدار اس کی ضرورت سے زیادہ کی گئی ہے۔ یا بہت دنوں تک اس کو دیا گیا ہے۔ جس قدر ضرورت نہ تھی۔ تو بھی اس کے مضر اثرات ضرور نمایاں ہوں گے۔ اِس لئے ان تمام بد اثرات اور مضر اثرات کی فہرست دینا ضروری ہے تاکہ معالجین ان علامات ضارہ کو دیکھ کر معلوم کرلیں۔ کہ اس شخص کو کچلا مضر ہو رہا ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کو ترک کر دیں۔ اور وہ اثرات یہ ہیں:

دماغ غصہ زیادہ ہو جائے۔ اور تنہائی کو زیادہ پسند کرنے لگے۔ جھگڑا کرے۔ مگر خود ہی رنجیدہ ہو جائے۔ نا امیدی کا خیال پیدا ہونے لگے۔ گفتگو میں غلطی کرے۔ اور بے تکا جواب دے۔ پاگلانہ طور پر اپنے دوستوں کو نقصان پہنچانے کا خیال پیدا ہو۔ وقت کاٹے نہ کٹے۔ چلنے میں دماغ ماؤف معلوم ہو۔ نصف رات کے بعد نیند کھل جائے اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہوں۔ اور نیند نہ آنے دیں۔ شام کو جلدی نیند آوے۔

سر سر میں چکر آوے جیسے شرابی کو آتا ہے۔ کھانا کھانے کے وقت یا کھانا کھا چکنے کے بعد سر اپنی مقدار سے بڑا معلوم ہونے لگے۔ سر میں کسی جگہ درد شروع ہو جائے۔ جس کے ساتھ بوجھ اور تناؤ معلوم ہو۔ اور یہ تکلیف عموماً صبح کے وقت ظاہر ہو۔

آنکھیں صبح کے وقت پپوٹے بھاری ہوں۔ اور باہم چپک جائیں۔ صبح روشنی کی برداشت نہ ہو۔ بلکہ تکلیف دِہ ہو۔ مگر سہ پہر کو روشنی کی برداشت ہو جائے:

کان صبح کے وقت کان میں آوازیں آئیں۔ اور درد ہو۔

ناک چھینکیں آسکتی ہیں مگر کثرت سے نہیں۔ لیکن زکام جیسی حالت اکثر ہو جاتی ہے۔ جو دِن بھر رہتی ہے۔ یعنی دن بھر تو کبھی ناک سے پانی بہتا رہتا ہے۔ مگر شام کے بعد اور رات کو بالکل خشک ہو جاتا ہے۔

مُنہ۔ دانت دانتوں میں دکھن اور درد جو دماغی کام کرنے اور کھلی ہوا میں جانے سے زیادہ ہو۔ مسوڑوں اور چہرہ کی ہڈیوں میں تناؤ اور درد ہو۔ زبان سیاہ اور چٹخی ہوئی اور کھاری ہو۔ ذائقہ کڑوا لیکن کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ ٹھیک معلوم ہو۔ حلق میں ایک کیل سا اٹکا ہوا معلوم ہو۔

زبان۔ حلق

معدہ۔ امعاء۔ پیٹ صبح کے وقت منہ کا مزہ گندہ اور کڑوا معلوم ہو۔ ڈکاریں کھٹی اور کڑوی آئیں۔ بھوک لگے۔

مگر کھانے کو دل نہ چاہے۔ کھانا کھانے کے بعد متلی یا معدہ میں بوجھ معلوم ہو۔ معدہ کو دبانے سے دردناک معلوم ہو۔ پیڑو میں کمزوری اور درد معلوم ہو۔ اور آنت اُترنے کا خطرہ رہے۔ پیٹ میں جلن ہو۔ جگر کے ارد گرد کچھ بے چینی سی معلوم ہو۔

مقعد قبض دائمی رہنے لگے۔ حاجت تو ہو۔ مگر کھل کر پاخانہ خارج نہ ہو۔ پاخانہ کے بعد تسکین نہ ہو۔ بلکہ وسوسہ باقی رہے پیچش ہو اور ناف کے قریب درد ہو۔ مقعد پر بوجھ پڑے اور پاخانہ میں خون آؤں کی موجودگی پائی جائے۔ بواسیر کی علامات پیدا ہو جائیں۔ خواہ بادی کی یا خونی کی۔

آلات بول درد کے ساتھ پیشاب آنے لگے اور مقدار میں کم ہو۔ یا جلتا ہوا قطرہ قطرہ پیشاب آوے۔ درد گردہ پیدا ہو جائے۔

آلات تناسل فوتہ میں درد ہو۔ حیض بہت جلد اور زیادہ مقدار میں ہو۔ حیض کی باقاعدگی نہ رہے۔ حیض کے وقت درد ہو۔ رحم میں درد ہو اور بدبودار سفید رطوبت خارج ہو۔ اوپر اُٹھنے یا دباؤ پڑنے سے خروج رحم ہو۔

آلات تنفس خشک کھانسی نصف رات کے بعد خصوصاً صبح کو ہونے لگے۔ جو چت لیٹنے اور محنت کرنے اور کھانا کھانے سے زیادہ ہو اور پچھلے پہر کم ہو جائے جیسا کہ زکام کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔

ظہر پیٹھ میں درد ہو۔ جو عموماً نصف شب کے بعد اور صبح کے وقت زیادہ تکلیف دے۔ کمر کے گرد کھچاوٹ معلوم ہو حتےٰ کہ کپڑے ڈھیلے کرنے پڑیں۔ اور زیادتی جماع سے ریڑھ میں تکلیف محسوس ہو۔

قلب خفقان (دھڑکن) ہو۔ جس کے ساتھ متلی ہو۔ لرزہ اس قدر ہو کہ چہرہ اور ہاتھ نیلے پڑ جائیں۔ اس کے بعد خوب تپ چڑھ جائے۔ ہاتھوں اور پاؤں میں جلن ہو۔ پیاس ہو۔ تمام جسم تپ سے جلے مگر پھر بھی کپڑا لینے کی ضرورت محسوس ہو۔ کیونکہ سردی سے تکلیف معلوم کرے۔

بخار میں نم معدہ پر مریض گرمی محسوس کرے۔ مگر چھونے سے وہ جگہ ٹھنڈی معلوم ہو۔

ہاتھ پاؤں صبح کے وقت یا نصف رات کے بعد سُن ہو جانے کی کیفیت پیدا ہو۔ یعنی ہاتھ پاؤں سو جائیں اور یکایک کسی ہاتھ یا پاؤں کی طاقت کم ہو جائے۔ اور چلنے میں لنگنے آواز دیں۔

ہمارا ارادہ تھا۔ کہ ان مفردات کے بیان کرتے وقت ہر ایک عضو پر جو اس کا برا اثر پڑتا ہے اس کی وجہ اور لِم بھی ساتھ لکھی جانی چاہیئے۔ کہ فلاں عضو پر کیوں اور کس طرح سے اثر پڑا حالانکہ اس کا براہ راست اثر اس پر نہ تھا۔ یا کہ اگر اس کا اثر براہ راست اس پر تھا۔ تو صرف محرک اثر ہی پڑنا چاہیئے تھا۔ بعض اعضاء پر اس کا سُست کر دینے والا اثر کیوں پڑا وغیرہ وغیرہ۔ مگر چونکہ پہلے سے ہی یہ مضمون ضرورت سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ نیز ایسی باتیں ایک فہیم شخص اس مضمون کو غور کے ساتھ پڑھنے سے خود بخود ہی معلوم کر سکتا ہے۔ لہذا زیادہ تشریح ترک کر دی گئی صرف اسقد

ذکر لکھدینا کافی ہے کہ جن جن اعضار پر اس دوا کا جو جو مضر اثر دکھایا گیا ہے۔ یا تو براہ راست بار بار اثر پڑنے کی وجہ سے ایک قسم کی تیزی پیدا ہو گئی ہے۔ اور یا رفتار قلب و تنفس کی روزانہ زیادتی اور دوران خون کی تیزی سے جو لازمہ اس دوا کا تھی دوسرے اعضار میں بھی خون کے زیادہ جانے سے ان کے افعال میں بھی تیزی آگئی۔ اگرچہ اس دوا کا اثر ان پر براہ راست نہ تھا۔ اور جن اعضار پر اس کا سست کر دینے والا اثر پڑا ہے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ چونکہ بعض اعضار میں اس دواء کی تاثیر یا بواسطہ یا بواسطہ سے دوران خون زیادہ ہوتا رہا تھا۔ اس لئے لازمی اور ضروری تھا کہ بعض دیگر اعضار میں اسی قدر خون کم پہنچتا ہاں بعض اعضار میں زیادتی خون کی وجہ سے بھی جب حد سے زیادہ ہو جائے سستی پیدا ہو سکتی ہے۔

البتہ ایک بات کا ذکر کر دینا بہت ہی ضروری ہے کہ اس دوا کا ضرر زیادہ تر نصف دن کے بعد اور خصوصاً صبح کے وقت کیوں پڑتا ہے اور اسکی مضر علامات خصوصاً صبح کو ہی کیوں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ یعنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ کچلہ محرک چیز ہے اور ہر ایک محرک چیز کا خاصہ ہے کہ وہ وارد بدن ہو کر تحریک کا کام کرے اور ہر وقت کرے۔ یہ تو نہیں کہ کسی خاص وقت کے ماتحت اپنا فعل کرے۔ اور دوسرے وقتوں میں نہ کرے۔ مثلاً اگر کچلہ کسی شخص کو چار یا پانچ بجے شام دیا جائے۔ تو چاہیئے کہ اسی وقت اسکی محرک اثر ہو یا کم از کم ابتدائی حصۂ شب میں اس کا اثر ہو یہ نہیں کہ چار یا پانچ بجے صبح اس کا اثر ہو۔ ہاں اگر اس کا اثر بطی ہے۔ جس کے ظہور کیلئے دس بارہ گھنٹے مطلوب ہیں تو پھر چاہیئے کہ اگر اسکو صبح کھلایا جائے تو اس کا اثر شام کو ہونا چاہیئے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ تجربات و مشاہدات متواترہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ صبح کی دوا کھائی ہوئی کا اثر اگرچہ اس وقت بھی ہوگا۔ مگر شام کو کم ہو کر پھر دوسری صبح کو دوبارہ عود کرے گا۔ اس میں کیا بھید ہے۔ اور کیا فلاسفی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس دوا کا اثر محرک اور دوسری محرک ادویہ کا اثر ہر وقت محرک ہی ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے۔ مگر چونکہ نصف شب کے بعد اور خصوصاً صبح کے وقت انتشار نور شمسی کی وجہ سے ہر ایک چیز میں ایک قسم کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جسم انسان میں تاثیرات شمسی حرکت پیدا کر دیتی ہیں۔ پس اس وقت ایک تو کچلہ کی تحریک بدن میں ہوتی ہے۔ دوسرا تاثیر شمسی کی تحریک اسلئے اسوقت محرک اثر بوجہ ڈبل ہو جانے کے زیادہ بیّن معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد اور زیادہ محنت و مشقت کرنے کے بعد بھی کچلہ کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں بھی محرک جسم ہیں اور کچلہ بھی محرک جسم ہے۔ پس جب دو یا تین محرک ایک جسم میں جمع ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بدن میں محر کا نہ عوارضات بھی زیادہ کھلے اور بیّن طور پر اظہار کریں گے۔ مثلاً گرم گرم دودھ یا پانی یا کوئی اور غذا کھانے والے کے وجود میں اگر اپنی عارضی گرمی کی وجہ سے محرک اثر کیا کرتی ہیں۔ لیکن اگر ان کو رات کے وقت یا موسم سرما میں استعمال کیا جائے گا

تو اس کی تحریک چندان ظاہر نہیں ہوگی۔ لیکن اگر دوپہر کے وقت اور موسم گرما میں اس کا استعمال کیا جائیگا۔ تو اس کا محرک اثر بہت زیادہ اور نہایت نمایاں طور پر ہوگا۔ تو اس میں بھی یہی فلاسفی ہے کہ پہلے وقت صرف اس گرم گرم چیز کی تحریک تھی مگر دوسرے وقت میں دو تحریکیں موجود تھیں۔ یعنی ایک تو سورج کی گرمی تھی اس پر گرم گرم دودھ پیا تو دو قسم کی تحریکیں جمع ہو کر بدن میں ایک نمایاں تحریک شروع ہو جائیگی۔

اس پر ایک اور سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس بنا پر کچلا کا اثر ۱۲ بجے دن کے زیادہ ہونا چاہیئے۔ نہ کہ رات کے تین چار بجے کیونکہ اس وقت سورج کی روشنی اور دھوپ وغیرہ موجود نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ رات اور دن باہم بالمقابل واقع ہوئے ہیں۔ یعنی رات مسکن قویٰ اور مسکن افعال الاعضاء ہے برخلاف دن کے کہ وہ محرک افعال الاعضاء اور قویٰ ہے۔ لیکن تجربات ہمیں بتلاتے ہیں۔ کہ نصف شب سے لے کر نصف دن تک، ایک حکم میں ہیں۔ اور نصف دن سے لیکر نصف شب دوسرے حکم میں۔ چنانچہ یہ سچ ہے کہ سورج کی تاثیر ہی محرک ہے۔ جو طلوع آفتاب کے ساتھ شروع ہو کر بڑھتی بڑھتی بارہ بجے تک اپنی کمال ترقی پر چلی جاتی ہے۔ لیکن اسکے بعد یعنی زوال شمس کے بعد اس تحریک میں بھی زوال آئیگا۔ اور آہستہ آہستہ شام تک وہ زوال بڑھتا چلا جائے گا۔ اور اسی طرح شام کے بعد نصف شب تک بھی وہ تحریک کم ہوتی اور تسکین بڑھتی چلی جائے گی۔ حتیٰ کہ نصف شب کو یعنی بارہ بجے رات کے اس حرکت کا تنزل ہو جائیگا۔ اور سکون کا بڑھاؤ کم ہو کر حرکت کا بڑھاؤ اور سکون کا تنزل شروع ہو جائیگا۔ گویا کہ نصف شب کا وقت ایک سخت تغیر کا وقت ہے۔ جب جسمی روح بالکل اپنی مخالف سمت کو جاری ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ نصف دن کا وقت بھی ایسا ہی سخت قسم کا تغیر فاحش پیدا کرتا ہے۔ یعنی نصف شب سے سکون کا اثر کم ہونا شروع ہوتا اور تحریک کا اثر بڑھنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ بارہ بجے دن تک بدستور ایک حال پر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مگر بارہ بجے دن کے ایک ایسا تغیر پیدا ہوتا ہے کہ بالکل مخالف رو پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی اثر تحریک کم ہونے لگتا ہے اور تسکین کا اثر بڑھنے لگتا ہے۔

اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسے سال کے دو حصے ہوتے ہیں ایک موسم گرما اور ایک موسم سرما۔ موسم اول محرک ہے اور موسم ثانی مسکن مگر ایسا نہیں ہوتا کہ ابتداء موسم بہار یعنی چیت کو گرمی شروع ہو کر لگاتار بھادوں تک گرمی دمبدم بڑھتی چلی جائے گویا بھادوں میں کمال گرمی ہو اور اسوج سے سردی شروع ہو کر پھاگن تک سردی بڑھتی چلی جائے۔ حتیٰ کہ ماہ پھاگن میں سردی اپنے پورے معراج پر ہو۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ تجربات اور مشاہدات یہ بتاتے ہیں۔ کہ جیٹھ میں گرمی کا کمال ہوتا ہے۔ اسکے بعد اساڑھ میں گرمی کمی کی طرف میلان کرتی ہے۔ جو اسوج تک کم ہو کر سردی کا آغاز ہو جاتا ہے پھر سردی بڑھتے بڑھتے اور گرمی کم ہوتے ہوتے اخیر پھاگن میں کمال سردی

ہوجاتی ہے۔ اور سردی بدرجہ کمال کم ہو جاتی ہے۔ مگر ابتداء پوس میں اگرچہ ابھی سردی کا کمال ہوتا ہے مگر حقیقت میں گرمی شروع ہو جاتی ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے اخیر پھاگن اور ابتداء چیت میں معقول اور اخیر جیٹھ میں اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے۔

یہی حال دن اور رات کا ہے۔ کہ اگرچہ بظاہر دن بمقابلہ رات کے محرک اثر رکھتا ہے۔ اور رات بمقابلہ دن کے مسکن اثر رکھتی ہے۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ دن کا نصف آخر اور رات کا نصفِ اول مسکن ہیں اور رات کا نصف ثانی اور دن کا نصف اول محرک ہیں۔ یعنی رات کو دو حصہ پر تقسیم کرنے سے پہلا حصہ تو کمال تسکین کا ہے۔ مگر دوسرا حصہ اگرچہ ابتداء تحریک کا ہے۔ مگر کمال سکون کے مقابلے پر اسکو محرک ہی سمجھا جائیگا۔ جیسا کہ موسم سرما کا نصف آخر باوجود سرد ہونیکے بمقابلہ نصف اول کے محرک سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ اس موسم میں تمام نباتات اور حیوانات میں اندر ہی اندر ایک قسم کا نشوونما شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحبان بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔ اگرچہ پورا نشوونما موسم بہار میں ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اس کا ابتداء اس آخری حصہ سرما میں ہی شروع ہو چکا ہوتا ہے پس یہی حال آخری حصۂ شب کا ہے۔

سلاجیت

یہ دوا ہماری ملکی اور دیسی چیز ہے۔ اور ابتداء سے ہی ہمارے وید بزرگ اس کا استعمال کرتے چلے آئے ہیں جیسا کہ اس کا ذکر چرک وشسرت جیسی مشہور کتب آیورویدک میں ہے۔ البتہ اس دوا کا علم ہمارے یونانی اور عربی بزرگوں کو نہیں تھا۔ اور نہ انہوں نے اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ جو لوگ طب یونانی کو کامل و مکمل سمجھتے ہیں اور اس میں کسی اضافہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کم از کم ایسی مشہور اور مفید چیز کے متعلق اپنی ناواقفیت کو دیکھ کر ہی اصلاح و تجدید کی ضرورت کو محسوس کریں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحبان جو دنیا بھر کی ادویہ کو معلوم کر کے اپنی طب میں داخل کر لینے کے مدعی ہیں۔ تا حال اس مفید اور نہایت عجیب دوا کے متعلق کوئی تحقیقات نہیں کر سکے۔ چنانچہ آجتک انکی فارما کوپیا (قرابادینیں) اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ مجھے اس دوا پر تحقیقات کرنے کا شوق اسوقت پیدا ہوا۔ جب مکرمی مولانا مولوی منتظام الدین صاحب مبلغ کشمیر نے خود تیار کی ہوئی سلاجیت کافی مقدار میں عطا کی اور جو کچھ تحقیقات اب تک ہو سکی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے

ماہیت سلاجیت

نہ کتابوں میں اس کے مختلف نام ملتے ہیں۔ اور نہ ہی اسکی پوری ماہیت درج ہے۔ کئی قسم کی دوا زکار

باتیں اس کی پیدائش اور ترکیب تیاری کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ جن میں سے کوئی بات بھی صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ حکیم مولوی نظام الدین صاحب سے دریافت کرنے پر جو کچھ معلوم ہو سکا وہ یہ ہے کہ گلگت۔ لداخ۔ ختن۔ اور یارقند وغیرہ کے علاقوں میں بلند پہاڑوں پر ایک قسم کا مٹیالہ سا نرم پتھر ہوتا ہے۔ جو کوٹنے سے جلدی سفوف بن جاتا ہے۔ جب اس پتھر پر تیز دھوپ پڑتی ہے تو اس سے سیاہ رنگ کا مادہ رستا ہے۔ جو سلاجیت کہلاتا ہے مگر وہ صاف نہیں ملتا بلکہ اس میں مٹی کنکر وغیرہ مل جاتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ تو اسکو پانی میں صاف کرکے خشک کر لیتے ہیں اور بعض اس پتھر کو باریک کرکے پانی میں حل کرتے ہیں۔ اور پھر اسکو آگ پر یا دھوپ میں سکھا کر خشک کر لیتے ہیں۔ مگر شمسی سلاجیت صحیح ہوتی ہے۔ اور آتشی غیر مفید اور ردی۔ یہ دوا سیاہ رنگ اور چمکیلی ہوتی ہے مزہ تلخ جسمیں کسیقدر شیرینی بھی ہوتی ہے بو خاص قسم کی ہوتی ہے۔ جب پانی میں ڈالی جائے تو پانی میں حل ہوتی ہوئی اسکی دھاریاں سی بنتی جاتی ہیں۔ جو پانی میں نیچے یا اوپر جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ جن کی رنگت سرخی مائل اور حنائی معلوم ہوتی ہے۔ خوراک ۳ رتی سے ۶ رتی تک ہے۔ اگرچہ ایک ماشہ تک بھی چندان مضر نہیں ثابت ہوئی۔

طریق استعمال

بطور سفوف یا حبوب کے استعمال کرائیں۔ سب سے بہترین طریق یہ ہے کہ پانی میں حل کرکے پلائی جائے اس طریق سے فوراً ہضم اور تحلیل ہو کر اپنی تاثیرات ظاہر کرتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس دوا کا مطبوخ بالکل نہیں بنانا چاہیئے۔ اس دوا کو گرم کرنے سے نہ صرف یہ کہ اسکے اثرات و خواص میں کمی آجاتی ہے۔ بلکہ اس کا استعمال مضر بھی ہوتا ہے۔ جلدی امراض اور زخم وغیرہ پر بھی ذرور رگایا طلاءً استعمال ہوتی ہے۔

خواص و اثرات

مقوی۔ محرک اور دافع تعفن ہے۔

مواقع استعمال

معدہ و امعاء۔ اگرچہ اس دوا کا فوری اثر تو معدہ و امعاء پر نمایاں نہیں ہوتا۔ مگر چند روز کے استعمال سے معدہ و امعاء میں قوت آجاتی ہے۔ بھوک کسی قدر بڑھ جاتی ہے ہاضمہ عمدہ ہو جاتا ہے۔ اور معدہ و امعاء کا تعفن دور ہو جانیکی وجہ سے ریاح کی پیدائش میں خاص کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دائمی قبض کی عادت رفع ہو جاتی ہے۔ گویا مرض مزاق کیلئے بہت مفید ہے۔ اور بواسیر بادی کیلئے بھی نفع مند چیز ہے۔ اگرچہ یہ دوا مسہل

یا ملین تو نہیں۔ مگر قابض بھی مطلق نہیں ہے۔ کسی قدر قبض کشا ہی سمجھنی چاہیئے۔ جو قدرتی قبض کشائی کے ہمرنگ ہوا کرتی ہے۔ کرم امعاء کے مریضوں میں بوجہ دافع تعفن ہونیکے بہت مفید ہے۔ خصوصاً جب بذریعہ مسہلات کرموں کو خارج کر دیا جائے۔ تو اس کا استعمال پیدائش کرم کی عادت کو دور کرتا ہے۔

جگر

معدہ وامعاء سے جب یہ دوا جذب ہو کر خون میں مل جاتی ہے۔ اور دوسرے اعضاء میں جاتی ہے تو جن جن اعضاء پر اسکا اثر ہوتا ہے۔ ان میں سے جگر ایک معتبر عضو ہے جو اس دوا سے بخوبی متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ دوا جگر کیلئے ایک عمدہ مقوی محرک چیز ہے۔ اس دوا کے استعمال سے جگر کا فعل تولید صفراء تیز ہو جاتا ہے چنانچہ صفراء کثرت سے پیدا ہونے لگتا ہے۔ اور صفرا کا قوام بھی رقیق ہو جاتا ہے۔ جس سے صفراء کی نالیوں کی وہ سوزش جو کہ صفراء کی غلظت اور کرختی سے پیدا ہو چکی تھی رفع ہو کر وہ نالیاں صاف اور کشادہ ہو جاتی ہیں اور وہ پتھریاں جو جگر یا پتہ میں پیدا ہو چکی ہوئی ہوں۔ وہ صفراء کے ادرار اور اس کے بہاؤ کے زور سے آنت میں جا گرتی ہیں۔ اور اس طرح سے یہ دوا مرض حجارۃ الکبد اور حجارۃ المرارہ اور یرقان وغیرہ امراض کبدی میں نہایت مفید دوا ہے۔ اور اس کا استعمال دوبارہ پتھری کے پیدا ہونیکا مانع ہے یرقان کا مرض اکثر اسیوقت پیدا ہوتا ہے۔ جب ضعف کبد کیوجہ سے صفرا پیدا نہیں ہوتا اور جو ہوتا ہے وہ ناطبعی اور غلیظ ہونے کی وجہ سے صفراوی نالیوں میں سوزش پیدا کرنے اور سدے پیدا کر دینے کا باعث بنتا ہے۔ لہذا امعاء میں صفراء کے نہ گرنے کیوجہ سے قبض ہو جاتا ہے۔ اور پاخانہ خشک اور سفید آتا ہے۔ اور پتہ صفراء سے آہستہ آہستہ پُر ہو جاتا ہے۔ اس لئے پتہ سے صفراء دوبارہ خون میں جذب ہونے لگتا ہے۔ اور کچھ صفراء بسبب خون میں سے نہ خارج ہونے کے خون میں ہی جمع ہونے لگتا ہے۔ پس خون میں صفراء کی مقدار بڑھ کر خون زردی مائل اور غیر طبعی ہو جاتا ہے۔ جس سے طبیعت مدیرہ بدن گردوں کی وساطت سے صفراء کو خون سے علیحدہ کر کے بذریعہ پیشاب خارج کرتی ہے۔ جس سے قارورہ رنگین اور زرد ہو جاتا ہے۔ اور جلد میں سے صفراء کو بذریعہ پسینہ خارج کرنے کی وجہ سے مسامات جلدیہ میں صفراء کے لذع سے خارش شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مریض یرقان بدن کو ہمیشہ کھجلاتا رہتا ہے۔ مگر اس دواء کے استعمال سے یہ ساری شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ بسبب ادرار صفراء کے قبض رفع ہو جاتی ہے۔ پیشاب صاف ہو جاتا ہے۔ خارش بدن رفع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مرض ذیابیطس جو جگر کے فعل کی خرابی کی وجہ سے ہوا سکے استعمال سے رفع ہو جاتا ہے۔ اور پیشاب میں شکر کا آنا موقوف ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس مرض استسقاء کبدی میں بھی مفید ہے۔

گردے

اس دوا کا خون میں سے اخراج چونکہ جلد اور گردوں کی راہ سے ہوتا ہے۔ یعنی پسینہ اور قارورہ میں نکلتی ہے۔ اس لئے جب گردے اسکو خارج کرتے ہیں تو گردوں پر اس کا مقوی اثر ہو کر گردے اپنے فعل کو تیزی سے سرانجام دینے لگتے ہیں۔ اسلئے سنگ گردہ و مثانہ اور ریگ گردہ و مثانہ اور غلظت بول میں یہ دوا بہت مفید ہو جاتی ہے۔ اور پھر مجری بول یا نائزہ کی امراض جیسے تقطیر البول، سوزاک اور قرحہ میں بھی عمدہ نفع مند اثر رکھتی ہے۔ پہلے تبلایا جا چکا ہے کہ یہ دوا دافع تعفن ہے اسلئے قرحہ پر اسکا اثر نہایت عمدہ پڑتا ہے۔ اور زخم اندمال پا جاتا ہے۔ بلکہ اکثر اندرونی اور بیرونی زخموں پر اسکا اثر اندمال کا پڑتا ہے۔

جلد

چونکہ یہ مسامات جلدی کے راستے خارج ہوتی ہے۔ اس لئے اکثر جلدی زخموں اور چوٹ وغیرہ میں نہایت مفید اثر رکھتی ہے۔ نیز چونکہ اسکے اثر سے شرائین میں بھی طاقت آجاتی ہے۔ اور وہ پھیل جاتی ہیں۔ اور خون کی روانی بخوبی ہوتی ہے۔ اس لئے بھی سقطہ و ضربہ میں مفید اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ وہاں کا جمع شدہ خون تحلیل ہو کر چوٹ کا درد اور نشان رفع ہو جاتا ہے۔ پس یہ دوا بیرونی اور اندرونی چوٹوں کیواسطے بہت مفید اور موثر ثابت ہوتی ہے۔

پھیپھڑے

بلغم کے اخراج و انقباض پر تو اسکا چنداں اثر نہیں پڑتا۔ البتہ سانس کی تنگی پر اس کا مفید اثر ضرور پڑتا ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ شاید اعصاب پر اس کا اثر پڑ کر فائدہ ہوتا ہوگا۔ علاوہ ازیں کتب مفردات میں اسکا مفید دق و سل ہونا لکھا ہے۔ جو قیاس سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ اندرونی اور بیرونی زخموں کیلئے واقعی مفید ہے۔ دوسرا چونکہ یہ دوا جگر گردے امعاء اور جلد کے افعال کو تیز کر کے خون کو فضلات سے پاک کر دیتی ہے اس لئے صحت کو قائم کرنیکے واسطے عام مفید چیز ہے۔ اور مقوی بھی ہے۔ اسلئے اغلب گمان یہی ہے کہ ضرور مفید ہوگی۔ مگر چونکہ ان امراض پر تجربہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے کوئی یقینی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

دل

دل پر اس کا فوری اثر تو نہیں پڑتا۔ مگر تاہم چند یوم کے استعمال سے دل اور دوران خون میں ایک اچھی

انیسون

کافور

طاقتور رفتار پیدا ہو جاتی ہے۔ دل کے ڈھڑکنے اور غشی کے دوران میں معتدبہ کمی آجاتی ہے۔

دماغ

کتب مفردات میں لکھا ہے۔ کہ مرض صرع اور دیوانگی میں یہ دوا مفید ہے۔ مگر ہمارے ناقص تجربہ میں چندان موثر نہیں پائی گئی۔ البتہ مرض صداع مزمن میں اسکے استعمال سے چند یوم میں فائدہ ہوتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ خواہ وہ مفید دماغ ہونے کی وجہ سے ہو۔ یا کہ مقوی دل ہونے کی وجہ سے۔

علاوہ مذکورہ بالا امراض کے کتب مفردات میں اسکا مقوی باہ، مغلظ منی۔ دافع جریان ہونا بھی لکھا ہے بلکہ ادجاع مفاصل میں بھی مفید لکھا ہے۔ مگر ہمیں اس تحقیقات کا موقع نہیں ملا۔ ممکن ہے کہ کسیقدر مفید ہو۔ امید ہے کہ ممبران انجمن بھی آئندہ اسکے متعلق تجربات کرکے ان کے نتائج وقتاً فوقتاً درج تبصرہ کراتے رہینگے۔

کافور

جسکو ہندی میں کپور اور سنسکرت میں کربور اور انگریزی میں کمفر اور کیمفورا کہتے ہیں۔ کافور عربی لفظ ہے جو کفر سے بنا ہے۔ اور کفر کے معنے ڈھانپ دینے اور چھپا لینے کے ہیں۔ چونکہ کافور اس قدر خوشبو دار اور تیز بو ہے کہ دیگر تمام خوشبودار چیزوں کی خوشبو کو ڈھانپ دیتی اور چھپا لیتی ہے۔ اس لئے اس کا نام کافور رکھا گیا۔ باقی تمام زبانوں میں اس کے مختلف نام ہیں۔ جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اسی نام سے ہی بگڑ کر بنے ہیں۔ یا خود اخذ کر لئے گئے ہیں۔ اور عجیب یہ ہے کہ تمام قوموں سے پہلے دوا کے طور پر بھی عربوں نے ہی اسکا استعمال شروع کیا حتیٰ کہ یونانی طب میں بھی اس کا ذکر پہلے نہ تھا۔ عربوں نے جب اس طب کو اپنایا۔ تو اسوقت اس میں جو جو اضافات انہوں نے کئے تھے۔ ان میں سے کافور کا اضافہ بھی تھا۔ اور تعجب یہ کہ کافور عرب میں بالکل نہیں ہوتا بلکہ چین اور جاپان وغیرہ کی پیدائش ہے۔

ماہیت کافور

کافور کی ڈلیاں یا دانے شفاف اور بیرنگ ہوتے ہیں۔ جنکی خوشبو نہایت تیز اور خاص قسم کی ہوتی ہے اس خوشبو کی مماثلت خفیف طور پر کچھ۔ زرنباد۔ خولنجان۔ دارچینی اور الائچیوں میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں میں بھی قلیل طور پر کافور پایا جاتا ہے۔ لیکن اصل میں کافور کا درخت علیحدہ ہے۔ جسکی لکڑیوں پتوں۔ اور جڑ ہوں کو

پانی میں پکا کر اسکو علیحدہ کرتے ہیں۔ اور پھر عمل تصعید سے اسکو صاف کر لیتے ہیں۔ غیر مصفی کافور پانی میں ڈوب جاتا ہے مگر کافور مصعد یعنی کافور مصفی پانی کے اوپر تیرتا ہے۔ اگر اسکو جلایا جائے تو فوراً آگ کو قبول کر لیتا اور شعلہ دیکر جلتا ہے اور دھواں بھی دیتا ہے۔ معمولی حرارت پر تو آہستہ آہستہ اڑتا ہے۔ مگر زیادہ حرارت پر بہت جلد اڑ جاتا ہے۔ چنانچہ جب اسکے جوہر اڑائے جاتے ہیں تو سارے کا سارا کافور اڑ کر اوپر والے برتن کے پیندے میں جا لگتا ہے۔ اسکا ذائقہ کسیقدر تلخ اور چرپرا جسکے بعد منہ میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ کافور کو اگر سیال بنانا ہو تو ایک تی کافور آٹھ تولے پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ لیکن تیلوں میں عمدہ طور پر حل ہو جاتا ہے چنانچہ ایک تولہ کافور چار تولہ روغن زیتوں یا روغن بادام یا روغن کنجد میں یا ڈیڑھ تولہ روغن تارپین میں حل ہو جاتا ہے۔ لیکن شراب میں اس میں سے بھی زیادہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ برابر وزن میں حل ہو جاتا ہے۔

افعال وخواص کافور

چونکہ ماہرین پرانی طبیں آیورویدک اور یونانی ہر ایک دوا کی تاثیرات کو کیفیات اربعہ عناصریہ کیطرف منسوب کرتے تھے اس لئے انہوں نے کافور کی تاثیر مقرر کرنے میں عجیب عجیب پیچ و تاب کھائے ہیں۔ اکثر یونانی اطبار اسکو سرد خشک تیسرے درجہ میں سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی بعض ویدی صاحبان بھی۔ لیکن اکثر ویدی اصحاب اور تھوڑے یونانی اسکو گرم خشک تیسرے درجہ کا سمجھتے ہیں اور بعض یونانی اطبار اسکو سرد خشک سمجھنے کیساتھ ہی قوت حارہ ناریہ کے بھی قائل ہیں۔ یعنی باوجودیکہ یہ دوا سرد ہے مگر کسی قدر گرم بھی ہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ افعال الاعضاء کے ماتحت اسکے اثرات دو طرح کے ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی عروق دمویہ پر اسکا اثر محرک پڑتا ہے۔ اور اعصاب پر اسکا اثر مخدر ہوتا ہے۔ اسلئے جب متقدمین نے اسکو دیکھا کہ جہاں اسکو لگایا جائے وہ جگہ کسی قدر سرخ اور گرم ہو جاتی ہے۔ تو انہوں نے اسکو گرم قرار دیا۔ اور جب دیکھا کہ بالآخر وہ جگہ مخدر ہو جاتی ہے اور چونکہ عمل تخدیر کو وہ سردی کا فعل سمجھتے ہیں۔ اسلئے اسکو سرد تاثیر والا قرار دیا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جہاں پر اسکو لگایا جائے وہاں کی شرائیں پھیل جاتی ہیں۔ اس لئے ان میں خون زیادہ آجاتا اور بوجہ زیادتی خون کے وہ جگہ گرم اور سرخی مائل ہو جاتی ہے۔ منہ میں ڈالنے سے بھی اسیوجہ سے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ کہ اگرچہ منہ میں گرمی پیدا کر دیتا ہے۔ مگر جو باہر سے ہوا منہ میں آتی ہے تو وہ ٹھنڈی محسوس ہوتی ہے۔ نیز منہ میں اس کے اثر سے چونکہ دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ترشح رطوبات بڑھ جاتا ہے۔ یعنی لعاب دہن زیادہ پیدا ہونے لگتا ہے

معدہ

کافور جب کھا لیا جائے یا اسکا محلول بنا کر پی لیا جائے تو معدہ میں بھی چونکہ دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور

عروق معدی پھیل جاتی ہیں۔ اس لئے گرمی کا احساس معدہ میں بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ اور معدہ میں رطوبات خود ہی زیادہ رسنے لگتی ہیں۔ اس لئے یہ دوا معدہ میں تحریک پیدا کرنے کا موجب ہے جس سے اسکا فعل کاسر ریاح بھی ہے۔ یعنی نفخ کو فائدہ کرتی ہے۔ مگر چونکہ ساتھ ہی معدہ کے اعصاب پر تاثیر تخذیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے بھوک لگانے اور قوت کو قوی نہیں کر سکتا۔ اگر اس میں تخذیر اعصاب کا خاصہ نہ ہوتا تو یہ دوا نہایت مقوی معدہ اور مشتہی اور ہاضم ہوتی۔ مگر اب بھی اس میں معدہ کیلئے ایک عجیب تاثیر ہے کہ بہت کم دواؤں میں یہ تاثیر ہو گی وہ یہ ہے کہ درد معدہ اور نفخ میں بہت عجیب فائدہ اسکا ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود کاسر ریاح ہونیکے مخدر اور مسکن درد ہے یہ صفت عام محرک ادویہ میں نہیں ہوا کرتی۔

قلب

اس کے کھانے سے دل کو طاقت آتی ہے۔ نبض متسلی اور قوی ہو جاتی ہے لیکن زیادہ مقدار میں کھانے سے بوجہ تخذیر کے دل اور نبض کی رفتار کمزور ہو جاتی ہے۔

جلد اور تنفس

اس دوا کے استعمال سے ہوا کی نالیوں میں دورانِ خون تیز ہو کر رطوبات بلغمی کا اخراج کسی قدر بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا عشار مخاطی کے فعل کو تیز کرنیوالی یعنی کسی قدر مخرج بلغم ہے اور سانس بھی اس سے کسی قدر تیز ہو جاتا ہے۔ اور تنفسی دمہ میں کسی قدر اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بباعث مخدر و مسکن اعصاب ہونیکے تشنج کو فائدہ کرتا ہے۔ اور بسبب محرک خون ہونے کے بلغم کو خارج کرتا ہے۔ اسی لئے سانس کی ضیق میں افاقہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جلد پر اسکے اثر سے پسینہ آنے لگتا ہے۔ کیونکہ اس دوا کا بدن سے اخراج زیادہ تر جلد کی طرف سے اور کسی قدر پھیپھڑوں سے ہوتا ہے۔

نظامِ عصبی

نظامِ عصبی پر اسکی تاثیر بخوبی پڑتی ہے۔ لیکن اعصاب کے متعلق امراض میں اسکا اثر چنداں قابلِ اعتبار نہیں ہوتا۔ کیونکہ محرک خون ہونے کیوجہ سے ان لوگوں کی طبائع پر جنکا نظام دموی پہلے سے عمدہ ہو۔ نہایت مزاج پڑتا ہے۔ جس سے خوش کن خیالات دماغ میں پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور ایسے اشخاص کا دل ہنسنے اور ناچنے اور خوش ہونے کیطرف مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن جنکا نظام دموی اچھا نہیں ہوتا ان پر اسکا محرک اثر

چندان نہیں پڑتا۔ مگر زیادہ اثر اعصاب پر بخوبی ہو کر کمزوری اور سستی پیدا ہو جاتی ہے۔

اعضاء تناسل

اعضاء تناسل پر بھی اس کا اثر معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ بعض طبائع میں کسی قدر باہ میں قوت دیتا ہے۔ اور خواہش جماع کو بڑھا دیتا ہے۔ خصوصاً جب کہ تھوڑی مقدار میں دیا جائے۔ لیکن اکثر لوگوں پر بذریعہ تخدیر اعضاء مضعف باہ اثر کرتا ہے۔ خصوصاً جب زیادہ مقدار میں دیا جائے۔

غرضیکہ کم مقدار میں اسکی تاثیر محرک اور محلل اور مفرح ہے لیکن زیادہ مقدار میں مسکن۔ مخدر اور مضعف اثر رکھتا ہے۔ جس سے حرارت جسمانی کم ہو جاتی ہے۔ اور اعصاب کے باریک اور اختتامی سروں پر اسکی مخدر تاثیر ہو کر حس و حرکت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

پس یہ دوائی اپنی مخصوصہ تاثیرات اور خواص کی وجہ سے بہت ہی مفید و موثر ہے اور بہت سی امراض میں اس کا استعمال اندرونی اور بیرونی طور پر کیا جاتا ہے۔ جس سے اکثر امراض میں خاطر خواہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں سب سے پہلے اس کی تاثیرات سمیہ کا ذکر کیا جائیگا۔ اسکے بعد اسکی تاثیرات دوائیہ کا ذکر ہوگا۔ یعنی اس مقدار میں جسمیں بغیر کسی سمی اثر کا اظہار کرنے کے مختلف امراض میں مفید ہوگا۔

کافور کی تاثیرات سمیہ

کافور کو بہت زیادہ مقدار میں یعنی ڈیڑھ ماشہ کے مقدار میں اگر کھایا جائے تو معدہ میں درد ہوتی ہے آگ سی لگی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ متلی سی معلوم ہوتی اور کبھی قے بھی ہو جاتی ہے۔ سر میں چکر سے آتے ہیں۔ نظر میں دھندلا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کسی قدر ہذیان بھی ہو جاتا ہے۔ جو دماغ میں زیادتی خون کی علامت ہے ہاتھ پاؤں میں تشنج کے دورے ہونے لگتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عروق دماغ اسقدر خون سے بھر گئی ہیں کہ دماغ پر بوجھ پڑ کر اعصاب میں انیٹشن شروع ہے۔ جسم کا رنگ نیلگوں ہو جاتا ہے۔ جو بوجہ تخدیر کے دل کی رفتار سست ہو جانے کا نشان ہے۔ نیز یہ کہ تنفس بھی حالت اعتدال سے گر چکا ہوا ہے۔ پسینہ سرد اور چپچپا آتا ہے۔ اور پیشاب یا تو بند ہو جاتا ہے۔ یا پیدا ہی نہیں ہوتا۔ آخر غفلت اور بیہوشی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر بروقت علاج نہ کیا جائے تو اسی حالت میں مریض جاں بحق ہو جاتا ہے۔

فاد زہر - کچلا یا کچلا کے مرکبات اس دوا کی سمیت کو دور کرنیکے واسطے بہت اچھی چیز ہیں۔ قے کرانے کے بعد ان کا استعمال کرائیں۔ یا دیگر محرکات مناسبہ دیں۔

مواقعہ استعمال - یعنی ان امراض کا بیان جنمیں کافور استعمال کر کے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے -

استعمال بیرونی

کافور کو کسی مناسب تیل میں حل کر کے مالش کے طور پر کئی قسم کی اوجاع یعنی دردوں میں استعمال کیا جاتا ہے - جس سے وہاں کا دوران خون تیز ہو کر فضلات تحلیل ہو جاتے ہیں - اور وہاں کے اعصاب پر تسکین کا اثر ہو کر درد میں افاقہ ہو جاتا ہے - مواقعہ استعمال یہ ہیں -

صداع - اعصابیہ - وجع القطن - وجع العضلات - وجع المفاصل - موچ کھائے ہوئے مقامات مقام ضربہ وسقطہ - وجع الصدر - بوجہ بسرفہ مزمن - ذات الجنب - ذات الریہ - نار فارسی - بواسیر بہورے اور پھنسیاں - سوزش جلد (خواہ اس کا سبب سواری ہو - یا جوتی کی رگڑ یا بستر کی رگڑ وغیرہ وغیرہ) اوجاع عصبی وغیرہ -

استعمال اندرونی

بخار الغم میں گندہ دہنی دور کرنیکے واسطے گل قیمولیا کے ساتھ ملا کر منہ میں مل دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے -

وجع الاسنان

عقرقرحا کے ساتھ ملا کر دانتوں پر مسنون کرنے سے فائدہ ہوتا ہے - بوسیدہ دانت کے سوراخ میں کافور بھر دینے سے فوراً درد کو آرام ہوتا ہے -

نفخ شکم

میں کافور ایک رتی سے دو رتی وزن میں دینے سے نفخ اور درد میں بہت جلد تسکین ہو جاتی ہے

اسہال

خواہ ہیضہ کے ہوں - یا موسم گرما کے - اسکے استعمال سے بہت ہی عمدہ طریقہ سے جلدی اور مکمل فائدہ ہو جاتا ہے - بشرطیکہ ہیضہ کی ابتدائی حالت میں اسکا استعمال کرایا جائے - لیکن جب مریض نہایت کمزور

ہو جائے۔ تو پھر چندان مفید نہیں ہے۔ جسقدر مرض شدید ہو۔ اسیقدر جلد جلد اسکی خوراکیں دیں۔

امراض تنفس

کا فور۔ سونگھنے یا اسکی نسوار لینے سے مرض زکام کو بہت جلدی فائدہ ہو جاتا ہے۔ مگر اسوقت جب چھینکیں بکثرت آرہی ہوں۔ اور ناک سے رقیق مادہ کا اخراج ہوتا ہو۔ خواہ زکام حاد ہو۔ یا مزمن علاوہ سونگھانے کے کھلایا بھی جا سکتا ہے۔ نیز زعاف یعنی نکسیر کو مفید ہے۔

سعوفہ مزمن

میں بھی مفید ہے۔ اسکے استعمال سے اخراج بلغم میں فائدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جب اس کو عسل وغیرہ ادویہ کے ہمراہ اسکو دیا جائے۔

ضیق النفس

میں بھی مفید ہے۔ جب اس کو حب سیکراں وغیرہ مناسب ادویہ کے ساتھ دیا جائے۔ اسی طرح کالی کھانسی میں مفید ہے۔

حمیات

میں خصوصاً جو شدید ہوں۔ اس کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ جس سے نبض کی تیزی بہت جلد کم ہو جاتی ہے۔ اور جلد خشک نہیں ہوتی۔ ہذیان وغیرہ بھی ہونے نہیں پاتا۔ اگر حمی اسہالی ہو تو اس سے بہت ہی فائدہ کی امید ہے۔

ضعف قلب

میں بھی اس کا استعمال اکثر اوقات مفید ہوتا ہے۔ خصوصاً جب کہ نظام عصبی کی نزاکت اور حدت اور ذکاوت اس کا سبب ہو۔

اختلاج قلب۔ جب دماغی امراض کے باعث ہو۔

عصبی امراض

جیسے صرع۔ رعشہ۔ اختناق الرحم اور مالیخولیا و مراقی میں بھی مفید چیز ہے۔ بشرطیکہ عصبی ذکاوت کے سبب سے یہ امراض ہوں۔

اعضاء تناسل

جریان۔ احتلام۔ سیلان الرحم۔ عسر طمث۔ سوزاک وغیرہ میں تسکین و تخفیف کا باعث ہوتا ہے زیادتی شہوت کو بھی کم کرتا ہے۔ اس کا کھانا اور چھاتیوں پر ملنا دودھ کی پیدائش کو کم کرتا ہے۔

لیموں

لیموں ایک مشہور پھل کا نام ہے۔ اور اکثر زبانوں مثل عربی۔ فارسی وغیرہ میں اسی نام سے مشہور ہے۔ انگریزی میں لیمن کہہ دیتے ہیں۔ اردو میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ اسکا نام نمبو رکھ لیتے ہیں۔ اور پنجابی میں نیبو کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس پھل میں ترش رطوبت ہوتی ہے نچوڑنے سے آسانی کے ساتھ الگ کرلی جاسکتی ہے۔ جسکو عرقِ لیموں یا آبِ لیموں یا نمبو کا رس کہتے ہیں۔ لیموں عرصہ تک پڑے رہنے سے آہستہ آہستہ خشک ہوجاتا ہے۔ یعنی اسکا رس کم ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بالکل سوکھ جاتا ہے اور چھلکا بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دوسرے پھلوں کیطرح سے یہ ایک غذائی چیز ہے۔ لیکن اس میں دوائیت بھی ہے۔ چنانچہ دوا کے طور پر اس کا چھلکا بھی کام آتا ہے اور عرق بھی۔ جسکے محفوظ رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ لیمون کا چھلکا دھوپ میں خشک کرلیا جاتا ہے۔ اور اس کا رس کسی بوتل میں ڈال کر اس کا دسواں حصہ شراب ڈال دی جاتی ہے۔ تو وہ بگڑ جانے سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ مگر جو لوگ شراب کی ملاوٹ جائز نہیں سمجھتے وہ اس بوتل میں تھوڑا سا روغن زیتون یا روغن کنجد وغیرہ ڈال دیتے ہیں۔ جو عرق کے اوپر تیرتا رہتا ہے۔ اور بیرونی ہوا کا اثر اس میں ہونے سے مانع ہوتا ہے۔ لہذا وہ عرق عرصہ تک جوں کا توں پڑا رہتا ہے۔ اور خراب نہیں ہونے پایا۔ مگر اس سے بھی عمدہ تجویز لیموں کا ست بنانے کی ہے جو بازار سے خشک ڈلیوں کی صورت میں ملتا ہے۔ لیکن افسوس کہ تا حال اسکی ترکیب مجھے معلوم نہیں ہوسکی۔ اگر کسی اور دوست کو معلوم ہو تو ضرور پتہ دیں۔

رس لیموں اور ست لیموں کی تاثیر ایک ہی ہے۔ صرف وزن خوراک میں فرق ہے۔ مگر اس کا چھلکا

اپنی تاثیر میں اس سے کچھ اختلاف رکھتا ہے۔ چنانچہ ان تینوں اجزا کا علیحدہ علیحدہ بیان لکھ کر ہر ایک کے فوائد اور طریق استعمال اور ان کا باہمی فرق ظاہر کر دیا جاتا ہے۔

رس لیموں کی تاثیرات

لیموں کا رس چونکہ ترش ہوتا ہے اور اس میں کسیقدر تیزابی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اسلئے جسم پر جس جگہ بھی اسکو لگایا جائے وہاں سے میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ چیز جالی یعنی جلا کرنے کی تاثیر رکھتی ہے۔ چنانچہ اسکو جلدی بثورات۔ چھائیاں اور مہاسوں پر برتنا مفید ہوتا ہے۔ بعض وقت پیشانی پر اس کی مالش کرنے سے درد سر کو آرام ہو جاتا ہے۔ ناک میں اسکو لگانے یا نتھنوں میں اس کی تقطیر سے نتھنے بالکل صاف ہو جاتے ہیں۔ اور ناک کی رطوبت زیادہ تر اد شش پاکر ناک کو صاف کر دیتی ہے۔ لیکن زکام کے عادی اشخاص کو اس سے زکام بھی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ منہ میں ڈالنے سے لعاب دہن زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ان تیز بخاروں میں جہاں منہ اور زبان خشک ہوتے ہیں۔ نہایت مفید ہے منہ میں اس کا لگانا یا لیموں کو چوسنا ایسی حالتوں میں بہت مفید ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کا اثر حلق کی غشاء مخاطی تک ہو کر اسکی رطوبت کا ترشح بھی بڑھ جاتا ہے۔ جس سے کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا جب ایسی حالت ہو تو اس کا استعمال موقوف کر دیں۔ البتہ جب پرانی بلغمی کھانسی کے ساتھ بخار ہو اور منہ خشک رہتا ہو۔ تو اس کا استعمال نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ اکسیر کا کام دیتا ہے۔ کیونکہ بلغم کی لزوجت اور غلظت رفع ہو کر بلغم رقیق ہو جاتا ہے۔ اور بآسانی اس کا اخراج ہونے لگتا ہے۔ ہاں اگر اس کے زیادہ استعمال سے بلغم بہت رقیق ہو جائے۔ اور کھانسی بہت بڑھ جائے تو پھر اسکو ترک کر دیں۔ نیز منہ میں اس کے استعمال سے دانت کند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جسکے دانت خراب ہوں۔ اسکو اس کی کثرت استعمال کی اجازت نہ دینی چاہیئے۔ آب لیموں معدہ میں جا کر معدی رطوبات کے ترشح کو بڑھا دیتا ہے اس لئے قوت ہاضمہ ترقی کرتی ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور معدہ کی تقویت لئے ضعف معدہ کے مریضوں پر اس کا استعمال بخوبی کرایا جا سکتا ہے۔ تاہم دیکھ لینا چاہیئے کہ ضعف بہ سبب زیادتی حموضت کے ہے یا کہ بہ سبب زیادتی ملوحت (نمکینی یا کھاری پن) کے اگر بوجہ حموضت یعنی ترشی کے زیادہ ہونے سے ہو تو اسکا استعمال جائز نہیں۔ مگر بصورت ثانی بہت مفید اور موثر ہوگا۔ خصوصاً اس بدہضمی میں جو بہ باعث چرب اور دُہنیت دار غذا کے ہو اس میں بہت عمدہ موثر اور مفید چیز ہے۔ جو معدہ کو صاف اور مستعد کر دیتی ہے۔ ہر قسم کے بخاروں میں بے چینی اور گھبراہٹ دور کرنے کے واسطے بھی یہ بہت ہی مفید ہے

نیز قے اور اسہال کو بھی مفید ہے۔ جو حمیات کے ساتھ ساتھ تکلیف دے رہے ہوں۔ مگر ان تمام حالتوں میں آب لیموں میں بہت سا پانی ملا کر اسکو ہلکا کر لینا اور مصری ملا کر شیریں بنا لینا چاہیئے۔ تاکہ ترشی زیادہ نہ ہو۔ ورنہ چنداں فائدہ نہ ہوگا۔ ورنہ ممکن ہے کہ بصورت دیگر صرف آب لیموں تیز حالت میں زیادہ پلا دینے کے پیٹ کی یہ تکالیف زیادہ بڑھ جائیں۔ پس صاف پانی اس میں ملا کر ہلکی ترشی کا استعمال بہت مفید ہوگا۔ جو پیاس خشکی دہن۔ قے اور اسہال وغیرہ کو بہت جلدی رفع کر دیگا۔ ہاں اگر مریض کے پیٹ میں کرم وغیرہ ہوں تو پھر تیز ترشی زیادہ مفید ہوگی۔ جس سے کرم شکم یا تو مر جائینگے۔ یا پیٹ سے بذریعہ فضلہ خارج ہو جائینگے۔ اور آئندہ ان کی پیدائش رک جائیگی۔

مرض گوشت خورہ جو مسوڑوں کی ایک مشہور اور خبیث مرض ہے۔ اس میں تازہ آب لیموں کا استعمال کرانا بہت مفید چیز ہے۔ بلکہ گوشت خورہ کی وجہ سے ہڈیوں میں جب مرض کساح ہو جاتا ہے۔ یعنی ہڈیاں بینگی ٹیڑھی ہو جاتی ہیں تو بھی اس کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے۔ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ گوشت خورہ اور کساح کے لئے بھی اکیلا آب لیموں ہی کافی و شافی علاج ہے۔ اور کسی دیگر دوا کی ضرورت نہیں ہے! بلکہ مطلب میرا اس سے یہ ہے کہ دوسرے مناسب علاج کے ساتھ اسکا استعمال بھی فائدہ مند اور شفا دہی میں معاون و مددگار ہے۔ مقدار خوراک ۲ تولہ سے ۴ تولہ۔

آب لیموں کو خوش ذائقہ کرنے کے واسطے اسکی ترشی کو کم کرنا پڑتا ہے۔ جسکی ایک ترکیب تو بہت سا پانی ملا کر رقیق کر کے کم اثر بنا لینا ہے۔ اور مصری وغیرہ ملا کر شیریں کر لینا ہے۔ مگر دوسری ترکیب یہ ہے کہ کوئی کھاری چیز آب لیموں میں ملا دی جائے۔ جس سے پہلے تو ایک جوش سا پیدا ہوگا اور بعد میں جوش فرو ہو کر آب لیموں کی ترشی کم ہو جاتی اور وہ مزہ دار ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب اس میں مصری وغیرہ ملا کر شیریں کر لیا جاوے۔ تو بہت لذیذ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کھاری اشیاء میں سے سوڈا جواکھار۔ نوشادر۔ قلمی شورہ وغیرہ چیزیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک چیز اس کام کیلئے مناسب ہے۔

مقدار متعادل

ایک چھٹانک آب لیموں کو متعادل کرنیکے لئے ۱ ماشہ جواکھار یا ۵ ماشہ سوڈا یا ۷ ماشہ نوشادر یا ۸ ماشہ شورہ قلمی کافی ہے۔ چونکہ لیموں تازہ اور باسی ہونے کی وجہ سے نیز تر و تازہ باغی لیموں اور خشک زمین کے لیمون ہونے کے باعث ان کی رس میں فرق ہوتا ہے۔ اس لئے اگر متذکرہ بالا اوزان سے متعادل ہونے میں کچھ فرق رہے تو حسب ضرورت اس میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔

ستِ لیموں

اس کے فوائد وہی ہیں جو رس لیموں کے ہیں۔ مقدار خوراک ۲ رتی سے ایک ماشہ پانی میں حل کرکے دیں۔ سفوف اور گولیوں وغیرہ کی شکل میں خشک پیکر ملایا جا سکتا ہے۔ ست لیموں ایک ماشہ اڑھائی تولہ پانی میں حل کرنے سے رس لیموں کے قائم مقام بن جاتا ہے۔ اور جہاں جہاں رس لیموں استعمال ہوتا ہے۔ وہاں استعمال کرایا جا سکتا ہے۔

قشر لیموں یعنی پوست لیموں

یہ تازہ لیموں کا بیرونی چھلکا ہے جو خوشبو دار دوا ہے۔ ذائقہ بھی خوشگوار اور قدرے تلخ ہے اور بیرونی سطح بہ سبب روغنی غدد کے کھردری و زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ اور اندرونی سطح صاف اور سفیدی مائل ہوتی ہے۔

خواص تاثیرات

قشر لیموں۔ قشرِ اترج کیطرح سے مقوی معدہ اور کاسر ریاح ہے۔ اور خوشبو دار اور خوشگوار ہونے کی وجہ سے بعض مرکبات میں جو مقوی دل، اور مقوی معدہ و امعاء ہوں۔ خوشبو کیلئے ملایا جاتا ہے۔ مقدار خوراک تازہ ۲ ماشہ سے دو تولہ اور خشک ۱۲ ماشہ ۹ ماشہ تک عموماً دیا جاتا ہے۔ شربت فروش شربت کو خوشبو دار اور خوش ذائقہ بنانے کیلئے بھی تقریباً اسکو ملا دیتے ہیں۔

ترکیب استعمال

کبھی سفوف کے طور پر اور عموماً مطبوخ کے طور پر اس کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ جس میں بعض دیگر مقوی معدہ چیزیں ملا دی جاتی ہیں۔

بھنگ

پنجابی میں بھنگ۔ عربی میں قنب فارسی میں بنگ یا کنب ہندی میں بجیا۔ انگریزی میں ہمپ

یونانی میں قنابس - قنابوس - کنابس - کینے بس وغیرہ کہتے ہیں - اس بوٹی کی عجیب تاثیرات کو مدِنظر رکھتے ہوئے عربی - فارسی - اور ہندی اطبار نے اس دوار کے اصطلاحی طور پر چند توصیفی یا تذمیمی نام بھی رکھے ہوئے ہیں چونکہ وہ نام بھی اکثر نسخوں میں آجاتے ہیں - اس لئے ان کا لکھدینا بھی مناسب ہے اور وہ یہ ہیں -

عربی - حشیش - حشیشۃ الفقرآء - ورق الخیال - جزوا عظم - مونس الہموم وغیرہ

فارسی - مرش خمار - فلک سیر - نشاط افزآء - شہوت انگیز - فلک ناز وغیرہ

ہندی - اجیا - آنندا - ہرشینی - دھورت - بدھو وغیرہ

مقام پیدائش - ہندوستان اور خصوصاً بنگال میں نہایت کثرت سے پیدا ہوتی ہے -

صفات

یہ بوٹی ایک نہایت مشہور اور بآسانی عام جگہوں میں مل جانے والی ہماری ملکی چیز ہے - جس کی شکل و شباہت کو عام شہری اور دیہاتی لوگ جانتے ہیں - اس کے پھول پھل اور پتے سب کے سب دوار کے طور پر استعمال میں آتے ہیں -

تاثیرات و افعال بھنگ

تاثیرات بیرونی طور پر تندرست شخص کی جلد پر اس کے استعمال سے کوئی تاثیر ظاہر نہیں ہوتی - البتہ اورام والتہاب کے مقام پر اس کے پتوں وغیرہ کو گھوٹ کر لگدہ بنا کر باندھنے سے درد اور شدتِ سوزش میں تخفیف ہو کر فائدہ کی صورت نمایاں ہو جاتی ہے - مثلاً بواسیر کی شدت درد سفرہ میں احتقان خون کے موقعہ پر اس کی سرد لپری باندھی جاتی ہے جو واقعی مفید اثر کرتی ہے - اس طرح سے اس کا عصارہ نکالکر کان کی درد وغیرہ میں مفید ثابت ہوا ہے - بعض کے نزدیک اس کا خشک دھواں خمون کی درد و سوزش اور انکے اندمال کے لئے بھی مفید ہے -

تاثیرات اندرونی

اندرونی طور پر اس دواء کی تاثیر محرک اور مخدر ملی جلی ہوئی ظاہر ہوتی ہیں - تاہم تخدیر کی تاثیر اسمیں نمایاں درجہ رکھتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں یہ دوار مخدر تاثیر رکھتی ہے - چونکہ اس میں یہ تاثیر افیون اور افراح وغیرہ کی نسبت بہت کمزور ہے - اس لئے جب اس دواء کو تھوڑی مقدار میں دیا جاتا ہے - یا مقدار تو

اوسط درجہ کی ہو مگر مریض حاقت ور ہو تو ایسی صورت نہیں چونکہ طبیعت مدبرہ بدن اسکے مقابلہ میں مواد محرکہ پیدا کر دیتی ہے۔ اسلئے ایسے افعال بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جنکی وجہ سے اسکی محرک تاثیرات سمجھی جا سکتی ہے۔ بہرحال اندرونی طور پر اسکا مسکن اثر عموماً نظام عصبی پر پڑتا ہے اور خصوصاً آلات البول۔ اعضائے تنفس (اعضائے تناسل۔ اور دماغ اسکے اثر سے بخوبی متاثر ہوا کرتے ہیں۔ بنا بریں مندرجہ ذیل امراض میں اسکا استعمال مفید ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔

(۱) امراض آلات البول۔ گردوں کی سوزش اور ورم میں جب پیشاب کم پیدا ہوتا اور اسمیں خون بھی آنے لگتا ہے۔ اس دوا کے استعمال سے پیشاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اور خون کا آنا موقوف ہو جاتا اور درد میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور گردوں کی اس مرض کی ہر حالت میں یہ دوا مفید ہے۔ خواہ مزمن ہو یا حاد مرض سوزاک۔ حرقت بول۔ سوزش مثانہ۔ رُک رُک کر پیشاب کا آنا۔ پیشاب کی نالی میں سوزش جلن۔ اور مختلف مواد کا ہونا۔ پیشاب کئی دھاروں میں ہو کر نکلنا تشنج مثانہ وغیرہ میں مفید ہے۔

(۲) امراض اعضاء تناسل۔ کثرت حیض۔ عُسر حیض تشنجی۔ عُسر حیض جو نزاکت عصبی سے ہو جیسے اختناق الرحم کی مریضہ کو سرعت انزال۔ کثرت احتلام۔ جلق کی وجہ سے ذکاوت حس وغیرہ کیلئے مفید ہے۔

(۳) امراض تنفس۔ ضیق النفس۔ انتصاب النفس۔ تشنجی کھانسی۔ کالی کھانسی۔ مرض سل کی اچھو دار کھانسی وغیرہ میں دافع تشنج کے طور پر یہ دواء دیجاتی ہے۔ جب سینہ پر بوجھ سا معلوم ہو۔ سانس میں گھڑگھراہٹ ہو تو اس دواء کو ضرور آزمائیں۔

(۴) امراض دماغ۔ صداع (درد سر) شقیقہ بہر دو (بیخوابی) ہذیان سکار اے۔ جنون۔ کنزاز اور نعوذ سوزاکی میں اس دواء کا استعمال بہت جلد تسکین پیدا کر دیتا ہے۔ خصوصاً ایسے دردوں اور ایسے دماغی انتشار میں جو بہ سبب رنج و غم فکر و تردد اور تکان جسمی کی وجہ سے پیدا ہوں۔ یہ دواء فوراً اپنی مسکن تاثیر پیدا کر دیتی ہے۔ سوائے ان دردوں وغیرہ کے جو بہ سبب ضربہ و سقطہ اور ورموں وغیرہ سے ہوں کیونکہ ان میں بہت کم فائدہ دیتی ہے۔

(۵) علاوہ ان امراض مذکورہ کے امراض ذیل میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ اس کا اثر مفید پایا گیا ہے قولنج امعاء۔ قولنج کبدی۔ قولنج کلوی۔ (درد گردہ) تشنج عضلات استہال۔ زجیر۔ ہاتھ پاؤں کے جوڑوں میں موچ آجانا وغیرہ۔

(۶) تندرست اشخاص اگر تھوڑے دنوں میں اس کا استعمال کریں تو ایک دو گھنٹہ کے عرصہ میں اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ یعنی طبیعت میں ہلکا سا سرور محسوس ہونے لگتا ہے۔ خیالات میں چستی چالاکی پیدا ہو جاتی ہے۔ طبیعت خوش و خورم اور ہشاش بشاش معلوم ہوتی ہے۔ خیالات میں بلند پروازی آجاتی

ہے۔ اس سے زیادہ وزن میں چونکہ نشہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے آدمی اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ ہر شخص اور ہر چیز کو دیکھ کر بے اختیار ہنسنے لگتا ہے۔ گفتگو نہایت تیزی سے اور جلد جلد کرتا ہے۔ مگر سلسلہ کلام کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ کئی باتیں بھول جاتا ہے۔ اور کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ پھر فوراً یاد کرکے گذشتہ سلسلہ کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ مگر تھوڑی دور جاکر پھر بھول جاتا ہے۔ پھر ہنسی ہنسی میں اسکو ٹال دیتا اور سلسلہ پھر شروع کر دیتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ لوگوں سے اسکی یہ حالت مخفی رہے۔ مگر چونکہ اس کے نشہ سے دماغ میں خیالات جلد جلد تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے اسکو دقت اور شخصیت کا اندازہ بالکل نہیں رہتا۔ اور بالآخر بھنگ خوردہ شخص کو ہذیان بیداری ہوجاتا ہے۔

بے معنی اور غیر مسلسل باتیں بناتا کبھی ہنستا کبھی رو دیتا ہے۔ شور و غل بھی مچانے لگتا ہے۔ بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرتا ہے۔ بالآخر سو جاتا ہے۔ اور خواب میں اچھے اچھے واقعات اور حالات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اگر نیند نہ آوے تو مریض کو گرانی سر معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کا مغز گرم اور ابلتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور سر اس کا اڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس سے بھی اگر زیادہ وزن میں بھنگ استعمال ہو تو پھر انسان بے ہوش ہوجاتا ہے۔ اور جمود و شخوص کی سی حالت اس پر طاری ہوجاتی ہے۔ دل کی حرکت کم ہوجاتی اور شاذ و نادر دل کی حرکت بند ہوکر موت بھی واقع ہوسکتی ہے زیادہ مقدار میں چونکہ اعصاب بے حس اور عضلات مفلوج ہوجاتے ہیں۔ اس لئے دردوں وغیرہ میں بہت سی کمی آجاتی۔ بلکہ اکثر دفعہ بالکل ہی دور ہوجاتی ہیں۔ اس لئے ہمارے ملک میں، بچونکو ختنہ کرانے سے پہلے بھنگ پلادیا کرتے ہیں۔

(۷) اس دوا کے استعمال سے ایک اور عجیب اثر بھی دیکھا گیا ہے۔ جسکی بابت اب تک معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کیوں کر ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اکثر اشخاص کو اس کے استعمال سے بھوک بہت بڑھ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اشخاص تو کھانا کھاتے بس نہیں کرتے اور انکا پیٹ بھرنے میں نہیں آتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا قوت ہاضمہ کو بڑھا دیتی ہے۔ مگر افسوس کہ اکثر اشخاص اس قدر بلا تحاشا کھا جاتے ہیں کہ بعد میں قے کرنے لگ جاتے ہیں۔ یا کم از کم بدہضمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور بعد میں ان کی قوت ہاضمہ پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہوجاتی اور بھوک بالکل بند ہوجاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوت ہاضمہ اس سے نہیں بڑھتی۔ صرف کھانا کھانے کا جنون سا ہوجاتا ہے۔

(۸) بعض اشخاص کی قوت باہ اسکے تھوڑے استعمال سے بڑھ جاتی ہے۔ لیکن آخر کار باہ کی کمزوری ہوجاتی ہے۔ یعنی زیادہ مقدار میں یا زیادہ عرصہ کے استعمال سے مضعف باہ تاثیر رکھتی ہے

مقدار خوراک۔ بھنگ کے پتوں (برگ) کی ۴ ماشہ اور اسکے تخموں کی خوراک ۳ ماشہ ہے۔

بھنگ کے مرکبات

طب میں اگرچہ اس دوا کو کئی قسم کے سفوفوں۔ گولیوں۔ اور معجونوں وغیرہ میں داخل کیا گیا ہے۔ لیکن خالص طور پر اسی کا اثر ملحوظ رکھ کر کوئی مرکب ہماری دیسی طبوں میں موجود نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ بصورت اول ہم وثوق کے ساتھ بھنگ کے افعال کو حسب منشار حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان مرکبات میں کئی اور ادویہ بھی کثیر مقدار اور بڑی طاقت میں موجود ہوتی ہیں۔ جنکے افعال کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ایسے مرکبات کے افعال کو ہم کسی صورت میں بھی خاص بھنگ کے افعال تک منحصر نہیں قرار دے سکتے۔ نیز مفرد طور پر بھنگ کے استعمال سے بھی ہم فی زمانہ بالکل محروم۔ کیونکہ اول تو اس کا لائسنس ہوتا ہے۔ پھر عام لوگ بھی چونکہ اس بوٹی سے واقف ہیں۔ اسلئے اکثر طبائع اسکے استعمال سے متنفر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر نسخوں میں اس کا استعمال بالکل متروک ہے اور ایک نہایت عمدہ ملکی دوا کے خواص سے ہم مریضوں کو مستفید ہونیکا موقعہ نہیں دے سکتے۔ پس ان ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے دیسی ترکیب سے اس کا رب یا رب نکالا ہے۔ جس کی ہم تجارب کر رہے ہیں۔ ہم اس کی ترکیب بھی یہاں لکھدیتے ہیں۔ تاکہ ممبران انجمن اور دیگر ناظرین تبصرہ اس کے مطابق ست تیار کر کے اس تحقیقات میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ جو ممبران انجمن خود بخود کوئی نئی تحقیقات یا نئے تجربات سے حصہ نہیں لے سکتے۔ وہ بھی اس تحقیقات میں ہمارے معاون ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اس ست کو تیار نہیں کر سکتے۔ تو وہ ہمارے ہاں سے منگوا کر استعمال کر سکتے ہیں۔ اور ایسے تجربہ کرنے والوں کو یہ ست نصف قیمت پر ملجائیگا۔ چنانچہ اس کی قیمت فی تولہ ۸ر مقرر ہے۔ مگر ہم تجربہ کنندگان کو ۴ر تولہ دینگے۔

ترکیب رُب قنب

(بھنگ کا ست) بھنگ کے سبز پتے معہ نازک شاخوں اور تخم کے لیکر گرد و غبار سے صاف کریں اور دو گنڈا کونڈا میں اچھی طرح سے گھوٹکر اس کا پانی نکالیں اور کسی عمدہ گفدار کپڑے سے صاف کر کے فضلہ کو پھینکدیں۔ اور صاف کردہ سبز شیرہ کو آگ پر رکھ کر پکائیں حتیٰ کہ آگ کی حرارت سے وہ پھٹکر صاف پانی الگ اور سبز پھٹکی الگ ہو جائے۔ پھر اس کو آگ سے اتار کو عمدہ صافی سے دوبارہ صاف کریں لیکن اس دفعہ جو فضلہ نکلے اسکو ضائع نہ کریں۔ بلکہ علیحدہ کسی صاف برتن میں حفاظت سے رکھدیں۔ اور اس صاف پانی کو آگ پر پکانا شروع کردیں۔ حتیٰ کہ جب غلیظ القوام ہونے لگے اور اسکے بعض اجزا بر تن

کے ارد گرد جلنے کا خوف ہو اسوقت آگ سے برتن کو اتار لیں اور پانی کی بھاپ پر برتن کو رکھ کر زیادہ غلیظ القوام بنائیں۔ حتیٰ کہ صحیح طور پر غلیظ القوام ہو جائے۔ جس کی پہچان یہ ہے کہ اس میں سے بھاپ نکلنا قریباً بند ہو جائے۔ یعنی بہت کم بھاپ نکلے۔ اور اس میں سے تھوڑی سی دوا کسی سلائی وغیرہ پر اُٹھا کر علیحدہ کرنے سے جم جائے تو سمجھ لو کہ اب اس کا قوام جیسا چاہیئے صحیح ہو چکا ہے۔ اسوقت اس میں وہ سنبری بھی ڈال دیں۔ جو علیحدہ کسی برتن میں رکھی ہوئی ہے۔ اور بدستور پانی کو بھاپ پر رکھا رہنے دیں۔ تاکہ وہ پانی جو اس سنبری میں موجود ہے۔ اُڑ جائے اور دوا صحیح طور پر غلیظ القوام بن جائے۔ بس بھاپ سے علیحدہ کر کے سرد کریں۔ جس سے وہ افیون نما گرسبز نگدہ کی صورت میں سست تیار ہو جائے گا۔ اس کی خوراک نصف رتی سے ۴ رتی تک ہونی چاہیئے۔ تمام صاحبان اس کو مختلف لوگوں کو مختلف اوزان میں دے کر تجربات کریں اور تبصرہ میں اسکے تمام تجربات شایع کرائیں۔ میں نے سمجھا ہے کہ اکثر احباب کو اپنے تجربات شروع کرنیکے واسطے کسی خاص دوا کو منتخب نہیں کر سکتے اسواسطے میں نے یہ دوا منتخب کر دی ہے۔

بابچی

یہ دوا ہماری دیسی چیز ہے۔ جس کا دوسرا نام کسی دوسری طب میں ہمیں نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دوا کا علم نہ تو یونانیوں کو تھا۔ اور نہ اب تک ڈاکٹروں کو ہوا ہے۔ صرف آیورویدک کی کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ آجکل ہم نے اسکے متعلق کسی قدر تحقیقات کی ہے۔ جس سے ہمیں یہ دوا بہت مفید معلوم ہوئی ہے اور ہم نے مناسب بلکہ ضروری خیال کیا ہے۔ کہ طب جدید میں اس دوا کو داخل کر لیا جائے۔

ماہیت

بابچی ایک درخت کا بیج ہے۔ سیاہ رنگ لیکن صرف اوپر سے سیاہ ہوتا ہے۔ اور اندر سے سفید زردی مائل نکلتا ہے۔ جس کا حجم مونگ کے دانہ جتنا ہوتا ہے۔ اور ماش کے دانے کی طرح ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سیاہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے گول اور ذرا لمبوترا سا ہوتا ہے۔ لیکن مونگ اور ماش کا دانہ چپٹا نہیں ہوتا۔ مگر بابچی کا دانہ چپٹا ہوتا ہے۔ اور اس کی شکل بالکل گردے کے موافق ہوتی ہے۔ یعنی جیسے گردہ ایک عضو ہے۔ گول اور چپٹا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح یہ بیج بھی قریباً اسی شکل کا ہوتا ہے کوٹنے میں سخت ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اسکے اندر کی سفید گری یعنی مغز بھی سخت اور کرکرا ہوتا ہے۔ اور اس کا

ذائقہ تلخ تیز اور چرپرا ہوتا ہے۔ جسکی تیزی زبان کو کسی قدر کاٹتی ہے۔ منہ میں چبانے سے زبان کو کسی قدر سخت اور خشک کر دیتا ہے۔ اور اس میں سے ایک بھیک یعنی بو پیدا ہوتی ہے۔ جیسے الائچی۔ ثمال پترا اور یوکلپٹس کے پتوں وغیرہ سے آتی ہے۔ مگر ان سے کم ہوتی ہے۔

اس کا درخت میں نے نہیں دیکھا۔ مگر کتابوں میں جو پڑھا ہے۔ اور لوگوں سے سنا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا قد صرف ڈیڑھ اور دو فٹ تک ہوتا ہے۔ یعنی نصف گز کے قریب ہوتا ہے اور عموماً ایک ہی اس کا تنا ہوتا ہے۔ جس پر سے باریک باریک شاخیں نکلتی ہیں۔ اور اسکے پتے سبز۔ دندانہ دار گول ہوتے ہیں جن کا عرض انسان کے ہاتھ کی ہتھیلی سے کم ہوتا ہے۔ اور ہر پتے کی جڑ میں ایک ایک خوشہ سا پیدا ہوتا ہے۔ جو شکل میں توت کیطرح کا ہوتا ہے۔ جس پر چھوٹے چھوٹے پھول گلابی اور سفید رنگ کے اور خوشبودار نکلتے ہیں۔ پھولوں کے جھڑ جانے سے وہاں عنب الثعلب یعنی کمو (پیلک) کے پھل کی طرح کے غلاف دار پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک پھل کے غلاف میں بابچی کے تین چار دانے ہوا کرتے ہیں۔ جو دوا کے طور پر کام آتے ہیں۔

افعال وخواص اور مواقع استعمال

بیرونی طور پر اگر اس کو باریک پیس کر۔ اور پانی یا سرکہ میں خوب یکجان کر کے جسم کے کسی حصہ پر اس کا طلا یا ضماد کیا جائے تو وہاں کی جلد سرخ ہو جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی قدر سوزش اور خراش پیدا کرتی ہے۔ اور جہاں جس عضو پر لگایا جائے وہاں اس کی خراش کو رفع کرنیکے واسطے طبیعت مدبرہ بدن خون کو زیادہ مقدار میں بھیج دیتی ہے۔ پس اس لحاظ سے یہ دوا مرض برص اور بہق کیلئے بہت مفید ہونی چاہیئے۔ آیورویدک کتابوں میں اس کے یہ دونوں خواص باوثوق درج کئے گئے ہیں۔ اور میرے واجب الاحترام اور بزرگ استاد حضرت علامہ حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے بھی ان مرضوں کے متعلق اپنے خاص بیاض میں بھی اس کو مفید و مجرب تحریر فرمایا ہے۔ نیز میں نے خود بھی اپنے تجربات میں اس کو مفید و مجرب پایا ہے۔ نیز چہرہ کی چھائیوں اور جسم کی جھریوں کو دور کرنے کیلئے اگر اوبٹنہ کے طور پر اس کا استعمال کیا جائے تو ہفتہ عشرہ کے استعمال سے ضرور فائدہ ہو جائیگا اور اسی طرح سے دیگر جلدی امراض مثل داد اور چنبل اور خارش وغیرہ میں بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ ضرور مفید ہوگی۔ جیسا کہ اکثر ہندی کتب یا یونانی کتب میں جو ہمارے ہندوستانی اطبار نے لکھی ہیں۔ اس دوا کے خواص میں امراض کو دور کرنے والی تحریر کیا گیا ہے۔ پس اگرچہ ہم نے ابھی ان امراض پر تجربات نہیں کئے

لیکن اصولاً ہم ان کو صحیح سمجھتے ہیں۔

اندرونی طور پر چونکہ اس دوا کا ورود سب سے پہلے براہ راست معدہ و امعا پر ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے معدہ و امعا میں بھی اس کا اثر وہی مذکورہ بالا ہو۔ یعنی وہاں خون زیادہ مقدار میں آوے۔ پس اس دوا کے مناسب وزن خوراک سے مندرجہ ذیل خواص اور تاثیرات پیدا ہوں گے۔ معدہ طاقتور ہوگا۔ بھوک بڑھے گی۔ کھانا بخوبی ہضم ہونے لگے گا۔ پیٹ کے ریاح جو ضعف ہضم کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ رفع ہوجائینگے۔ اور خون صاف اور عمدہ پیدا ہونا شروع ہوجائیگا۔ لیکن اگر مناسب مقدار سے زیادہ اس کا استعمال ہوگا تو پیٹ میں درد اور سوزش پیدا ہوکر تکلیف کا باعث ہوگا۔ اور احتمال ہے کہ قے اور اسہال تک نوبت پہنچ جائے۔

ہندی اطبار نے اس کو اعلیٰ درجہ کا مصفی خون تسلیم کیا ہے۔ حتیٰ کہ اسکو مرض برص اور جذام کیلئے ایک مسلہ مفید دوا قرار دیا ہے۔ اور باقی امراض جلدی مثل خارش اور داد وغیرہ کیلئے بھی صرف پینے سے ہی نفع مند لکھا ہے۔

میرے پاس بھی ایک ایسا مریض آیا۔ جس کے الہ تناسل پر اور خصوصاً حشفہ پر ایک قسم کی داد تھی۔ جس سے اسکو بہت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت علاج کروا چکا تھا۔ مگر بالکل فائدہ نہ ہوتا تھا۔ میں نے اس کا ملاحظہ کیا۔ تو اس کا عضو اس طرح سے تھا۔ جیسے سردیوں میں پاؤں پھوٹ کر خراب ہوجاتے ہیں۔ مریض نے بیان کیا کہ خارش کبھی کبھی ہوتی ہے۔ یعنی دن رات متعدد بار ہوتی ہے۔ جس سے خشکی بھوسی اتر جاتی ہے۔ اور شقاق زیادہ ہوجاتے ہیں۔ اور وہاں ذکاوت اس قدر ہوجاتا ہے کہ کپڑا لگنے سے سخت درد ہوتی ہے۔ میں نے دو ماشہ بابچی ہر صبح پکا کر پینے کی ہدایت کی۔ جس سے ایک ہی ہفتہ میں اس کا وہ مرض پورے طور پر رفع ہوگیا۔ حالانکہ وہ کہتا تھا کہ میں کئی سال سے اس مرض میں مبتلا ہوں اور صرف یہی مرض نہیں ۔ بلکہ اس مریض نے بتلایا کہ مجھے ممتل الاجفان کا مرض بھی تھا۔ یعنی پلکوں میں چمچوئیں ہمیشہ رہا کرتی تھیں۔ اسکے استعمال سے اس مرض کا بھی پورے طور پر قلع قمع ہوگیا۔ اس واقعہ سے بھی اس دوا کی خاصیت تصفیہ خون میں ثابت ہوتی ہے۔

تذکرۃ الہند کتاب میں اس کا مصنف لکھتا ہے کہ بابچی مقوی معدہ اور مصفی خون اور دافع آب دہن اور نافع برص و بہق۔ اور مفید و نزلہ و کھانسی ہے۔ اور اسکے استعمال سے جسم انسانی قوی اور سخت ہوجاتا ہے۔ اور بدن کا رنگ بہت صاف اور چمکیلا ہوجاتا ہے۔ اور اس کے استعمال سے کرم شکم مرجاتے ہیں۔ اور مرض ضیق النفس اور خارش جسم کو فائدہ دیتا ہے۔ اور آخر میں وہ اپنے آپ پر

اس کا تجربہ کرکے یوں بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مدت سے دائمی قبض لاحق تھی جسکے ساتھ بواسیر کا مرض بھی ہوگیا تھا۔ اور علاوہ اسکے نفخ معدہ اور سقوط اشتہا بھی تھی اور طبیعت ہمیشہ منقبض رہتی اور جلد پر مختلف جگہوں میں سفید سفید نقطے رہا کرتے۔ اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا۔ اتفاق سے میں نے ایک دن بابچی کو منہ میں ڈال کر اس کا مزہ دیکھنا چاہا۔ تو مجھے اس کا مزہ بہت پیارا معلوم ہوا۔ اور میں نے چاہا کہ اسکا استعمال کروں۔ امید ہے کہ مجھے مفید ہو جائے۔ کیونکہ طبیعت مدبرہ اپنے خالق کے اذن سے مفید چیزوں کی طرف راغب ہوا کرتی ہے۔ اور مضر چیزوں سے ہارب اور متنفر ہوا کرتی ہے۔ پس چونکہ یہ دوا مجھے بھلی معلوم ہوئی تھی۔ ممکن ہے میرے تمام امراض کا یہی درماں ہو۔ لیکن اسیوقت مجھے استاد بقراط کا قول للتجربۃ خطرات یاد آگیا۔ اور میں نے اپنا ارادہ ترک کردیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں بابچی کا استعمال کر رہا ہوں۔ بیدار ہونے پر میرا پھر پختہ ارادہ ہوگیا کہ میں ضرور ہی بابچی کا استعمال کروں۔ کیونکہ خواب میں منجانب اللہ ایک اطلاع ہوئی ہے۔ ممکن ہے اس پر عمل کرنے سے میری مراد پوری ہو جائے۔ اور مجھے ان امراض سے دستگاری نصیب ہو۔ چنانچہ خدائتعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے میں نے اسکا استعمال شروع کردیا۔ تاہم احتیاط کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے پہلے دن ایک درہم کا آٹھواں حصہ اسکا وزن رکھا۔ پھر جب دیکھا کہ اسکے استعمال سے کوئی مضر اثر ظاہر نہیں ہوا تو دوسرے دن کسی قدر وزن کو بڑھا دیا حتیٰ کہ ایک درہم روزانہ تک پہنچا دیا۔ جسکے چند روزہ استعمال سے میں نے اپنے وجود میں عجیب و غریب تغیر و تبدل محسوس کئے۔ چنانچہ بھوک کھل گئی۔ قوت ہضم عمدہ ہوگئی قبض کا دفعیہ ہوگیا۔ وغیرہ اسکے بعد میں نے اس دوا کا اپنے مطب میں رواج دے دیا۔ اور کئی قسم کے مرکبات مثل جوارش۔ سفوف۔ حبوب اور عرقیات وغیرہ ترتیب دیئے اور صدہا مریضوں پر اسکے تجربات کئے اور ہر جگہ ہر رنگ میں اسکو مفید پایا۔

اکثر اطباء نے اپنی اپنی تصانیف میں اس کو ملین، مفرح اور نافع قروح مجاری بول لکھا ہے مگر میں نے ان مواقعہ پر استعمال کرکے تجربات نہیں کئے۔ اسی طرح بعض نے اس کے مضرات بھی بھی لکھے ہیں۔ مثلاً بصارت کیلئے مضر لکھا ہے۔ یعنی اسکے کثرت استعمال سے نظر کمزور ہو جاتی ہے نیز منی خشک ہو جاتی اور کم پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر بعض اطباء اسے بہی اور دافع سرعت انزال لکھتے ہیں لیکن چونکہ مجھے بہت کثرت سے اس کے استعمال کا موقعہ نہیں ملا۔ نیز میں نے دو تین ماشہ سے زیادہ کسی شخص کو بھی استعمال کرنے کی ہدایت نہیں کی۔ اس لئے کوئی ایسی مضرت میرے تجارب میں تو ثابت نہیں ہوئی اسلئے میرے نزدیک اول تو اسمیں یہ نقص موجود ہی نہیں۔ اور یا پھر دوا کی زیادہ مقدار یا زیادہ عرصہ استعمال سے ایسی مضرات بہ

بہ پیدا ہوتی ہونگی۔ بس احباب کو چاہئے کہ وزن کا خیال رکھیں۔

اکثر اطباء نے اس کا وزن خوراک ایک درہم سے تین درہم تک رکھا ہے۔ یعنی قریب ایک تولہ کے۔ مگر میرے نزدیک یہی زیادتی خوراک ہی ضرر کا باعث ہوتی ہوگی۔ پھر تعجب یہ کہ عام اطباء نے عموماً اور ہندی اطباء یعنی ویدوں نے خصوصاً اس کو مدبر کرکے استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ بابچی کو سرخ رنگ کی گائے کے پیشاب میں جس نے ابھی بچہ نہ دیا ہو۔ اکیس یوم تک تر رکھیں۔ بعد کو خشک کرکے کام میں لائیں۔ میرے خیال میں تو یہ ایک فضول اور بیہودہ کارروائی ہے ؛

معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوا کی زیادتی مقدار سے جب انہوں نے کچھ مضرت محسوس کی۔ تو بجائے اس کے کہ اس کے وزن کو کم کرتے اُلٹا اور ہی توہمات میں پھنس گئے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سم الفار جیسی زہریلی چیز وزن کے کم کرنے سے بلا ضرر چیز بن جاتی ہے۔ تو بیچاری بابچی کو جو سمی چیز بھی نہیں ہے۔ کیوں مضر سمجھا جائے۔ ہم نے تو پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے۔ کہ جس قدر متقدمین نے مدبر کرکے استعمال کرنے کو لکھا ہے حقیقت میں وہ اسی غلطی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ وزن خوراک کو کم نہیں کیا۔ بلکہ مختلف تدبیروں سے اس کی تاثیرات کو کم کیا ہے۔ اور اپنے دل میں سمجھا ہے۔ کہ ہم زہر کی اصلاح کر رہے ہیں۔ ہماری تحقیق میں تو کوئی چیز بھی زہریلی نہیں ہے۔ صرف اس کا وزن خوراک بڑھا دینا ہی زہر ہے۔ حتیٰ کہ اگر ماکول و مشروب کو ہی وزن مقدار سے بڑھا دیا جائے۔ تو وہی غذا زہر بن جاتی ہے۔ اور بدن کو مضرت پہنچا دیتی ہے۔ خواہ وہ ماکول و مشروب کیسا ہی مفید اور نفع مند ہو۔ تو پھر ادویات جن کی خوراک بہت ہی کم ہونی چاہیئے۔ جب وزن مناسب سے زیادہ دی جائے گی۔ تو ضرور ہی کوئی نہ کوئی ضرر اور نقصان کا احتمال ہوگا۔ پس میری رائے میں بابچی ایک بہترین چیز ہے۔ اور جو جو خواص متقدمین نے اس کے لکھے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ بشرطیکہ مناسب وزن سے دی جائے۔ تو بغیر کسی خطرہ و اندیشہ کے استعمال کی جا سکتی ہے۔ اور اس کا مناسب وزن یہی دو ماشہ یا حد تین ماشہ تک ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کرنی چاہیئے۔ تو میں ضامن ہوتا ہوں۔ کہ کسی طبیعت میں بھی اس کا ضرر نہیں آئیگا۔ بعض اطباء نے اس کا وزن مختلف مزاجوں میں مختلف رکھا ہے۔ مثلاً صفراوی مزاجوں میں ایک درہم اور بلغمی مزاجوں میں ۳ درہم وغیرہ۔ مگر یہ بھی وہی مذکورہ بالا وہم ہی ہے ؛

ناظرین جانتے ہیں کہ ہم ان مزاجوں کے قائل نہیں ہیں۔ جب ہم نے اس کو دو تین ماشہ کے وزن سے متعدد اصحاب پر اس کا استعمال کرایا ہے تو کبھی بھی اس کا کوئی ضرر نہیں آیا اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ فائدہ نہ ہوا ہو۔ کیونکہ اگر مزاجیں کوئی چیز ہیں تو کم از کم بلغمی مزاج والوں پر تو اس قلیل مقدار میں کوئی مفید اثر بھی نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ جو اس کے فوائد اور خواص ہیں وہ اسی وزن میں ہر ایک مریض پر بخوبی ظاہر ہو جاتے رہے ہیں اور ہر ایک طبیعت پر اپنا مفید اثر ظاہر کرتی رہی ہے۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ توہمات سے اجتناب رکھیں۔ کیونکہ اوہام انسان کو حقیقت سے دور پھینک دیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض وہم پرست اطبا سم الفار یا بیش وغیرہ۔ تیز اثر والی ادویات کو زہریلی سمجھتے ہوئے ان کے اقل اوزان کو بھی خالی از ضرر نہیں سمجھتے اور جب ہم انکے مرکبات کو بے ضرر بیان کرتے ہیں تو ان کا دل تسلیم نہیں کرتا اور وہ بلا تحاشہ کہہ دیتے ہیں کہ اگرچہ اس وقت ان کی کوئی مضرت نظر نہیں آتی لیکن کسی آئندہ وقت میں ضرور اس کا بد اثر ظاہر ہوگا ہم کو سالہا سال گذر گئے ہیں کہ ہم سم الفار اور بیش کو سفوف سمی اور سفوف بیشی کے رنگ میں استعمال کر رہے ہیں مگر آج تک ہم نے کسی بھی مریض کو ضرر یاب ہوتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ ہم ایسی چیزیں شیر خوار بچوں تک کو دے دیتے ہیں مگر آج تک کبھی بھی کوئی نقصان نظر نہیں آیا۔ بعض ایسے اشخاص ہیں جو بچپن سے ہی ہمارے زیر علاج رہے اور اب جوان ہو کر بھی جب کبھی بیمار ہوتے ہیں تو انہیں ادویہ سے شفا حاصل کرتے ہیں۔ مگر آج تک کوئی بھی زہریلا اثر ہم نے کسی شخص میں ظہور کرتے نہیں دیکھا اگر باوجود اس لمبے تجربہ کے پھر بھی محض وہم کی بنا پر اسی خیال پر جمے رہنا منظور ہے تو مہربانی کر کے علاج بالدوا کو بالکل ہی ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ڈاکٹر لوئی کوہنی آپ کو بھی زہر خورانی کے جرم کا مجرم قرار دیتا ہے۔ وجہ یہ کہ وہ غذا کے سوا ہر ایک دوا کو ہی زہر سمجھتا ہے۔ خواہ آپ کے نزدیک وہ تریاق ہی کیوں نہ ہو۔ اور کہتا ہے کہ یونانی اطباء اور ایلوپیتھک ڈاکٹروں کی ادویات اگرچہ بظاہر امراض کو دور کر دیتی ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ امراض کو صرف دبا دیتی ہیں دور نہیں کر سکتی ہیں۔ بلکہ علاوہ اس کے ان کا زہر وجود میں کئی قسم کی ابتریاں پیدا کر دیتا ہے۔ جو بعد میں وقتاً فوقتاً مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

پس آپ ہماری ادویات کو محض وہم کی بنا پر زہریلی قرار دیتے ہیں۔ تو لوئی کوہنی آپ کی ادویات کو بھی زہریلی قرار دیکر مضر سمجھ رہا ہے۔ لیکن حقیقت میں سوائے وہم کے نہ اس کے پاس کوئی ثبوت ہے اور نہ آپ کے ہاتھ میں کوئی صحیح دلیل موجود ہے۔

اے ناظرین تبصرہ۔ آپ کی خاطر میں نے باجی کے خواص و اثرات کو شرح و بسط سے لکھکر اور اپنی صحیح تحقیقات سے اس کا وزن خوراک بیان کر کے آپ صاحبان کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دے دی ہے جو اپنی قیمت کے لحاظ سے بہت ارزاں اور اپنے فوائد کے لحاظ سے بہت گراں قدر اور گراں قیمت ہے۔ آپ اپنے مریضوں پر آج سے ہی اس کا استعمال شروع کرا دیں اور اپنا اور اپنے اہل ملک کا بھلا کریں اور توہمات کے پیچھے نہ پڑیں۔ آپ تجربہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کسی طبیعت کو بھی یہ دوا مضر نہ ہوگی۔ بشرطیکہ اس شخص کو اس کے استعمال کی ضرورت ہو ورنہ بلا ضرورت تو ہر ایک چیز مضر ہو جایا کرتی ہے۔

آپ سب دوست اس کا استعمال اپنے مریضوں پر شروع کر دیں اور وقتاً فوقتاً اپنی تحقیقات اور اس کے نتائج سے مفصل رپورٹ دیتے رہیں۔ دیکھئے میں نے نہایت ایمانداری اور دیانتداری سے اس دوا کے متعلق صحیح واقعات آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں اور آپ کے واسطے ایک پختہ سڑک تیار کر دی ہے اب آپ کا کام ہے کہ اسی راستہ پر چل کر لوگوں کا بھلا ہی کریں اور طب جدید میں اپنے صحیح تجربات سے اضافہ کرنے کا موجب بنیں تا آیندہ آنیوالی نسلیں آپ کا نام عزت سے یاد کریں اور آپکو دائمی زندگی عطا کی جائے۔

اگر آپ ایسے رفاہ عام اور مفید فن کاموں میں کوشش کریں گے تو دونوں جہاں میں آپ کا بھلا ہو گا۔ پبلک بھی آپ کی عزت و توقیر کرے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی آپ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

نیرنگِ خیال!

ملک کا مقبول ترین اور مشہور ترین ماہوار علمی۔ ادبی رسالہ ہے۔ چونکہ سالانہ چندہ قلیل ہے۔ اس لئے ارزاں ترین بھی ہے:

سالانہ چندہ تین روپے چھ آنہ

جس میں سال بھر میں ایک ہزار صفحات کے مضامین اور کئی درجن تصاویر ملتی ہیں۔ مضامین بیحد دلچسپ منظمین شاندار۔ افسانے سبق آموز۔ علمی ادبی مقالات مشہور چوٹی کے اہل قلم کے لکھے ہوئے پڑھئے اور لطف اٹھائیے طلباء۔ عورتیں۔ اور مرد اس رسالہ سے یکساں مستفید ہوتے ہیں۔ آج کوئی گھر نیرنگِ خیال سے خالی نہیں۔ آج ہی درخواست بھیجئے تاکہ جولائی میں شائع ہونے والا خاص نمبر حجم دو سو صفحہ اسی چندہ میں آپ کو مل سکے۔

کا

ملنے پتہ

منیجر رسالہ نیرنگِ خیال شاہی محلہ لاہور!

بقیہ مضمون صفحہ ۲۶ :-

میں مولوی حکیم عبدالرسول صاحب درس دیا کرتے تھے۔ وہاں پر آپ نے ایک سال اور تعلیم حاصل کی۔ جہاں پر ترجمہ قرآن کریم اور طب کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھیں۔

۱۸۹۶ء میں جب آپ صرف تیرہ سال کے تھے فن طب کی تکمیل میں مشغول ہو گئے اُن دنوں لاہور میں فخر الحکما حکیم فضل الٰہی صاحب کی خداقت کا طوطی بول رہا تھا۔ سو آپ کو بھی ایسے ماہر فن کی خدمت میں فن طب کی تکمیل اور اُس کی علمی اور عملی تعلیم کے لئے زانوئے ادب طے کرایا گیا۔ آپ نے اول کتب تو مولوی حکیم مولوی عبدالرسول صاحب ہی پڑھ لیں تھیں۔ یہاں پر عملی کام کے ساتھ انتہائی کتب شروع کیں مگر قدرت سے خاص دماغ لیکر آئے تھے اس میں تحقیق اور ریسرچ کی خاص صلاحیت تھی تو پھر بھلا کس طرح کتابی تعلیم اور استاد کے فرمان کو امنا و صدقنا کہتے چلے جاتے۔ اکثر مسائل اور قانون کو شک کی نظروں سے دیکھتے مگر یہی خیال کر لیتے کہ آگے چل کر سمجھ آجائیگا لیکن جب صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اپنے مکرم استاد کی خدمت میں تمام اعتراض پیش کئے۔ انہوں نے اپنے خیال سے عالمانہ جواب دیئے تاہم ان کی تسلی نہ ہوئی۔ مگر ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاموش ہو گئے اور اپنے ان شکوک کو رفع کرنے کے لئے اس وقت کے دیگر کامل فن اور حاذق اساتذہ کی خدمت میں گئے مگر باوجود ان تمام کوششوں کے تشفی نہ ہوئی لیکن یہ سمجھ کر کہ جب علاج معالجہ خود شروع کروں گا تو سب کچھ سمجھ میں آجائیگا جیسا کہ ہوا ہے۔ پندرہ سال کی عمر تک یہاں پر تعلیم حاصل کی مگر شوق پورا نہ ہوا۔ اُن دنوں حکیم مولوی نورالدین صاحب طبیب شاہی مہاراجہ کشمیر کا ملک میں خوب چرچا تھا آپ ان کی خدمت میں تشریف لے گئے یہ واقعہ ۱۸۹۸ء کا ہے ایک سال تک قادیان ان کی خدمت میں رہ کر خوب رموز و نکات حاصل کئے مگر سابقہ شکوک یہاں بھی رفع نہ ہوئے۔ خود ہی یہ کہکر دل کو یقین دلا دیتے کہ جب اپنا کام شروع کیا جائے گا تو یہ تمام مسائل شاید سمجھ میں آجائیں گے۔

طبابت

۱۸۹۹ء کے بعد آپ نے شاہدرہ میں اپنا مطب شروع کیا۔ مریض آتے۔ دیکھتے۔ غور کرتے۔ مگر کچھ سمجھ نہ آتا۔ کہ مرض کسی غلط کی کمی بیشی سے ہے اور کتنے درجہ کی گرم یا خشک وغیرہ دوا دینا چاہیئے۔ کتابیں الٹ پلٹ کرتے۔ بار بار پڑھتے لیکن حاصل وصول کچھ نہ ہوتا۔ بہت سی ناکامیاں ہوئیں۔ بہت دل برداشتہ ہوئے۔ آجکل کے طبیبوں کی طرح نہیں جو مریض کو دیکھا۔ مرض سمجھ میں آیا یا نہ آیا کچھ اوٹ پٹانگ دوائی دے دی اور پیسے اینٹھ لئے اور مریض کو چلتا کیا

دیگر طریق علاج کی طرف رجوع

جب آپ کو سخت پریشانیاں اٹھانی پڑیں تو آپ نے ایلوپیتھی کی طرف رجوع کیا اور اس کا بغور

مطالعہ شروع کر دیا پہلے تو کچھ سمجھ ہی نہ آئی کیونکہ اس میں مزاجوں کا ذکر نہ مزاج کی بحث۔ آخر رات دن کی جانکاہ محنت اور دماغ سوزی سے آپ نے ایلوپیتھی میں ملکہ حاصل کیا اور بہت سے شکوک رفع ہو گئے مگر ایلوپیتھی جیسی سائنٹفک طب میں پھر کئی اور شکوک پیدا ہوئے جن کے متعلق اکثر ڈاکٹروں سے تبادلہ خیال کیا گیا مگر جواب ندارد پھر خیال کیا کہ ہومیو پیتھی کا مطالعہ کریں۔ شاید اس میں سے بعض نئے علوم حاصل ہو جائیں سو ایسا ہی ہوا مگر اس کی خامیوں نے بھی کئی مزید شکوک پیدا کر دیے آخر تہیہ کر لیا کہ چھوٹی بڑی جتنی طبیں ہیں سب کا مطالعہ کیا جائے غرض یونانی۔ ویدک۔ ایلوپیتھی۔ ہومیوپیتھی کے علاوہ ہیڈرو پیتھی۔ الکڑو پیتھی۔ کرموپیتھی۔ بایوکیمک میسمریزم نیوروناس وغیرہ کا لگاتار گیارہ سال مطالعہ کیا اس شدت کے ساتھ محنت کی کہ آنکھیں خراب ہو گئیں اور پپوٹے متورم ہو گئے مگر جس نتیجہ پر پہنچے وہ یہ تھا کہ تمام طبوں میں محاسن بھی ہیں اور عیوب بھی ہیں اگر ان تمام عیوب کو نکال دیا جائے اور تمام محاسن کو یکجا کر دیا جائے تو ایک بہترین طب بن جائے گی لیکن اس میں یہ نقص وارد آتا تھا کہ ہر طب میں ماہیت مرض کا مسئلہ جدا ہے۔ ویدک اور یونانی اخلاط کو مرض کا باعث مانتے ہیں تو ایلوپیتھی اور ہیڈرو پیتھی جراثیم اور فارن میٹر کو اور علاج بالمثل (ہومیو پیتھی) تو ان سب سے جدا۔ واٹل فورس کا بیمار ہونا مانتے ہیں۔

آپ نے خیال کیا کہ کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ تمام طبیں ایک ہی مرکز پر آجائیں۔ آخر لگاتار غور و خوض اور مساعی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ حقیقت میں تمام طبوں نے ماہیت مرض کا مسئلہ ہی غلط سمجھا ہے اور غیر صحیح راستہ پر پڑ گئے ہیں۔ اصل میں (فزیالوجیکل پیتھی) اعضاء کے افراط و تفریط کا نام مرض ہے اور اعضاء ہی کے اعتدال پر آجانے سے مرض رفع ہو جاتا ہے سو آپ نے ماہیت مرض افعال اعضاء کے افراط و تفریط پر قائم کی۔ اس لئے اس کو **فزیالوجیکل پیتھی** کہتے ہیں۔ آپ نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب کلیات طب جدید میں خوب بحث کی ہے اس بنیادی مسئلہ کو قائم کرنے کے بعد آپ نے تمام طبوں کے سینکڑوں غلط مسائل اور عیوب نکالے اور ان کے تسلی بخش مدلل جواب دیے جن کا ذکر اسی کتاب کلیات طب جدید میں ہے جس کی قیمت تین روپے ہے۔

اشاعت طب جدید

اپنی تسلی کرنے کے بعد آپ کو خیال آیا کہ اب ان خیالات کی اشاعت کی جائے۔ آپ فرداً فرداً حکیموں۔ ویدوں۔ ایلوپیتھ اور ہومیوپیتھ ڈاکٹروں سے ملے۔ مگر بعض نے تو سنا ہی نہیں۔ بعضوں نے بے اعتنائی اور بے پرواہی برتی اور بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے صرف ہمدردی کر کے ٹال دیا پھر آپ نے طبی مذاکروں کمیٹیوں۔ اجتماعوں جمعیتوں اور کانفرنسوں میں اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے تقریریں کیں مگر شروع میں لوگوں نے مذاق اڑایا آوازے کسے اور اکثروں نے مخالفت شروع کر دی۔ لیکن اس میں کسی کا

قصور نہیں۔ ہمیشہ نئی تحریک نئی ایجاد اور اُن کے محرک کا وجود کے ساتھ ایسے سلوک ہوا کرتے ہیں۔ آپ بردباری کے ساتھ برداشت کرتے رہے مگر اپنے عزم بالجزم میں بال برابر فرق نہ آنے دیا تاہم اتنا ضرور ہوا جہاں پر اتنے مخالف ہو گئے وہاں چند موافق جان نثار بھی پیدا ہو گئے آخر آپ نے ان چند اوائل جان نثاروں کی رفاقت سے ۱۹۱۰ء میں انجمن خادم الحکمت کی بنیاد ڈالی اور طب جدید کی اشاعت کے لئے ۱۹۱۱ء میں ایک رسالہ اشاعت الحکمت نکالنا شروع کیا جس کی اس قدر مخالفت ہوئی کہ مشکل ہی سے ایک سال تک چل سکا جس کے بعد بند کر دینا پڑا۔ جب اس طرح کچھ کامیابی نہ ہوئی تو آپ نے ایک رسالہ بنام تحفۃ الاطبا لکھا اپنے اوائل رفیقوں میں سے حکیم عبدالرحمن صاحب خلیلی کو سفیر انجمن بنا کر ہندوستان کے تمام شہروں میں روانہ کیا جس میں بہت حد تک کامیابی ہوئی۔ اطباء وید اور ڈاکٹر صاحبان نے خوب حامیاں بھریں اور امداد کے وعدے کئے مگر جب عملی وقت آیا تو اکثروں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہدیۃ الاطباء اور تبصرۃ الحکماء رسالے لکھے اور اُن کی اشاعت کرائی۔ اس طرح بھی سوائے چند سو ممبروں کے کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی اس کے بعد دوستوں کی رائے سے یہ بات طے پائی کہ رسائل اور اخبارات میں پراپگنڈا کیا جائے مگر کوئی طبی رسالہ یا اخبار انجمن کے مضامین لینے کو تیار نہ تھا آخر کوشش سے رسالہ المعالج امرتسر نے طب جدید کے مضامین چھاپنے کا وعدہ کر لیا اور ہر ماہ ایک کاپی کی جگہ طب جدید کے لئے چھوڑ دی اسی طرح رفیق صاحب قادیان نے بھی طب جدید کے مضامین چھاپنے شروع کر دیے اب انجمن کا حلقہ کچھ وسیع ہو گیا اور ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک اپنا رسالہ نکالا جائے کیونکہ ممبران کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی

تبصرۃ الاطباء کا اجراء

۱۹۲۰ء میں رسالہ تبصرۃ الاطبا کا اجرا کیا گیا جو بفضل خدا چودہ سال سے لگاتار جاری ہے اس نے ملک اور فن کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اس کی تیرہ سال کی فائل سے ظاہر ہیں اور زمانہ معترف ہے انشاء اللہ آئندہ بھی خوب خدمات انجام دیگا اور طب جدید کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بجا دیگا "آمین"
اگر ناظرین خصوصاً ممبران ذرا بھی کوشش کریں تو اس کا شہرہ ملک کے چپہ چپہ میں ہو سکتا ہے امید ہے ہر شخص خدمت فن کا احساس کرتے ہوئے اس کی اشاعت بڑھانا اپنا فرض خیال کریگا۔ اس کے بعد اس کی اشاعت کے لئے ایک قدم اور بڑھایا گیا یعنی ۱۹۲۱ء میں انجمن کا سالانہ جلسہ کیا گیا۔ اکابران و مدبران قوم۔ علماء۔ فضلاء۔ حکماء۔ وید اور ڈاکٹر صاحبان کو دعوتیں دی گئیں۔ کامیاب جلسہ ہوا اس کے بعد انجمن کے سالانہ اجلاس ہر سال کبھی کسی شہر میں کبھی شہر میں ہوتے رہے۔ جن کا اثر ملک پر بہت اچھا ہوا۔

طبیہ دارالعلوم شاہدرہ

جب اس ہومیوپیتھی کا شہرہ کسی حد تک ہندوستان اور اُس سے باہر ہوگیا تو اس سکول اور خیال کے لوگوں نے اس کے مطالع اور تعلیم کی ضرورت محسوس کی اور ہر طرح شدت کے ساتھ تقاضے ہونے لگے۔ گو تاحال کورس مکمل نہیں تھے تاہم اس خیال سے کہ جتنے بھی یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر نکلیں گے۔ اس فزیالوجیکل پیتھی کے مکمل نمونے اور مبلغ ہوں گے اور اشاعت کا کام احسن طریق سے انجام پائیگا اس لئے ۱۹۲۴ء میں طبیہ دارالعلوم شاہدرہ کی بنیاد رکھی گئی جہاں پر مغربی اور مشرقی علوم طبیہ کی علمی اور عملی تعلیم کا انتظام کیا گیا جہاں ہر سال ملک کے اطراف سے طلبا اور شائقین فن آتے اور باقاعدہ امتحان کے بعد کامیابی کی سند لیکر واپس اپنے شہروں کو چلے جاتے اور وہاں پر کامیاب پریکٹس کرتے ہیں یہ تو ہے تجدید طب جدید اور بانی انجمن کی مختصر تاریخ۔ اب میں آپ کے کیرکٹر کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں اور دکھانا چاہتا ہوں کہ ملک اور قوم نے کہاں تک اس کا خیر مقدم کیا اور ان کی قدر کرتے ہوئے حوصلہ افزائی کی۔ نیز طب جدید کہاں تک کامیاب ہوئی ؛

سیرت

پہلے پہل مجھے ۱۹۳۰ء میں آپ کو سالانہ جلسہ کے موقع پر دیکھنے اور ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپ اپنے مطب میں تشریف فرما تھے۔ سب سے پہلے آپ کے چہرے مبارک پر نظر پڑی۔ دیکھتے ہی شکل دل میں اُتر گئی۔ سر سے پاؤں تک باغور دیکھا۔ کیا عرض کروں۔ اُس وقت کیا کیا کیفیتیں قلب پر طاری ہوگئیں۔ جن کے تحریر کرنے میں نہ میرے پاس لفظ ہیں اور نہ ہی شاید میرا قلم صفحہ قرطاس پر خامہ فرسائی کر سکے میری کچھ عادت سی ہوگئی ہے کہ ہر چیز ہر اصول۔ ہر خیال کو ہمیشہ کسی خاص قانون اور قاعدہ کے مطابق یا اس کی تحت میں دیکھتا ہوں۔ خصوصاً قانون قدرت کی ہر جگہ تلاشی اور پیروی کو احسن سمجھتا ہوں۔

قانون قدرت اور سائیکالوجی بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ انسانی چہرہ اس کے ماحول اور خیالات کے مطابق بن جاتا ہے مثال کے طور پر غور و فکر کرنے والے لوگ فلسفی۔ سائنسدان۔ محقق ایک ہی قسم کا چہرہ اور بدن رکھتے ہیں یعنی دُبلا اور نحیف بدن۔ کتابی چہرہ جس پر جھریاں پڑی ہوئی۔ آنکھیں نیم وا۔ اور کسی قدر چھوٹی چھوٹی۔ گفتگو میں نرمی اور آہستگی خلیق۔ مگر زیادہ ملنے سے اجتناب۔ اسی طرح سیاست دانوں۔ حاکموں۔ ادیبوں۔ شاعروں۔ لکچراروں۔ مذہبی پیشواؤں۔ پہلوانوں غرض ہر قسم طبقہ کے بدن اور چہرے مختلف ہوتے ہیں۔ جو ذرا مطالعہ سے ہر شخص امتیاز کر سکتا ہے۔ زندگی بخیر کسی اور وقت اس عنوان پر بحث کروں گا۔ غرض میں نے آپ کی شکل سے غور و فکر کرنے والوں کے تمام نشان پائے اور دل نے یقین کر لیا کہ واقعی یہ نادر ہستی اور گوہر نایاب ہے اور دوران گفتگو میں آپ کو نہایت سنجیدہ متین۔ مستغنی اور حوصلہ مند

پایا۔ یہی علامات انسان کے بہترین دماغ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

آپ کے چہرے پر شاید ہی کبھی غصہ کی علامت آئی ہو اور مسکراہٹ بھی بہت ہلکی سی گاہے صرف ہونٹوں پر نمودار ہوتی ہے اور بس۔ میں نے آپ میں محبت۔ خلوص۔ مہمان نوازی اور ہر چھوٹے بڑے کی عزت کرنے والا پایا۔ یہ باتیں عموماً مذہب کا اثر ظاہر کرتی ہیں۔ غرض بندہ کو۔ آپ سے مختلف اوقات میں ملنے کا موقعہ ملا اور ہر وقت کئی گنا مسرت اور فرحت ہوئی۔ طبیعت آپ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتی۔

آپ کا مطب

قابل اور ماہر فن کی بہترین پہچان اُن کا وہ کام ہوتا ہے جس کو وہ اپنی معاش زندگی بناتے ہیں۔ شاید بہت کم ایسے اطباء۔ دید۔ ڈاکٹر ہوں گے جو باوجود علمی اور تحقیقی کام کرتے ہوئے اُن کے مطب بھی شاندار ہوں یا پریکٹس زوروں پر ہو۔ کیونکہ مجھے اپنی زندگی میں سوائے آپ کے اور کسی کو ایسا کامیاب دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اگرچہ میں تمام پنجاب اور ہندوستان کے اکثر معالجوں سے واقف ہوں۔ آپ کا مطب ایسا شاندار ہے کہ آپ کو صبح سے رات تک فرصت نہیں ملتی اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ باہر سے کوئی نہ کوئی لینے کے لئے نہ آئے یا باہر جانے کے لئے کوئی خط نہ آئے وہ دن خوش قسمت ہوتا ہے کہ جب آپ شاید رہ میں ہوں نہیں تو باہر کے لوگ آپ کو چین نہیں لینے دیتے۔

دستِ شفاء

خداوند تعالیٰ نے آپکے ہاتھ میں شفاء بھی بخشی ہے۔ شاید ہی کوئی بدنصیب ہو جس کو آپ سے شفاء نہ آئی ہو جو بھی درِ دولت پر آیا خالی نہ گیا۔

اور جس نے بھی رجوع کیا فیض یاب ہوا دُور دُور سے لوگ آپ کی خدمت میں علاج کے لئے آتے ہیں ہزاروں نے خط و کتابت سے ہی صحت حاصل کر لی ہے۔ اگرچہ شفاء حکم مطلق کے ہاتھ ہے مگر بہت حد تک اس کا تعلق صحیح تشخیص اور بہترین علاج پر ہے اور وہ دونوں چیز آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

مشرقی خصوصیت

مشرق میں اطباء بھی ہیں اور وید بھی۔ لائق نامور اور مشہور بھی ہیں مگر کیا اُن میں سے کوئی کہہ سکتا ہے۔ اطباء سلف کے بعد انہوں نے اپنی طب میں کچھ اضافہ کیا ہو۔ اطباء نے بقراط۔ جالینوس۔ رازی اور شیخ وغیرہ وغیرہ کو

اس فن میں خدائی طب۔ پیغمبر طب۔ کمال طب اور امام طب ہی نہیں سمجھا بلکہ اُن کا یہ خیال راسخ ہوگیا ہے۔ کہ شیخ کے بعد کسی کو طاقت نہیں جو اصلاح و تجدید طب کرے اور نہ ہی اِس کی ضرورت ہے کیونکہ اُن کا یقین ہے کہ اُن کی طب ہر طرح مکمل ہے۔ اسی طرح وید حضرات بھی چرک اور شسرت کے بعد اپنی ویدک میں ترمیم و تنسیخ کرنا ضروری ہی نہیں سمجھتے بلکہ ایسا کرنا گناہ کا مرتکب ہونا خیال کرتے ہیں گویا اِن دونوں گروہوں کا عقیدہ ہے کہ ہماری طبیں ہر طرح سے مکمل اور بہتر ہیں اصلاح و تجدید کرنا تو کجا کبھی ان کے تصور میں نہیں آیا کہ کوئی نئی کتاب ہی تصنیف کردیں جس میں نیا تخیل ہو وہی تقلیدی رنگ ہے۔ پچھلی کتابوں کی نقلیں۔ شرحیں یا زیادہ سے زیادہ ان میں تجربات کا اضافہ۔ البتہ جو نئی طب ہندوستان میں باہر سے وارد ہوتی ہے چاہے وہ مکمل ہو یا نہ مکمل اس کو اپنی طب میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اپنی طب میں ترمیم اور اصلاح کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

مگر استاذ الاطباء نے اس غلط عقیدہ کو دماغ میں جگہ نہیں دی بلکہ اُن کا خیال ہے کہ یہ طبیں آسمانی نہیں ہیں اور نہ ہی اطبار سلف کے بعد اس میں اصلاح اور تجدید کرنا ناممکن ہے۔ آپ نے نہ فقط نئی تصنیفات ہی نہیں کیں بلکہ عملی رنگ میں اس میں دنیا کے سامنے نت نئی اپنی ریسرچ اور تھیوریاں پیش کر رہے ہیں۔

اطباء سلف اور استاذ الاطباء

بقراط۔ سقراط۔ ارسطو۔ افلاطون۔ جالینوس۔ رازی۔ ابو سہل۔ شیخ الرئیس وغیرہ وغیرہ جو اپنے اپنے وقت میں جلیل القدر طبیب گذرے ہیں انہوں نے بھی فن طب کو اختراع نہیں کیا۔ بلکہ طب کو مکمل کرنے اور بہتر بنانے کے لئے صرف تجدید و اصلاح کرتے چلے آئے ہیں اگر فن طب کے ارتقاء کی تاریخ پر نظر کی جائے تو یہ بین نظر آئیگا۔ جو وقتاً فوقتاً اصلاح اور تجدید ہوتی رہی۔ ہمارے دلوں میں ان ہستیوں کا از حد احترام ہے مگر ہم یہ کس طرح تسلیم کرلیں کہ ان کے بعد کوئی بھی ہستی ان کی طرح فن طب میں تجدید و اصلاح نہیں کرسکتی۔ اگر یورپ بھی ایسا ہی کرتا۔ تو یقینی امر تھا کہ ڈاکٹری طبی مغرب میں آج رفعت اور ترقی پر نہ پہنچتی۔

اطباء سلف نے بھی اپنے تجربات اور خیال کے مطابق نئے مسئلے اور نئی تحقیقاتوں کو ظاہر کرتے رہے۔ جس سے فن میں اضافہ ہوتا رہا مگر اُس وقتوں کے اطباء اور حکماء نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ان مسائل کی ضرورت نہیں ان سے انحراف نہیں کیا اور نہ اس کی مخالفت کی۔ بلکہ بہترین چیز کو لینے اور اپنے فن میں داخل کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اگر آجکل کوئی کامل اور ماہر فن نئی تحقیق اور نئے قوانین پیش کرے تو اُن کو قبول کرنے میں پس و پیش کی جائے کیا یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے

مسیح الملک اور اُستاذ الاطبّاء

مسیح الملک جناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم بیشک اپنے وقت کے بہترین فاضل اور کامل طبیب گزرے ہیں وہ ہندوستان میں پہلے شخص ہیں، جنہوں نے طب یونانی کے اجڑے ہوئے باغ کی ابیاری کی اور اپنی کوشش وجد وجہد سے نہ صرف اس کو دشمنوں کی تیز نظروں سے بچا یا بلکہ اس میں امتیاز پیدا کر دیا۔ مرحوم کو اس کی اصلاح کا از حد خیال تھا وہ اپنے دن رات اسی کوشش میں ہی صرف کر دیتے تھے۔ آل انڈیا آریو ویدک اینڈ یونانی طبّی کانفرس دہلی کا عالیشان طبیہ کالج اور اعلیٰ درجہ کا ایک ہندوستانی دواخانہ صرف آپ کی جانکاہ کوششوں کا نتیجہ ہیں اگر مرحوم کو چندے اور زندگی کی مہلت ملتی تو یقیناً بہت کچھ اصلاح کر جاتے حال ہی میں آپ کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ اور ان کے لگائے ہوئے پھل کا ثمر کتاب قانون عصری شائع ہوئی ہے۔ ہندوستان کے طبیبوں نے دیکھ لیا کہ ایک طبیب اعظم نے کس طرح ان بودے اور فرسودہ خیالات کو چھوڑ دیا جو آجکل کی سائنس سے بالکل دور تھے۔ وہ اطباء جو استاذ الاطباء کے ان خیالات کو پڑھکر سیخ پا ہو جاتے تھے کہ انہوں نے اطباء سلف کے مسئلہ ارکان مزاج اور اخلاط کو کیوں غلط کہا ہے آج خود نادم اور شرمسار ہیں کہ ہندوستان کے نامی گرامی طبیب نے بھی ان مسائل کو بھی غلط قرار دیا۔ یہ ہے سچائی جسے عقل سلیم تسلیم کرے۔

مسیح الملک مرحوم کو اصلاح کرنے کا بیشک شوق تھا مگر تجدید کی طرف آپ نے ایسا کچھ خیال نہیں کیا کیونکہ طب یونانی کی ماہیت امراض کا مسئلہ اور اس کے بنیادی اصول اگر نکالکر باہر پھینک دیئے جائیں۔ تو اس میں سوائے ڈاکٹری کے باقی رہ ہی کیا جاتا ہے۔ پردہ اُٹھاتے ہی جرم کی بھوری اور ڈاکٹری ادویات کام کرتی نظر آتی ہیں۔ گو چار کیفیتوں سے طب یونانی کی عزت برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر نہیں طب یونانی بری طرح تحت الثرا میں گرتی نظر آتی ہے ان کے مقابلے میں استاذ الاطبار صاحب نے ایک طرف طب قدیم کی اصلاح کر کے لاج رکھ لی ہے تو دوسری طرف ایلوپیتھی جیسی سائنٹفک طب اور دوسری پیتھیوں کی بنیادیں ہلا دی ہیں یہی وہ طب جدید ہے جس کو آج ۲۲ سال سے ہندوستان میں پیش کر رہے ہیں اگر آپ کو مسیح الزمان کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

مغربی خصوصیات

مغرب نے طب قدیم میں جو اصلاح و تجدید اور ریسرچ و تحقیق کی ہے اس نے ایک نئی شکل اور قالب اختیار کر لیا ہے حقیقت یہ ہے کہ طب قدیم کی بنیادوں پر ایک عالیشان قصر تعمیر کر لیا ہے۔ آجکل ڈاکٹری کو دیکھکر کوئی یقین بھی نہیں کر سکتا ہے کہ کبھی یہ طب قدیم تھی۔ کیوں نہ ایسا ہو جب کہ مغرب نے جد وجہد اور

کوشش وسعی کے ساتھ ساتھ مالی وجانی قربانیاں بے شمار کی ہیں۔ ان میں ایسے ماہر فن۔ مصلح اور موجد گزرے جنہوں نے اس فن میں انقلاب پیدا کر دیا ہے ان کے نام تاریخ طب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ تحقیق اور ریسرچ کا یہ عالم ہے کہ اس فن کی ہر شاخ کی کئی کئی شاخیں ہو گئی ہیں۔ باوجود اس عالیشان ترقی کے ان کی آنکھوں پر بھی غرور و تکبر کی پٹی بندھ گئی۔ اس میں ان کا قصور نہیں بلکہ قانون قدرت ہے کہ جب کوئی فرد یا جماعت کسی فن میں کمال حاصل کر لیتی ہے تو غرور اور تکبر اس کی سرشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اپنے زعم میں دوسرے فن اور مذہب پر غور و فکر تو کیا تھوڑی دیر کے لئے سننا بھی گوارا نہیں کرتی۔ کیونکہ ان کو یقین ہوتا ہے۔ کہ ہم کامل و مکمل اور سچائی پر ہیں۔ یورپ کی زندہ مثال ہومیوپیتھی ہے۔ ایلوپیتھی ڈاکٹر نے ہومیوپیتھی اور اس کے موجد کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ کسی سے پنہاں نہیں ہے۔ مگر آج وہی ہومیوپیتھی ہے۔ کہ اپنی خوبیوں سے نہ صرف یورپ بلکہ ممالک غیر میں بھی مقبول ہو رہی ہے۔ اسی طرح دوسری طبوں کے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا ہے۔ گویا ایلوپیتھی ڈاکٹر اپنی پیتھی کے سوا دوسری کسی پیتھی کی اہمیت ہی تسلیم نہیں کرتے نہ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ اُن میں خوبیاں بھی ہیں یا نہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں موجد طب جدید نے فقط دید۔ یونانی۔ ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کی تحقیق ہی نہیں کی بلکہ تمام چھوٹی بڑی پیتھیوں کا گہری نگاہ سے مطالعہ کیا۔ اور ان کے محاسن و عیوب واضح کئے۔ اور اپنی سچائی کی نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ کو بھی دعوت دی۔

اطبّاء مغرب اور اُستاذ الاطبّاء

نیسلے۔ جوزف۔ ہاروے۔ جمبزیٹ۔ حاک۔ ہنمن۔ مڈیم کیوری۔ رانتجن ایسی ہستیاں ہیں۔ جنہوں نے فن طب میں صرف ایک ایک نئی ایجاد یا نیا مسئلہ تحقیق کیا۔ کسی نے سائنس میں کچھ معلوم کیا۔ تو کسی نے دوران خون ثابت کر دیا۔ اگر ایک نے چیچک کا مادہ معلوم کر لیا تو دوسرے نے جراثیم کی حقیقت معلوم کر لی۔ اگر ہنمن نے علاج المثل کی تھیوری ظاہر کی تو مڈیم کیوری اور رانتجن نے نئی دھات اور عجیب روشنی سے لوگوں کی آنکھیں چندھا دیں۔ اور یورپ ہے کہ ان کو عزت و احترام سے یاد کرتا ہے۔ ان کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیتا ہے۔ ان کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں اور سال گرہیں منائی جاتی ہیں۔ کیا استاذ الاطباء نے اُن سے کم اس فن کی خدمت کی ہے؟ بلکہ اُن سے کئی گنا زیادہ اور ان ہی ماہران فن کی تھیوریوں کی تکذیب کی ہے۔ اور ہندوستان کی عالی دماغی کو ان پر ثابت کر دیا ہے۔ جبکہ اس فن کی سرپرستی کوئی گورنمنٹ وقت بھی نہیں کر رہی اور نہ ہی پبلک جانی مالی امداد بہم پہنچا رہی ہے۔

حیرت تو یہ ہے۔ کہ یورپ میں اگر ایک عالم فاضل غلط مسائل اور تھیوریاں بھی رائج کر دے۔ تو مغرب اس کو آمنا صدقنا کہنے کو ہر وقت تیار رہے۔ چاہے وہ بعد میں غلط بھی ثابت ہوں۔ آج دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ کہ

ڈارون کی ارتقاء دنیا اور سر نیوٹن کی کشش ثقل کی تھیوریوں کا کیا حشر ہوا۔ مگر مغرب ہے کہ برابر ان کی پوجا کئے جا رہا ہے؛

موجد طب جدید اور قدردان

آپ کی جس قدر قدر افضائی اور طب جدید کا جس قدر استقبال ہونا چاہیئے تھا۔ نہیں ہوا۔ اس کی بڑی بڑی وجوہات صرف تین ہیں؛

(۱) نئی چیز کی ہمیشہ مخالفت ہوتی ہے

دنیا میں کسی قسم کی تحریکیں یا ایجادیں جب بھی پیش کی گئیں۔ چاہے وہ مذہبی و سیاسی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ ادبی اور اخلاقی ہی کیوں نہ ہوں ضروری امر ہے۔ کہ شروع شروع میں ان کی مخالفت کی جائے۔ اور یہی قانون فطرت بھی ہے کہ ان کی مخالفت کی جائے۔ سو اس قانون کے تحت میں اس کی بھی مخالفت کی گئی۔

(۲) ہندوستان مختلف طبوں کا اماجگاہ ہے!

جس وقت طب جدید (فزیالوجیکل میتھڈ) اُفق طبابت پر نمودار ہوئی۔ اس وقت ہندوستان میں مختلف طبوں کے حامل اپنی اپنی ڈفلی بجا رہے تھے۔ اس میں کئی تو بڑی اور عالمگیر تھیں۔ اور کئی یونہی برائے نام تھیں۔ تاہم طریق علاج کہلاتی تھیں۔ طب جدید کے جنم لیتے ہی اگر بڑی طبوں نے زور شور سے مخالفت کی تو ان بے سر اپا چھوٹی چھوٹی طبوں نے بھی اپنی اپنی ڈفلی بجانی شروع کر دی۔ اور لوگوں میں غلط پراپاگنڈا شروع کر دیا؛

(۳) طب جدید ہندوستانی ہے

سب سے بڑی وجہ اس کی مخالفت کی یہ ہے۔ کہ طب جدید مغرب کے کسی ملک یورپ اور امریکہ کی آئی ہوئی نہیں۔ بلکہ ہندوستان کی ایجاد ہے۔ اور ہندوستان مغرب پرست مغرب کے سانچے میں ڈھلنے کے لئے اس کی کورانہ تقلید پر کمربستہ ہے۔ تو ایسے ماحول میں کالے ہندوستان کی کالی طب کب اُن کی نظروں میں جچتی ہے۔ اگرچہ وہ کیسی ہی احسن۔ مفید اور بہترین چیز کیوں نہ ہو۔

شائقین مغرب کا تو یہ خیال ہے۔ کہ ہندوستان ابھی اس قابل ہی نہیں کہ نئی ایجادیں پیش کر سکے۔ اور پھر مغرب کے مقابلہ میں ستم ظریفی یہ ہے کہ سب کچھ بغیر دیکھے پرکھے۔ تجربہ اور تحقیق کے کہا جاتا ہے؛

قبولیّت!

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ طب جدید کو قبولیت بھی ہوئی یا نہیں۔ اِس کے متعلق تو صرف اس قدر ہی کہدینا کافی ہے کہ جس سلیم الطبع اور صحیح العقل انسان نے بغیر تعصب اور حسد کے اِس کا مطالعہ کیا۔ وہ نہ صرف اسکا ثناخوان ہوگیا۔ بلکہ شیدا دوالہ اور حامی و مددگار بن گیا۔ اس وقت تک عام پبلک کے علاوہ کئی ہزار اطباء۔ وید۔ ڈاکٹر ہومیوتھ ہندوستان اور اس سے باہر اس طریقِ علاج سے لکھو کھا مخلوق خدا کا علاج کرتے ہیں۔ اور کافی سے زیادہ ایسے لوگ ہیں۔ جو حاکم وقت ہیں۔ مگر طب جدید کے مطالع اور علاج کا شوق رکھتے ہیں مستقبل میں امید ہے کہ طب جدید خوب کامیاب ہوگی۔ اور دنیا کی واحد طب بن جائے گی۔ اور عالم میں ہر جگہ اس کے پریکٹشنر اور ریسرچر ہونگے ٭

دُنیا کی اکثریّت مُردہ پرست واقع ہوئی ہے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ دنیا زندوں کی قدردان نہیں۔ اُن میں کیسے کیسے عالم باعمل۔ فاضل اجل اور ماہر و کامل ہوں۔ مگر ان کی قدر کرنا تو کجا چنداں پروا بھی نہیں کی جاتی۔ اور وہ اپنا دورِ حیات خاموشی۔ بے بسی سے گزار کر اور اپنی ایجاد کی بے قدری کی حسرت اپنے ساتھ لے کر قبر میں دفن ہو جاتے ہیں۔ زمانہ کی اس بے قدری پر مولانا حالی کے چند شعر یاد آگئے۔ جن میں آپ نے خوب نقشہ اُتارا ہے :-

حالی نے کہا تربت غالب پہ یہ جاکر ٭ دنیا میں کلام آپ کا مقبول ہوا گھر گھر
یورپ میں کئی بار چھپا آپ کا دیوان ٭ ہر شعر پہ مخلوق لُٹاتی ہے جواہر
غالب نے کہا مُردہ پرست اہل جہاں ہے ٭ زندوں کے یہ دشمن مردوں کے ہیں یہ خوگر
غربت میں بسر اپنی ہوئی فاقوں میں گذری!
کیا فائدہ جو بعد قضا زر ہوا نچھاور

حیرت کا مقام ہے۔ کہ ۲۳ سال کی ایجاد اور مفید ترین فن جس کا تعلق ہر انسان کے ساتھ ہے۔ تا حال اُس کو خاطر خواہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ مانا کہ حکومت سوائے اپنے ملک کی چیز کے کسی بدیشی فن کی قدر نہیں کرتی۔ لیکن پبلک تو بدیشی نہیں۔ وہ کیوں نہیں اس کی طرف نظرِ الطاف کرتی جس میں سراسر اس کا اپنا فائدہ ہے ٭

اُستاذ الاطباء کا خطاب

موجد طب جدید کو نہ گورنمنٹ آف انڈیا سے کسی چیز کی خواہش ہے اور نہ ہی پبلک سے کوئی تمنّا ہے۔ کیونکہ

اُن کو اپنی ضروریات کے لئے رازق دو جہان سب کچھ دے رہا ہے۔ بلکہ وہ اپنی آمدنی کا ایک کثیر حصّہ انجمن کو طب جدید کی اشاعت کے لئے ہمیشہ دیتے رہتے ہیں جس کی انجمن از حد شکر گزار ہے۔

۱۹۲۵ء کے سالانہ جلاسس پر جس میں اکابرین قوم۔ مدبّران ملک علماء۔ فضلاء اور حکماء و اطبّاء موجود تھے۔ آپ کو استاذ الاطباء کا خطاب دیا گیا جس کے ساتھ ایک سنہری تمغہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کو ایسے خطاب اور نمائشی چیزوں کی ضرورت نہیں۔ اور آپ اِن چیزوں سے بہت بالا ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ فن طب سے ملک کی خدمت کرنا اور دنیا کو فائدہ پہنچانا۔

استاذ الاطبّاء کبھی گمنام نہیں رہ سکتے۔ اور نہ کبھی مُردہ ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال اصلی طب جدید سے کما حقہ استفادہ حاصل کرنے کا ہے۔ استاذ الاطباء اپنی نئی تحقیق انجام دیکر رہیں گے۔ مگر کیا اہل فن بھی ان کی عظمت جلالت و طاقت سے آگاہ ہونگے۔ اور اپنا فرض ادا کرینگے۔ ان کا خاص تعلق فن طب سے ہے۔ کیونکہ در اصل وہ تمام دنیا کے لئے ایک طب کا دستور عمل دیکھنے کے آرزومند ہیں۔ اور صحیح معنوں میں نظام طب یعنی بہترین اور صحیح طریق علاج۔ علم خواص ادویہ علم الامراض اور حقیقی علم حفظان صحت دیکھنے کے طالب ہیں۔

مَیں نے اپنی طرف سے مضمون کو بہت ہی مختصر کیا ہے تاہم یہ بہت طویل ہو گیا ہے۔ اِس لئے چند ضروری امر کی طرف روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اور ناظرین تبصرہ نگاران خصوصاً اولڈ بوائز طبیہ دار العلوم شاہ درہ کو عملی پہلو کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ کوئی اعلےٰ و مستحکم کام ایک نسل میں پورا نہیں ہو سکتا۔ صاحبان فضل و کمال محض علمی و فنی تحریکات اور ایجادات کے بیج بو جاتے ہیں۔ اور یہ قوم کا فرض ہے۔ کہ ان کی تخم ریزی کی نسل در نسل قرن در قرن اور صدی در صدی کاشت۔ تربیت۔ پرورش اور حفاظت و ترقی کا کام جاری رکھے۔ بڑوں کے کام کو مستقل تحریکات بنانا اور اُن کو نسل در نسل ضروریات زندگی کے مطابق دائم و قائم رکھنے کے لئے منظم طریق پر اشاعت اور تبلیغ کرنا نہایت ضروری ہے۔ فنی اور قومی ارتقاء کے استحکام و استقلال کا یہی راز ہے

قانونچہ اردو

رسالہ قبریہ

اردو داں حضرات کیلئے عربی سے اردو میں بڑی کوشش سے ترجمہ کرایا گیا ہے۔ علم وفنِ حکمت کو بغرض افادہ عام طالبانِ علم حکمت کیلئے لانجل مشکلات کو لفظ بلفظ آسان کر دیا ہے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ نہایت عمدہ قیمت چھ آنے

مجمع الاسرار

طلسمی اردو

مصنفہ حاذق زماں فخر الاطبار حکیم فضل حسین صاحب

یہ رسالہ فن حکمت میں بغرض زر کثیر طبع کرایا گیا ہے۔ جو کتب حکمت کا ایک مجموعہ ہے۔ تشریح بیماری اور علاج و خواص الادویات اور کشتہ جات علم کیمیا جنکو مشتاق حکمت بہت سی کتابوں سے بمشکل دیکھ سکتے ہیں۔ بغرض رفاہِ عام عام فہم اور سلیس اردو میں بے نظیر تیار کیا گیا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ حکمار اور طالب علموں کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۱۲ر

گلدستۂ مجربات

حاذق الاطبار جناب حکیم اللہ بخش صاحب فیروزپوری کی فن کشتہ جات میں بنظیر کتاب ہے مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ تمام کشتہ جات مجرب اور مفید سریع الاثر ثابت ہوئے ہیں، ماہران علم طب کیلئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ قیمت ۸ر

مکمل ترجمہ قانونچہ

طب حکمت معہ رسالہ قبریہ پنجابی منظوم

علم طب یونانی میں یہ مشہور پرانی درسی کتاب اور تشریح بدن میں لاثانی ہے چونکہ زبان عربی میں نہایت مشکل تھی لہذا بغرض سہولت ہمنے اسکا ترجمہ عام فہم پنجابی زبان میں کرایا ہے۔ جس سے پنجابی بھائی تشریح بدن میں کماحقہٗ دسترس حاصل کر سکیں۔ فاضل مترجم نے ہر صفحہ کے ابتدار میں چند سطور اصل متن عربی رکھ کر نیچے اسکے ترجمہ اس خوبی سے نبھایا ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ لیاقت کا طالب علم بھی اس کو بخوبی سمجھ سکے اور جو جو مشکل مقام تھے انکو تمثیلات و معقولوں سے نہایت آسان کر دیا ہے مزید برآن بڑی بڑی مشہور کتب طبیہ سے حاشیہ پر اردو میں شرح کی ہے۔ کاغذ دلکھائی چھپائی بہت دیدہ زیب قیمت ۸ر

ترجمہ اردو شرح اسباب جلد اول و دوم اصل کتاب عربی ہے جو بہت مشہور ہے اسکا محض آسانی طلبار کیلئے ترجمہ کرایا گیا ہے۔ قیمت سات روپے آٹھ آنے۔ معہ

رسالہ تعریف النبض مفصل حالات و شناخت نبض از مرزا بشیر احمد صاحب قیمت ۰۲ر

مفید الاجسام ۔ مع فوائد عجیبہ اسمیں پھنسی پھوڑے سوزاک آتشک وغیرہ کے مجرب نسخے درج ہیں۔ قیمت ۴ر

طب احسانی ۔ کل امراض کا بیان کل امراض کے تیر بہدف نسخے ″ ۴ر

علاج الغربا ۔ نہایت مشہور اور مقبول عام کتاب ہے، سہل الحصول نسخے درج ہیں۔ ″ ۱۰ر

ترجمہ قرابادین شفائی ۔ مترجمہ حکیم ہادی حسین صاحب مراد آبادی ۔ مترجم تراجم کثیر ″ ۸ر

حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب لاہور

تجدیدِ طبّ!

رشحۂ فکر مولوی محمد یحییٰ خانپوری المتخلص بہ اثرؔ وجدانی) متعلم دارالعلوم طبیہ راولپنڈی!

(۱)

بہارے دگر بار پیدا شدہ
خزاں را ز فصل بہار دور کرد
نسیم سرور و فرح در وزید
گلِ ناشگفتہ شگفتند باز
گلستانِ آفاق را بیں نمو
بفرحت ہمہ دہر جنت شدہ
ز ہر سو صدائے غنا بہار آمدہ

(۲)

ز لمعانیش شد منوّر جہاں
ضیا ریزیٔ او چناں شد وسیع
داغِ جہاں یافت زو تازگی
جہاں را ز اسرار آگاہ کرد
ز تازہ دماغی ہمہ مردماں
کسے را نظر بر معائب شدہ
یکے ذوقِ تحقیق در کار داشت
دگر بار شد صیقل علم و فن!
محرک شد از علم جوشِ عمل
شدہ لیلیٰ علم آراستہ
ز تزئینِ ایناں جہاں شد جدید

بدغیب گویا ہر یدا شدہ
قلب ہائے محزوں مسرور کرد
لباسِ خزاں چاک کرد و درید
ہزارِ حزیں یافتہ سوز و ساز
کہ بارِ دگر دادہ شد رنگ و بوئے
ز فرطِ سرور و یقین راحت شدہ
بہار آمدہ چوں بہار آمدہ

(۳)

ز طب یونانیاں ہمچنیں
کسے بہرِ او سوزشِ دل نہ داشت
حکیمِ گرامی طبیبِ شہیر
بحالش نظر کرد و برباد دید
باصلاح فن خوردہ خونِ جگر
مثالِ شمع از سوزشِ فن گداخت
سعیٔ اجملؔ بجا آمدہ

بدہ کہنہ و باز ماندہ پسیں!
ز بہرش نکس نخلِ امید کاشت
کہ ذوقِ عمل داشتہ در ضمیر
ز سوز و غم و درد فن در طپید
پئے خدمتش بستہ محکم کمر
فن و اہلِ فن باز تازندہ ساخت
فن فانیٔ را لبقاء آمدہ

(۴)

خجل گشت از قدر او فرقِ سماں
کہ باقی نماندہ قبیح و شنیع
کہ شد کارِ دنیا بنو تازگی
بسا گمرہاں بر سرِ راہ کرد
بکردند راز نہانی عیاں
کسے محو ذکر صوائب شدہ
دگر کنز رقیق در بار داشت
شدہ پُر دُرر ہیکلِ علم و فن
بفیضِ عمل علم شد بے بدل
بھر نوع تحسیں پیراستہ
بہر جا نظر رفت، تجدید دید

شد مذاز پئے او باصلاح فن
ہمہ اہلِ دل بہرِ فن قد ظرف
یکے مردِ کامل ز سوز دروں
ازاں جملہ آں مردِ ممتاز گشت
ز تقلید کورانہ در دل طپید
بگفتا کہ خذ ما صفا دع کدر
ببیں خوبی و گیر عیبے گذار
نقائص بران و محاسن بگیر

بساکس براہِ عمل گام زن
بکردند تجویز و تدبیر صرف
کشیدہ نفس ہائے محزوں بروں
فن و اہلِ فن را چو دمساز گشت
فن و اہلِ فن از تعصب رہید
تعصب نباید نہ تقلید مر!
کہ ایں کلیۂ ساختم بہرِ کار
چوں خوبی بیابی بفرحت پذیر

(۵)

بدنیاں ہمہ قلبہا را گداخت
با وراں فن ہمچو تکمیل کرد

ز استادیٔ خود اطبا نواخت
ببیں **احمد الدین** تجدید کرد

امراضِ غشاءِ مخاطی!

اعضائے انسانی میں سے ایک بڑا ہی کارکن عضو ہے۔ جس کا نام **غشاء مخاطی** ہے۔ جو کہ ناک کے منتھنوں کے اندر سے ہو کر حلق۔ قصبۃ الریہ اور ہوا کی ان تمام نالیوں میں جو پھیپھڑہ میں شاخ در شاخ ہو کر پھیلی ہوئی ہیں۔ سب میں بطور استر کے چلی گئی ہے۔ جس کی اندرونی سطح مخمل کی طرح نرم اور رُوئی دار سی ہوتی ہے۔ اور اس میں ہمیشہ ایک سفید سی رطوبت دمویہ بھری رہتی ہے۔ جو ہر وقت اس سے آہستہ آہستہ رستی رہتی ہے۔ جس کا

ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ جب تنفس کے ذریعہ ہوا اندر جاتی ہے۔ تو وہ گرد و غبار وغیرہ سے خوب پاک صاف ہو جاتی ہے

دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ جب ہوا باہر کو واپس جاتی ہے۔ تو اس رطوبت سے باردار ہو کر بہت سے فضلات کو جو کہ اس رطوبت میں ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ باہر لے جاتی ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ ان رطوبات کے ذریعے ہوا کی خراش سے پھیپھڑوں وغیرہ کو محفوظ رکھتی ہے۔

آلات تنفس کے علاوہ آنکھوں کے اندر اور کان کے اندر تک اس کے بعض حصے چلے گئے ہیں۔ کیونکہ ان اعضاء میں بھی ہوا کا گذر ہوتا ہے۔ کان میں ہر ایک آواز کو پہنچانے والی ہوا ہی ہے۔ اور آنکھوں کے اندر تو ہوا کا جانا بالکل بدیہی ہے۔

یہ تمام غشاء ہمیشہ رطوبت سے تر رہتی ہے اور جس قدر رطوبت مترشح ہوتی ہے ہوا میں جذب ہو کر بدن سے باہر جاتی ہے۔ جس طرح معدہ سے مقعد کے رستے غذا کے پہلے ہاضمہ کا فضلہ خارج ہو جاتا ہے۔ اور براہ مثانہ پیشاب اور براہ جلد کے پسینہ کے ذریعہ سے فضلات بدن سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس کو جِلد کے ساتھ بہت ہی مشابہت ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ جلد بسبب بیرونی ہونے اور دیگر کیفیات سرد و گرم تصادم کے کثیف اور سخت ہے۔ اور غشاء مخاطی بسبب اندرون بدن ہونے کے اور عام صدمات سے محفوظ رہنے کے لطیف اور نرم ہے۔ دیکھو! جہاں جہاں جِلد اور غشاء مخاطی کا باہم اتصال ہوتا ہے۔ وہاں باہم اس قدر تفاوت نہیں ہے۔ مثلاً بیرونی ناک سے جِلد جب اندرون کو جاتی ہے۔ تو غشاء مخاطی سے اتصال حاصل کرتی ہے۔ وہاں جِلد بمقابلہ باہر کے کسی قدر نرم ہے۔ وہاں کی غشاء بمقابلہ اندرون ریہ کے سخت ہے۔ ناک سے جوں جوں غشاء اندرون ریہ کے جاتی ہے۔ توں توں زیادہ لطیف نرم متخلخل ہوتی چلی جاتی ہے گویا معلوم یہی ہوتا ہے۔ کہ غشاء مخاطی ایک قسم کی اندرونی جلد ہی ہے۔ اور ایک مشابہتِ غشاء مخاطی کو یہ ہے کہ جس طرح تمام جلد کے نیچے جا بجا چھوٹی چھوٹی غدودیں موجود ہیں۔ جن میں خون آکر ہمیشہ صاف ہوتا رہتا ہے یعنی فضلات دمویہ بذریعہ اور بتوسل رطوبات مخاطیہ کے ہمیشہ باہر دفع ہوتے رہتے ہیں۔ گویا قدرت نے ان کو علاوہ دیگر فوائد کے صفائی خون

کے لئے بھی مامور کر رکھا ہے۔

یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ اگر یہاں یہ بھی ضمناً بیان نہ کر دیا جائے۔ کہ **غدو دول** کا جسم ہی خدا تعالیٰ نے صفائی خون کے لئے بنایا ہے۔ جہاں جہاں انسان کے بدن میں غدود ہیں۔ سب کا یہی کام ہے کہ وہ ہمیشہ خون کو اپنے اندر جذب کر کے اس پر اپنا اثر ڈالکر اسے صاف کرتی رہتی ہیں۔ اور فضلات کو بمعہ ان رطوبات کے جو خون سے خارج کی ہوتی ہیں جسم سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ انسانی جسم میں سب سے بڑی غدود وہ ہے جس کو جگر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ خون کی صفائی پر مامور ہے۔ اور جو رطوبت حامل فضلات ہوتی ہے وہ ہمیشہ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اس کو **صفرا** کہا جاتا ہے۔ جو مرارہ کے اندر جمع رہتی ہے۔ اور بقدر ضرورت اور بوقت حاجت آنتوں میں گر کر کئی قسم کے فوائد بخشتی ہے اور بدن سے باہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح طحال (تلی) بھی قدرتی مصفّٰے خون ہے۔ جو لیلبہ کے ذریعے امعاء میں اپنی رطوبات حاملہ فضلات خارج کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح دو غدودیں **گردوں** کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کا بھی خون کی صفائی میں بہت بڑا دخل ہے۔ جو کہ ہمیشہ فضلات کثیر مقدار میں خون سے علیحدہ کر کے بذریعہ مائیت بول براستہ مثانہ نکالتے رہتے ہیں۔ اسی طرح غشاء مخاطی اور اس کی غدودوں کی بابت سمجھ لیجئے۔ کہ یہ بھی علاوہ دیگر فوائد کے جو مذکور ہوئے صفائی خون کا کام بھی ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔

اب یہیں تک اس تشریح کو ختم کرتے ہوئے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اس وقت مجھکو صرف یہ بیان کرنا ہے کہ غشاء مخاطی کی کون کون سی بیماریاں ہیں۔ اور کن اسباب کے ماتحت ان کا ظہور ہوتا ہے۔ اور کن تدابیر اور علاجوں سے انہیں شفاء ہوتی ہے۔

سو واضح رہے کہ جس طرح دیگر تمام اعضاء انسانی جب تک اپنے فرائض مفوضہ کو ادا کرتے رہتے ہیں اپنے افعال طبعی کو اعتدالی پر بجا لاتے رہتے ہیں۔ تو صحت انسانی برقرار رہتی ہے۔ لیکن جب کبھی عضو کے کسی فعل میں اختلال آیا۔ اور وہ عضو جادۂ اعتدال سے ہٹ کر افراط یا تفریط کے راستے پر گامزن ہوا۔ فوراً بدن انسانی میں گڑبڑ اور فساد آیا۔ کیونکہ تمام اعضاء کا باہمی تعلق اور اشتراک پایا جاتا ہے۔

انسانی تمدن میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے نفع و نقصان وابستہ رکھا گیا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اعضاء کا ایک دوسرے کے ساتھ باہمی وابستہ ہونا ضروری ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس مضمون کو صرف دو شعروں میں کیسے عمدگی سے بیان فرمایا ہے ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگراند ❊ کہ در آفرینش ز یک جوہراند

چو عضوے بدرد آورد روزگار ❊ دگر عضوہا را نماند قرار

چونکہ تمام اعضاء بھی جسم انسانی یعنی عالم صغیر میں اسی طرح سے ہمجنس ہیں جس طرح عالم کبیر میں انسان باہم ایک

جنس ہیں۔ سو جب کسی ایک عضو کے افعال میں کسی قسم کا خلل واقع ہوتا ہے تو فوراً دوسرے اعضاء میں بھی حسب مناسبت اشتراک اور تعلق کے ضرور کچھ نہ کچھ فساد واقع ہو جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ غشاء مخاطی پر اثر انداز ہو کر دیگر اعضاء کے خلل کا باعث ہوں اور یا دیگر اعضاء میں سے کسی اعضاء کی خرابی سے اسے ضرر پہنچکر اس کے اپنے افعال میں خلل آجائے سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی :-

قسم اوّل ۔ یعنے ابتداء میں اسباب مرض براہ راست اسی عضو یعنی غشاء مخاطی پر اثر انداز ہوں اور انسان کو مریض کر دیں۔ اس قسم کے امراض کے پیدا کرنے والے اسباب صرف دو ہوتے ہیں۔ ایک اندرونی اور ایک بیرونی۔

اندرونی سبب یہ ہے کہ کوئی ایسی غذا یا دوا کھالی جائے۔ جو براہ راست غشاء پر اثر ڈالنے والی ہو۔ ان ادویات کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ علم الادویہ کی کتاب میں ہم ایسی ادویہ وغیرہ کی ایک فہرست مکمل لکھینگے۔

بیرونی سبب یہ ہے کہ ایسی ہوا سونگھی جائے جو صاف نہ ہو بلکہ غیر چیزوں کی اس میں آمیزش ہو۔ مثلاً اس میں کوئلہ۔ مٹی۔ چونہ وغیرہ مخرش اثر رکھنے والی کوئی چیز ہو۔ جو براہ راست غشاء پر اپنا اثر کر کے اسے مریض کر دے۔ یعنے اس کے افعال میں بے اعتدالی پیدا کر دے۔

اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ مسئلہ بالکل غلط ہے کہ کسی کیفیت سے متکیف ہوا بھی بیماری پیدا کر دیتی ہے مثلاً گرم یا سرد ہوا جو گرمی یا سردی کی کیفیت سے متکیف ہوئی ہو ہرگز ہرگز نقصان نہیں کر سکتی۔ جب ہوا صاف ہو اور اس میں کوئی غیر جنس نہ ہو۔ تو خواہ سرد ہو یا گرم کبھی غشاء مخاطی پر بد اثر نہیں ڈال سکتی۔ اگر یہ مسئلہ صحیح ہو۔ تو پھر ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ماننی پڑیگی۔ کہ اگر سرد ہوا مضر ہے تو چاہیئے کہ سرد ممالک کے باشندے سب کے سب امراض آلات تنفس میں مبتلاء ہوں۔ اور گرم ممالک کے باشندے بلا استثناء کسی کے ان امراض سے محفوظ رہیں۔ اور اگر ہوا گرم مضر ہو کہ نہ گرم ہوا نقصان رساں ہے۔ اور نہ ہی سرد ہوا۔ ہاں اگر ہوا صاف نہیں بلکہ اس میں طرح طرح کے غیر جنس مادے موجود ہیں تو خواہ سرد ہو یا گرم سونگھنے والے کو ضرور نقصان پہنچائے گی۔

قسم دوم یہ ہے کہ ابتداءً اعضاء انسانی میں سے کسی دیگر عضو میں کوئی مرض پیدا ہو۔ اور بہ سبب مشارکت و مناسبت اپنی کے غشاء مخاطی میں بھی آفت لائے۔ اس قسم کی پیدائش امراض کے کئی باعث ہیں۔ یعنی وہ تمام امراض جن کی موجودگی سے غشاء مخاطی پر بد اثر پڑ سکتا ہے۔ وہ سب کے سب امراض کے اسباب سابقہ ہیں جس طرح ہوائے ناپاک اور گندہ غشاء مخاطی کو بیمار کرنے کے لئے سبب واصلہ ہے۔ یا جس طرح سے وہ دوا جو کہ براہ راست غشاء مخاطی پر اثر انداز ہونے کی خاصیت رکھتی ہے سبب واصلہ میں شمار ہوتی ہے۔ اسی طرح سے دیگر اعضاء کا پہلے مادف ہو کر پھر اس کا بد اثر اس غشاء پر آنے کی حالت میں وہ سابقہ امراض اسباب سابقہ کے نام سے موسوم ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ کئی قسم ہیں جن کا الگ بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ اس لئے اصول کلی کے طور پر بیان کر دیا جاتا ہے۔ کہ ان تمام اعضاء کا خلل اس غشاء پر مؤثر ہو سکتا

ہے۔ جو قدرت نے اخراج مواد کیلئے بنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً امعاء۔ جگر۔ گردے۔ جلد وغیرہ ان میں سے کوئی عضو یا چند اعضاء جب اپنے فرض منصبی (اخراج مواد) کو اچھی طرح سے سرانجام نہیں دے سکتے تو اس وقت طبیعت مدبرہ بدن خون کی صفائی کے لئے اس غشاء مخاطی کے فعل اخراجیہ کو تیز کر دیتی ہے۔ تو اس حالت میں غشاء مخاطی بھی گویا مریض ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ مرض اشتراکی مرض کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ ذاتی نہیں کہلاتی۔ اور اس میں لائق حکیم غشاء مخاطی کا علاج نہیں کیا کرتے بلکہ دوسرے مرض کا (کہ جس کا وجود کسی دوسرے عضو میں ہے) علاج کیا کرتے ہیں۔ مثلاً موسم سرما میں بوجہ بند ہو جانے مساوات جلد کے اس کا کام بھی غشاء مخاطی کو کرنا پڑتا ہے۔ تو ضرور اس کا فعل اخراجیہ بڑھ جاتا ہے۔ اور نزلہ و زکام و کھانسی وغیرہ عوارضات نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ایسی ادویہ جو کہ براہ راست غشاء مخاطی کے فعل اخراجیہ کو بند کر دیں۔ سراسر خلاف حکمت ہے۔ کیونکہ اول تو ایسے علاجوں سے جلد آرام بھی نہیں ہوا کرتا بلکہ چند یوم تک باوجود ایسی ادویہ کے استعمال کرتے رہنے کے مرض قائم رہتا ہے۔ لیکن جس صورت میں آرام بھی ہو جائے۔ تو علاج کے وقفے کے ساتھ ہی چند یوم بعد پھر وہی شکایت آموجود ہوتی ہے۔ جس وجہ سے عام اطباء ان کو **عسر العلاج** بیماریاں تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ علاج ہی غلط ہوتا ہے جس کے نتائج بھی غلط نکلنے ضروری ہیں۔ اس حالت میں صحیح علاج اور بہترین تجویز جو اس مرض غشائی کو منٹوں میں آرام دینے والی اور دیرپا فائدہ رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

فوراً جلد کے فعل اخراجیہ کو کسی معرق دوائی یا حمام و تبخیر وغیرہ کے ذریعہ تیز کر دیا جاوے فوراً آرام ہو جاتا ہے اور بعد میں ہدایت کر دیں کہ یومیہ گرم پانی سے غسل کے ساتھ خوب صفائی کی جاوے۔ تو بالکل اس کا دوبارہ حملہ نہ ہوگا۔

اسی طرح جب جگر اپنے فعل اخراجیہ میں کمزور ہو جائے تو جب تک اس کے فعل کو تیز نہ کیا جائے۔ غشاء مخاطی کا علاج کرنا محض نادانی ہے۔

پھر اسی طرح جب فعل امعاء کی کمزوری سے موجود ہو۔ تو جب تک امعاء اپنے فرائض کو پورے طور پر سرانجام نہ دینے لگیں گے تب تک نزلہ بند نہ ہوگا۔

پس جب غشاء مخاطی کا مریض حکیم کے پاس آوے۔ خواہ اسے نزلہ و زکام ہو۔ خواہ کھانسی ہو ضیق النفس خواہ نمونیا وغیرہ۔ بلکہ آنکھوں کی غشاء مخاطیہ یا کان۔ ناک وغیرہ کی غشاء بیمار ہو جائے۔ تو سب سے اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کی یہ مرض ذاتی ہے یا اشتراکی۔ جب یہ تشخیص ہو جائے کہ غشاء مخاطی اپنی ذات میں بلاشراکت کسی دیگر عضو کے آفت زدہ ہے۔ تو اس کا علاج بہت ہی آسان ہوگا یعنے ایسی صورت میں ہم صرف غشاء مخاطی کے فعل اخراج مائیت کو اعتدال پر لائیں گے۔ لیکن اگر کسی دیگر عضو کی شراکت سے غشاء مخاطی ماوف ہوئی ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس اصل ماوف عضو کا علاج کیا جائے۔ اور مریض کا مال اور وقت یونہی نہ ضائع کیا جائے۔ جیسا کہ سابقہ علم طب کے طبیب اگرچہ مریض کی تشخیص کرنے میں بہت ہی دقیق دقیق امورات پر بھی عقل دوڑاتے ہیں۔ اور بہت کوشش کرتے ہیں لیکن

تاہم بسا اوقات غلط علاج کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً عام اطباء کے پاس جب کوئی شخص غشاء مخاطی کا مریض آوے تو ان بیچاروں کو تشخیص کرنے میں بہت ہی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ اول تو کتب طبیہ قدیمہ میں غشاء مخاطی کی متعدد امراض لکھی گئی ہیں۔ اور پھر وہ تمام امراض ایک ہی باب میں اور ایک ہی جگہ میں بیان نہیں کی گئیں۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ اعضاء کے ابواب میں متفرق طور پر اس کے امراض درج کئے گئے ہیں جس سے ہمارے اکثر طبیب اور خصوصاً نوآموز طالب علم ان کو علیحدہ علیحدہ مستقل امراض خیال کر لیتے ہیں۔ اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ علاج تجویز کرتے ہیں۔ مثلاً آشوب چشم یعنی رمد نزلی جو کہ حقیقت میں غشاء مخاطی کا مرض ہے۔ مگر اس کا بیان امراض العین میں کیا گیا ہے۔ پھر صداع نزلی صداع زکامی کو باب امراض الراس میں رکھا گیا ہے۔ پھر امراض الاذن میں بھی بعض امراض غشاء مخاطی کا بیان کیا گیا ہے حالانکہ یہ سب امراض غشاء مخاطی کے نام سے صرف ایک ہی جگہ بیان ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی آپ کے سامنے بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن متفرق طور پر لکھنے سے عام اطباء کے ذہن میں یہ رہے سب علیحدہ اور مستقل امراض متصور ہوتی ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ غشاء مخاطی ناک کے اندرون سے لیکر اقصائے حلق تک ہی نہیں چلی گئی بلکہ علاوہ ازیں چہرہ اور سر کی جلد کے نیچے آنکھوں اور کان کے اندر تک بھی یہ غشا چلی گئی ہے۔ سو اس غشاء کے جس حصے میں بھی آفت آئے گی اسی حصہ میں اس کی علامات پائی جائینگی۔ لیکن باوجود اس کے یہ تمام امراض اپنے اسباب کے لحاظ سے اور نیز علاج کے لحاظ سے صرف ایک ہی مرض ہے نہ کہ مختلف امراض۔ جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ناک کی غشاء کا خاص حصہ جب ماوف ہوگا تو اس کی علامات سوزش بینی۔ عطسہ۔ نزول رطوبات وغیرہ ظاہر ہونگی۔ لیکن جب حلق کی غشاء مخاطیہ میں وہی سوزش وغیرہ کی صورت میں آفت آئے گی تو اس کی علامات بھی وہی ہونگی۔ اگرچہ بعض علامات کے نام بدل جائیں۔ مثلاً سوزش بینی کی بجائے سوزش حلق اور عطسہ کی بجائے سعال اور نزول رطوبت کی بجائے اخراج سرفہ وغیرہ نام رکھے جائیں گے۔ اسی طرح اگر ناک کی غشاء مخاطی کی وہ سوزش مزمن ہو جائے تو اس کا نام زکام مزمن ہوگا۔ اور حلق کی سوزش مزمنہ کا نام سعال مزمن ہوگا۔ پھر جیسے ناک کی مزمنہ سوزش سے قروحات انف پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح سے حلق کی مزمنہ سوزش سے قروحات ششش بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی وہی امراض آنکھ اور کان وغیرہ میں بھی ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ اور ان سب امراض مختلفہ کے اسباب قریباً ایک جیسے ہیں۔ اور علاج بھی یکساں ہے۔ جو لوگ ان تمام امراض کو علیحدہ مستقل امراض خیال کرتے ہیں۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں دراصل یہ تمام مختلف امراض محض ایک ہی مرض ہے اور ان کا علاج بھی حقیقت میں یکساں ہے۔ جیسا کہ میں ابھی آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اس ایک ہی مرض غشائی کو اس کے بعض حصص کے ماؤف ہو جانے سے الگ ناموں سے موسوم کرنے میں صرف یہی نقصان نہیں کہ اس طرح سے مبتدیوں کیلئے کام بڑھ جاتا ہے۔ اور بوجہ مختلف ابواب میں اس ایک مرض کا علیحدہ بیان ہونے سے خواہ مخواہ کی محنت کرنی پڑتی ہے۔ بلکہ بہت بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے طریق علاج میں بھی سخت گڑبڑ واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ

مضمون ذیل سے ظاہر ہے ؛

اب میں اس مضمون کو مختصر کر کے طب جدید کے مطابق امراض عشاء مخاطی کا بیان کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے دوست اسے پڑھ کر سابقہ طرز طب کے مقابلہ پر جدید طریق طب کو بہت سے امورات میں ترجیح دینگے۔ اور مقابلہ میں ہر ایک طب کا حسن قبح بھی ان کی نظروں میں ظاہر ہو جائیگا۔ اور مجھے خود اپنے مُنہ میاں مٹھو نہ بننا پڑے گا۔ بلکہ حسب ضرب المثل "مشک آنست کہ خود ببوید۔ نہ کہ عطار بگوید۔ یہ مضمون خود ہی اپنا مداح ثابت ہو گا۔

صاحبان عشاء مخاطی کے امراض صرف دو قسم ہیں

قسم اوّل یہ ہے۔ کہ عشاء مذکور اپنے فعل میں تیز ہو جاتا ہے۔

قسم دوم یہ ہے۔ کہ اپنے فعل میں کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دونوں اقسام دو دو قسم ہیں۔ اول یہ کہ اس کے فعل کا اعتدال سے بدل کر افراط یا تفریط میں ہو جانا ذاتی طور پر ہو۔ دوم یہ کہ اس کے فعل کا وہ تغیر شرکی ہو۔ یعنی کسی دوسرے معتبر عضو کی افعالی بے اعتدالی اس کا باعث ہو۔ پس عشاء مخاطیہ کی امراض کی کل چار قسمیں ہوئیں۔ خواہ یہ امراض۔ ناک حلق۔ ریہ کی عشاء مخاطیہ میں ظاہر ہوں۔ یا کان۔ آنکھ وغیرہ مقامات میں ان سب کا علاج حسب مقام مرض نہ ہو گا بلکہ حسب قسم مرض ہو گا۔

اب میں ناظرین کی سہولت فہم کے لئے دوسرے پیرائے میں بیان کر دیتا ہوں۔ کہ عشاء مذکور دو طرح سے مریض ہوتی ہے ؛

اوّل یہ کہ خود **ذاتی** طور پر بلا شراکت کسی دیگر مرض کے براہ راست اسباب الامراض سے متاثر ہو جائے۔

دوم۔ یہ کہ بعض دیگر امراض کی شراکت سے اس عشاء کے فعل میں بے اعتدالی واقع ہو۔ پھر یہ بے اعتدالی دو قسم پر ہے۔ یا تو عشاء مذکورہ کا **فعل اخراجیہ تیز** ہو جائے **یا کمزور** ہو جائے۔ پس اس طرح عشاء مخاطی کی اول تو دو ہی قسم بنتی ہیں۔ لیکن زیادہ سے زیادہ چار قسم بن سکتی ہیں۔ اب میں انکو نمبروار بیان کرتا ہوں۔

اوّل قسم وہ کہ **بغیر شراکت کسی دیگر مرض** کے عشاء مخاطی کے فعل میں تیزی آجائے۔ اس کے اسباب ہمیشہ بیرونی ہوا کرتے ہیں۔ جو کہ براہ راست اس عشاء پر مؤثر ہو کر اس کے فعل کو تیز کر دیتے ہیں۔ مثلاً گرد و غبار و دیگر معدنی نباتی وغیرہ باریک مخرش مادوں کا بذریعہ ہوا وغیرہ کے عشاء مخاطی سے ملاقی ہو کر مؤثر ہونا۔ یا عشاء کا سرد و گرم حالت میں اس متضاد کیفیت سے فوراً متکیف ہو جانا۔ جیسے سرد ہونے کی حالت میں فوراً گرمی پہنچ جائے اور بحالت گرم ہونے کے فوراً سردی لگ جائے۔ تو اس جگہ کا دوران خون تیز ہو کر اس حصہ عشاء کا فعل اخراجیہ تیز ہو جائے اور یا بذریعہ ماکولات و مشروبات کے ایسے اجزاء خون میں مل جائیں جن کے فضلات عشاء مخاطیہ سے خارج ہوتے ہوئے اس میں مخرش اثر پیدا

کردیں۔ جیسے پیاز۔ حنصل۔ زوفہ۔ انجیر وغیرہ۔

یاد رہے کہ یہی اسباب جو کہ غشاء مخاطی کے فعل کو تیز کرنے والے ہیں۔ اس کی کمزوری فعل میں بطور علاج کے بہت ہی موثر ہوں گے ؛

طب جدید میں اسباب کے معلوم کرنے پر زیادہ تر علاج کا دارومدار نہیں لکھا جاتا۔ بلکہ بعض علامات سے جب ہم نے معلوم کر لیا۔ کہ غشاء کا فعل تیز ہے یا کمزور۔ تو ہم بلا تشخیص اس کے کہ وہ سبب کونسا ہے صرف تیزی فعل پر مسکن فعل ادویہ و دیگر اعمال سے کام لے سکتے ہیں۔ علیٰ ہذا جب فعل کمزور ہو تو ان ادویہ و اعمال کو جو اس کے فعل کو تیز کر سکتے ہیں عمل میں لا سکتے ہیں ؛

اب میں ان علامات کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ جو کہ اس قسم اوّل میں ہمیں شناخت کا کام دیں۔ اور جن علامات سے قسم اوّل دوسری تین قسم سے متمیز ہو جائے۔

سب سے اول ہمیں ذاتی مرض اور شرکی مرض میں امتیاز کرنا ضروری ہوگا۔ اس غرض کے حصول کے لئے ہمیں اعضائے ذیل یعنی جلد۔ گردے۔ جگر۔ معدہ اور امعاء کے افعال کی طرف نظر کرنی پڑے گی۔ اگر وہ اپنے افعال میں باقاعدہ ہیں۔ تو ضرور یہ غشاء کی مرض ذاتی ہوگی۔ لیکن برخلاف ازیں شرکی ہوگی۔ اعضاء مذکورہ کے افعال میں کمی بیشی معلوم کرنے کے واسطے جو علامات ہیں۔ وہ ان اعضاء کے امراض میں بیان ہونگی۔ اس جگہ صرف غشاء مخاطی کے افعال کا ہی ذکر ہو سکے گا ؛

علامات تیزیٔ فعل

غشاء مذکورہ کی تیزیٔ فعل کی علامات ذیل ہیں۔ جو کہ درجہ بدرجہ ظاہر ہوتی ہیں۔

(۱) جب غشاء مخاطی کے کسی حصے میں تحریک ہو کر تیزیٔ فعل کی مرض پیدا ہونے والی ہو۔ تو پہلی علامت مریض میں یہ ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی طبیعت کسل مند ہو جاتی ہے۔ کام کاج کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

(۲) اس حصہ غشاء کے مقام پر وہ خاص جگہ گھٹی ہوئی اور خشک معلوم ہوتی ہے۔ اور اس جگہ پہ جکڑن اور بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جلدی ہی وہ علامات رفع ہو کر ذیل کی علامات شروع ہو جاتی ہیں۔

(۳) اس جگہ میں خراش و غدغہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے بعض خاص مقامات کے لحاظ سے نتائج (علامات) بھی مختلف محسوس ہوا کرتے ہیں۔

مثلاً

(۱) آنکھ کی غشاء مخاطی کی تیزیٔ افعال کی علامات حسب ذیل ہیں۔ آنکھ میں جلن۔ خراش۔ درد اور سُرخی پیدا ہو۔ آنکھ

سے پانی بہے۔ ریم آئے۔ روشنی کی برداشت نہ ہو۔ ورم ہو جائے پپوٹے بھاری ہوں۔ چیپڑ کثرت سے پیدا ہو خصوصاً رات کو چیپڑ سے پپوٹے باہم چپک جائیں۔

(۲) کان کی غشاء کی تیزئ افعال کی علامات یہ ہیں۔

کان میں مستقل درد کا ہونا۔ کان میں سے رطوبت یا پیپ وغیرہ کا بہنا۔ کانوں میں مختلف آوازوں کا سنائی دینا۔ بخار ہو جانا۔ کان کی نالی کا اندر سے سُرخ اور متورم ہو جانا۔ قوت سماعت میں خلل واقع ہونا۔

(۳) ناک کی غشاء مخاطی کی تیزئ افعال کی علامات یہ ہیں۔

مقام ماؤف کی سوزش۔ خراش۔ چھینکیں آنا۔ پتلی سی رطوبت کا اخراج قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) قوت ذائقہ (چکھنے کی قوت) اور قوت سامعہ (سننے کی طاقت) میں بھی کچھ نہ کچھ نقص واقع ہو جاتا ہے۔ بجائے ناک کے منہ سے سانس لینے پر مجبور ہونا۔ طبیعت کا کسلمند اور سُست رہنا۔ عضلات بدن کا کوفتہ اور الملناک ہو جانا۔ اگر مرض شدید ہو تو بخار کا بھی موجود ہونا۔

(۴) نرخرہ (خنجرہ) کی غشاء کی تیزئ افعال کی علامات یہ ہیں۔ گلے میں خراش اور سرسراہٹ کا ہونا۔ نگلنے اور بولنے میں دقت اور درد کا ہونا۔ آواز کا بھڑا جانا یا بیٹھ جانا۔ ہر وقت خوں خوں کرکے کھانسنا اور خشک کھانسی کا بار بار اُٹھنا اور کھانسی کی آواز ایک خاص قسم کی ہوتی ہے۔ گلے میں کوئی چیز اٹکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اکثر نرم قسم کا بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی تیز بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر سوزش غشاء سے بڑھ کر آس پاس ترقی کر جائے خصوصاً غدد بھی متورم ہو جائیں تو دم بند ہو کر موت کا سامنا ہو جاتا ہے۔ پیاس زیادہ لگتی ہے۔

(۵) قصابتہ الریہ (ہوا کی بڑی نالی اور متوسط نالیاں) کی غشاء کی تیزئ افعال کی علامات یہ ہیں۔ شدید کھانسی ہوتی ہے۔ بار بار کے کھانسنے پر پتلی سی جھاگدار رطوبت خارج ہوتی ہے۔ سینہ کے بالائی حصہ میں گرمی۔ سوزش اور بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ ماؤف جگہ درد بھی کرتی ہے۔ بلکہ کھانسی کی بار بار حرکت سے پسلیوں میں بھی درد ہونے لگتا ہے۔

(۶) عروق خشنہ (چھوٹی چھوٹی ہوائی نالیاں) کی غشاء کی تیزئ فعل کی علامات یہ ہیں۔ کھانسی مثل سابق۔ لیکن سینہ کے نچلے حصہ میں تکلیف ہوتی ہے۔ تنگی تنفس زیادہ ہوتی ہے۔ بخار تیز ہمراہ ہوتا ہے۔ جی متلاتا ہے اور قے بھی ہوتی ہے اور سانس میں سائیں سائیں کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ دن رات کھانستا رہتا ہے۔ اور کھانسی کے مارے اسے بیٹھا رہنا پڑتا ہے۔ کھانستے وقت اپنے ہاتھ سے پسلیوں کو پکڑ کر سامنے کو جھک جاتا ہے۔ جب کمزوری کے سبب بلغم کو کھانسکر خارج نہیں کر سکتا۔ تو ہوائی نالیوں میں بلغم جمع ہو کر وہ بلغم سے پُر ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح سے چونکہ ہوا کا گذر باریک نالیوں میں بخوبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پھیپھڑوں میں خون اچھی طرح سے صاف نہیں ہوتا۔ لہٰذا آہستہ آہستہ یا یکدم سانس رُکنے کیوجہ سے علامات ذیل بھی ظاہر ہو پڑتی ہیں۔ مریض کا چہرہ اور ہونٹ

نیلگوں ہوجاتے ہیں۔ آنکھیں اُبھر آتی ہیں۔ تنگی تنفس بڑھ جاتی ہے۔ سانس لیتے وقت ناک کے نتھنے پھولتے ہیں۔ اور جسم کی دریدن خون سے پُر ہوکر تمام بدن کا رنگ سیاہ یا سبز پڑ جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اور علامات مثل پیاس و کمی اشتہاء قبض۔ سُرخی بول۔ نبض کی تیزی وغیرہ علامات بھی اکثر نمودار ہوتی ہیں۔ لیکن وہ امتیازی اور مخصوصہ علامات نہیں ہیں۔ کیونکہ مذکورہ علامات فارقہ کافی ہیں۔ جس سے غشاء مخاطی کے خاص ماؤف حصہ کا امتیاز فعل اخراجیہ کی کمی بیشی اور مرض کے درجات وغیرہ معلوم ہوسکتے ہیں۔ اور تشخیص مرض اور اس کے علاج میں کسی قسم کی دِقت یا ناواقفی نہیں رہتی۔ لیکن یاد رہے کہ یہ علامات بصورت مرض خفیف ہونے کے خود بخود اور مرض شدید ہو تو بصورت صحیح علاج ہوجانے کے صرف تین دن یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ تک رفع ہوجایا کرتے ہیں۔ اور مریض بالکل تندرست ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر علاج صحیح طور پر نہ ہوا اور اس کے فعل اخراجیہ کو کم نہ کیا جاوے۔ تو غشاء مذکورہ کی ساخت میں نقص پیدا ہوجاتا ہے۔ اور غشاء مخاطیہ کی اس قدر ردّی حالت ہوجاتی ہے کہ پھر اسکو بغیر کامل حکیم اور باقاعدہ علاج کے آرام ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ ابتدائی حالت میں تو صرف اس کے فعل کو اصلاح دینا ہی کافی تھا۔ لیکن اس دوسری حالت میں چونکہ عضو کی ساخت کو بھی اصلاح دینا ضروری ہے۔ اور نیز دوسری حالت میں چونکہ اس کا اثر بعض دیگر اعضاء کے فعل پر بھی پڑ چکا ہے۔ اِس لئے ان کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔ لہذا یہ دوسری حالت بطی العلاج ہوا کرتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ ناممکن اور لاعلاج نہیں ہوتی جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔

اب میں اس کے بعد کی حالت کا بیان کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ اس میں کون کونسی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ سو یاد رہے۔ کہ اگر علاج صحیح کیا جائے تو تیسرے یوم کے بعد عام طور پر مذکورہ بالا علامات میں ایک طرح سے تخفیف شروع ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اس ماؤف جگہ کی بندھن اور اکڑاؤ میں خفّت پیدا ہوجاتی ہیں۔ درد رفع اور ورم بھی دور ہوجاتا ہے۔ نیز خراش بھی کم ہوجاتی ہے۔ رطوبات رقیقہ کا اخراج کم ہوجاتا ہے۔ مگر رطوبات غلیظ اور کدورت ناک ہوجاتی ہیں۔ وہ تنگی تنفس دور ہوکر سانس بآسانی آنے لگتا ہے۔ اور چند روز کے بعد طبیعت بحال ہوجاتی ہے۔ لیکن بصورت کافی علاج میسّر نہ آنے کے آہستہ آہستہ غشاء مخاطیہ کی ساخت میں سخت انقلاب پیدا ہوکر اس میں زخم پیدا ہوجاتے ہیں اور رطوبات غلیظ متعفنہ خارج ہونے لگ جاتی ہیں۔ جس میں بعض اوقات خون بھی آنے لگ جاتا ہے۔ اس درجہ میں نرم نرم تپ شامل حال رہتا ہے۔ کمزوری ازحد ہوجاتی ہے۔ بہ سبب شراکت کے دیگر اعضاء میں طرح طرح کے انقلاب پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہ حالت نہایت ہی عسر العلاج ہوجاتی ہے۔ الّا ماشاءاللہ۔

لیکن یاد رہے۔ کہ ان درجات کے یکے بعد دیگرے پیدا ہونے کی میعاد کوئی مقرر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ان درجات کی میعاد قلت و کثرت اسباب پر موقوف ہے۔ جس قدر اسباب مرض شدید اور کثیر ہونگے اسی قدر یہ درجات بھی جلد جلد اور سریع رفتار میں آئیں گے اور علامات میں سخت شدت ہوگی۔ حتےٰ کہ ایام وبائی میں جب مذکورہ بالا اسباب

بہت ہی شدید اور کثیر ہوا کرتے ہیں۔ یہ درجات صرف تین دن سے ایک ہفتہ تک میں ہی گذر جاتے ہیں۔ جیساکہ اکتوبر ۱۹۱۸ء کے نزلہ وبائی (انف الغزہ جس کو انگریزی میں انفلوانزا کہا جاتا ہے۔) میں عام طور پر دیکھا گیا تھا۔ پھر جیساکہ مرض ذات الریہ (نمونیا) میں ہمیشہ مشاہدہ میں آتا ہے ؛

علامات کمزوری

(۱) غشاء مخاطی کی تیزی افعال کی علامات لکھنے کے بعد اس کی کمزوری فعل کی علامات لکھی جاتی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔
آنکھ کی غشاء مخاطی کے کمی فعل میں آنکھ مکدر ہو جاتی۔ اور خشک محسوس ہوتی ہے۔ اِس لئے آنکھ کو مریض مَل مَل کر تر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ غشاء مخاطی دبیز اور سخت معلوم ہوتی ہے۔ مریض محسوس کرتا ہے کہ گویا اس کی آنکھوں میں گرد و غبار یا ریگ پڑ گئی ہے۔ نظر کا کام کرنے سے جلدی تکان ہو جاتی ہے۔ آنکھ بھاری معلوم ہوتی ہے۔ سرد ہوا آنکھوں کو بری معلوم ہوتی ہے اور آنکھوں میں خارش ہوتی ہے۔

(۲) کان کی غشاء کی کمزوری کی علامات یہ ہیں۔ کہ عموماً خارش ہوتی ہے جس سے کان کو کھجلانے کی عادت ہو جاتی ہے۔ کھجلانے سے خشک چھلکے اور پتلی سی رطوبت اور جمی ہوئی میل جیسا مادہ خارج ہوتا رہتا ہے۔ بعض مریضوں میں ثقل سماعت بھی ہو جاتا ہے۔

(۳) ناک کی غشاء مخاطی کی کمزوری کی علامات یہ ہیں۔ منخرین کا خشک رہنا ریزٹ کا غلیظ اور لیسدار خارج ہونا۔ سانس کی آمد و رفت میں کسی قدر رُکاوٹ کا موجود رہنا۔ چھلکے اور چھیچھڑوں کا خارج ہونا ایسے شخصوں کو عموماً ناک میں اُنگلی ڈالکر منخرین کو ہمیشہ صاف کرتے رہنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

(۴) حنجرہ کی غشاء مخاطی کی کمی فعل کی علامات حسب ذیل ہیں۔ مقام حنجرہ میں سرسراہٹ محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً بوقت تکلم۔ زیادہ بولنے سے آواز بھرا جاتی ہے۔ اور حلق بیٹھ جاتا ہے۔ اونچا آواز نہیں نکلتا۔ زور سے بولنا مشکل ہو جاتا ہے اور آواز بھرائی ہوئی نکلتی ہے۔ لیکن آہستہ بولنے سے آواز نسبتاً صاف اور آسان ہوتی ہے۔ تقریر کرتے وقت گلا خشک ہو جاتا ہے۔ بعض مریضوں کو حنجرہ کی سرسراہٹ کی وجہ سے ہمیشہ خوں خوں کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ان کو حنجرہ میں کچھ چیز چپکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جس کے رفع کرنے کے واسطے اکثر خوں خوں کرتے رہتے ہیں۔ بلغم عموماً کم خارج ہوتا ہے۔ ہاں اگر ساتھ ہی قصبہ ریہ کی غشاء ماؤف ہو تو کبھی بلغم گاڑھا ہمیشہ خارج بھی ہوتا رہتا ہے سانس میں بھی کبھی کبھی دِقت واقع ہو جاتی ہے۔ مگر دَمہ نہیں ہوتا۔ کبھی غشاء حنجرہ پر چھوٹی چھوٹی خشک پھنسیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کہ اکثر مرض سل کی علامت ہوا کرتی ہیں۔ کبھی اس جگہ چھوٹے چھوٹے خشک سے زخم بنجاتے ہیں۔ جو عموماً مرض آتشک جذام۔ سرطان اور سل وغیرہ امراض کی موجودگی پر دلالت کرتے ہیں ؛

(۵) غشاء قصابۃ الریہ (ہوا کی بڑی نالی اور متوسط نالیوں کی جھلی کی کمزوری کی علامات یہ ہیں :-
سینہ کے بالائی حصہ میں کسی قدر بوجھ اور جکڑاؤں معلوم ہوتی ہے۔ خشک کھانسی ہوتی ہے۔ بخار وغیرہ نہیں ہوتا کبھی جمی ہوئی بلغم بھی خارج ہوسکتی ہے۔ سانس کے وقت کچھ کچھ دِقّت بھی معلوم ہوتی ہے۔ مریض کو اس غشاء کی خشکی اور دبیز ہو جانے کا احساس ہوتا ہے۔ اکثر ایسے مریض خشکی کی شکایت خود بخود بیان کر دیتے ہیں۔

(۶) عروق خشنہ یعنی ہوا کی چھوٹی چھوٹی نالیوں کی غشاء کی کمی فعل کی علامات یہ ہیں :-
کھانسی ہوتی ہے جو عموماً خشک ہوتی ہے۔ کبھی رقیق (پتلی) لیسدار اور بلغم خارج ہوتی ہے۔ سانس کی بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر انڈے کی زردی یا گچ (چونے) کی طرح کا بلغم خارج ہوتا ہے۔ بڈھے مریضوں میں بلغم کی بندش اور عدم خروج کے باعث بہت ردی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مریض پر غفلت اور نرم قسم کا ہذیان طاری ہو جاتا ہے۔ زبان بھوری ہو جاتی ہے۔ نبض کمزور اور پاؤں پر اور پپوٹوں پر ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر مریض کمزور ہو کر راہی ملک بقا ہو جاتا ہے۔

امراضِ غشاءِ مخاطی کی حُدود

گذشتہ تحریر کے مطابق ناظرین نے سمجھ لیا ہے۔ کہ آلات الہوا کی غشاء مخاطی کی امراض ان چھ مقامات میں واقع ہو سکتی ہیں۔ (۱) آنکھ (۲) کان (۳) ناک (۴) نرخرہ (۵) قصابۃ الریہ (۶) عروق خشنہ۔ اور ان حصص میں سے جس خاص حصہ میں مرض واقع ہو۔ اسی خاص مقام کے مناسب حال علیحدہ علیحدہ علامات اور نتائج ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اور انہیں علامات سے ہی ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ غشاء مخاطی کا کونسا حصہ ماؤف ہے۔

لیکن اس مذکورہ بالا تحریر سے ایک غلط فہمی ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ یعنی طالب علم سمجھ لیں گے کہ شاید ہمیشہ ہمیشہ اس غشاء کا کوئی خاص حصہ ہی ماؤف ہوتا ہے۔ اس لئے ہم اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ظاہر کر دیتے ہیں کہ ہمیشہ صرف ایک ہی حصہ ماؤف نہیں ہوا کرتا بلکہ اکثر اوقات ایک ماؤف ہونے کے ساتھ ہی دوسرا اور پھر کبھی تیسرا اور علےٰ ہذا القیاس چھ کے چھ حصے بھی ایک ہی مریض میں ماؤف ہو سکتے ہیں۔ اس حالت میں وہ تمام علامات حسب مقامات ماؤفہ ظاہر ہونگی۔ جو پہلے فرداً فرداً اور علیحدہ علیحدہ ایک ایک حصہ کے ماؤف ہو جانے کی صورت میں لکھی جا چکی ہیں۔ مثلاً اگر آنکھ اور کان کی غشاء ایک ہی مریض میں ماؤف ہونگی تو کان میں بھی خراش و سوزش وغیرہ ہوگی۔ اور آنکھ بھی سرخ اور سوزشناک ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر اگر ناک بھی مبتلاء مرض ہوگا۔ تو ساتھ ہی چھینکیں بھی آئیں گی۔ آنکھ سے بھی پانی جائیگا۔ اور ناک سے بھی وغیرہ وغیرہ علےٰ ہذا القیاس اگر صرف ناک اور نرخرہ اور قصابۃ الریہ میں آفت آئیگی۔ تو چھینکیں اور کھانسی اور آواز کی خرابی وغیرہ ساری علامات اکٹھی ہو جائینگی۔ پس اس امر کو خوب یاد رکھو کہ جس قدر زیادہ حصص غشاء مخاطی پر آفت آئیگی اسی قدر

مرض زیادہ قوی اور طاقتور سمجھی جائے گی۔ اور اسی کے مطابق علاج بھی زیادہ طاقتور کیا جائیگا۔ تو فائدہ ہوسکیگا۔ ورنہ علاج کامیاب نہ ہوگا۔ اس امر کو ہم علاج کے بیان میں مفصل اور مشرح طور پر ظاہر کر دینگے۔

امراضِ غشاءِ مخاطی کے اسباب

اگرچہ طب جدید میں اسباب الامراض کی طرف چنداں خیال نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ دوسری مشہور طبوں کے اندر علاج کا مدار محض اسباب کے ماتحت رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ ان طبوں میں اکثر امراض کے اکثر اسباب ایسے سمجھے گئے ہیں جو غیر معقول اور غیر صحیح ہیں۔ جیسے اخلاط اربعہ اور تینوں دوش یا جراثیم وغیرہ اس واسطے ان کو ان موہومی اسباب کے ازالہ کی ناکام کوشش کرنے کے واسطے ادویات کی اور مریض کی مزاج فہمی اور اس کے ماتحت سراسر اوہام کے چکر میں پڑنا ہوتا ہے۔ یا جراثیم کے نادیدہ لشکر کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح سے انکو اصل ماؤف عضو کی بجائے بعض وہمی دشمنوں کے پیچھے لاٹھی لئے پھرنا پڑتا ہے۔ لیکن طب جدید چونکہ صرف دو ہی قسم کے اسباب مرض مانتی ہے۔ اوّل یہ کہ باہر سے کوئی چیز جسم پر مضر اثر کرے اور طبیعت مدبرہ بدن اس کے مقابلہ پر کسی خاص عضو کے کسی فعل میں افراط و تفریط پیدا کرے۔ جس سے اس عضو کی غیر معتدل رفتار ہو کر بعض غیر طبعی علامات ظاہر ہوں۔ جن کے مجموعہ کا نام مرض ہے۔ دوسرا یہ کہ پہلے ہی نامعلوم طور پر کوئی عضو کمزور ہو خواہ موروثی طور پر کمزور ہو یا خواہ کسی پہلی حاد مرض کے نتیجہ میں وہ کمزوری پیدا ہو چکی ہو۔ بہرحال اس ایک عضو کی سابقہ کمزوری اپنے افعال ناقص کے سبب دوسرے کسی عضو پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتی رہے۔ حتےٰ کہ طبیعت مدبرہ اس کی اس تدریجی تبدیلی کی طرف سے غافل رہے۔ لیکن اچانک بعض معمولی سے بیرونی مؤثرات کی اثر اندازی سے بھی جب طبیعت مدبرہ اس عضو کے اس غیر معتدل رویہ پر اطلاع پاتی اور اس عضو کی حالت غیر طبعی کی درستی کو ضروری سمجھتی ہے۔ تو فوراً اس کے افعال میں غیر معمولی تغیر پیدا کر کے اس کی اصلاح کے درپے ہو جاتی ہے۔ پس کوئی نہ کوئی مرض کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس دوسری قسم کا مریض چھوٹے چھوٹے اور معمولی سے معمولی اسباب سے بھی جلدی متاثر ہو کر مریض ہو جایا کرتا ہے۔ حالانکہ دوسرے عام تندرست لوگ ان اسباب سے بالکل متاثر نہیں ہوا کرتے۔ اس بحث کو ہم نے رسالہ معلم الاطباء میں بہ تفصیل لکھ دیا ہوا ہے۔ اور حرز جان میں بھی اس پر بحث کی ہے بہرحال یہ دونو قسم کے اسباب پیدائشی امراض ہیں۔ ان کے سوا کوئی غلط یا دوش یا جراثیم خود بخود مرض کی پیدائش کا باعث نہیں ہو سکتے۔ جس صاحب کو اس بحث کا دیکھنا مطلوب ہو وہ ہماری مصنفہ کتب مذکورہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

سو جب ہم اخلاط وغیرہ کو اسباب مرض نہیں سمجھتے۔ تو ان اسباب کی اصلاح اور درستگی کی طرف کیوں ملتفت ہوں۔ البتہ تمام بیرونی مؤثرات جو اکثر باعث امراض بنتے ہیں۔ انکو ہم مانتے ہیں۔ اس لئے ان اسباب کے متعلق اپنے ناظرین کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

سو جاننا چاہیئے۔ کہ امراض غشاء مخاطی کے اسباب ہر دو قسم حسب ذیل ہیں :-

اسباب اندرونی۔ یاد رہے کہ بالکل صحیح و سالم شخص کبھی بھی صرف اندرونی بواعث و اسباب مرض سے مریض نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح سے چونکہ ایک صحیح اور کامل تندرست شخص کی غشاء مخاطی میں کبھی بھی کوئی مرض پیدا نہیں ہوسکتا۔ تاوقتیکہ اس شخص کے جسم میں پہلے ہی سے کوئی نہ کوئی خفیہ یا خفیف مرض موجود نہ ہو۔ لہٰذا حسب ذیل خفیہ امراض میں سے کوئی نہ کوئی مرض کسی نہ کسی عضو میں موجود ہوتی ہے۔ اور پھر معمولی معمولی موثرات سے جو تندرست شخصوں میں کچھ بھی بداثر ظاہر نہیں کرسکتے۔ مگر ایسے شخصوں پر فوراً اثر ہوکر انکی غشاء مخاطی ماؤف ہوجاتی ہے۔ وہ امراض یہ ہیں۔

(۱) ضعف معدہ مزمن۔ اس کی وجہ سے کیلوس غلیظ بنتا ہے جس سے خون بھی غلیظ پیدا ہوتا ہے جس سے غشاء مخاطی طبعی طور پر رطوبات رقیقہ علیحدہ نہیں کرسکتی جو ہوا کے تصادم کے وقت صحیح طور پر کام آسکے۔ بلکہ اس سے ہمیشہ غلیظ رطوبات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جو بہ سبب غلظت کے مستحیل بہ ہوا نہیں ہوسکتی ہیں۔ بلکہ ہوا کی آمد و رفت سے وہ رطوبات خشک ہوکر زیادہ مائل بغلظت ہوجاتی ہیں۔ اور غشاء پر ایک قسم کا بوجھ ہوجاتی اور باقی رطوبات کے ترشح کو روک دیتی ہے۔ پس طبیعت مدبرہ اس بے اعتدالی کو دور کرنے کے واسطے اس طرف کثیر مقدار میں خون کو بھیجکر اس بندش اور کاوٹ کو دور کرنا چاہتی ہے۔ اور اس طرح سے وہاں اجتماع خون ہوکر ورم اور سوزش کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں یعنی علامات مرض پیدا ہوجاتے ہیں جن کا ذکر کیا جاچکا ہے۔ علامات ضعف معدہ اپنے موقعہ پر مسطور ہونگی۔

(۲) ضعف جگر مزمن۔ یہ کبھی تو صرف اکیلا ہوتا ہے۔ کبھی ساتھ ہی معدہ کی کوئی مرض بھی ہوسکتی ہے۔ اس مرض یعنی ضعف جگر کے سبب خون میں شیرینی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اور خون میں ترش اجزاء بڑھ جاتے ہیں۔ جو کیلوس سے خون میں آتے ہیں۔ لہٰذا طبیعت مدبرہ اس ترشی کو خون سے خارج کرنے کے واسطے غشاء مخاطی کے فعل کو تیز کردیتی ہے یا اس طرح ہوتا ہے کہ طبیعت مدبرہ خون کی اس ترشی کو تو محسوس نہیں کرتی۔ مگر جب اس سے غشاء مخاطی رطوبات کو پیدا کرتی ہے تو چونکہ وہ رطوبت ترش ہوتی ہے۔ اور غشاء مخاطی بہ سبب دنبس ہونے کے اس ترشی سے ایذا پاتی ہے۔ تو طبیعت مدبرہ اس کی ایذا کو دور کرنے کے واسطے غشاء کی طرف خون کو زیادہ مقدار میں بھیجدیتی ہے۔ بہرصورت خون کی ترشی بھی باعث امراض مخاطی ہوا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ترشیوں کا زیادہ استعمال کھانسی وغیرہ کے پیدا کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ مگر غشاء مخاطی کی مزمنہ امراض میں جب اس کا فعل کمزور ہوجاتا ہے ترشیاں بطور محرک غشاء مخاطی مفید بھی ہوا کرتی ہیں۔ نیز یاد رہے کہ ضعف جگر کی وجہ سے جو خون میں ترشی بڑھ جاتی ہے اس کی ترش کیفیت نہ صرف آلات الہوا کی غشاء مخاطی پر اثر انداز ہوا کرتی ہے۔ بلکہ اکثر اوقات مغاصل کی غشاء مخاطی پر بھی اسی طرح سے اس کا اثر بڑھ کر مرض وجع المفاصل و نقرس بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔ بلکہ املی اور آلو بخارا وغیرہ کی اسہالی قوت بھی اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ آنتوں کی غشاء مخاطی پر اس کی ایذا کو دور کرنے کے واسطے طبیعت مدبرہ امعاء میں دوران خون

زیادہ کردیتی ہے۔ جس سے کثیر مقدار میں رطوبات مترشح ہوکر امعاء کی تغسیل کا کام کرتی ہیں۔ اور اسہال پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۳) **ضعف ریہ**۔ کسی پہلی حاد مرض کے بعد یا موروثی طور پر غشاء مخاطی کمزور ہو یعنی اس کو یا اس کے والدین کو ان امراض غشاء مخاطی میں سے کوئی امراض ہو چکا ہو جس سے غشاء مخاطی کا وہ حصہ مرض کے بار بار حملہ سے کمزور ہو چکا ہو تو ضرور ہے کہ مزمن طور سے وہ عضو یا اس کا وہ خاص حصہ کمزور ہو۔ تو اس حالت میں جب کبھی ہوا سرد یا گرد و غبار وغیرہ وغیرہ مانوس اشیاء سانس کے ذریعہ اندر چلی جائیں گی۔ تو چونکہ غشاء مذکور کے فعل کی کمزوری سے اس معمولی سے سبب کا دفعیہ مشکل ہوگا۔ لہذا طبیعت مدبرہ کو وہاں دوران خون تیز کرکے اور غشاء مخاطی کے فعل کو تیز کرکے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور مرض پیدا ہو جائیگا۔

(۴) **ضعف گردہ**۔ چونکہ گردے بھی خون کی صفائی کے لئے ایک معتبر اور کارکن عضو ہیں۔ جب بعض امراض سے گردے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور خون کو پورے طور پر صاف نہیں کر سکتے تو جیسے معدہ کے ضعف میں خون غلیظ ہونے کی وجہ سے غشاء مخاطی پر بداثر پڑتا ہے۔ اسی طرح سے گردوں کے افعال میں نقص آنے کی وجہ سے بھی خون غیر طبعی ہو کر جہال اور قسم قسم کے امراض پیدا کرتا ہے۔ جن کا ذکر گردوں کے بیان میں ہوگا۔ امراض مخاطی پیدا کرنے کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ لیکن ضعف گردہ میں یہ مرض یعنی امراض غشاء مخاطی بطور علامت کے منجملہ دیگر علامات کے ہوتے ہیں۔ بلکہ امراض غشاء مخاطی کو مریض و معالج اس قدر اہمیت نہیں دیتے جس قدر دیگر علامات و عوارض کو اہمیت دیتے ہیں۔ وجہ یہ کہ غشاء مخاطی کے امراض بہت خفیف ہوتے ہیں۔ مگر برخلاف ان کے دیگر اعضاء میں اس کا بداثر زیادہ ہوتا ہے:

(۵) **ضعف جلد**۔ جب پسینہ کم پیدا ہوتا ہو۔ خواہ سرد موسم کی وجہ سے مسام جلد بند ہوں۔ یا غسل وغیرہ نہ کرنے کے باعث مسامات بند ہو جائیں۔ یا کوئی اور وجہ ہو۔ بہرحال حالت صحت میں چونکہ بعض فضلات دموی ہمیشہ براہ جلد خارج ہوتے رہتے ہیں اور خون صاف ہوتا رہتا ہے۔ ضعف جلد کی حالت میں وہ فضلات خون میں جمع ہونے لگتے ہیں اور طبیعت مدبرہ ان کو غشاء مخاطی کی راہ سے نکالنے کے لئے اس کے فعل کو تیز کر دیتی ہے جس سے غشاء مخاطی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں عموماً غشاء مخاطی کے امراض کا ہر طرف زور و شور ہو جاتا ہے:

(۶) **اعضاء جواریہ**۔ غشاء مخاطی کے پاس پاس کے غدد یا گوشت میں کسی ورم وغیرہ کے باعث بہ سبب حرکت و ہمسائگی کے غشاء مخاطی تک وہ سوزش اور ورم وغیرہ بڑھ کر آ جاتا ہے۔ اور امراض غشاء مخاطی میں سے کوئی نہ کوئی مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً ذات الریہ ورم لوزتین ورم لہاۃ ورم حلق ورم ناک اور ضرب و زخم وغیرہ۔

(۷) **ضعف غدد صغیرہ**۔ جسم میں بے شمار چھوٹی چھوٹی غدد خدا نے صفائی خون کے لئے پیدا کی ہوئی ہیں جن کا کام خون میں سے طرح طرح کے فضلات کی اصلاح کرنا اور ان کو بدن سے خارج کرنے کے قابل بنا دینا ہے۔ لیکن جب بہ سبب آتشک کہنہ یا مرض خنازیر اور سل وغیرہ یا عام کمزوری بدن کے خواہ وہ کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہو غدد جسم

اپنے افعال میں کمزور ہو جاتے ہیں۔ تو غشاء مخاطی کی امراض پیدا ہو سکتی ہیں۔

(۸) **زیادہ بولنا**۔ اکثر واعظین یا لیکچراردل یا گویوں کو بسبب اونچا اور متواتر بولنے یا گانے کے چونکہ غشاء مخاطی پر زیادہ زور پڑتا رہتا ہے۔ اِس لئے اکثر اوقات خصوصاً عادت سے بڑھ کر بولنے یا گانے سے غشاء مخاطی میں اجتماع خون ہو کر نزلہ۔ زکام۔ کھانسی وغیرہ وغیرہ ہو جایا کرتی ہیں۔

(۹) **ضعف دل**۔ جب کبھی کسی مرض قلب کی وجہ سے قلب کی رفتار میں نقص اور فساد واقع ہو جاتا ہے اور پھیپھڑہ کی طرف خون کی آمد و رفت میں خرابی واقعہ ہوتی ہے۔ تو تنگی تنفس اور کم و بیش کھانسی کی صورت بن جاتی ہے۔ مگر اس میں غشاء مخاطی کا مرض اصل نہیں بلکہ اصل مرض دل کا ہوتا ہے اور مرض غشاء مخاطی محض بطور علامت کے ہوتا ہے۔

اسباب بیرونی

(۱) کسی غیر جنس یا غیر معتاد چیز کا حملہ از روئے کمیت کے مثلاً کان یا آنکھ یا ناک یا حلق وغیرہ میں کوئی وزن دار چیز داخل ہو جائے۔ جیسے عموماً بچوں کے ناک یا کان میں چنے یا سیم۔ یا مٹر وغیرہ دانے یا ٹین۔ اور چھوٹی چھوٹی گولیاں وغیرہ پھنس جاتی ہیں۔ یا کبھی کوئی پروانہ یا جونک یا کرم وغیرہ کان آنکھ اور ناک وغیرہ میں چلا جاتا ہے۔ اور تا وقتیکہ ان کو کسی طرح سے نکال نہ دیا جائے۔ طبیعت مدبرہ ان کو نکالنے کے واسطے کوشش کرتی ہے اور وہاں پر خون کو زیادہ مقدار میں بھیجکر وہاں رطوبات پیدا کرتی رہتی ہے۔ اور حسب مناسبت اس چیز یا اس عضو کے دوسری علامات بھی ظاہر ہو جایا کرتی ہیں۔

(۲) کسی غیر جنس یا غیر معتاد چیز کا حملہ از روئے کیفیت کے مثلاً بھوسہ یا خشک گھاس کی دھوڑ یا دھانس کا غشاء مخاطی کے کسی حصہ پر پہنچنا ہے۔ یا بعض خراش دار ادویہ مثلاً ترش چیزیں یا تیزابی کیفیت رکھنے والی اشیاء یا کسی قسم کی گیس و ابخرات مخرشہ کا غشاء مخاطی پر موثر ہونا۔

(۳) ضرب و زخم یعنی کسی حصہ غشاء مخاطی پر کسی وجہ سے ضرب یا زخم پیدا ہو جائے۔ مثلاً کان کو کھجلانے سے اس اوزار کا غلطی کی وجہ سے زوردار یا ٹیڑھا ہو کر لگنا۔ ناک کے اوپر کسی ضرب کا لگنا جس سے اندرون ناک تک وہ ورم پہنچ جائے۔ یا آنکھ پر کسی چیز کا زور سے لگ جانا وغیرہ۔

(۴) سردی یا گرمی کا لگنا۔ اور یہ دو طور پر ہوتا ہے۔ اول یہ کہ خلاف عادت سردی یا گرمی کا زیادہ مقدار میں یا زیادہ عرصہ تک لگنا۔ مثلاً گرمی کا غیر عادی شخص جو ہمیشہ سرد جگہ میں رہتا ہو۔ اور پھر گرم ہوا میں بود و باش پر مجبور ہو جائے۔ یا بارش میں غیر معتاد وقت تک بھیگنا۔ دوم یہ کہ گرم حالت سے یک لخت سرد حالت میں چلا جانا۔ جیسے حمام سے نکلکر بیرونی سرد ہوا میں چلا جانا یا سفر اور ورزش وغیرہ کے بعد جب کہ بدن ابھی گرم ہو۔ سرد پانی سے نہا لینا یا سرد پانی پی لینا وغیرہ پہلی قسم میں یہ وجہ ہوتی ہے۔ بہ سبب پہلی حالت کے دیر تک رہنے کے سردی یا گرمی کی حالت کے مطابق ہی طبیعت مدبرہ نے اس عضو میں انتظام کیا

ہوا ہوتا ہے۔ لیکن پھر دوسری حالت کی تبدیلی کے وقت طبیعت مدبرہ کو بھی اس عضو کے افعال کو تبدیل کرنا پڑتا ہے مگر چونکہ وہ عضو اس پہلی رفتار کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ اِس لئے جلدی سے اس میں تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اِس لئے طبیعت کو اس طرف خصوصیت سے توجہ کرنی پڑتی ہے۔ اور طبیعت کا کسی خاص عضو پر بمقابل دوسرے اعضاء کے توجہ دینا ہی اصل باعث مرض کا ہوتا ہے۔ کیونکہ پھر اس خاص عضو کے افعال میں غیر معتدلانہ روش پیدا ہو جاتی ہے اور دوسری قسم میں ایک حالت سے دوسری حالت چونکہ یک لخت اور اچانک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت مدبرہ بدن کو بھی یک لخت اس کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس واسطے اس غیر معتدلانہ رفتار کو مجبوراً اختیار کرنا پڑتا ہے۔ مگر ان دونوں اقسام میں کچھ نہ کچھ حصہ خفیہ اور مزمن کمزوری کا بھی ہوتا ہے۔ ورنہ جس شخص کی غشاء مخاطی صحیح و تندرست ہو وہ فوراً طبیعت مدبرہ کے حسب منشاء اپنے افعال کو کر دیتی ہے۔ اور اس میں غیر معتدلانہ رفتار پیدا نہیں ہوتی۔

اِسی قبیل میں سے گرم یا سرد غذا کا کھانا یا گرم و سرد پانی وغیرہ کا پینا بھی ہے۔ جیسے حلوا یا پلاؤ وغیرہ کا گرم گرم کھا کر اس پر سرد پانی یا کلفیاں کھانا یا گرم گرم دودھ اور چائے وغیرہ۔

(۵) **محرک غشاء مخاطی** ادویہ کھانا۔ یہ اس طرح سے ہے کہ ہر ایک دوا چونکہ جزو بدن ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اس واسطے جب اس کا کیلوس خون میں مل جاتا ہے۔ تو طبیعت مدبرہ اس کو غیر ضروری چیز سمجھ کر بدن سے خارج کرنا چاہتی ہے۔ لیکن خاص خاص چیزوں کے خارج کرنے کے لئے بعض خاص خاص مخرج مقرر ہیں۔ بعض فضلات کا امعاء کے راستہ سے اخراج ضروری ہوتا ہے۔ پس وہ اسی راستہ سے خارج ہوتے ہیں۔ بعض گردوں کے راہ سے اور بعض جلد یا غشاء مخاطی کی راہ سے اور بعض ادویہ ایسی بھی ہیں جن کا اخراج صرف ایک ہی طرف سے نہیں بلکہ متعدد راستوں سے ہوتا ہے۔ جن کے یہاں مفصل بیان کرنے کا موقعہ نہیں۔ بلکہ یہ تمام مسائل علم الادویہ کے مضمون میں لکھے جانے مناسب ہیں۔ غرضیکہ جو دوائیں غشاء مخاطی کے راستہ سے اخراج کے قابل ہیں۔ اگر زیادہ مقدار میں کھائی جائیں یا تھوڑی مقدار میں متواتر استعمال کی جائیں۔ تو حسب اپنی کیفیات و خواص کے غشاء مخاطی پر بھی وہ اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ سو اگر ایسی اشیاء میں کیفیت لذع اور تحریک اور سوزش کی ہوگی تو ضرور ہے۔ کہ غشاء مخاطی پر بھی اس کا یہ اثر پڑے جس سے طبیعت مدبرہ کو وہاں سے سوزش رفع کرنے کی غرض سے اس جگہ خون کا دوران تیز اور رطوبات مادیہ کے اخراج کا انتظام کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اس طرح وہاں سوزش و التہاب پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ترشیاں اور سرسوں کا تیل۔ انجیر۔ پیاز۔ عنصل۔ آک وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ مگر یہی چیزیں غشاء مخاطی کے ایسے امراض میں جس میں اس کا فعل کمزور ہو چکا ہو مفید اور موثر ہوا کرتی ہیں۔

(۶) **ہوا کی تبدیلی**۔ خواہ وہ تبدیلی عمدہ اور اعلےٰ ہوا کے عادی کو گندی ہوا میں ہو۔ خواہ گندی ہوا کے عادی کو اچھی اور صاف ہوا میں ہو۔

بصورت اول اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ جب اچھی ہوا لینے کا عادی کسی خراب ہوا میں سانس لینے لگتا ہے۔ تو چونکہ

خلاف معمول بدن میں نسیم کم پہنچتی ہے۔ اور اسی نسبت کے بخارات دخانی بھی بدن سے کم خارج ہوتے ہیں۔ تو چونکہ طبیعت مدبرہ بدن بیرونی موثرات پر تو کوئی اثر ڈال نہیں سکتی۔ بلکہ جس عضو کے سپرد کوئی فرض ہوتا ہے۔ اس میں نقص کے وقت اسی عضو کو تحریک کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ لہذا ایسے موقعہ پر وہ غشاء مخاطی کے فعل کو ہی تیز کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ جس سے وہ عضو بیمار ہو جاتا ہے۔ اور بصورت ثانی یہ وجہ ہوتی ہے۔ کہ چونکہ تنگ و تاریک مکانات کے باشندوں اور سرد و مرطوب مقامات کے رہنے والوں میں ہوا کے مذکورہ بالا نقص دائمی کی وجہ سے مجبوراً طبیعت مدبرہ بے بس ہو کر بالآخر اس طرف سے غافل ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کبھی ایسے اشخاص کو یک لخت ہوائے صاف میسر آ جائے جو خون کو صاف کرنے کے واسطے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تو طبیعت مدبرہ فوراً اس طرف خون کو زیادہ مقدار میں صاف ہونے کے واسطے بھیجدیتی ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ خون صاف ہو الٹا وہاں اس کا اجتماع ہو کر التہاب کی صورت بن جاتی ہے۔

مگر اس صورت ثانیہ میں اگر ہوا کی تبدیلی مستقل ہو تو صرف ایک دفعہ ہی یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد بجائے ہوائے صاف کے غشاء مخاطی میں تقویت ہو کر اس مرض کے بار بار ہونے کا احتمال کم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ تبدیلی مستقل نہ ہو۔ بلکہ عارضی ہو تو ایسے اشخاص بار بار امراض غشاء مخاطی میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خراب ہوا کی وجہ سے عموماً ان کا خون صاف نہیں ہوتا۔ اور جب کبھی ان کو ہفتہ عشرہ کے بعد اچانک عمدہ ہوا لگ جائے۔ فوراً نزلہ۔ زکام کھانسی وغیرہ میں مبتلاء ہوتے رہتے ہیں؛

امراضِ غشاءِ مخاطی کے متعلق بعض طبّی نکات و رموز!

اگرچہ ہمنے غشاء مخاطی کے امراض کی علامات و اسباب اندرونی و بیرونی کا ذکر کر دیا ہے۔ اور نہایت مشرح اور موضح طور پر لکھدیا ہے۔ لیکن تاہم بعض ایسی مرموز باتیں بھی ہیں۔ جو کہ خاص طور پر طب جدید کے اصول کے ماتحت ہمنے معلوم کی ہیں۔ جن کا ذکر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) امراض غشاء مخاطی خفیہ مزمنہ۔ جیسا کہ اسباب اندرونی کی قسم سوم میں ہمنے ضعف ریہ کو بھی ایک سبب امراض حادہ غشاء مخاطی میں شمار کیا ہے۔ مگر اکثر دوستوں کو ضعف ریہ کی شاید سمجھ نہ آئے۔ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ ضعف کوئی خاص مرض نہیں ہوتا۔ بلکہ جب کبھی کسی عضو کو ضعیف کہا جاتا ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ عضو بہ سبب بار بار واقعہ ہوتے رہنے امراض کے اپنی اصلی حالت نشو و نما میں کمزور ہو جاتا ہے یا موروثی طور پر والدین میں سے کوئی ایک یا

دونوں میں اس عضو کے بار بار نشانہ امراض ہوتے رہنے کے سبب وہ عضو اپنے افعال طبعی میں کمزور ہو جاتا ہے۔ پس مولود میں بھی وہ عضو کمزور پیدا ہوتا ہے۔ پس گویا ایسا شخص اگرچہ بظاہر تندرست معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقتہً مزمن طور پر خفیف مرض یا خفیہ مرض کا مریض ہوتا ہے۔ ایسے خفیہ امراض کے لئے بھی قدرت نے علامات پیدا کر رکھے ہیں اگرچہ متقدمین نے ایسی مزمنہ امراض کی علامات و علاج وغیرہ علیحدہ نہیں لکھے۔ لیکن طب جدید بھی اگر ایسے ضروری مسائل کو چھوڑ دے۔ تو پھر پہلی طبوں کے مقابلہ میں اس کو ترجیح کیونکر دی جا سکے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سب سے پہلی علامت جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ اس شخص کی غشاء مخاطیہ خفیف اور مزمن طور پر مریض ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس کی غشاء مخاطی کمزور اور ضعیف ہے۔ لاغری یعنی دُبلا پن ہے۔ کیونکہ ہم اپنے مشاہدات اور متواتر تجربات سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ امراض غشاء مخاطی کا مریض اگرچہ کیسا ہی فربہ بدن ہو مگر مریض ہونے کے بعد اس کی فربہی قائم نہیں رہتی۔ پس جو شخص پیدائشاً ایسا لاغر اور دُبلا پیدا ہوگا۔ ہم اس کی لاغری کی علامت کو مدنظر رکھ کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے پھیپھڑے کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اور ضروری ہے کہ یہ شخص اکثر اوقات تھوڑے تھوڑے ناموافق اسباب سے متاثر ہوتا ہوا غشاء مخاطی کے امراض میں بار بار مبتلاء ہوا کرے۔

(۲) خشکی آنکھ و منخرین وغیرہ۔ جس بچہ کے ملاحظہ سے معلوم ہو کہ اس کی آنکھوں میں چیپڑ (گِڈ) پیدا نہیں ہوتی۔ اور ناک سے بھی کوئی رطوبت وغیرہ نہیں بہتی۔ اور منہ سے بھی رال وغیرہ نہیں ٹپکتی تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کی غشاء مخاطیہ کمزور ہے۔ لمبے تجربات سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ایسے مولود جو کہ چھوٹی عمر میں نہایت صاف ستھرے ہوں۔ وہ ضرور غشاء مخاطی کی امراض کا نشانہ بنتے ہیں۔ برخلاف اس کے موٹے اور ایسے بچے جن کا ناک بہتا رہتا ہو یا کہ رال آتی ہو ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۳) جلد پتلی اور دبیز۔ یہ علامت بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ شخص امراض غشاء مخاطی میں مبتلاء ہوتا رہے گا کیونکہ جلد کی کمزوری کی وجہ سے ہمیشہ اس کی غشاء مخاطی کو رفع فضلات کا کام دینا ضروری ہوگا۔

(۴) گلے پڑ جانا۔ جس بچے کے گلے اکثر پڑتے رہتے ہوں۔ وہ بھی جلد یا بدیر امراض غشاء مخاطی میں ضرور مبتلاء ہوگا کیونکہ بار بار گلے کی غدد کا ورم یونہی نہیں پیدا ہو جاتا۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسے شخص کی غدد صغیرہ کمزور ہوتی ہیں۔ جو فضلات دمویہ کو قابل اصلاح یا ناقابل اخراج نہیں بنا سکتی۔ لہذا طبیعت مدبرہ گلے کے غدد سے یہ کام لیا کرتی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بار بار گلے پڑ جانے سے اکثر بہ سبب مجاورت کے غشائے مخاطی پر بھی اثر پڑے گا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے غشاء مخاطی مجروح ہو جائے گی۔ اور یہ بار بار کے تجربات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ غشاء مخاطی جب ایک دفعہ ماؤف ہو جاتی ہے تو پھر ہمیشہ کے لئے وہ ہدف امراض بنجاتی ہے۔ الا ماشاء اللہ یعنی اگر علاج عمدہ میسر آ جائے۔ اور مریض پورے طور پر حفظان صحت کے اصول پر عملدرآمد رکھے تو پھر غشاء مخاطی کی کمزوری رفع بھی ہو سکتی ہے۔

ناظرین سے مخفی نہیں ہے۔ کہ اس مذکورہ بالا عنوان کے ماتحت امراض غشاء مخاطی کی ماہیت وکیفیت اور ان کے اسباب اور پھر ان کی علامات کا ذکر مسلسل طور پر تبصرہ کے سابقہ مختلف نمبروں میں ہم وضاحت سے بیان کرتے آئے ہیں۔ لیکن بوجوہات گوناگوں کے جن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سلسلہ چند نمبروں سے جاری نہیں رکھا جاسکا جس پر عاشقان طب جدید نہایت بے صبری سے اس عجیب وغریب سلسلہ کو مکمل کرنے کے لئے فرمائشیں بھیج رہے ہیں۔

سو آج ہم ان تشنہ کامان تکمیل فن کی خدمت میں ان امراض کے علاج پر خامہ فرسائی کرتے ہیں۔ کیونکہ سوائے علاج کے باقی ہر ایک پہلو پر اس سے پہلے روشنی ڈالی جاچکی ہے۔

پس جاننا چاہیئے۔ کہ ان امراض (یا اس مرض) کا علاج دو قسم پر منقسم ہوسکتا ہے۔ اول علاج مقامی اور دوسرا علاج عمومی یا علاج کلی۔ مقامی علاج اس طرح پر ہے۔ کہ اس غشاء مخاطی کے جس حصہ یا جس مقام پر بے اعتدالی افعال کا ظہور ہوگا۔ اس مقام کی سابقہ حالت کو واپس لانے کے لئے ہم ایسی تجاویز کو اختیار کریں۔ یا ایسی ادویہ کا استعمال کریں جس سے وہ موجودہ بے اعتدالی دفع ہوجائے۔ اور وہ علامات غیر طبعی جو خاص اس مقام کی اس بے اعتدالی کے ذریعہ پیدا ہوگئی تھیں۔ رفع ہوکر وہ مریض بظاہر صحیح وتندرست معلوم ہو۔ بلکہ ابھی وہ خفیہ مرض کے شکنجہ میں ویسا ہی جکڑا ہوا ہے۔ اور ابھی آئندہ چند دنوں کے بعد ہی ایک ذرہ سی بدپرہیزی سے وہ پھر اسی مرض میں گرفتار ہونے کے واسطے تیار اور مستعد ہے۔

ہم فی زمانہ دیکھتے ہیں۔ کہ اکثر معالج خواہ وہ یونانی معالج ہوں۔ یا دیدک۔ اور خواہ وہ ایلوپیتھ ڈاکٹر ہوں۔ یا ہومیوپیتھ۔ عموماً مقامی اور وقتی علامات کو رفع کرنے پر ہی سارا زور علاج خرچ کر دیتے ہیں۔ اور اس کا وہ کامل علاج سمجھتے ہیں۔ کہ موجودہ علامات غیر طبعی دور ہوجائیں۔ یعنی مرض کی حالت حادہ میں جو جو علامات موذیہ پیدا ہوئی ہیں۔ انہیں کے دور ہوجانے پر مریض کو صحت کا سارٹیفکیٹ دے دیتے ہیں۔ حالانکہ طب جدید اس کو ابھی مریض سمجھتی ہے۔ اگرچہ اس مرض کو حادہ مرض نہیں کہتی۔ بلکہ خفیہ مرض یا مدہم مرض یا مرض مزمن اس کا نام رکھتی ہے۔ مگر ایسے مریض کو صحیح وتندرست کبھی نہیں کہتی۔ اس مضمون کو ہم نے رسالہ معلم الاطباء میں مشرح لکھدیا ہوا ہے۔ اس کی طرف ضرور توجہ کریں۔

ایسے مریض کو جسے بظاہر شفاء یاب سمجھا جاتا ہے۔ طب جدید اس لئے مریض سمجھتی ہے۔ کہ وہ شخص جو مقامی علاج کرا کرا اپنے آپکو غلط طور پر شفایاب سمجھتا ہے۔ وہ اب بھی کسی قسم کی بے پرہیزی نہیں کرسکتا۔ مثلاً ترشیاں اور تیل کی بنی ہوئی غذائیں نہیں کھا سکتا۔ اور سرد ہوا کی وہ برداشت نہیں کرسکتا۔ دھوپ میں وہ پھر نہیں سکتا۔ غرضیکہ جو جو چیزیں غشاء مخاطی پر کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہیں۔ ان کو وہ استعمال نہیں کرسکتا۔ اگر ایسی اشیاء استعمال کرے۔ تو جھٹ پھر اسی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ جس سے وہ بظاہر شفایاب ہوا تھا۔ حالانکہ تندرست آدمی کو ہمیشہ بے پرہیز ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پرہیز صرف بیماروں کے واسطے ہے۔ نہ کہ تندرستوں کے واسطے۔ طب قدیم کی یہ ایک نہایت بڑی کمزوری ہے۔

کہ اس نے تندرستوں کو بھی پرہیز کرنا بتلایا ہے۔ طب جدید نے تندرست آدمی کی شناخت اور علامت ہی یہ قرار دی ہے کہ وہ بے پرہیز رہ کر امراض سے محفوظ رہے ؛

آپ نے بارہا اس واقعہ پر غور کیا ہوگا۔ اور اگر پہلے نہیں کیا۔ تو اب اس پر ضرور غور کریں۔ کہ مریضان امراض غشاء مخاطی اکثر اور آئے دن ادنےٰ ادنےٰ اسباب سے کیوں مریض ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ان امراض میں کبھی مبتلا نہیں ہوتے۔ وہ ان اسباب سے کیوں بیمار نہیں ہوتے۔ اور یہ لوگ بھی دنیا میں کثرت سے موجود ہیں۔ جو باوجود ترشی اور تیل کی تلی ہوئی چیزیں کھانے کے نزلہ و زکام اور کھانسی وغیرہ کے شکار نہیں ہوتے۔ اور باوجود دھوپ میں پھرنے کے ان کی آنکھیں دُکھنے نہیں آیا کرتیں۔ لیکن بعض ایسے لوگ ہیں جو ذرا سی بے احتیاطی اور بے پرہیزی کے فوراً ان امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ باوجود پرہیز رکھنے کے بھی ان امراض کا تختہ مشق بنے رہتے ہیں۔ مگر یہ وہی لوگ ہیں جنکو مقامی علاج سے غلط طور پر صحیح و تندرست سمجھ لیا گیا ہے۔

دوسرا علاج۔ دوسری قسم کا علاج یہ ہے۔ کہ جس سے غشاء مخاطی کا مریض کلیتہً مرض کے وجود سے پاک ہو جائے اور پھر باوجود بدپرہیزی کے بھی وہ ان امراض کے حملہ سے محفوظ رہے۔ اس علاج کا نام شافی یا علاج کلی یا علاج عمومی رکھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ میرا ارادہ تو یہ تھا۔ کہ اِس مضمون میں صرف اس دوسرے قسم علاج کا ہی تذکرہ کروں۔ جس کا ذکر مکمل طور پر کتب سابقہ میں بایں وضاحت مسطور نہیں۔ اور پہلی قسم کے علاج یعنی مقامی علاج کے لئے صرف کتب قدیمہ کو ہی مکتفی قرار دیدوں۔ جیسے کہ اس سے پہلے بھی بعض مضامین کے متعلق کیا جاتا رہا ہے۔ کہ بعض موقعوں پر صرف کتب قدیم کے مسطورہ علاج کی طرف اشارہ کر دیا کرتا ہوں۔

لیکن چونکہ ہمارے اکثر دوست اس قسم کی طرز تحریر کے پہلے ہی شاکی ہیں۔ اور وہ ہر ایک مرض کے ہر ایک علاج کو میری ہی زبان قلم سے نکلوانا بہتر اور ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور دراصل ان کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی ہے خصوصاً امراض غشاء مخاطی میں کہ جن کے علاج مقامی میں بھی بعض چھوٹی چھوٹی غلطیاں پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ جن کا رفع کرنا ضروری ہے۔ اس لئے پہلے علاج مقامی لکھا جاتا ہے اور بعد میں علاج عمومی لکھا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

علاج مقامی!

اذن (کان)، یہ عضو جسم انسانی میں نہایت ضروری اور اعلےٰ پایہ کا عضو ہے۔ اس کی تشریح اور اس کے تمام منافعہ وافعال تو کتاب التشریح و افعال الاعضاء میں مندرج ہوں گے۔ بلکہ وہ تمام امراض جو قوت سمع وغیرہ کے متعلق ہیں وہ بھی حسب مناسبت اپنی اپنی جگہ پر مندرج ہونگی۔ اس جگہ صرف ان امراض کا ذکر ہوگا۔ جو صرف غشاء الاذن کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ؛

التہاب الاذن یا سوزش کان۔ یہ مرض کان کی غشاء مخاطی میں اجتماع خون سے پیدا ہوتا ہے۔ خواہ اس کا سبب بیرونی سردی یا گرمی ہو۔ یا ضربہ و سقطہ یا کسی خارجی چیز کا کان میں پڑ جانا۔ یا کسی ہمسایہ عضو سے سوزش متعدی ہو کر اس غشاء میں سرائت کر جائے۔ جیسے بچوں میں دانت نکلتے وقت یا بڑوں میں خنازیر کی وجہ سے بلکہ خنازیری والدین کے بچوں میں بھی بغیر اظہار خنازیر کے بہ سبب رجحان طبع کے یہ مرض ہو جاتا ہے۔ وغیرہ۔

علامات۔ اس مرض میں اکثر طور پر مریض کو ابتداءً بخار ہو جاتا ہے۔ جو حسب شدت و خفت التہاب کے شدید یا خفیف ہوا کرتا ہے۔ کان میں درد ہوتا ہے۔ جس کی شدت بعض دفعہ اس قدر ہوتی ہے کہ مریض نیند سے محروم ہو جاتا ہے۔ کان کو اندر سے ملاحظہ کرنے پر کان کی نالی سُرخ اور متورم پائی جاتی ہے۔

ایک دو روز کے بعد کان میں سے زرد رنگ کا رقیق مادہ خارج ہونے لگتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ غلیظ ہو کر بالآخر پیپ کے موافق ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کان سے بہتا رہتا ہے۔ لیکن بالآخر بخار چھوڑ جاتا ہے۔ اور درد میں بھی وہ پہلی شدت نہیں رہتی۔ بلکہ بعض اوقات درد بالکل ہی نہیں ہوتا۔ البتہ اس رطوبت کے اجتماع سے کان میں گرانی اور بے آرامی پائی جاتی ہے۔

علاج۔ ابتداء میں کان کی طرف سے خون کو کم کرنے کی غرض سے امالہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اگر مریض جوان ہو۔ طاقتور اور دموی ہو۔ یعنی اس کے بدن میں خون بکثرت ہو۔ تو فصد کرا لینا چاہیئے۔ لیکن اگر فصد کے قابل نہ ہو تو ایک مسہل کر دینا بھی امالہ کے لئے بہت مؤثر ہے۔ لیکن اگر مریض بہت ہی کمزور ہے۔ یا کہ مسہل سے پورا امالہ نہیں ہو سکا تو شدت التہاب کی صورت میں کان کے اردگرد جونکوں کا لگوا دینا بہت مناسب ہے۔ یا کم از کم کان کے اردگرد کسی محمر یا منفط چیز کے لگانے سے مصنوعی طور پر سوزش پیدا کر دینے سے ایک حد تک امالہ ہو جاتا ہے۔

اور جب تک امالہ میسر نہ ہو۔ شدت درد کو رفع کرنے کے واسطے ادویہ مسکنہ و مخدرہ کو بطور دافع درد کے استعمال کر لینا ممنوع نہیں ہے۔ جیسا کہ اکثر یونانی اطباء نے ایسی ادویہ کے ابتداءً استعمال کرنے سے مخالفت کی ہوئی ہے۔ ایسے موقعہ پر جوشاندہ کو کنار (پوست خشخاش) سے بہپارہ دے دینا بھی بہت مناسب ہے۔ کیونکہ بھاپ کی گرمی سے یہاں کی رگیں کشادہ اور نرم ہو کر خون کے اِدھر اُدھر منتشر ہو جانے سے ان کے تشنج میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اور پوست کی تاثیر مخدر و تسکین سے اعصاب کی حس میں کمی واقع ہو کر درد میں بھی کمی واقعہ ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں محلول افیون بھی (جس کی ترکیب علم الادویہ کے اندر خواص افیون میں لکھی جا چکی ہے۔) بطور قطور کے استعمال کر سکتے ہیں۔ علےٰ ہذا القیاس مطبوخ بیخ لفاح بھی اس موقعہ پر بہت زود اثر چیز ہے۔ جس کو دو تین قطرہ کی مقدار میں کان کے اندر ٹپکانا چاہیئے۔ اگر انگریزی ادویہ کو کین اور اٹروپین ہر ایک دو رتی (چار گرین) کی مقدار لے کر ایک اوقیہ (اونس) صاف پانی میں حل کر کے اس کے چند قطرے کان میں ٹپکائے جائیں۔ تو بہت مفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح روغن شفاء بھی بہت ہی زود اثر چیز ہے۔

اِس ابتدائی درجہ یعنی شدت و حدت مرض کے موقعہ پر اندرونی علاج کے واسطے سفوف بیشی نمبر ۲ یا نمبر ۳ حسب مناسبت مریض کے ہر تین گھنٹہ بعد ایک ایک خوراک ہمراہ سادہ پانی یا شربت نیلوفر وغیرہ کے ہمراہ دینا بھی التہاب کو کم کرنے کے واسطے نہایت مناسب ہے۔ اس کے علاوہ سفوف لفاحی نمبر ۲ یا نمبر ۳ بھی بدستور موزون و مناسب ہے۔

اور کبھی کبھی سفوف لفاحی کے ساتھ سفوف زیبقی ملاکر دینا بھی تجربہ میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ جس سے التہاب میں بہت جلدی کمی واقعہ ہوکر مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔

انتباہ درجہ حادہ مرض اور شدت عوارضات میں مذکورہ بالا قواعد کے ساتھ فوری علاج کرنا چاہیئے۔ تاکہ مرض زیادتی پذیر نہ ہو جائے۔ کیونکہ اکثر یہ التہاب ترقی کرکے کان کے پردوں تک پہنچ جاتا۔ اور مریض کو بہت حیران کر دیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات سوزش اس مقام سے گذر کر دماغ کے پردوں (اغشیہ) تک بھی سرائت کر جاتا ہے۔ جس سے علاوہ عوارضات شدیدہ سرسامیہ کے آموجود ہونے کے ایسی حالت سے مریض کا جان بر ہونا محال ہو جاتا ہے۔ نیز ایسی حالت میں مریض کو محرک غذاؤں اور قرب آگ سے بھی اجتناب اور پرہیز کرنا چاہیئے۔ تاکہ مرض میں ازدیاد واقع نہ ہو۔

درجہ دوم۔ یعنی اس مرض کے مزمن ہو جانے کی حالت میں، چونکہ عوارضات التہابیہ میں انحطاط واقع ہوکر آلام وعوارض میں تنزل اور کمی آجاتی ہے۔ اسواسطے ایسے موقعہ پر سابقہ علاج کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ غشاء ماؤف کی اصلاح وتقویت اور خروج رطوبات کے انسداد کی تجاویز کی فوری ضرورت ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ خروج رطوبات سے مریض نہ صرف کمزور ہی ہو جاتا ہے۔ بلکہ غشاء میں غیر طبعی تبدیلیاں پیدا ہوکر قوت سمع میں ہمیشہ کے لئے نقص پیدا کر جاتی ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ہڈیوں میں بھی سرائیت کرکے ان کو ناکارہ بنا دیتی ہے۔ پس حتے الامکان جلدی سے ہی اس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

اِس غرض کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ جات اور تجاویز کا استعمال غشاء ماؤفہ سے رطوبات کو بند کرکے روبا صلاح کرا دیتا ہے:

سب سے اوّل کان کو صاف کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ ادویہ حابس وقابض کا ورود خاص غشاء پر ہونے سے وہ مواد مانع نہ ہوں۔ بلکہ ہر روز ایک دو دفعہ کان کو دھوکر صاف رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات جریان وسیلان رطوبت بند ہوکر دوبارہ التہاب وسوزش پیدا کر دینے کا موجب ہو جایا کرتا ہے۔ بلکہ حتی الوسع خشک سفوف ادویہ کان میں نہ ڈالنی چاہیئے۔ تاکہ کان کا سوراخ بند ہوکر کان کے اندر اجتماع رطوبات نہ ہو جائے۔ لیکن اگر خشک ادویہ کا استعمال ضروری اور لابدی ہو۔ تو خاص احتیاط سے کان کو ضرور بالضرور دو وقت یومیہ یعنی صبح وشام دھوکر صاف کر دینا مناسب ہے۔ کان کو دھونے کے واسطے مندرجہ ادویہ بہت مفید اور مجرب ہیں:

(۱) برگ نیم ۶ ماشہ تنہا یا ایک تولہ بادیان کے ساتھ ملاکر ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکاکر پچکاری کریں۔

(۲) دارچکنہ ایک رتی کو اڑھائی پاؤ پانی میں حل کرکے اس کی آہستہ آہستہ پچکاری کریں۔

(۳) صابن کو گرم پانی میں حل کر کے پچکاری کی جائے۔ اس کے بعد صاف دھنکی ہوئی روئی سے کان کو خشک کر دیں۔ اور پھر کسی مجفف و قابض اور مدمل قروحات ذرود کو کان میں منفوخ کر کے کان میں صاف روئی رکھ دیں۔ ایسی چند ادویہ ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں سے جو دوا مناسب ہو منتخب کر لیں۔ (۱) شب بریان (۲) سہاگہ بریاں (۳) کشتہ کوڑی زرد (۴) کشتہ حلزون (۵) دم الاخوین (۶) اقاقیا (۷) انزروت (۸) مازو (۹) صبر (۱۰) کف دریا (۱۱) پوست انار (۱۲) کتھہ (۱۳) رال (۱۴) کمیلا وغیرہ ؛

ان ادویات کو کبھی شہد یا گلیسرین یا زردی بیضہ میں ملا کر پارچہ کو اس میں لت کر کے بتی بنا کر کان میں رکھا جاتا ہے۔ تاکہ بآسانی زخم مندمل ہو جائیں۔

جب پیپ کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ تو بعد میں بھی چند یوم تک روزانہ ایسی ادویہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے غشاء مخاطی میں طاقت پیدا ہو۔ اور مرض کے دوبارہ پیدا ہونے کا خوف نہ رہے۔ اس لئے چند ایسی ادویہ بھی معرض تحریر میں لائی جاتی ہیں۔

(۱) روغن تارپین ۱ تولہ۔ روغن کنجد یا روغن زیت ۱۰ تولہ باہم ملا کر دو تین قطرے صبح و شام کان میں ڈالا کریں۔

(۲) جمرہ جہنم (کاسٹک نقرہ) جس کو انگریزی میں نائیٹریٹ آف سلور کہتے ہیں۔ ایک رتی صاف پانی ۲۰ تولہ میں حل کر کے اس کی پچکاری کرتے رہیں۔

(۳) روغن شفاء اماشہ۔ روغن کنجد ایک تولہ باہم ملا کر صبح و شام کانوں میں ڈالا کریں۔

(۴) پھٹکڑی بریاں ۴ رتی یا نیلا تھوتھا رتی ایک چھٹانک پانی میں حل کر کے اس کی پچکاری روزانہ ایک دو دفعہ کر دیا کریں۔

(۵) برگ لیموں یا برگ آم۔ یا برگ سرس یا برگ کیکر تازہ لیکر اس کا رس نکالیں۔ اور نیم گرم قطور کریں۔

(۶) کانڈیز سلیوشن کی پچکاری سے کان کو روزانہ ایک دو دفعہ دھو دیا کریں۔ شیر خوار بچوں میں اگر یہ مرض پیدا ہو تو اس کی وجہ علاوہ اسباب مذکورہ بالا کے اکثر اوقات یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ ان کی والدہ کو یہ عادت ہو جاتی ہے۔ کہ بچہ کو ہمیشہ لیٹے لیٹے دودھ پلایا کرتی ہیں۔ سو جس پہلو پر بچہ لیٹ کر دودھ پیتا ہے اس کان سے رطوبت رسا کرتی ہے۔ کیونکہ بچہ کی غشاء مخاطی کمزور اور نازک ہونے کی وجہ سے دودھ کی رطوبت سے نمناک ہو کر اس میں مزمن طور کی سوزش قائم ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کو تاکید کر دی جائے۔ کہ ہمیشہ بیٹھ کر دودھ پلایا کرے۔ پس اگر ازالہ سبب کے ساتھ ہی مرض بھی رفع ہو جائے۔ تو فبہا ورنہ مندرجہ بالا ادویہ میں سے کوئی دوا استعمال کریں۔ یعنی ہلکی ادویہ کان میں ڈالا کریں۔ طاقتور علاج کی ضرورت نہیں ہے ؛

اور اگر کان میں اشیاء غریبہ کے دخول سے یہ مرض پیدا ہو۔ تو سب سے پہلا علاج یہ ہے کہ اس چیز کو کان سے نکال دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی کیڑا وغیرہ جاندار کان میں چلا گیا ہو۔ تو روغن تارپین یا روغن شفاء ڈالکر اس جانور کو ہلاک کر کے بعدہٗ

نیم گرم پانی کی پچکاری کر دیں۔ مفصل علاج دیکھو باب صدمات خارجیہ۔

بعض اوقات اس مرض میں بہ سبب گندہ رہنے کان کے بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کان میں مکھی داخل ہو کر انڈے دے دیتی ہے۔ جس سے کان میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ ان کی علامت درد کی زیادتی اور کان سے خوننابہ پتلی رطوبت کا رسنا اور بالآخر کان سے کیڑوں کا نکلنا ہے۔ علاج کرموں کو ہلاک کرنے کے واسطے روغن شفاء بہت اعلےٰ چیز ہے۔ جس کے ڈالنے سے کیڑے مر جاتے ہیں۔ یا کان سے نکل جاتے ہیں۔ اور زخم بھی جلدی مندمل ہو جاتا ہے۔

کبھی التہاب غشاء یعنی مرض ہذا کی حاد حالت میں (مزمن مرض میں کان کے اندر رطوبت بند ہو جانے کی وجہ سے) غشاء طبلی یا کان کے عضلات میں ورم کی صورت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ جو کہ بہت ہی خوفناک مرض ہے۔ اس کا علاج ورم الاذن کے باب میں الگ طور پر مشرح لکھا جائیگا۔ چونکہ اس جگہ صرف غشاء مخاطی کے امراض کا بیان کرنا منظور ہے اس واسطے ورم غشاء طبلی یا ورم عضلات کان کو یہاں لکھنا غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔

غذا و پرہیز۔ اس مرض کی حاد صورت میں تمام محرک اغذیہ سے پرہیز رکھیں۔ جیسے گوشت۔ ابازیر۔ چائے۔ انڈا وغیرہ۔ لیکن مزمن حالت میں مقوی اغذیہ ضروری ہیں۔ بلکہ مقوی ادویہ بھی دینا ضروری ہے تاکہ جلدی صحت ہو۔

(۲) جفاف الاذن۔ یہ مرض التہاب الاذن کے برعکس غشاء مخاطی میں خون کے کم آنے کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے:

علامات۔ کان ہمیشہ خشک رہتا ہے۔ کبھی کبھی کان میں کھجلاہٹ اور خارش ہوا کرتی ہے۔ جس سے مریض کان کے اندر کھجلانے کے واسطے مجبور اور بے قرار ہو جاتا اور فوراً انگلی کو کان کے اندر نہ پہنچنے کے کسی اور چیز۔ مثل پنسل۔ قلم۔ دیا سلائی وغیرہ وغیرہ کو کان کے اندر داخل کر کے کھجلاتا ہے۔ جس سے چھوٹے چھوٹے خشک چھلکے یا باریک بھوسی نکل کر کھجلی سے آرام ہو جاتا ہے۔

اسباب۔ لاغری۔ کمی خون ہمسایہ اعضاء میں سے کسی عضو میں مزمن طور پر سوزش کا موجود رہنا۔ کان کے اندر مسوں کا پیدا ہو جانا۔

علاج عمدہ غذا اور مقویات کا استعمال کرنا۔ اچھی آب و ہوا میں بود و باش اختیار کرنا۔ ہلکی ہلکی ورزش کی مداومت کرنا۔ اور حفظ صحت کے تمام قوانین پر عملدرآمد رکھنا۔

ہمسایہ اعضاء میں سے جس عضو میں کوئی مزمن مرض ہو۔ اس کا علاج کرنا۔ مثلاً اگر خنازیر کی وجہ ہو۔ تو اسکا علاج کریں۔ اور اگر مزمن سوزش قصبۃ الریہ ہو تو اس کا علاج کریں۔ اگر گلے میں سوزش رہتی ہو اس کا دفعیہ کریں۔ اگر ثالیل اذن اس جفاف کا باعث ہوں۔ تو ان کا علاج کسی لائق جراح سے کرائیں:

عین (آنکھ)

آنکھ کی غشاء مخاطی بالائی اور زیرین پپوٹوں کے کنارے سے شروع ہوکر پپوٹوں کی اندرونی سطح کو استر کرتی ہوئی آنکھ ڈھیلے کی اگلی سطح کو استر کرتی ہے۔ اور ڈھیلے اور پپوٹوں کے درمیان جاکر حجم میں بہت موٹی ہو جاتی ہے متقدمین نے اسی کا نام طبقہ ملتحمہ رکھا ہے۔ چونکہ یہ مضمون تشریح کے متعلق ہے۔ اس لئے تمام وکمال طریق سے کتاب تشریح میں ہی درج ہوگا۔ فی الحال صرف اسی قدر انکشاف ضروری تھا۔ تاکہ شائقین طب جدید کے لئے امراض غشاء مخاطی کے سمجھنے میں سہولت واقع ہو۔

التہاب غشاء العین۔ یعنی آنکھ کی غشاء مخاطیہ میں آشوب **کیفیت** جب کیفیت قوت حیات کی زیادہ تر توجہ آنکھ کی غشاء مخاطی کی طرف حد سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے افعال میں تیزی واقع ہو جاتی ہے۔ تو چند علامات غیر طبعی آنکھ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اس حالت کو متقدمین نے مرض رمد کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ بعض نے التہاب چشم نام رکھا ہے۔ بعض نے آشوب چشم وغیرہ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا ہے۔

علامات۔ اگرچہ علامات اس مرض کے ابتدائی مضمون میں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن وہاں چونکہ کلیہ کے طور پر مسطور ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض نئے طالب علموں کو ان کی سمجھ نہ آئے۔ اِس لئے تیزی فعل چشم یعنی غشاء مخاطی چشم کی علامات ذیل میں لکھ دیتا ہوں۔

(۱) آنکھ کی اس غشاء کی رنگت سُرخ ہو جاتی ہے۔ اور سُرخی کی کمی بیشی مرض کی کمی بیشی پر دلالت کرتی ہے پھر اس غشاء مخاطی کے حصص سے بھی مرض کی کمی بیشی معلوم ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر صرف پپوٹوں کی اندرونی سطح ہی سرخ ہو اور ڈھیلے والی غشاء کا کوئی حصہ ماؤف نہ ہو تو مرض خفیف ہوتی ہے۔ لیکن اگر ڈھیلے والا حصہ بھی سُرخ ہو جائے تو مرض قوی سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اس شدت سے یہ مرض رونما ہوتا ہے۔ کہ غشاء مخاطی کا وہ حصہ جو آنکھ کے پردہ قرنیہ اور صلبیہ کے ساتھ اتصال پاتا ہے۔ متورم ہوکر قرنیہ کے اوپر چڑھ جاتا ہے۔ سب کا سب سُرخ معلوم ہوتا ہے۔ اور قرنیہ نظر نہیں آتا۔

(۲) **سوزش اور جلن**۔ یہ علامت بھی کم وبیش سب میں ہوتی ہے۔ مختلف حالات پیش آسکتے ہیں۔ اِس لئے اس کا علاج ہو۔ اس جگہ خون کی حرارت سے وہ جگہ گرم اور سوزش ہے۔ کہ اگر چوٹ سخت ہو اور آنکھ میں خون کثیر مقدار میں جمع قدرتی یہ علامت بھی زوروں پر ہوگی۔

(۳) **ورم الاجفان**۔ یعنی پپوٹوں کا متورم ضروری ہے کہ خون کے وہاں اجتماع کو روکیں۔ اور وہ اس طرح اس کا فصد کھولدیں تاکہ اماله ہو جائے۔ ورنہ مسہل دیگر ضرور اماله

(۴) **سیلانِ رطوبات**۔ اگر آنکھ سے رقیق یاں کھچوادیں۔ اور آنکھ میں رادع اور مسکن اشیاء کا استعمال کریں۔

ہوسکے۔ اور غلیظ رطوبت مرض کے کسی قدر مزمن ہوجانے کی علامت ہے۔ یا کم از کم دیر تک علاج کرنے سے صحت ہوسکیگی۔ مگر عسر العلاج نہیں۔ لیکن اگر ریم (پیپ) خارج ہو۔ تو یہ علامت بُری ہے۔ اگر فوراً مناسب علاج نہ کیا جائے۔ آنکھ میں کوئی معتبر نقص ہمیشہ کے لئے واقع ہوجاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات آنکھ بالکل ضائع ہوجاتی ہے۔ کیونکہ پردہ قرنیہ گل جاتا اور مریض بالکل اندھا ہوجاتا ہے۔

(۵) روشنی کی برداشت کا کم ہوجانا۔ چندھیانا۔ یا بالکل آنکھ نہ کھول سکنا۔ یہ بھی حسب شدت وخفت مرض کے کم وبیش ہوا کرتی ہے۔

(۶) خارش کا ہونا۔ یہ علامت کمی مرض پر دال ہے۔

(۷) درد کا ہونا۔ یہ علامت شدت مرض پر دلالت کرتی ہے۔ اور شدت درد مرض کے ہولناک ہوجانے کو ثابت کرتا ہے۔

(۸) کھرک، (رڑک) ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا آنکھ میں کوئی غیر جنس جیسے ریت کنکر وغیرہ پڑ گیا ہے۔ یہ علامت ابتدا میں تو شدت مرض پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن مزمن مرض میں عسر البرء یعنی مرض کے بمشکل علاج پذیر ہوجانیکی علامت ہے۔

(۹) **چیپڑ**۔ رات کو سوتے وقت پپوٹے باہم چپک جاتے ہیں۔ یہ علامت غلیظ رطوبت کے اخراج پر دلالت کرتی ہے جو رات کو جم کر خشک ہوجاتی ہے۔

(۱۰) **کاذب پردہ**۔ بعض اوقات ڈھیلے کی عشاء پر ایک اور سفید سی جھلی بن جاتی ہے۔ یہ بھی شدت مرض پر دلالت کرتی ہے۔ مگر یہ علامت ہر جگہ نہیں پائی جاتی۔

(۱۱) **صداع**۔ یعنی درد سر۔ یہ علامت بھی شدت مرض پر دال ہے۔

اسباب۔ اس مرض کے اسباب بھی کلی طور پر چونکہ ابتداءً مضمون میں لکھے جاچکے ہیں۔ اسواسطے ان کا دوبارہ لکھنا مخصل حاصل ہے۔ مگر اس لئے کہ طب جدید کے طالب علموں کو آسانی ہو۔ اور مضمون نہایت مکمل صورت میں پیش ہو۔ ہم نے اندر مستوں کا پیدا ہوجہ۔ کہ علاج کے مضمون میں اسباب کا ذکر بھی دوبارہ کردیا جائے۔

علاج عمدہ غذا اور مقوی لکھ کر اس سبب کے ماتحت علاج بھی لکھدیا جائے۔

مداومت کرنا۔ اور حفظ صحت ہوجائے۔ تو خواہ اس کی ایذا دہی بذریعہ کمیت کے ہو۔ جس سے کھرک (رڑک) ہمسایہ اعضاء میں سے جس عضو میں کوئی مزمن مرض۔ سوزش وغیرہ پیدا ہو۔ تو قوت مدبرہ اس ایذا کو رفع کرنے کریں۔ اور اگر مزمن سوزش قصبۃ الریہ ہو تو اس کا علاج کریں ہوجائے گی۔ پس اس کا علاج اس غیر جنس کو آنکھ سے نکال اس جفاف کا باعث ہوں۔ تو ان کا علاج کسی لائق جراح سے لیں میں لانا بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی ذرہ وغیرہ آنکھ میں

صاف ستھری ہو۔ آنکھ کو صاف کردیں۔ لیکن اگر وہ ذرہ

قرنیہ وغیرہ پر جم گیا ہو۔ تو پہلے کسی مخدر چیز کے محلول جیسے محلول افیون یا کوکین وغیرہ کے چند قطرے آنکھ میں ڈالکر حس کو کم کریں۔ پھر موچنے وغیرہ سے اس چیز کو احتیاط کے ساتھ پکڑ کر نکالدیں۔ لیکن نکالدینے کے بعد پھر دوبارہ محلول ڈال دیں تاکہ مریض کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ لیکن اگر کوئی غیر جنس ایسی تیز نوک والی ہو۔ یا زور سے آنکھ میں لگ جائے۔ حتےٰ کہ قرنیہ کو چھپاکر اندر چلی جائے تو بغیر کامل جراح کے اس کا نکلنا مشکل ہے۔ اور علاج بھی ایسے موقعہ پر ایک لایق حکیم ہی کرسکتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسے موقعہ پر دوسری صحیح آنکھ کو اس کے بداثر سے بچانے کے واسطے اس ماؤف آنکھ کو نکال دینا ہی مفید پڑتا ہے۔

اور اگر آنکھ میں آن بجھ چونہ پڑ جائے۔ تو آنکھ کو فوراً صاف پانی سے دھوکر صاف کردینا چاہیئے۔ بلکہ اگر اس میں آٹھواں یا دسواں حصہ سرکہ بھی ملا لیا جائے۔ تو بہتر ہے۔ کیونکہ چونہ کھاری چیز ہے۔ اور اس کی ایذا کھاری پن سے ہے۔ جب ترشی ملا ہوا پانی اس پر پڑے گا۔ تو علاوہ آنکھ کی صفائی کے وہ ترشی کھار کے ساتھ ملکر اس کو معتدل الکیفیت کردیگی۔ جس سے فوراً ایذا کم ہوجائے گی۔

آنکھ کو دھونے کے بعد سرد پانی کی گدی آنکھ پر رکھ دیں۔ تاکہ خون کے وہاں اجتماع کو روکے یا ایک دو دفعہ روغن بیدانجیر یا روغن گل کے چند قطرے آنکھ میں ڈالیں۔ تاکہ اس خراش میں تسکین ہو۔

اور اگر لوہے کا کوئی ذرہ آنکھ میں پڑے۔ تو مقناطیس کو آنکھ کے قریب کریں۔ تاکہ اس کی کشش سے وہ ذرہ خود بخود نکل جائے۔ پھر بعد اس کے گل روغن یا روغن کنجد وغیرہ کے دو چار قطرے آنکھ میں ڈالیں۔

اور اگر کسی تیزاب کے آنکھ میں پڑنے یا گرم پانی وغیرہ سے آنکھ جل جائے تو روغن السی یا روغن زیتون۔ اگر یہ نہ ملیں تو روغن کنجد اور ماء الکلس یعنی چونہ کا پانی باہم ملاکر آنکھ میں ڈالیں۔ یا مدار یعنی آک کا سبز پتہ کوٹ کر نچوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالیں۔ یا گدی بناکر برگ مدار کے پانی میں بھگو کر آنکھ پر رکھیں۔

اور اگر مکڑی کا جالا وغیرہ آنکھ میں پڑ جائے۔ تو بتی کو شہد میں آلودہ کرکے آنکھ میں رکھیں۔ یا پھیر کر نکالیں۔ اس سے آنکھ صاف ہوجائے گی۔ پھر اس کے بعد تیل میٹھا یا گل روغن آنکھ میں ڈالیں۔ یا سرد پانی کی گدی رکھیں۔

اِن تمام حالات میں اگر درد کی شدت ہو تو کھانے کی دوا وہ ہو جو کہ مسکن و مخدر ہو تاکہ درد کی شدت مریض کو محسوس نہ ہو۔

نمبر ۲ ضربہ۔ یعنی آنکھ پر چوٹ لگنا۔ چوٹ چونکہ مختلف چیزوں اور مختلف ہیئتوں سے لگ سکتی ہے۔ اور پھر کبھی ناک کنپٹی وغیرہ پر چوٹ لگ کر بھی اس کا اثر آنکھ میں ہوسکتا ہے۔ اور مختلف حالات پیش آسکتے ہیں۔ اِس لئے اس کا علاج حسب حالات ہی ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس قدر علاج لکھا جاسکتا ہے۔ کہ اگر چوٹ سخت ہو اور آنکھ میں خون کثیر مقدار میں جمع ہونے لگے جس سے اندیشہ ہو کہ آنکھ خراب ہوجائے گی۔ تو ضروری ہے کہ خون کے وہاں اجتماع کو روکیں۔ اور وہ اس طرح سے ہوسکتا ہے۔ کہ اگر مریض جوان اور طاقتور ہے۔ تو فوراً اس کا فصد کھولدیں تاکہ اماله ہوجائے۔ ورنہ مسہل دیکر ضرور اماله کردیں۔ یا کم از کم کنپٹی پر جونکیں لگادیں یا گدی پر سینگیاں کھچوادیں۔ اور آنکھ میں رادع اور مسکن اشیاء کا استعمال کریں۔

جن کا ذکر آنکھ کے التہاب نزلی کے ضمن میں عنقریب کیا جائیگا۔ اور نیز علاج ضربہ وسقطہ کے متعلق کتاب صدمات خارجیہ میں بھی مشرح طور پر ہوگا۔ اس کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

نمبر ۳۔ دھوآں۔ گرد وغبار۔ سرد ہوا۔ تیز دھوپ۔ گرم لُو وغیرہ اسباب میں سے کسی نہ کسی سبب سے بعض اشخاص فوراً اس مرض میں گرفتار ہو جایا کرتے ہیں۔ اگرچہ محض اسباب مذکورہ بالا اس مرض کی پیدائش کا بظاہر باعث بن جاتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ اسباب واصلہ اسباب کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ حقیقتاً اس کے اسباب سابقہ کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ اگر وہ اسباب سابقہ نہ ہوں۔ تو ہر ایک شخص ان اسباب کی وجہ سے اس مرض میں مبتلاء نہیں ہوا کرتا۔ اِس لئے ان اسباب سے پیدا ہونیوالی امراض کے علاج میں صرف ان اسباب کو رفع کر دینا صحیح علاج نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ حقیقی اسباب کو رفع کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پس اس کا علاج دو قسم پر ہو سکتا ہے۔ ایک وقتی یا مقامی۔ یعنی صرف آنکھ کی غشاء مخاطی کی موجودہ افعالی بے اعتدالی پر لایا جائے۔ دوسرا یہ کہ سابقہ اسباب مرض کو جو ایسے مریض کے جسم کے اندر ورثہ یا کسی اور باعث سے جاگزیں ہو چکے ہیں۔ رفع کرنا ہے۔

سو پہلی قسم کا علاج ابھی آگے آتا ہے۔ اور دوسری قسم کا علاج یعنی علاج کلی یا علاج ثانی بعد میں علیحدہ لکھا جائیگا۔ اور وہاں ان تمام سابقہ اسباب کی تفصیل بھی دی جائے گی۔ اور ان کی علامات فارقہ بھی لکھی جائیں گی۔

نمبر ۴۔ چیچک اور خسرہ بھی اس مرض کا باعث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب قوت مدبرہ بدن بعض قابل اخراج مواد کو خون سے جلد کی طرف دفع کرتی ہے۔ تو اگر پورے طور پر جلد کی طرف اس مادہ کو دفع کر سکے تو فبہا۔ ورنہ اس مواد کا کچھ حصہ غشاء مخاطی کی طرف بھی اسے خارج کرنا پڑتا ہے۔ پس ایسی امراض میں ضرور کچھ نہ کچھ اثر اس کا غشاء مخاطی پر بھی پڑتا ہے۔ اور جب غشاء مخاطی میں بھی مادہ چیچک یا خسرہ کے ظہور سے دانے نکل آتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ دانوں کے جوش سے وہاں خون کا اجتماع ہو اور دانوں کے ارد گرد کی غشاء بہ سبب دورانِ خون کی تیزی اور اجتماع خون کے وہاں سُرخی۔ گرمی وغیرہ علامات مرض التہاب کی پیدا ہو جائیں۔

اس قسم کا علاج التہاب نزلی کے بیان میں ابھی ذکر کیا جاتا ہے۔

نمبر ۵۔ مرض خناق یا خنازیر کے مریض کو بھی کبھی بہ سبب مشارکت و مجاورت کے آنکھ کی غشاء مخاطی میں بھی التہاب ہو جاتا ہے۔ اس قسم میں علاج اصل مرض کا ہونا چاہیئے۔ اصل مرض کا جوش کم ہونے کے ساتھ ہی آشوب چشم میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اور اصل مرض کے بکلی رفع ہو جانے کے ساتھ ہی التہاب چشم بھی رفع ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن اگر کسی قدر نقص آنکھوں میں باقی رہے۔ تو اس کا علاج حسب قوت مرض کے ایک لایق طبیب اپنی روزانہ مشق کے ماتحت کر سکتا ہے چنانچہ اس کا بیان التہاب نزلی کے ضمن میں ابھی مفصل ذکر ہوگا۔

نمبر ۶ نزلہ و زکام۔ یہ مرض چونکہ اسی غشاء مخاطی کے اس حصہ کا ہے جو ناک یا حلق میں ہے۔ اِس لئے اکثر یہ طور پر بہ سبب ایک ہی عضو ہونے کے وہ مرض ناک یا حلق سے آنکھوں کی طرف بھی ترقی کر کے غشاء چشم کو ماؤف کر سکتا ہے اور یہی قسم عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اور اکثر مریض جن کو آنکھوں کے التہاب سے ہمیشہ مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ نزلہ و زکام کے بھی مریض ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ شروع میں مرض کا حملہ نزلہ و زکام کی صورت میں ہی نمودار ہو کر پھر آنکھوں کی غشاء ماؤف ہو جاتی ہے۔ اور التہاب چشم ہو جایا کرتا ہے۔ جو کہ بہت دنوں تک ان کو خراب کیا کرتا ہے۔ پس چونکہ بہ سبب دنیا میں عام ہے اور دوسرے اسباب سے شاذ و نادر یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس مرض کے ماتحت ہم علاج کو باقاعدہ طور پر تفصیل سے درج کر کے اس مضمون کو تکمیل تک پہنچانا مناسب سمجھتے ہیں:

آشوب چشم نزلی کے اسباب و علامات

کا پہلے بشرح و بسط ذکر ہو چکا ہے۔ اب اس کا علاج لکھا جاتا ہے۔

اس کے علاج میں سب سے پہلے ایسے مضر اثرات سے آنکھ کو بچانا ضروری ہے۔ جو از دیاد مرض کا باعث ہوں۔ کیونکہ ایسے اثرات سے پرہیز نہ کرنا صحیح طریق علاج کو بھی بہت بے اثر بنا سکتا ہے۔ چنانچہ مریض کو روشنی سے بچانا اور ساندہیری جگہ میں اس کی بود و باش رکھوانا نہایت ضروری ہے۔ نیز گرد و غبار اور دھوئیں سے بھی بچایا جائے۔ اگر کسی وجہ سے متذکرہ بالا پرہیز متعسر ہو۔ تو آنکھ کے آگے سیاہ یا سبز کپڑا رکھیں یا سبز اور دہندلی عینک کا استعمال کریں۔ علاوہ ازیں قبض کا ہر وقت خیال رکھیں۔ کیونکہ قبض بھی از دیاد مرض میں ممد و معاون ہو جاتی ہے۔ پس قبض کی موجودگی میں سفوف مبارک دیں جس سے اسہال ہو کر امالہ کی صورت پیدا ہو۔ اور اس کے بعد بھی دوسرے تیسرے ملینات سے امعاء کو صاف رکھیں۔ بلکہ اگر چنداں قبض بھی نہ ہو۔ تو بھی قبض کشاء ادویہ خصوصاً جو امعاء میں سوزش پیدا کر کے مروڑ پیدا کر سکتی ہوں جیسے حب منقی وغیرہ روزانہ حسب برداشت طبع مریض کو کھلاتے رہنا ضروری ہے۔ تاکہ طبیعت مدبرہ کا رجحان طبع امعاء کی طرف اجتماع خون کرنے میں رہے۔ اور آنکھوں کی طرف خون زیادہ مقدار میں نہ پہنچنے پائے۔ اگر ضرورت داعی ہو تو کنپٹی پر دو تین جونکیں بھی لگوا سکتے ہیں۔ اس کے بعد آنکھ کو بغور ملاحظہ کر کے حسب حالت مرض کے علاج کریں مثلاً اگر علامات شدت مرض موجود ہوں تو آنکھوں کو ایسے محلولات سے دھوئیں۔ جن میں لذع نہ ہو۔ جیسے محلول پھٹکڑی جس کا نسخہ یہ ہے۔ پھٹکڑی بریاں ایک ماشہ۔ صاف مقطر پانی ڈھائی پاؤ۔ ایسے پانی میں صاف روئی بھگو کر آنکھوں کو کھولکر اس میں اس روئی کو نچوڑیں۔ اور پھر اس نچوڑی ہوئی روئی سے آنکھ کے اندر سے ریم یا چیپ وغیرہ کو صاف کر کے روئی کو پھینک دیں۔ پھر اور روئی بھگو کر ایسا ہی کریں۔ حتےٰ کہ آنکھ بالکل صاف ہو جائے۔ اگر ایسی حالت میں آنکھ بہت دردناک ہو حتےٰ کہ سر اور پیشانی وغیرہ تک درد کی ٹیسیں جاتی ہوں۔ تو اس محلول مذکور میں دو ماشہ افیون حل کر لیں۔ یا ۶ ماشہ اجوائن خراسانی یا ۳ ماشہ بیخ بنفشہ اس میں پکا کر محلول کو مخدر اور مسکن بنا لیں۔ تاکہ آنکھ کو صاف کرنے سے آنکھ میں آشوب کو ترقی نہ ہو بلکہ تنزل ہو۔ اس کے بعد ایسی آنکھ کو صاف کر کے فوراً اس پر ایک ہلکی سی گدی

جو کسی نرم کپڑے مثلاً ململ باریک کی بنائی گئی ہو۔ سرد پانی میں تر کر کے رکھ دیں۔ اور اس کو بار بار تر کرتے رہیں۔ اگر مریض بہت ہی المناک ہو۔ تو دو چار عدد پوست خشخاش لیکر آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر پھر اس کو برف وغیرہ سے سرد کر کے آنکھ پر گدی رکھیں۔ اور دو تین دن تک اسی علاج کو جاری رکھیں۔ البتہ اگر مریض کی طبیعت میں خون زیادہ ہو یا طبیعت مدبّرہ خون کو اس بھیجنے میں نہایت سرگرم ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ سرد پٹی سے سکون کی بجائے تکلیف بڑھتی ہوئی معلوم ہو گی۔ جو شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے۔ تو مطبوخ کو کنار کو گرم گرم حالت میں استعمال کریں۔ اور بجائے ململ کے فلالین وغیرہ کی گدی رکھیں۔ اور امعاء کی طرف امالہ کا بھی خیال کریں۔

جب دو تین دن کے بعد اس علاج سے علامات شدیدہ میں کمی نظر آئے۔ ورم اور درد وغیرہ کم ہو جائیں۔ جو کہ اکثر ایسا ہی ظہور میں آیا کرتا ہے۔ تو پھر دزہ لازع اور قدرے تیز محلولات سے آنکھوں کو دھوئیں۔ کیونکہ پھر مرض کے بڑھنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ وہ محلول حسب ذیل ہیں :۔

(۱) پھٹکڑی بریاں ۲ ماشہ صاف اور مقطر پانی یا کوئی عرق جیسے گاؤزبان۔ بادیان۔ گلاب وغیرہ پاؤ ڈیڑھ پاؤ میں حل کریں (۲) حمض بورق (بورک ایسڈ) ایک تولہ اڈھائی پاؤ صاف پانی (۳) دار چکنا ایک رتی پانی اڈھائی پاؤ سے ایک سیر تک یہ محلول بہت ہی اعلےٰ چیز ہے۔ چیپ اور پیپ کو فوراً بند کر دیتا ہے (۴) تنکار (سہاگہ) بریاں ۲ ماشہ۔ مقطر پانی یا مناسب عرق ایک پاؤ میں حل کر لیں۔

اِن متذکرہ بالا محلولات میں سے جو ایک محلول تیار ہو سکے۔ اس سے روزانہ ایک دو دفعہ احتیاط سے آنکھ کو دھو دیا کریں۔ اس تجویز علاج سے اکثر آرام آ جاتا ہے۔ کسی اور دوا کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہمارے معالج اپنی کم ہمتی اور سستی کے باعث آنکھ کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنے اور دھونے سے جی چُراتے ہیں۔ اور اکثر مریض اور تیماردار بھی کوشش سے روزانہ ایک دو دفعہ معالج کے پاس آ کر اس تجویز کے مطابق علاج نہیں کراتے۔ اِس لئے عام طور پر آنکھوں میں خشک دوائیں یا بطور ضماد بنا کر خود لگا لینا پسند کرتے اور کراتے ہیں۔ اگرچہ ہم نصیحت کرتے ہیں کہ آنکھوں جیسی نعمت کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اس مرض کا علاج انتہائی کوشش کے ساتھ بہترین معالج سے کرانا چاہیئے۔ لیکن تاہم ایسے نسخہ جات مجرّب المجرب درج کر دیئے جاتے ہیں۔ جو آسانی سے استعمال ہو سکتے ہیں۔ (۱) رسوت ۲ ماشہ۔ پھٹکڑی بریاں ۱ ماشہ۔ گل ارمنی ۱ ماشہ۔ افیون ۲ رتی۔ اِسی وزن کے مطابق جس قدر دوا چاہیں۔ تیار کر کے آب کشنیز سبز یا آب عنب الثعلب۔ (مکو) سبز میں گوندھ کر آنکھوں پر ضماد (لیپ) کریں۔

(۲) لودھ پٹھانی ۶ ماشہ۔ پوست خشخاش ۳ ماشہ۔ کافور ۱ ماشہ تینوں کو کوٹ کر ایک پوٹلی بنائیں۔ اور گرم پانی میں بھگو کر آنکھ پر پوٹلی رکھیں۔ (۳) نشاستہ سفیدہ ارزیز۔ صمغ عربی۔ کتیرا ہر ایک ۶ ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسبغول یا دودھ بکری وغیرہ میں ملا کر ضماد کریں۔ یا اسی دوا کی گولیاں بنا کر خشک کر رکھیں۔ اور بوقت ضرورت دودھ وغیرہ میں گھس کر آنکھ

میں ڈالیں۔ مرض کی شدت اور درد کی موجودگی میں اسی دوا میں مذکورہ بالا وزن کے مطابق ایک ماشہ افیون بھی ملا سکتے ہیں۔

اِس مرض کو بھی یونانی طبیبوں نے چار اخلاط کے ماتحت چار اقسام بنا کر حسب خلط علیحدہ علیحدہ علاج تجویز کیا ہے۔ یہ بالکل فضول ہے۔ اس مرض میں اس قسم کے علاج کوئی فائدہ نہیں کرتے۔ مثلاً لعاب اسبغول بشیرہ عناب وغیرہ اطفاء حرارت و تعدیل صفرا کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ مگر صحیح تجربہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس علاج سے آنکھوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

پس یہ سراسر وہم ہے۔ کہ آنکھ کا التہاب یعنی رمد کا مرض صفراوی سوداوی اور بلغمی وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مرض میں اکثر وہ علامات جوان ہر سہ اخلاط کے لئے مقرر ہیں۔ ہرگز نہیں پائی جاتی ہیں۔ چونکہ ایسی ادویہ منضجہ و معدلہ کا استعمال اور عرقیات و اشربہ کا استعمال بالکل غیر مفید ہوتا ہے۔ اس لئے کسی قسم کا اندرونی علاج جو کسی خلط کی مناسبت سے تجویز کیا گیا ہو نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ افعال الاعضاء کے ماتحت حسب ضرورت اندرونی طور پر بھی ادویہ استعمال کرائی جا سکتی ہیں۔ مثلاً جب ہم دیکھیں۔ کہ آنکھوں کی طرف دوران خون زور پر ہے۔ اور ہم کسی وجہ سے فصد یا مسہل وغیرہ کے ذریعے کسی دوسری طرف امالہ بھی نہیں کر سکتے۔ تو سفوف بشی یا سفوف لفاحی وغیرہ میں سے مناسب وقت کوئی دوا استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اگر درد وغیرہ سے مریض تنگ ہو تو سفوف مسکن یا حب مسکن کھلا کر تسکین پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر شدت درد سے نیند نہ آتی ہو۔ تو منوم ادویہ کھلا کر مریض کو آرام دے سکتے ہیں۔ لیکن اصل شافی علاج جو اوپر گذر چکا ہے وہ بدستور جاری رکھنا چاہیئے۔ اس طریق علاج سے اگر مرض خفیف ہو۔ تو دو تین دن میں اگر شدید ہو تو ایک دو ہفتہ میں رفع ہو کر بکلی صحت ہو سکتی ہے۔

(۲) خفیف آشوب چشم۔ یہ کبھی تو ابتداء ہی سے خفیف ہوتی ہے۔ کبھی شدید آشوب کا باقاعدہ علاج کرنے سے مرض میں تخفیف ہو کر خفیف سا آشوب باقی رہ جاتا ہے۔ اس میں شدید علامات مثل ورم۔ پیپ وغیرہ نہیں ہوتی ہیں۔ باقی سرخی۔ گرمی۔ چیپ وغیرہ علامات بھی بہت خفیف ہوا کرتی ہیں۔

علاج بھی چنداں مشکل نہیں۔ صرف وہ ادویہ جن کا ذکر شدید قسم کے ۔ اخیر میں کیا گیا ہے مفید ہو جاتی ہیں۔ سرمہ نور ایسے موقعہ میں استعمال کرنے سے دوسرے تیسرے دن تک آرام ہو جاتا ہے۔

بعض موقعہ پر آشوب چشم کی تمام علامات رفع ہو جاتی ہیں۔ مگر کمزوری سی سُرخی آنکھوں میں قائم رہتی ہے۔ اس کیواسطے دوا ذیل بہت مفید و مجرب ہے۔ پھٹکڑی بریاں ۳ ماشہ مطبوخ زیرہ سفید ۱۰ تولہ میں گھول کریں۔ جب تمام پانی خشک ہو جائے۔ تو سلائی سے لگایا کریں۔ طریق مطبوخ یہ ہے۔ زیرہ سفید ۲ تولہ نیم کوب کر کے ایک پاؤ پانی میں پکائیں۔ جب نصف پانی باقی رہے چھان لیں۔

غذا۔ ایسے مریض کو غذا ہمیشہ نرم اور زود ہضم دینی چاہیئے۔ جیسے دودھ۔ چاول۔ مونگ کی کھچڑی۔ دال چپاتی۔ ڈبل روٹی وغیرہ۔ دیر ہضم اور ثقیل اغذیہ مضر ہوتی ہیں۔ اسی طرح محرک اغذیہ جن سے دوران خون تیز ہو جائے۔

جرب الاجفان۔ (کگرے) یہ مرض بھی آنکھ کے اندر بالائی پپوٹوں پر زیرین پپوٹوں کی غشاء مخاطی میں پیدا ہو کر

مریض کے واسطے وبال جان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اول تو یہ مرض متعسر العلاج ہے۔ جس سے اکثر مریض پورے طور پر شفا یاب نہیں ہوتے۔ اِس لئے چھوٹے چھوٹے اور معمول اسباب سے بار بار آشوب چشم کا مرض آموجود ہوتا ہے۔ جس سے وہ مریض حکیموں کا تختۂ مشق بنا رہتا ہے۔ دوسرے چونکہ یہ مرض متعدی ہے۔ اِس لئے دوسرے تندرستوں کو بھی ایسے مریض سے بچنا ضروری ہے۔

کیفیت و ماہیت۔ پپوٹوں کے نیچے غشاء مخاطی میں بیضوی شکل کے مگر چھوٹے چھوٹے پیازی رنگ کے سُرخ دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ غشاء مخاطی جو کہ مخمل کی طرح سے نرم و نازک ہؤا کرتی ہے۔ اس مرض میں سخت ہو جاتی ہے۔ اور غشاء کی رطوبت افزاء گلٹیاں سخت اور جسیم بن جاتی ہیں۔ جن میں خون کی آمد و رفت اکثر زیادہ ہؤا کرتی ہے اور مزمن سی سوزش اس حصہ غشاء میں قائم ہو جاتی ہے۔ اور ہمسایا عضاء کی ذرا سی سوزش سے شراکت کے طور پر فوراً یہ حصہ بھی ماؤف ہو جاتا ہے۔

اسباب۔ جلدی گلٹیوں کا کمزور ہونا۔ خواہ موروثی طور پر ہوں یا امراض غدد میں سے کسی خاص مرض جیسے خنازیر۔ سِل اور آتشک وغیرہ کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہوں۔ اس مرض کا خاص سبب ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ مرض متعدی ہوتا ہے۔ اس کا مواد اگر تندرست آنکھ میں سرایت کر جائے۔ تو وہی مرض پیدا کر دیتا ہے۔ بلکہ اگر ایسے مریض کے کسی اور حصہ جسم پر کسی قسم کا التہاب وغیرہ ہو کر مواد رویہ جسم سے جدا ہوں۔ اور کسی دوسرے جسم پر لگ کر اس جسم کے اندر سرائیت کر جائیں۔ تو بھی مزمن طور پر وہی مرض پیدا کر دیتے ہیں۔

علامات۔ پپوٹے کسی قدر بھاری اور موٹے ہو جاتے ہیں۔ مریض کو روشنی کی برداشت کم ہو جاتی ہے۔ آنکھوں میں ہر وقت پانی بھرا رہتا ہے۔ رڑک کم و بیش ہمیشہ رہتی ہے۔ لکھنے پڑھنے سے نظر تھک جاتی ہے۔ سرد ہوا آنکھوں کو بُری معلوم ہوتی ہے۔ پپوٹوں کے اندر سرخ اور پیازی رنگ کے دانے جو انگور کے بیج کے برابر ہوتے ہیں۔ دکھائی دیتے ہیں۔ اِن دانوں کے ارد گرد خفیف سا ورم اور سُرخی بھی دِکھائی دیتی ہے۔ ادنےٰ ادنےٰ اسباب آشوب چشم پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اور ایسا مریض ہمیشہ بار بار آشوب چشم میں مبتلاء ہوتا رہتا ہے۔

اور برخلاف دوسرے مریضاں آشوب چشم کے اس قسم کے آشوب کا مریض زیادہ عرصہ تک بیمار رہ کر شفایاب ہوا کرتا ہے۔ یعنی دوسرے مریض اگر ہفتہ دو ہفتہ تک شفایاب ہوتے ہیں۔ تو یہ مہینہ دو مہینہ سے پہلے شفایاب نہیں ہو سکتا ہے۔

انجام۔ کلروں کی رگڑ سے ڈھیلے کو تکلیف رہتی ہے۔ اور پانی سے ہمیشہ آنکھ تر رہنے اور مریض کا آنکھوں کو مَلتے رہنے سے آنکھ کے شیشہ میں خرابی آجاتی ہے۔ نظر دھندلی اور خراب ہو جاتی ہے۔ اور بار بار کے آشوب چشم سے بھی آنکھ میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو کر مریض کی قوت بینائی قبل از وقت کمزور ہو جاتی ہے۔

علاج۔ اگر مریض آشوب چشم میں گرفتار رہے۔ تو اس کا علاج کریں۔ جیسے کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ یعنی جو علاج آشوب چشم

میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کریں۔ لیکن جب آشوب چشم رفع ہو جائے۔ یعنی آنکھ میں سے سُرخی وغیرہ علامات آشوب چشم رفع ہو کر صرف یہ مرض کگرے باقی رہے تو نسخہ جات مندرجہ ذیل میں سے کوئی نسخہ جو کہ مناسب وقت اور مناسب موقعہ ہو تو استعمال میں لاویں۔ اور بہتر طریق علاج یہ ہے۔ کہ نسخہ جات ذیل باری باری سے استعمال کرائیں۔ کیونکہ اس مرض میں دوائی تھوڑے عرصہ تک اثر کرتی ہے۔ پھر اس کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایسے مریضوں کو دوا بدل بدل کر استعمال کرنا مفید تر ہوگا۔ بلکہ اس مرض کے دفعیہ کے لئے قانون علاج یہی ہے۔ کہ مختلف ادویہ کا استعمال بدل بدل کر کیا جائے۔ اور اس مرض میں شفا کا طریق یہی کامیاب ہوتا دیکھا گیا ہے۔

بہر حال نسخے مجربہ اس مرض کے یہ ہیں۔

(۱) حجر جہنم۔ (چاندی کو تیزاب شورہ میں حل کر کے پھر تیزاب کو اُڑا کر چاندی کی بتی یا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا لئے جاتے ہیں) بوزن ایک ماشہ ایک چٹانک مقطر پانی میں حل کریں۔ اور بوقت ضرورت مریض کے پپوٹوں کو اُلٹ کر روئی کا گالا کگروں پر جو اس محلول سے بھگو لیا ہو لگا دیں۔ کگروں کے چپڑ جانے کے بعد فوراً ایسے پانی سے آنکھ کو دھو دیں۔ جس میں قدرے نمک حل کیا ہوا ہو۔ اس کے بعد سرد پانی کی گدی آنکھ پہ رکھ کر پٹی باندھ دیں۔ اِسی طرح سے ہر روز یا ہر دوسرے روز ایسا ہی کریں۔ اگر ورم زیادہ نہ ہوگا۔ تو چند ہی روز میں اس علاج سے مرض میں تخفیف ہو جائے گی۔ پھر دوسری دوا کو اس کی جگہ پہ بدل دیں۔ لیکن اگر ورم وغیرہ زیادہ ہو تو اس دوا کا استعمال نہ کریں۔ بلکہ آشوب چشم والا علاج کریں۔

(۲) دار چکنہ ایک رتی۔ مقطر پانی ایک پاؤ میں حل کر لیں۔ مذکورہ بالا طریق سے لگا کر سرد پانی سے آنکھ کو دھوئیں۔

(۳) پھٹکڑی بریاں ڈیڑھ ماشہ۔ مقطر پانی ایک چٹانک باہم ملا کر رکھیں۔ کگروں پر لگائیں۔

(۴) نیلا تھوتھا ایک ماشہ دس تولہ عرق سونف میں حل کر کے حسب دستور بالا لگائیں۔ اور فوراً سرد پانی کے چھینٹے لگائیں۔ یا سرد پانی کی پچکاری سے آنکھوں کو دھو دیں۔

(۵) مازو نہایت باریک پیس کر شیشی میں محفوظ رکھیں۔ اور پپوٹوں کو اُلٹ کر روئی کے گالے کو سفوف مازو سے آلودہ کر کے کگروں پر جھاڑیں۔ چاکسو سرمہ سا کردہ بلکہ مثل غبار کر کے حسب دستور سفوف مازو کے لگائیں۔

اگر کگرے بہت پرانے ہوں۔ تو بعض اوقات ان نسخوں سے تھوڑا سا فائدہ ہو کر رُک جاتا ہے۔ ایسے مریضوں میں علاج ذیل کرنا چاہیئے۔ (۱) نیلا تھوتھا کی ڈلی لیکر چاقو سے اس کو آہستہ آہستہ چھیلکر پنسل کی طرح یا سلائی کی طرح بنائیں جب اس کی سلائی بن جائے۔ تو ایک رومال کو پانی میں بھگو اور نچوڑ کر اس مرطوب رومال سے اس سلائی کو رگڑیں۔ تاکہ صاف ہو جائے۔ جب وہ سلائی بالکل گول اور ارد گرد سے نرم اور ملائم طور پر صاف ہو جائے۔ تو پپوٹوں کو اُلٹا کر کگروں پر اس نیلا تھوتھا کی سلائی کو آہستگی سے رگڑیں۔ ایک دو رگڑے دینے کے بعد سرد پانی سے آنکھ کو دھو دینا کافی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض دفعہ جب غشاء مخاطی نمناک اور تر ہو۔ تو نیلا تھوتھا کی سلائی جلدی اور مناسب مقدار میں حل ہو کر عمل

ٹھیک ہو جاتا ہے۔ مگر جب غشاء بالکل خشک ہو۔ تو ایسی صورت میں سلائی کے رگڑنے سے چنداں اثر نہیں ہوا کرتا۔ ایسے موقعہ پر سلائی کو پانی یا لب سے تر کر لینا ضروری ہے۔ تاکہ اس کا اثر غشاء پر بخوبی ہو سکے۔

(۲) **حجر جہنم**۔ (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) کی بتی بنا کر نیلا تھوتھ کی بجائے اسی ترکیب اور ترتیب سے استعمال کریں۔ مگر اس کے لگانے کے بعد نمک ملے ہوئے پانی سے دھونا ضروری ہے۔ کیونکہ نمک اس کی سوزش کا نہایت عمدہ مصلح ہے۔ اور آنکھ کو نمکین پانی سے دھو دینے کے بعد بہتر ہے۔ کہ پندرہ بیس منٹ کے لئے سرد پانی کی پٹی بھی باندھ دیں۔

(۳) دار چکنہ ۱ رتی صاف پانی دس تولہ میں حل کر کے پپوٹوں کو اُلٹا کر روئی کی پھریری سے گلکروں پر لگائیں۔ اور لگانے کے فوراً بعد ہی سرد پانی سے آنکھوں کو خوب غسل دیں۔

(فائدہ) ایسی تیز ادویہ کو ہر روز نہیں لگانا چاہیئے۔ بلکہ ایک دو دن کا ناغہ کر کے پھر لگانا چاہیئے۔ نیز ایک ہی دواء کا استعمال دیر تک نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ جب ایک دوا سے فائدہ ہوتا ہوا رُک جائے۔ تو پھر اسے چھوڑ کر دوسری دواء کا استعمال کرانا نہایت ضروری ہے۔

مرض گلکرے۔ یاد رہے۔ اس مرض کے متعلق سابقہ رسالوں میں ہر ایک ضروری امر پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور آنکھوں میں استعمال کرنے کی ادویہ اور دیگر تجاویز علاج بھی لکھے جا چکے ہیں۔ مگر اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ایسے علاج کے باوجود بھی خفیف قسم کا مرض باقی رہ جاتا ہے۔ جو پھر کسی نہ کسی وقت حملہ کر کے از سر نو مرض کو حاد صورت میں لے آتا ہے۔ اس واسطے ضروری ہے کہ اس خفیف قسم کا علاج بھی کیا جائے۔ تاکہ مرض کے دوبارہ سہ بارہ حملہ کا خطرہ نہ رہے۔ اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اندرونی طور پر بھی اس مرض کی ادویہ دینا چاہیئے۔ تاکہ پورے طور پر اندرونی اعضاء میں سے وہ اعضاء جن کے ماؤف ہونے سے یہ مرض مزمن صورت اختیار کئے ہوئے ہے ٹھیک ہو جائیں۔ اور وہ اپنے افعال کو طبعی طور پر ادا کرنے لگ جائیں۔ مثلاً یہ مرض اکثر کر کے ان اشخاص کو زیادہ ستاتا ہے۔ جن کے والدین مرض آتشک یا خنازیر وغیرہ میں مبتلا رہے ہوں۔ نقرسی خاندان میں بھی یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔ آتشک اور خنازیر کی امراض میں چونکہ جلد اور غشاء مخاطی جو کہ وہ بھی اندرونی جلد ہی ہے کی چھوٹی چھوٹی گلٹیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس واسطے گلکروں کے مزمن مرض میں سفوف سمی ۳ سفوف زیبقی ۳ اور جوہر اسفنج کا استعمال فرداً فرداً مفید ہیں۔ ان کے استعمال سے چھوٹی چھوٹی تمام گلٹیاں اپنے افعال کو بخوبی سرانجام دینے لگتی ہیں۔ اور مرض بیخ و بن سے اُکھڑ جاتا ہے۔

لیکن اگر نقرسی ابتری سے گلکروں کا مرض ہو جو نقرسی علامات سے پر کہا جا سکتا ہے۔ تو ایسے مریض کو نسخہ ذیل کا استعمال ایک مدت تک کرایا جائے۔ سورنجاں تلخ ایک تولہ۔ جوکھار ۵ تولہ۔ لوڑ کھار ۳ تولہ باہم ملا کر باریک سفوف سا بنا رکھیں۔ اور ایک ماشہ کے وزن سے صبح و شام مریض کو دیا کریں۔ اور دوران استعمال ان تمام ادویہ کے علاج مقامی یعنی خاص پلکوں کا بھی مناسب وقت کے جاری رکھیں۔ تاکہ پورا اور تام فائدہ حاصل ہو۔

ناخونہ یا ظفرہ۔ یہ مرض بھی حقیقت میں غشاء مخاطی کے امراض میں سے ہے۔ جیسا کہ ابھی اس کی ماہیت مسطور ہوتی ہے ؛

ماہیت۔ بار بار کی آشوب چشم یا غشاء مخاطی کے زخمی ہو جانے کی صورت میں جب اس نقص کو پورا کرنے کے واسطے طبیعت مدبرہ وہاں پر ورشی اجزاء کو زیادہ مقدار میں بھیجتی ہے۔ تو بسا اوقات وہاں غشاء مخاطی کے باریک باریک الیاف طویل ہو جاتے ہیں۔ اور دن بدن پرورش زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی وہ لیفین اپنے احاطہ سے بڑھتی ہوئیں قرنیہ پر چڑھنے لگتی ہیں۔ اور آہستہ آہستہ پتلی پر آکر بینائی کو بند کر دیتی ہے۔

اسباب۔ آشوب چشم میں موٹے موٹے ذرات والے سرموں اور ادویہ کا استعمال کرنا جس سے رڑک ہو کر غشاء مخاطی میں زخم یا خراش پیدا ہو یا ریگ اور گرد و غبار وغیرہ آنکھوں میں کر خراش اور رڑک کا باعث ہوں۔

علامات۔ ملتحمہ یعنی آنکھ کی جھلی سے ایک سُرخ رنگ لحمی پردہ جو بالعموم مثلث شکل لئے ہوتا ہے پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی جڑھ عام طور پر گوشہ چشم یعنی ناک کی طرف ہوتی ہے۔ اور اس کی نوک حدقہ یعنی پتلی کی طرف ہوتی ہے۔ یہ پردہ بعض اوقات اس قدر بڑھ کر پھیل جاتا ہے۔ کہ تمام قرنیہ کو چھپا لیتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ اس کی جڑھ موق اکبر کی طرف ہو۔ بلکہ کبھی موق اصغر یعنی کنپٹی کی طرف بھی پیدا ہو کر حدقہ کی طرف بڑھتا ہے۔ اور کبھی نچلے پپوٹہ سے اور کبھی اوپر والے پپوٹہ سے بھی پیدا ہو کر پتلی کی طرف کو بڑھتا ہے ؛

علاج۔ اس پر ایسی تیز چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جو اکال اور گوشت کو کھا جانے والی ہوں جیسے نیلا تھوتھہ آہک۔ نوشادر وغیرہ مگر ایسے علاج ذرا مشکل ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس کا عمدہ علاج اور جلدی فائدہ دینے والا علاج دستکاری ہے۔ جس سے ناخونہ کو جڑھ سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ مگر جہاں کوئی لائق جراح دستیاب نہ ہو وہاں ادویات کا علاج بھی کرنا چاہیئے۔ تاکہ مرض بڑھ نہ جائے۔ اور جلدی نہیں تو آہستہ آہستہ طور پر ہی مرض میں کمی واقعہ ہو۔ ادویہ ذیل میں سے جو بن سکے اس کا استعمال کریں ؛

(۱) کف دریا۔ نمک لاہوری۔ نوشادر۔ پھٹکڑی بریاں۔ شورہ قلمی۔ ہر ایک دو تولہ نیلا تھوتھہ ایک ماشہ سب کو باریک کر کے مثل سرمہ کے سلائی سے ناخونہ پر لگایا کریں۔

(۲) نوشادر۔ اقلیمیا۔ ذہب۔ پھٹکڑی بریاں ہر ایک دو ماشہ شورہ قلمی ایک تولہ تخم سرس ۶ ماشہ فلفل گرد ۱۶ عدد۔ نیلا تھوتھہ ۲ سُرخ سب کو باریک کر کے سلائی سے لگائیں ؛

(۳) میراں چینی۔ چاکسو مدبر۔ تخم سرس۔ سنگ بصری ہر ایک ایک تولہ۔ توتیا ہاروتی۔ غنچہ چنبیلی۔ سنکھیہ سوختہ ہر ایک ۶ ماشہ سب کو باریک کر کے مثل سرمہ کے لگائیں۔ اگر ناخونہ ابھی نیا اور کمزور ہوگا۔ تو صرف اسی علاج سے آہستہ آہستہ رفع ہو جائیگا۔ لیکن اگر مرض کہنہ اور دسعت پذیر ہو چکا ہے۔ تو ضرور بالضرور عمل جراحی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کیونکہ جب ناخنہ بڑھتے بڑھتے پتلی کے سامنے آجاتا ہے۔ تو نظر کو خراب اور بالآخر بند کر دیتا ہے۔ اگرچہ ایسے وقت میں بھی بذریعہ دستکاری ناخونہ کو اُتارا جا سکتا ہے۔ مگر اس حالت میں نظر اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں آتی۔ کیونکہ اول تو پورے طور پر صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بصارت میں ضرور نقص باقی رہ جاتا ہے۔ دوسرا دستکاری کے بعد وہاں داغ ضرور ہو جاتا ہے۔ جو بصارت کو صاف نہیں ہونے دیتا۔ پس بہتر یہی ہے۔ کہ اگر ادویات مذکورہ بالا یا اس قسم کے اور علاجوں سے ناخونہ میں کمی واقعہ نہ ہو تو پیشتر اس کے کہ پتلی کے اوپر تک ناخونہ چڑھ آوے۔ پہلے ہی سے دستکاری کی طرف رجوع کریں۔ تاکہ صحت کامل حاصل ہو۔ اور بصارت میں کوئی نقص نہ آئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دستکاری کے دو طریق ہوتے ہیں۔ جن میں سے پہلا طریق سہل ہے۔ اگر معمولی جراح یا طبیب دانا خود بھی اس کی جرأت کرے تو اغلب ہے کہ کامیابی ہو جائے ؛

طریق اوّل۔ پہلے آنکھ آلہ مفتاح العین سے کھولکر قائم کریں۔ بعدہٗ باریک موچنہ سے ناخنہ کے سر کو پتلی کی طرف سے پکڑ کر اوپر کو اُٹھائیں۔ اور اس کے نیچے سے تیز نشتر کا سر آہستہ آہستہ داخل کر کے پردہ قزحیہ یا غشاء مخاطیہ سے جُدا کر دیں۔ جب ظفرہ قریب ۱/۸ حصہ انچ کے قزحیہ کے دور سے جُدا ہو جائے تو جڑھ کو تیز مقراض سے کاٹ دیں۔ اگر قزحیہ سے ۱/۴ حصہ انچ کے فاصلہ پر کاٹا جاوے تو غشاء مخاطی میں زخم عریض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کو ریشمی تاگہ سے ٹانکا لگانا پڑتا ہے۔ غرض کاٹنے کے بعد سرد پانی کی گدی رکھدیں۔ اور اس کے بعد جوائر شدیدیں پلکے محلولات اور عرقیات اور غسولات وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا استعمال کریں۔ تاکہ اس زخم سے سوزش بڑھنے نہ پائے۔ بلکہ زخم مندمل ہو کر آرام ہو جائے۔ بظاہر زخم کو جب آرام ہو جائے تو اس کے بعد بھی مذکورہ بالا اکال ادویہ (جن کے تین نسخے لکھے جا چکے ہیں) میں سے کسی کا ضرور استعمال کریں۔ تاکہ ناخونہ کی جڑھ پھر پرورش پاکر بڑھنا نہ شروع کر دے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسے طریق سے ناخونہ کو کاٹ دینے کے پھر دوبارہ اس کے پیدا ہونے کا خطرہ بھی باقی رہتا ہے البتہ دوسرے طریق سے دستکاری کی جائے۔ تو یہ خطرہ باقی نہیں رہتا۔ جس کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا طریق دستکاری کا یہ ہے۔ کہ حسب دستور آنکھ کو کشادہ کرنے اور ناخونہ کو حسب دستور سابق قزحیہ سے جُدا کرنے کے بعد قزحیہ کے پہلو میں ۱/۴ حصہ انچ کے فاصلہ پر غشاء بلغمیہ کے اندر زخم کر دیں۔ اور ظفرہ کا سر جو پہلے پتلی کی طرف تھا۔ اُلٹا کر اس زخم میں داخل کر کے سوئی سے ٹانکا لگا دیں۔ تاکہ دوبارہ قزحیہ کی طرف عود نہ کر سکے۔ اگر اس صورت میں ظفرہ ترقی بھی کریگا۔ تو طبقہ صلبیہ کے نیچے بڑھے گا۔ اور پتلی کی طرف نہ جائیگا ؛

توشہ

یہ ایک غلیظ الجرم مدور الہیئت ریشہ ہے۔ جس کا رنگ سفید مثل چربی یا موم کے ہوتا ہے۔ غشاء بلغمیہ کے مقام ظفر پر

قرنیہ کے قریب پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ اس سے بصارت کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن بدصورتی کی وجہ سے علاج کی طرف توجہ کی جاتی ہے ؛

علاج۔ جو تیز اور اکال ادویہ مرض ظفرہ میں استعمال کرنے کے متعلق اوپر مذکور ہوا وہی اس میں استعمال کریں تاکہ آہستہ آہستہ کم ہوتا ہوا زائل ہو جائے۔ لیکن اگر ایسی ادویہ سے فائدہ نہ ہو تو پھر آخری حیلہ وہی ہے جو مرض ظفرہ میں بیان کیا گیا۔ یعنی صنارہ سے ٹکرا کر نشتر کے ذریعے تونہ کو کاٹ دیں اور اس کے بعد زیرہ اور نمک کو مُنہ میں چبا کر اس کا لعاب آنکھ میں ڈالیں۔ اور پھر سرد پانی کی پٹی آنکھ پر باندھ دیں۔ یا روئی کو زردی بیضہ مرغ میں لت کر کے پشت چشم پر باندھیں۔ اگر زخم خود بخود ٹھیک ہو جائے تو بہتر ورنہ مرہم اسفیداج کا استعمال کریں ؛

وائٹل فورس کے چہرہ اور جسم خوبصورت بنانے والے مرکبات

وائٹل فورس سوپ جلد اور جلدی امراض۔ پھوڑے۔ پھنسیاں گمموریاں۔ خارش وغیرہ۔ جراثیم اور خشکی دور کرنے کیلئے بہترین صابن ہے اس کے استعمال سے جلد ملائم تندرست صاف اور خوبصورت نکل آتی ہے۔ عمدہ خوشبو دار ہے فی ٹکیہ ۶ر تین ٹکیہ کا بکس عمر

وائٹل فورس ٹوتھ پوڈر سینکڑوں امراض دانتوں کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں۔ دانتوں کا ہونا بھی وبال جان ہے۔ یہ منجن دانتوں کو صاف کر کے اُن کی حفاظت کرتا ہے گرنے سے بچاتا ہے کیڑے سے محفوظ رکھتا ہے۔ داغ اور جلتی کو دور کرتا ہے منہ کو تازہ خوشبودار اور صحت ور حالت میں رکھتا ہے۔ فی شیشی ۸ر

وائٹل فورس کریم رنگ اور جلد کو سفید بناتی ہے۔ اس کو نرم اور خوبصورت رکھتی ہے۔ چہرے کی تمام دغا داغ اور جھائیاں دور کر دیتی ہے۔ چہرہ نوجوان معلوم دیتا ہے۔ اس کے لگانے سے ہر وقت بہترین قسم کی مہک فرحت دیتی رہتی ہے ؛ فی جار ۱۲ر

وائٹل فورس ہیئر آئل بہترین مڈیکیٹڈ اور خوشبودار تیل ہے سائنٹفک اصولوں اور مشینریوں سے تیار کیا گیا ہے اس کے چند روزہ استعمال سے بال ریشم کی طرح ملائم۔ خوبصورت اور سیاہ ہو جاتے ہیں۔ دردسر۔ نزلہ اور زکام کو مفید ہے مقوی دماغ اور مفرح دل ہے۔ اس کے باقاعدہ استعمال سے بال لمبے اور گھونگریالے ہو جاتے ہیں۔ (وائٹ آئل اور فضول آملہ آئلوں سے بچو) ہمیشہ اس کا استعمال کریں جس کی بھینی بھینی خوشبو فرحت افزا ہے۔ قیمت ۱۴ر فی شیشی

وائٹل فورس لوزنجز گلے کے امراض۔ درد گلو۔ گلے پڑنا کھانسی سوزش اور خصوصاً آواز بیٹھ جانے کے لئے بہترین ٹکیاں ہیں۔ اس کے علاوہ مفرح اور ربدبو دہن کو دُور کرتی ہیں۔ گانے والوں اور لکچراروں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایک شیشی کی قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ:۔ وائٹل فورس کیمیکل لیبارٹری فلیمنگ روڈ عزیز منزل لاہور

امراض الاَورام

ورم۔ ایک مشہور عام لفظ ہے۔ جو ہر کس و ناکس کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ ایسا مشکل مرض ہے جس کی ماہیت کے جاننے والے زمرۂ اطباء میں بھی بہت کم ہیں۔ دنیا میں جس قدر اموات ہوتی ہیں۔ ان میں سے اسی ۸۰ بلکہ نوّے ۹۰ فیصدی اسی نامراد مرض سے واقع ہوتی ہیں۔ اس مرض کے سبب سے خون اور اعضاء کی ساخت میں بہت بھاری انقلابات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مرض ایسا اہم اور معتبر ہے کہ جو طبیب اس کی ماہیت تشریحی علامات اور علاج سے واقف نہیں ہے وہ ہرگز ہرگز طبیب کہلانے کا مستحق نہیں۔ لیکن جس شخص کو ورم کی تشریحی ماہیت وغیرہ کا علم حاصل ہو جائے تو سمجھ لو کہ وہ کامل طبیب ہے۔ وجہ یہ کہ سوائے چند اعصابی امراض کے باقی تمام امراض صرف ورم کی وجہ سے ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اگر ورم سے پیدا نہ بھی ہوں۔ جیسے حمیات وغیرہ۔ تو بھی مُہلک اسی وقت ہوتے ہیں۔ جب جسم میں کہیں ورم پیدا ہو جائے۔ جیسے سرسام نمونیا وغیرہ۔ کیونکہ ورم ہی سے عموماً اعضاء کی ساخت میں فتور پڑتا ہے۔ اور جب اعضاء کی ساخت میں فتور آجائے۔ تو وہ عضو اپنے افعال میں کب اعتدال پر رہ سکتا ہے۔ مرض تپ (حمّٰی) دنیا میں بہت عام مرض ہے۔ جس سے عموماً لوگ مرتے ہیں۔ مگر سوائے حمّٰی یومی کے جو کبھی مُہلک نہیں ہوا کرتا۔ باقی کے قریباً تمام حمیات کسی نہ کسی عضو میں ورم ہو جانے سے ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ خواہ وہ ورم دماغ میں ہو جس کا نام سرسام رکھا جائے یا غشائے مخاطی کے کسی حصہ میں جس کا نام اس حصہ کے ماتحت نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ ذات الریہ وغیرہ رکھدیا جائے۔ یا حلق میں ہونے سے خناق وغیرہ کہہ لیں۔ یا معدہ و امعاء میں پیدا ہو کر قے و اسہال و زحیر وغیرہ امراض کے ناموں سے موسوم ہو جائے۔ خواہ جگر کلیہ مثانہ وغیرہ وغیرہ اعضاء میں ورم پیدا ہو کر مختلف اقسام کے ناموں سے موسوم ہو۔ یا ظاہر بدن پر دمل۔ خراج۔ سرطان سرخباد ماشرہ وغیرہ وغیرہ ناموں سے اسے یاد کیا جائے۔

غرضیکہ یہ مرض ایسا ضروری اور اہم ہے۔ کہ ہر ایک طبیب کو اس کی ماہیت اور علاج وغیرہ سے بخوبی آگاہ ہونا فرض ہے۔ ہمارے اکثر طبیب ورم کو ایک معمولی مرض سمجھتے ہیں جس کا تعلق صرف ظاہری جلد کے ساتھ ہی سمجھ کر اس کے علاج کو صرف حجاموں کے سپرد کر رکھا ہے۔ انہیں معلوم نہیں۔ کہ یہ ظاہری ورم بھی ایک ایسا مرض ہے جس کی ماہیت و علاج کے معلوم ہو جانے سے اندرونی تمام مُہلک امراض پر طبیب کا حاطہ ہو جاتا ہے۔ پس لازم ہوا کہ اس کے متعلق ذرا وضاحت سے لکھا جائے۔

ماہیت تشریحی۔ واضح ہو کہ ورم ایک ایسی حالت غیر طبعی کا نام ہے۔ کہ جس مقام پر یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے

وہاں کی عروق شعریہ (باریک باریک خون کی رگیں) میں ایک تغیر عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ اور اکثر وہاں پر یہ پانچ علامات پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ (۱) سرخی (۲) بھار (۳) درد (۴) گرمی (۵) افعال کی بے اعتدالی۔ اگر ورم زیادہ شدید ہو۔ تو تپ کا ہو جانا بھی ضروری ہے۔ یہ تمام علامات اس واسطے پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ وہاں خون کا دوران زیادہ ہو کر اجتماع خون ہو جاتا ہے۔ چونکہ خون سُرخ ہے۔ جہاں یہ اعتدال سے زیادہ جمع ہو جائے گا۔ ضروری ہے۔ کہ وہ جگہ بھی بہ نسبت دوسرے جسم کے زیادہ سرخ نظر آئے۔ اور چونکہ وہاں کے اعصاب اس بے اعتدالی جسم سے ایذا پاتے ہیں۔ اسواسطے درد کا بھی پیدا ہو جانا ضروری ہے۔ پھر چونکہ خون گرم ہے۔ جہاں جمع ہوگا۔ وہ مقام بہ نسبت دوسرے مقاموں کے زیادہ گرم ہو جانا چاہیئے۔ پھر جب ایک مقام میں خون کا دوران اور اعصابی حس حالت اعتدال سے برگشتہ ہو جائیں گی۔ یعنی نظام دموی اور نظام اعصابی میں خلل آجائیگا۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس عضو کے افعال میں بھی تغیر پیدا ہو۔ اور اگر ورم شدید ہوگا۔ تو لازم ہے کہ خون کا دوران بھی اسی شدت سے پیدا ہو۔ اور دِل اپنے فعل میں زیادہ تیز اور گرم ہو جائے۔ اس واسطے تپ کا ہو جانا بھی ضروری اور لازم ہے۔ اگرچہ ورم کے پیدا ہونے کے اسباب بہت ہیں۔ ان کا ذکر فرداً فرداً ہر ایک عضو کے ورم میں کیا جائیگا۔ اس جگہ ان کے ذکر کرنے کا موقع نہیں ہے۔ چونکہ مثال کے بغیر اس کی ماہیت پورے طور پر سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اسواسطے مثال کے طور پر اس جگہ ایک عام سبب کا بیان کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ ناظرین اور خصوصاً مبتدیوں کی رہنمائی کا ذریعہ ہو۔

فرض کرو کہ کسی کی جلد میں ایک کانٹا چُبھ گیا۔ اگرچہ اس کا اثر اس مقام کے ہر ایک جزو پر ہوگا۔ لیکن وہاں کے اعصاب ہی پہلے اس سے متاثر ہونگے۔ چنانچہ سب سے پہلی علامت جو پیدا ہوگی۔ وہ درد ہے۔ کانٹا چُبھتے ہی فوراً درد پیدا ہوگا۔ جس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ یہاں کے اعصاب نے اس کانٹے کا احساس کر لیا ہے۔ اس کے بعد طاقت روحانی یعنی مدبرہ بدن فوراً اس جگہ کی طرف خون کو زیادہ مقدار میں بھیجنا شروع کر دیگی۔ کیونکہ اس کے پاس تمام موذی چیزوں کے اندفاع کے لئے صرف خون کے ذرات کی ہی فوج ہے۔ جس کو عموماً وہ ہر جگہ بھیجتی ہے۔ مثلاً اگر ہم کوئی خراش کرنے والی دوا ناک کے نتھنوں میں داخل کریں گے۔ تو فوراً خون کا زور اسی طرف ہو جائیگا۔ جس سے رطوبت مترشح ہو کر بہنے لگیگی اور چھینکیں آکر اس دوا کو وہاں سے خارج کرنے اور مقام ماؤف کو اس آفت سے بچانے میں مدد دیگی۔ علےٰ ہذا القیاس حلق یا پھیپھڑے میں آفت پڑنے سے کھانسی اور اخراج رطوبت بھی اسی اجتماع خون سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ قے اور دست وغیرہ بھی اسی کیفیت (اجتماع خون) سے ہی پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض جب کانٹا چُبھنے پر خون کا دورہ مقام ماؤف کی طرف زور سے شروع ہو جاتا ہے۔ تو وہ جگہ بھاری اور بوجھل معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور کانٹے کا اردگرد سرخ اور گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جو اس امر کی دلیل ہے۔ کہ وہاں اجتماع خون ہو رہا ہے۔ اس اجتماع خون سے مندرجہ ذیل انقلاب رگوں میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہاں کی شرائین اور عروق شعریہ زیادہ تر پھیلتی جاتی ہیں۔ جس سے اور بھی زیادہ مقدار میں خون وہاں جمع ہوتا جاتا ہے۔ لیکن یہ رگیں جب بہت زیادہ پھیل

چکتی ہیں۔ تب اس عضو میں خون کا دوران سُست ہو جاتا ہے۔ جس کے سُست ہو جانے سے رطوبت خون مترشح ہو کر اس عضو کی ساخت میں نفوذ کرنے لگتی ہیں۔ اگر اس درجہ میں وہ کانٹا نکالدیا جائے۔ تو یہی نہیں کہ دوران خون کی تیزی کم ہو جائیگی بلکہ وہاں پر جمع شدہ خون بھی اور اس سے مترشح شدہ رطوبت بھی پھر جذب ہو کر آہستہ آہستہ وہاں کی تمام تبدیلی سابقہ اصلی حالت پر آجائے گی۔ ورنہ درجہ دوم کی علامات پیدا ہونگی۔

درجہ دوم۔ مقام مذکور کی شرائین پھیلنے اور زیادہ تڑپنے لگتی ہیں۔ اور وہاں پر خون جوں جوں زیادہ آتا جاتا ہے۔ باریک شرائین اس کے بوجھ سے ناچار ہو کر زیادہ پھیل جاتی ہیں۔ وہاں دوران خون بہت سُست ہو جاتا ہے۔ اور پہلے کی نسبت اس کی مائیت اور اس کی فاثبرین زیادہ تر تراوش پانے لگتی ہے۔ چونکہ اس دوسرے درجہ میں شرائین کی تڑپ تیز ہو جاتی ہے۔ اس واسطے رگوں کی انقباضی طاقت جاتی رہتی ہے۔ بلکہ وہاں کے خون کی خاصیت بھی بدل جاتی ہے۔ اور اس کا قوام بہ سبب نکل جانے مائیت کے گاڑھا ہو جاتا ہے۔ جس سے مقام مأوف کے فعل اور پرورش میں بھی فتور واقع ہو جاتا ہے۔ اگر اس حالت میں بھی وہ کانٹا بدن سے نکالا جائے تو مرض رفع ہو سکتا ہے۔ ورنہ درجہ سوم کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں۔

درجہ سوم۔ جو جو تغیرات درجہ دوم میں شروع ہوئے تھے۔ اب کامل ہو جاتے ہیں۔ باریک سے باریک رگیں بھی اب خون سے پُر ہو کر ان کی طاقت انقباض اور انبساط بالکل جاتی رہتی ہے۔ اور خود ان کی ساخت میں اب ایسا تغیر آجاتا ہے۔ کہ وہ بالکل ناکارہ اور قریب گلنے کے ہو جاتی ہیں۔ خون کا دورہ جو پہلے سست تھا۔ اب بالکل رُک جاتا ہے۔ اور عروق شعریہ خون کے سُرخ اور سفید کریوں سے پُر ہو جاتی ہیں۔ خون کی مائیت اب کثرت سے عضو کی ساخت میں جمع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات ملائم رگیں پھٹ کر خون بھی بہنے لگتا ہے۔ اور پیپ پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ خون کے ذرات گل سڑ کر پیپ کی شکل قبول کرنے لگتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس مقام کی ساخت بھی بہ سبب نہ پہنچنے تازہ غذائیت (خون) کے گلنے لگتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ اگرچہ خاص اس مقام پر خون کا دورہ ٹھیر جاتا۔ اور اس میں تغیرات و انقلابات آنے لگتے ہیں۔ مگر اس مقام کے اردگرد خون کا دورہ نہایت تیز ہوتا ہے۔ اور جب تک وہ دورہ کم نہ ہو جائے تب تک وریدیں اور دیگر عروق جاذبہ اس مقام کے مادہ کو جو وہاں پیدا ہو رہا ہے۔ جذب نہیں کرتی ہیں۔ بلکہ وہاں اور مادہ جمع ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اگر بوجہ من الوجوہ روحانی طاقت (مدبرہ بدن) کی توجہ اس طرف سے کم ہو جاتی ہے۔ اور دوران خون بھی کم ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت مادہ بھی کم پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ جس قدر پیدا ہو چکا ہوا ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ جذب ہونے لگتا ہے۔ جس سے چند یوم میں وہ مقام مرض پھر اپنی اصلی حالت کی طرف عود کر لیتا ہے۔ اور وہ تمام تغیرات رفع ہو جاتے ہیں:

ورم میں تغیّراتِ خون کا خلاصہ

صحت کی نسبت اس مقام پر خون کا دوران زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ خون کا وہاں اجتماع ہو جاتا ہے۔ لائیکوار سنگوئے نس کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ مائیت خون میں لیسدار مادہ بڑھ جاتا ہے۔ خون کے سُرخ دانے فائبرین کی نسبت سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور مائیت کم ہو جاتی ہے۔ پھر خون کے سُرخ دانے کم ہونے لگتے ہیں۔ اور ان کی آپس میں جُڑ جانے کی استعداد قوت اتصالیہ بڑھ جاتی ہے۔ سفید دانوں کی مقدار بھی بڑھ جاتی ہے۔ غرضیکہ خون اصلی حالت پر نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے تمام خواص بدل جاتے ہیں۔ اور بجائے دَورہ کرنے کے ٹھہر جاتا ہے۔ عروق شعریہ خون سے اس قدر پُر ہو جاتی ہیں کہ ان کی طاقت انقباض اور انبساط کی جاتی رہتی ہے۔ اور ان کا پردہ ملائم ہو کر گلنے لگتا ہے۔ مقام مرض کے قریب کا دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور بہ سبب پھٹ جانے عروق شعریہ کے مقام ماؤف میں خون بہہ جاتا ہے۔ اس مقام کی قوت جاذبہ جاتی رہتی ہے۔ اور اس کی پرورش اور اس کے افعال میں بہت ہی فساد واقع ہو جاتا ہے۔ پیپ پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور مقام مرض کی ساخت گلنے لگ جاتی ہے۔ اگر یہ خون کا تغیر شدت سے ہو یا کسی نازک مگر کسی معتبر اندرونی عضو میں مرض پیدا ہو جائے۔ تو ساتھ بخار بھی ہو جاتا ہے۔ جس کی خفت اور شدت ورم کی خفت اور شدت کے تناسب سے ہوا کرتی ہے ؛

لیکن چونکہ یہ تمام تغیرات یکدم نہیں پیدا ہو جاتے۔ بلکہ درجہ بدرجہ ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے اس کے تین درجے علیحدہ علیحدہ بیان کر کے ان کی علیحدہ علیحدہ تبدیلیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس واسطے ان کا علاج بھی تین ہی قسم کا علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ مگر جب علاج اس کا درجہ وار کیا جانا ضروری ہوا۔ تو بہتر ہے کہ ان تینوں درجات کے نام بھی الگ ہوں۔ تاکہ مبتدیوں کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔ نیز معالجوں کو مرض کا نام رکھنے میں سہولت پیدا ہو۔

پس یاد رہے۔ کہ درجہ اول کا نام اجتماعِ خون ہے۔ دوسرے کا نام التہاب ہے۔ اور تیسرے کا نام ورم ہے۔ گویا ورم کامل مرض کا نام ہے۔ اگرچہ ابتداء میں بھی اس کی چاروں علامات۔ دَرد۔ ابھار۔ سُرخی۔ حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس کو خالص نام ورم سے موسوم کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس کا نام اجتماع خون ہی صحیح ہے۔ دوسرے درجہ میں چونکہ علامات میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور عوارضات زیادہ بھڑک اُٹھتے ہیں۔ اس واسطے اس درجہ کا نام التہاب زیادہ مناسب ہے۔ جس کے معنے ہیں بھڑک اُٹھنا۔ تیسرے درجہ میں چونکہ تمام علامات و عوارضات اپنے انتہائی درجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس کے بعد پھر ترقی نہیں۔ بلکہ تنزل اور انحطاط کا ہی درجہ ہے۔ اس کو خاص ورم کے نام سے موسوم کیا جانا چاہیئے۔ جیسے کہ انسان کا بچہ بھی تو آخر انسان ہی ہے۔ مگر اس کو بچہ کہتے ہیں۔ پھر جوان ہوتا ہے۔ پھر بڑا ہو کر اس کو کامل انسان کا نام حاصل ہوتا ہے۔

ورم کی ظاہری علامات عموماً چار ہوتی ہیں۔ جیسے کہ پہلے مختصر لکھا جا چکا ہے۔ کہ درد۔ ابھار۔ سُرخی۔ گرم۔ یہ چار علامتیں ورم کی ہیں۔ لیکن اب ہم مفصلاً ہر ایک علامت کے متعلق لکھتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ جب تک یہ تمام علامات کسی ورم میں مجموعی طور پر نہ پائی جائیں۔ تو اس کو ورم کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ تفصیل نمبر وار یہ ہے۔

(۱) درد۔ اس کا اکثر ہر ایک ورم میں ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ خون کے وہاں زیادہ آنے اور اس مقام میں ملف اور سیرم کے ترادش پانے سے چونکہ وہاں کے اعصاب کو دباؤ پہنچتا ہے۔ اس واسطے وہ درد کرنے لگتے ہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ رگوں میں خون زیادہ آ جانے کی وجہ سے وہ رگیں ہر ضربان خون میں بڑھ جاتی اور تن کر لمبی ہو جاتی ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ اعصاب کی وہ باریک شاخیں جو واسطے حس و حرکت کے ان رگوں کے پردوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ رگوں کے تن جانے اور پھیلنے سے ان میں تناؤ اور کھچاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس واسطے درد کرنے لگتے ہیں۔ لیکن چونکہ ورم کے بغیر بھی اعصاب میں تناؤ وغیرہ پیدا ہو کر درد ہو سکتا ہے۔ جیسے صرف تشنج اور خراش پیدا ہو کر اعصابی درد پیدا ہو سکتا ہے۔ اس واسطے صرف درد سے ورم کی موجودگی پر دلالت نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ باقی علامات موجود نہ ہوں۔ نیز ورم والے درد اور صرف اعصابی درد میں بھی فرق ہے۔ مثلاً تشنجی درد ابتداء میں ہی تیز ہوتا ہے اگرچہ مرض کے عرصہ میں اس کی تیزی میں کبھی کمی بھی ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی شدت جس قدر ابتداء میں تھی۔ اس سے زیادہ نہیں بڑھتی برخلاف ورم کے کہ اس کے سبب سے جو درد پیدا ہوتا ہے۔ وہ پہلے تو کم مگر بتدریج بڑھتا جاتا ہے۔ اور تا وقتیکہ وہ ورم رفع نہ ہو جائے یا وہ جگہ مردار نہ پڑ جائے درد میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں تشنجی درد کو دبانے سے قدرے آرام معلوم ہوتا ہے۔ مگر برعکس اس کے ورم والے درد میں دبانے سے درد میں زیادتی ہوتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات دبانے کی برداشت ہی نہیں ہوتی۔ مثلاً قولنج میں شکم کو جتنا دبایا جائے۔ اتنا ہی آرام معلوم ہوتا ہے۔ مگر ورم صفاق میں پیٹ پر کپڑا چھونے کی بھی برداشت نہیں ہوتی۔

علےٰ ہذا تمام اعصابی دردوں کا حال مثل تشنجی دردوں کے ہی ہوتا ہے۔ کہ پہلے شدید ہوتے ہیں اور بعد اس کے خفیف ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر نوبت بہ نوبت ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ورم کا درد شائد کسی وقت کسی وجہ سے ذرا کم ہو جائے تو پھر دوبارہ عود نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ جگہ مُردار پڑ جاتی ہے۔ اور وہاں کے اعصاب بھی گل کر مر جاتے ہیں۔ پس یاد رکھیں۔ کہ ورم کا درد پہلے خفیف ہوتا ہے۔ اور ورم کے بڑھنے کے ساتھ بڑھتا ہے۔ اور تا وقتیکہ ورم رفع نہ ہو جائے یا وہ جگہ مردار نہ پڑ جائے درد یکساں قائم رہتا ہے۔

(۲) سُرخی۔ یہ بھی اگرچہ ورم کی علامات میں سے ایک معتبر علامت ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس جگہ ورم ہوتا ہے وہاں خون زیادہ آتا ہے۔ اور خون بہ سبب نکل جانے مائیت کے گاڑھا بھی ہو جاتا ہے۔ جس سے ضروری ہے۔ کہ وہ جگہ سُرخ دکھلائی دینے لگے۔ مگر یہ علامت بھی صرف اکیلی ورم کو ثابت نہیں کر سکتی جب تک کہ دوسری علامات

ساتھ نہ ہوں۔ کیونکہ صرف اجتماع خون میں بھی سُرخی پیدا ہوسکتی ہے۔ محمرات کے لگانے سے بھی سُرخی آجاتی ہے۔ اور بھی کئی قسم کے امراض یا عوارضات میں سرخی نمایاں ہوسکتی ہے۔ مگر ورم کی سرخی وہ ہوگی۔ جس کے ساتھ درد اور ابھار اور گرمی بھی معلوم ہو۔ نیز ورم کی سرخی میں ایک اور بات بھی نرالی پائی جاتی ہے۔ کہ یہ سُرخی نہ تو دفعتاً پیدا ہوسکتی ہے اور نہ ہی دفعتاً رفع ہوسکتی ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ بڑھتی ہے۔ اور تا وقتیکہ مرض رفع نہ ہو جائے۔ سرخی یکساں قائم رہتی ہے۔

(۳) اُبھار یا تہیج یعنی حجم میں بڑھ جانا اور پھُول جانا کسی عضو کا۔ اس کا سبب بھی عیاں ہے۔ کیونکہ مقام ورم میں خون کا زیادہ مقدار میں آجانا ہی کافی سبب ابھار اور پھُول جانے کا ہے۔ لیکن قطع نظر اس کے مقام مذکور کی ساخت میں درجہ اوّل کے اندر مائیت خون بھی مترشح ہوتی ہے۔ اور درجہ دوم میں رطوبت دمویہ جو نہایت گاڑھا جز و خون کا ہے اور درجہ سوم میں علاوہ رطوبت دمویہ کے خون میں پیپ بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یاد رہے۔ کہ خاص مقام ورم کو دبانے سے وہ جگہ نرم اور ملائم اور پلپلی محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں پر مائیت خون اور پیپ وغیرہ کا وجود ہوتا ہے مگر اس کے ارد گرد کا ورم سخت اور دبانے سے رفع نہ ہونے والا ہوتا ہے۔ اور بہ نسبت پہلے ورم کے زیادہ تر پھیلا ہوا اور اکثر مکتر اور نچا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر خون سے رطوبت دمویہ نکل کر جمع ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں مقاموں کے گرد جو ورم ہوتا ہے وہ ملائم اور اس کے دبانے سے وہاں پر انگلیوں کے داغ پڑ جاتے ہیں۔ اور یہ ورم بہ نسبت اگلے دونوں مقاموں کے زیادہ تر پھیلا ہُوا بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں خون کی مائیت ہوتی ہے۔ مگر صرف ابھار کے ہونے سے ورم ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اور علامات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ صرف تہیج کسی جگہ میں پانی کا اجتماع ہو جانے سے بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ تہیج مرض ضعف جگر اور سوء القنیہ اور استسقاء وغیرہ میں صرف دوران خون کی رُکاوٹ سے پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر وہاں درد اور گرمی وغیرہ علامات مفقود ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہاں پر اجتماع خون نہیں ہوتا۔ نیز اصلی ورم آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے نہ کہ دفعتہً جیسے مرض فتق یا کسی جوڑ کے اُکھڑ جانے سے وہ مقام جوڑ کا ہڈی کے زور سے اونچا ہو جایا کرتا ہے۔ جس کو جاہل لوگ ورم سمجھ سکتے ہیں۔ حالانکہ دوسری علامات مفقود ہوتی ہیں۔

(۴) حرارت۔ ورم کا مقام بہ نسبت صحیح مقامات کے واقعی زیادہ گرم ہوتا ہے۔ چنانچہ حالت صحت میں سینہ اندر قلب پر ۹۸ سے ۱۰۰ درجہ تک کی حرارت غریزی ہوتی ہے۔ اور اطراف میں ۹۲ درجہ کی۔ لیکن ورم میں حرارت کا درجہ ۱۰۱ یا ۱۰۴ بلکہ ۱۰۷ تک بھی بڑھ جایا کرتا ہے۔ سبب اس کا عیاں ہے۔ کیونکہ حالت صحت میں جو حرارت پائی جاتی ہے وہ عروق شعریہ کے اندر خون کے متغیر ہونے اور اس میں کیمیاوی تبدیلیاں واقع ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ پس ورم کے مقام پر چونکہ نہایت جلد جلد اور تیزی سے خون میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے وہاں حرارت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ مقام بہ نسبت صحیح جسم کے چھونے سے زیادہ تر گرم معلوم ہوتا ہے۔ مزید بریں مقام ماؤف کے اعصاب

حاسہ بھی چونکہ مرض میں شامل ہوتے ہیں۔جس سے ان کے افعال میں بھی زیادہ تحریک ہوتی ہے۔اس واسطے مریض ورم کو زیادہ گرمی معلوم ہوتی ہے۔پس ایک تو ورم میں خون کی اصلی گرمی ہوتی ہے۔جو بذریعہ مقیاس الحرارۃ کے معلوم ہو جاتی ہے۔لیکن کسی قدر اعصاب کے فعل کے بگڑ جانے سے بھی گرمی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔جو صرف مریض کو ہی محسوس ہو سکتا ہے۔مگر اثبات ورم کے لئے اس علامت کے علاوہ دوسری علامات کا ہونا بھی ضروری ہے۔اور ورم کی گرمی اور قسم کی گرمیوں کے خلاف قائم دائم رہنے والی ہوا کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے۔کہ ورم درحقیقت ایک ایسی مرض ہے۔جو قسم قسم کے خونی تغیرات و تبدلات سے پیدا ہو کر جسمانی ساخت کے حجم کو بڑھا دیتا ہے۔اور اس میں درد گرمی اور سُرخی یہ تین علامات ضرور موجود ہوا کرتی ہیں۔لیکن جس ورم میں سوائے ابھار یعنی حجم میں بڑھ جانے کے اور کوئی علامت علامات ثلاثہ میں سے ظاہر نہ ہو۔وہ حقیقی معنوں میں ورم نہیں ہے۔بلکہ اس کو ورم غیر حقیقی یا ورم رخوی یا تہیج کہیں گے۔کیونکہ ورم حقیقی میں شرط ہے۔کہ خون کا اجتماع اور انجماد وغیرہ ہو۔لیکن تہیج یا ورم رخوی میں یہ شرط نہیں پائی جاتی۔کیونکہ مرض استسقاء میں جو ورم ہوتا ہے۔اس میں متورم مقامات میں خون کا دوران اگرچہ سُست ہوتا ہے۔اور اس سے مائیت جذب ہو کر وہاں کی ساخت میں داخل ہو جاتی ہے مگر خون کا اجتماع یا انجماد وغیرہ نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ اس ورم میں پیپ وغیرہ بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔اور نہ وہ جگہ گرم ہوتی ہے۔اور نہ اس میں درد اور سرخی کا کوئی نشان پایا جاتا ہے۔نیز ورم حقیقی اور ورم رخوی میں یہ فرق بین ہی ہے۔کہ ورم حقیقی شرائین اور عروق شعریہ میں جمع ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔لیکن ورم رخو وریدوں میں خون کا دوران سُست ہونے سے ظاہر ہوا کرتی ہے۔یہی وجہ ہے۔کہ حقیقی ورم کی رنگت سُرخ ہوتی ہے۔مگر ورم رخوی کی رنگت اودی یا سنہری مائل ہوا کرتی ہے۔

نتیجہ تمام تحریر کا یہ ہے۔کہ ورم دو قسم پر ہے۔حقیقی اور غیر حقیقی۔اور حقیقی ورم پھر کئی اقسام ہیں۔اگرچہ اس کتاب کا موضوع حقیقی ورم کا بیان کرنا ہی ہے۔لیکن چونکہ غیر حقیقی بھی بظاہر ورم کے نام ہی سے موسوم ہے۔اس واسطے آخر کتاب میں اس کے متعلق بھی شرح سے بیان لکھا جائیگا۔تاکہ کتاب الاورام اپنے نام کے مطابق ورم کی تمام اقسام پر حاوی ہو۔گذشتہ مضمون میں ورم حقیقی کی مائیت لکھی جا چکی ہے۔اب اس کے اسباب کلیۃً کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔

اسباب:۔ ورم کے اسباب دو قسم پر ہیں۔ایک سابقہ دوم واصلہ۔اور یہ ہر دو پھر کئی اقسام ہیں۔جیسا کہ نمبر وار لکھے جاتے ہیں۔

اسباب سابقہ۔ (۱) یہ کہ کل جسم میں خون کی کثرت ہو جائے۔اگرچہ خون کا بدن میں زیادہ ہونا کوئی مرض نہیں ہے بلکہ صحیح و تندرست آدمی جن کے آلات ہاضمہ خصوصیت سے طاقتور ہوں۔اور غذا عمدہ سے عمدہ انہیں میسر آتی ہو۔اور محنت و مشقت ان کو نہ کرنی پڑتی ہو۔تو ایسے اشخاص کے وجود میں خون بکثرت پیدا ہو جاتا ہے۔مگر ایسے اشخاص کی

طبیعت ورم کے پیدا ہو جانے پر ہمیشہ مستعد رہتی ہے۔ اسباب واصلہ میں سے کسی ادنےٰ سے ادنےٰ سبب کے پیدا ہو جانے سے جب طبیعت مدبرہ بدن اس طرف خون بھیجنا چاہتی ہے۔ تو بہ سبب کثرت خون۔ کہ وہاں بہت سا خون بآسانی پہنچ جاتا ہے جس سے وہاں اجتماع خون ہو کر فوراً انجماد کی صورت قبول کر لیتا ہے ؛

(۲) کسی خاص عضو میں خون کا زیادہ ہونا۔ یعنی سارے جسم میں تو خون حد اعتدال تک ہو۔ مگر کسی خاص عضو میں اعتدال سے زیادہ ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جو شخص ہمیشہ کسی خاص حصہ جسم سے محنت و مشقت زیادہ لیتا رہتا ہے۔ تو خون بھی زیادہ تر اسی عضو کی طرف جاتا ہے جس سے اس خاص عضو میں خون زیادہ ہو جاتا ہے یا اندرونی اعضاء میں سے جب کسی عضو کو کسی سبب سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ تو اس میں خون زیادہ ہو جاتا ہے۔ پھر جب کبھی کوئی مسبب اسباب واصلہ میں سے اس عضو پر وارد ہوگا۔ تو چونکہ پہلے ہی سے وہاں خون زیادہ ہے۔ تو پھر طاقت حیوانی (مدبرہ بدن) کے اس طرف توجہ کرنے اور خون کو اس طرف زیادہ بھیجنے سے فوراً وہاں اجتماع خون ہو کر ورم کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ؛

(۳) کسی خاص مقام کا کمزور ہو جانا۔ خواہ اس کا سبب اس عضو سے محنت و مشقت نہ لینا ہو۔ (کیونکہ عدم ورزش سے اس عضو کی طرف قوت حیوانی کی توجہ کم رہتی ہے۔ اور اس طرف خون کم جاتا ہے) اور خواہ حد سے زیادہ محنت و مشقت سے وہ عضو کمزور ہو جائے۔ اور خواہ کسی مرض میں مبتلا ہونے سے وہ عضو کمزور ہو چکا ہوا ہو۔ بہر صورت وہ عضو ورم کی پیدائش کے لئے ہر دم مستعد رہتا ہے۔ کیونکہ جب اسباب واصلہ میں سے کسی سبب کے وقوع پر طبیعت مدبرہ کو اس طرف توجہ ہوگی۔ تو یک لخت اس طرف زیادہ خون پہنچا دیگی۔ یا طبیعت تو خون اس قدر زیادہ نہ بھیجے گی۔ مگر وہ عضو چونکہ زیادتی خون کے وقت اس کے جذب کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اس واسطے خلاف معمول زیادہ خون آنے سے وہ جذب نہیں کر سکے گا۔ اور وہاں پر اجتماع خون ہو کر ورم کی صورت ضرور نمایاں ہو جائے گی ؛

اسباب واصلہ۔ (۱) کسی تیز چیز کا لگانا (۲) ضرب لگنا (۳) دباؤ پہنچنا (۴) زیادہ گرمی یا سردی کا پہنچنا۔ (۵) زیادہ محنت مشقت کرنا (۶) کسی زہر کا خون میں سرایت کرنا (۷) خون کا طبعی حالت پر نہ رہنا (۸) فوراً زخم کا پیدا ہو جانا وغیرہ وغیرہ ان اسباب میں سے نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۸ اس طرح باعث ورم ہوتے ہیں۔ کہ جس جگہ پر یہ اسباب واقع ہوتے ہیں۔ یا تو وہاں پر خون کا دوران بند ہو جاتا ہے۔ اور با خلاف معمول اس میں غیر طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے قوت حیوانی فوراً اس طرف خون کا دوران تیز کر دیتی ہے۔ لیکن اسباب نمبر ۶ و ۷ سے دو طرح پر ورم پیدا ہو سکتا ہے۔ اول اس طرح کہ کوئی زہر کسی عضو میں براہ راست داخل کیا گیا۔ جس کو محسوس کر کے قوت حیوانی نے اس کے مقابلہ کے لئے وہاں کثرت سے خون بھیج دیا۔ دوم اس طرح کہ زہر کے خون میں مل جانے سے یا اعضا غذائیہ کے ضعف سے خون حالت طبعی سے بدل جائے۔ چونکہ خون جب تک اپنی طبعی حالت میں نہ ہو تغذیہ بدن کی صلاحیت

نہیں رکھتا۔ اِس واسطے اکثر ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ بعض اعضاء جن کی غذا کے لئے وہ ناطبعی خون موافق نہیں ہوتا۔ وہ اس خون کو جذب نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ خون وہاں جمع ہو کر انجماد قبول کر لیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ورم کے نتائج!

اوّل۔ رفع ہو جانا ورم کا۔ جس کو اصطلاح میں ورم کا تحلیل ہو جانا یا بیٹھ جانا کہتے ہیں۔ جب ورم ابتداء درجہ یا درجہ دوم میں ہوتا ہے۔ تو علاج سے یہ نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن تیسرے درجہ میں یہ ممکن نہیں۔ کہ ورم بیٹھ جائے اور عضو ماؤف کی ساخت یا فعل میں کسی طرح کا نقص نہ رہ جائے ؛

دوم۔ مقام ورم میں یا تو مائیت خون یا رطوبت دمویہ یا دونوں باہم پیدا ہو سکتی ہیں۔

سوم۔ پیپ کا پیدا ہونا۔ ظاہری ورموں میں تو مبداء ورم میں سرخی کم ہو کر سفیدی آجاتی ہے۔ یا کم از کم اس جگہ کی سختی نرمی سے بدل جاتی ہے۔ جس سے پیپ کی پیدائش کا علم ہو جاتا ہے۔ لیکن باطنی اعضاء کے اورام میں جب پیپ پڑتی ہے۔ تو سارے جسم میں ایک سا لرزہ سا آتا ہے۔ اور پسینہ جاری ہو پڑتا ہے۔ نبض سریع اور سخت ہو جاتی ہے زبان کانپتی ہے۔ اور اس پر ایک بدبودار اور بدرنگ تہ جم جاتی ہے۔ اور وہ سخت اور خشک ہو جاتی ہے۔ پیشاب کم اور سرخ رنگ کا اور بدبودار آتا ہے۔ بعض دفعہ قبض پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ خود بخود دست لگ جاتے ہیں۔ بیمار بے چین اور چہرہ اس کا فکر مند ہو جاتا ہے۔ اور تنفس جلد جلد لیتا ہے۔ سینہ پر بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ہذیان بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب تغیرات قوت حیوانی کے احساس سے پیدا ہوتے ہیں ؛

چہارم۔ مقام ماؤف میں زخم ہو جاتا ہے ؛

پنجم۔ مقام ماؤف مُردار پڑ جاتا ہے ؛

پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ ورم دو قسم پر ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ لیکن اب حقیقی ورم کی اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ اگرچہ حقیقی ورم بہ سبب اختلاف اعضاء کے اور بہ سبب مختلف شکلوں اور ہیئتوں میں پیدا ہونے کے کئی اقسام پر منقسم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس جگہ ان اقسام کے بیان کرنے کا ہمارا منشاء نہیں ہے۔ بلکہ صرف کلیہ کے طور پر محض ورم کی حالت کو مدنظر رکھ کر اس کے اقسام لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ دو ہیں۔ ایک شدید حاد ۔ دوسری خفیف یا مزمن۔ پہلی قسم کا ورم بہ نسبت دوسری قسم کے بہت جلدی اور تیزی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس میں عوارضات اور علامات بھی زور سے نمایاں طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور پھر نسبتاً جلدی سے ہی اپنے نتائج بھی نیک ہوں یا بد ظاہر کر دیتا ہے۔ لیکن دوسری قسم کی علامات ابتداء ہی سے خفیف ہوتی ہیں۔ اور اس کے نتائج بھی بہت دیر سے نکلا کرتے ہیں۔ بلکہ عرصہ تک اس کا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ نیز اس قسم میں اکثر پیپ بہت ہی کم پیدا ہوا کرتی ہے۔ اور مقام مرض شاید

شاذ و نادر ہی مردار پڑ سکتا ہے ؛

پہلی قسم کے اورام اکثر نوجوانوں اور طاقتور اشخاص میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ یا اسباب مورمہ (ورم پیدا کرنیوالے اسباب) کے قوی اور شدید ہونے سے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے اورام یعنی خفیف یا مزمن عموماً ایسے اشخاص میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جو لاغر کمزور اور بوڑھے ہوں۔ نیز کمزوری اور خفت اسباب بھی اسکا باعث ہو سکتا ہے۔

علاج

ہر ایک عضو کے ورم کی علیحدہ علیحدہ علامات اور ان کے علیحدہ علیحدہ علاج کا تو ہر ایک عضو کے خاص خاص اورام کے ماتحت کتاب ہذا میں اپنی اپنی جگہ پر ہی بیان لکھا جائیگا لیکن اس جگہ کلیہ کے طور پر موٹے موٹے طریق علاج لکھے جاتے ہیں سو جاننا چاہیئے۔ کہ گذشتہ مضمون کو پڑھ لینے ہی سے ایک دانا آدمی کو سمجھ آ جاتی ہے۔ کہ اورام میں اصول علاج کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ چنانچہ اس مرض میں مقام ماؤف کے اندر چونکہ حد سے زیادہ خون آتا ہے۔ اور اکثر سارے جسم کا دوران خون بھی تیز ہو جاتا ہے۔ حتےٰ کہ اکثر اوقات بخار بھی ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس مرض میں ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہیئے۔ جس سے وہاں خون کی آمد کم ہو جائے۔ اور جمع شدہ خون پیچھے ہٹ جائے۔ سو یہ باتیں مندرجہ ذیل تجاویز سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

اوّل فصد۔ امراض الاورام میں فصد بہت ہی عمدہ اور اعلےٰ اصول علاج ہے۔ کیونکہ اس کا اثر فوراً پیدا ہو جاتا ہے۔ فصد کے لیتے ہی کل جسم کا دورانِ خون سُست ہو جاتا ہے۔ اور وہ خون جو کہ مقام ماؤف کی طرف نہایت طغیانی کی رو میں جا رہا تھا۔ فوراً تھم جاتا اور رُک جاتا ہے۔ خصوصاً اس فصد سے جو مقام ماؤف کے عین بالمقابل کیا جائے۔ بہت ہی جلد آناً فاناً آرام کی صورت مہیا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خون کی رو مخالف سمت میں ہو کر فوراً مقام ماؤف کو چھوڑ دیتی ہے ؛

آج کل ہمارے زمانہ میں عام ڈاکٹر لوگ اور خصوصاً ہومیو پیتھک ڈاکٹر فصد کے بہت ہی مخالف ہیں۔ اور اس کی بہت سی بُرائیاں ظاہر کر کے اس عمل کو بہت ہی بھیانک اور بُری شکل میں ظاہر کیا کرتے ہیں۔ ان کی مخالفت کی دو وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ ہمارے یونانی اطباء بلا سوچے سمجھے اپنے متقدمین کی ہدایات کے خلاف ہر ایک مریض میں فصد کرنے لگ گئے ہیں۔ جس سے اکثر مریضوں میں بُرے نتائج پیدا ہو جانے ضروری تھے ؛

دوسری وجہ تعصب بھی ہے۔ کہ اپنے مخالف کی ایک اچھی چیز کو بھی خواہ مخواہ بُری ظاہر کر کے اس کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ گویا کہ رقابت بھی اس کی تہ میں کام کر رہی ہے۔ ورنہ فصد کا لینا عین سائنٹیفک عمل ہے جس کی تردید کوئی حق پسند نہیں کر سکتا۔ میں نے جس قدر اعتراضات مخالفین فصد کے دیکھے ہیں۔ یا تو حقیقت میں وہ اعتراض ہی بیہودہ اور محض تعصب

کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر اندھا دھند کئے گئے ہیں۔ اور یا ہمارے بیہودہ اور کم عقل معالجین کے ناجائز فصدوں کو بطور دلیل کے لے کر کئے گئے ہیں۔ یہ موقعہ ان اعتراضات کے اندراج کرنے اور ان کے جوابات لکھنے کا نہیں ہے۔ اس کے واسطے انجمن خادم الحکمت اور طب جدید کے آرگن **رسالہ تبصرۃ الاطباء** میں بحث کا میدان کھلا ہے۔ جس کا جی چاہے سوالات کر کے جوابات لے سکتا ہے۔

البتہ اس جگہ چند ضروری ہدایات متعلقہ فصد ضرور لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ طب جدید کے پیرو بھی اندھا دھند ہر جگہ میں بغیر مناسب موقعہ دیکھے فصد کرنے کی جرأت کر کے اس نہایت مفید طریق علاج کو بدنام نہ کریں۔ اور وہ ضروری ہدایات نمبر وار درج ذیل ہیں:

(۱) فصد لیتے وقت مرض اور مریض کی حالت کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اگر مریض دموی (جس کے جسم میں خون زیادہ ہو) اور طاقتور اور جوان ہے۔ اور مرض بھی نہایت شدید اور تیزی کے ساتھ بڑھنے والی ہے۔ اور دیگر مانع امر بھی کوئی نہیں۔ تو فصد جیسا کوئی علاج مؤثر اور پھر سریع التاثیر نہیں ہے۔ ضرور فصد ہی کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر مریض بچہ ہے۔ یا بوڑھا یا کمزور یا کمی خون والا ہو۔ تو پھر فصد کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

(۲) ورم کی عین ابتداء میں فصد لینا بہت ہی مفید ہے۔ لیکن درجہ دوم میں اس سے کم مگر پھر بھی اگر مریض اور مرض کا تقاضا ہو۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ مگر تیسرے درجہ میں جب خون کا دوران مقام ماؤف میں سست پڑ گیا ہو۔ تو فصد کا لینا شاذ و نادر ہی مفید ہو۔ البتہ مضر ضرور ہوتا ہے۔

(۳) اگر مریض پہلے صحیح الجسم تھا۔ اور اچانک اس مرض الاورام میں مبتلاء ہو گیا ہے۔ تو ضرور فصد کر دیں۔ لیکن اگر اس مرض سے پہلے وہ کئی قسم کے دیگر امراض کا تختۂ مشق بنا رہا ہے۔ تو پھر فصد لینا بالکل منع ہے۔ اسی طرح حاملہ عورات اور دودھ پلانے والی عورتوں کا فصد بھی نہیں لینا چاہیئے۔ نیز حالت حیض میں بھی فصد نہ لیں۔

(۴) ہر عضو یا پردوں کے اورام میں فصد مفید نہیں ہوا کرتا۔ مثلاً جب **سیرس پردہ** اس مرض میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ تو فصد سے بہت اچھا فائدہ ہوا کرتا ہے۔ اور در باب اندرونی اعضاء کے اورام کے تجربہ اور قیاس دونوں متفق ہیں۔ کہ دماغ کو بہ نسبت جگر کے کم فائدہ ہوتا ہے۔ اور جگر کو بہ نسبت پھیپھڑہ کے۔ اور پھیپھڑہ کو بہ نسبت دیگر تمام اعضاء کے۔

(۵) فصد کا زخم کبھی بھی فراخ نہیں کھولنا چاہیئے۔ بلکہ باریک نوک والی نشتر سے باریک سا سوراخ کرنا چاہیئے۔ جس سے باریک دھار میں خون نکلے۔ کیونکہ فصد سے مقصود خون کا بدن سے کم کرنا یا خون میں سے موہومی مواد کا خارج کرنا نہیں ہے۔ جیسے یونانی اطباء کا خیال ہے۔ کہ سوداوی امراض میں نشتر فراخ مارنا ضروری ہے۔ تاکہ غلیظ مواد خارج ہو سکیں۔ بلکہ طب جدید میں فصد سے مقصود صرف امالہ ہوتا ہے۔ خواہ مرض کونسا ہو۔ فصد کے ذریعہ

مختلف مواد کو نکالنے کا خیال بہت ہی بے ہودہ اور غلط خیال ہے۔

(۶) خون بے تحاشہ زیادہ وزن میں نکالنا بھی سخت احمقانہ خیال ہے۔ زیادہ سے زیادہ پاؤ ڈیڑھ پاؤ تک جوان قوی ہیکل سے نکالیں۔ ہاں اگر ضرورت باقی ہو۔ تو پھر دوبارہ سہ بارہ چھٹانک ڈیڑھ چھٹانک نکال سکتے ہیں۔ یہ خیال بھی بالکل غلط ہے۔ کہ جب تک سیاہ خون آتا رہے۔ نکالتے رہنا چاہیئے۔ جب سُرخ رنگ آنے لگے تب بند کر دیں۔

(۷) فصد لیتے وقت مریض کی وریدوں کا بھی ملاحظہ کر لینا چاہیئے۔ جس کی وریدیں خوب ظاہر اور خون سے پُر ہوں۔ وہ شخص فصد کے لائق ہے۔ لیکن جسکی وریدیں باریک ہوں۔ یا اگر موٹی تو ہوں۔ لیکن خون سے بھری ہوئی نہ ہوں۔ بلکہ خالی ہوں۔ تو فصد نہیں لینا چاہیئے۔ خصوصاً جبکہ مریض لاغر جسم اور کمزور بھی ہو۔

(۸) جس شخص کا رنگ بہ سبب نہ اخراج پانے صفرا کے زرد پڑ گیا ہو۔ اگرچہ اس کی وریدیں خون سے پُر ہوں۔ تو بھی فصد نہیں کرنا چاہیئے؛

(۹) ضعف ہاضمہ کے مریض کو اور خصوصاً اس حالت میں کہ ابھی غیر منہضم غذا اس کے شکم میں موجود ہو ہرگز ہرگز فصد نہیں کرنا چاہیئے؛

(۱۰) فصد کے عادی اشخاص یا حوصلہ مند اشخاص کا فصد لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ لیکن بُزدل اور ڈرپوک اشخاص کا بھی فصد نہیں لینا چاہیئے۔

دوم جونکیں لگانا۔ جونکیں اس وقت لگائی جاتی ہیں۔ جب فصد کرنا جائز نہ ہو۔ اور گلاس وغیرہ لگانے کا موقعہ بھی نہ ہو جس مقام پر جونکیں لگانی منظور ہوں۔ اس کو اچھی طرح سے دھو کر خوب خشک کر لیا جائے۔ تاکہ اگر اس جلد پر کوئی بدبودار یا تیز ضماد یا روغن وغیرہ لگا ہوا ہو۔ تو بخوبی صاف ہو جائے ورنہ جونکیں نہیں لگیں گی۔ اور جونکوں میں اشتہا پیدا کرنے کے لئے یہ ترکیب مفید ہوا کرتی ہے۔ کہ ان کو لگانے سے پیشتر تھوڑے عرصہ تک ان کو پانی سے نکالکر باہر پڑا رہنے دیں۔ لیکن اگر پھر بھی نہ لگیں۔ تو اس جگہ پر گھی یا تازہ خون لگا دیں۔ تاکہ خوشی سے وہاں چسپاں ہو جائیں۔ پھر جب وہ پُر ہو کر گر پڑیں۔ تو اس مقام کو اچھی طرح سے گرم پانی کے ساتھ سینک دیں۔ تاکہ زخموں سے اور بھی خون نکل جائے۔ پھر ان زخموں پر گدی رکھ کر باندھ دیں۔ یا کسی مناسب دافع تعفن دوا کا دھوڑا ڈالدیں۔ بعض وقت زخموں سے خون برابر رستا رہتا ہے۔ اور بند نہیں ہوتا۔ ایسے وقت میں احتیاط سے خون کو بند کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ کتاب الجراحت میں اس کا مکمل بیان آئیگا؛

جونکوں کی تعداد کی نسبت یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک سال کے بچہ کے واسطے تین جونکیں لگا دینا ایک پورے فصد کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ جس سے بڑھ کر لگانا مضر ہو گا۔ بہتر ہے کہ ایک سال کے واسطے ایک یا دو جونک ہی لگائیں۔ اور پھر فی سال زیادہ عمر والے بچہ کو ایک ایک جونک بڑھاتے جائیں۔ پانچ سال کے بچہ کے لئے پانچ سے آٹھ جونکوں تک کافی ہیں۔

جونکوں کے لگانے میں بھی چند باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) جونکیں ایسی جگہ پر نہ لگائیں۔ جو ہمیشہ متحرک رہتی ہوں۔ مثلاً گلو اور پسلیوں پر ورنہ ان خون کے بند کرنے میں دقت پیدا ہوگی۔

(۲) جونکیں ایسی جگہ پر نہ لگائیں۔ جو عموماً ننگی رہتی ہو۔ خصوصاً عورتوں میں جیسے گلو اور چہرہ۔ ورنہ ان کے داغوں سے حسن میں نقص آجائے گا۔

(۳) چھوٹے بچوں کی بڑی وریدوں پر خصوصاً گلو کی وریدوں پر جونکیں نہ لگائیں۔ تاکہ جریان خون نہ ہو جائے۔

(۴) ایسے مقامات پر جونکیں نہ لگائیں۔ جہاں کی ساخت ڈھیلی اور ملائم واقع ہوتی ہے۔ جیسے آنکھوں کے پپوٹے وغیرہ ورنہ وہاں پر خون جم کر ورم پیدا ہو جائیگا۔

(۵) جس مقام کی جلد کے نیچے اعصاب کی بہت سی شاخیں واقع ہوں۔ وہاں پر بھی جونکیں نہیں لگانی چاہئیں۔ ورنہ نہایت درد ہونے بلکہ مرض سرخباد کے ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً جب بازو پر جونکیں لگانا منظور ہو۔ تو بہ نسبت بازو کے اندر کی طرف کے پشت پر لگائیں۔

(۶) جونکیں عین مقام ورم پر بھی نہ لگانی چاہئیں۔ کیونکہ اس سے خون کا اجتماع کم نہیں ہوگا بلکہ زیادہ ہوگا۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان بلکہ جونکوں کے زخموں پر زیادہ سوزش ہو کر مرض اور بھی زیادہ ہو جائیگا۔

(۷) جونکوں کو کسی ایسے زخم کے قریب بھی نہیں لگانا چاہیئے۔ جو نہایت شدید اور خصوصاً کسی خاص قسم کے زہر کے سبب سے ہو۔ مثلاً زہر آتشک وغیرہ ورنہ ان کے زخموں میں وہ زہریلا مادہ سرایت کر کے وہاں بھی شدید زخم ہو جائینگے۔ اور مرض بجائے گھٹنے کے بڑھ جائے گا۔

سوم حجامت یعنی گلاس یا کوزہ یا سینگی لگانا۔ حقیقت میں یہ تینوں چیزیں ایک ہی ہیں۔ صرف بڑے اور چھوٹے کا فرق ہے۔ سینگی سینگ کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اور چھوٹی ہوتی ہے۔ گلاس بلور یا کسی دھات کا ہوتا ہے۔ کوزہ مٹی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ انکو لگانے سے خون کا دوران ان کی طرف زیادہ ہو کر مقام ماؤف کی طرف کم ہو جاتا ہے۔ اس سبب سے امراض الادرام میں ان کا استعمال بھی علاوہ فصد راو۔ جونکوں کے بہت مفید ہوا کرتا ہے۔ اور امالہ کا کام دیتا ہے۔ اگر خفیف سا امالہ کرنا ہو۔ تو سینگی لگا دینا کافی ہوتا ہے۔ ورنہ حسب ضرورت گلاس یا کوزہ لگا دیں۔ نیز اگر شدید امالہ کی ضرورت ہو تو پچھنے لگا کر وہاں ان میں سے کوئی چیز جو مناسب ہو لگائیں۔ ورنہ صرف خالی لگانے سے بھی امالہ ہو جاتا ہے۔ مگر پچھنے والا سے کم کیونکہ پچھنے لگا کر اس کو لگانے میں خون کا اخراج بھی ہو جاتا ہے۔

ان کے لگانے کی ترکیب اگرچہ آسان ہے لیکن جس نے اپنے ہاتھ سے یہ کام نہیں کیا۔ وہ کتاب میں سے اس کی ترکیب پڑھ کر ہرگز نہیں لگا سکتا۔ اس واسطے کتاب میں اس ترکیب کا لکھنا بے سود ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص کو اسکا لگانا خود سیکھنا چاہیئے۔

چہارم مسہلات :۔ یعنی جلاب لینا۔ امراض الاورام میں فصد وغیرہ کے علاوہ جلاب بھی بہت مفید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جلاب سے معدہ اور خصوصاً امعاء میں اجتماع خون ہو کر اس سے کثیر مقدار میں مائیت نکل جاتی ہے۔ جس سے خون کی مقدار بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور امالہ بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ دل کی تیزی کم ہو جاتی ہے۔ دوران خون سارے جسم میں کم ہو جاتا ہے۔ جس سے مقام ورم میں خون کم پہنچتا ہے۔ اور اس طرح ورم بڑھنے سے رُک جاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات مرض بالکل رفع ہو جاتا ہے۔ دماغ اور جگر کے امراض الاورام میں جلاب سے بہت ہی فائدہ ہو جاتا ہے۔ مگر شش کے اورام میں جلاب سے کم فائدہ ہوتا ہے۔ اور معدہ و امعاء کے اورام میں جلاب سخت مضر ہوتا ہے۔ البتہ جب مرض کا زور ٹوٹ جائے اور معدہ یا امعاء کو صاف کرنے کی ضرورت درپیش ہو۔ تو ہلکا سا جلاب دے دینا جائز ہے :

پنجم قے۔ یعنی اُلٹی کرانا بھی بعض اندرونی اعضاء کے اورام میں مفید ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ مقی دواء سے معدہ میں سوزش ہو کر وہاں خون کا دوران تیز ہو جاتا ہے۔ اور پھر خون سے رطوبت معدہ میں مترشح ہو کر مُنہ کی راہ سے خارج کی جاتی ہیں۔ لہٰذا بعض اندرونی اورام میں مفید ہو سکتی ہے۔ بعض کا لفظ اِس لئے لکھا گیا ہے کہ بعض میں مضر بھی ہو سکتی ہے۔ جن اندرونی اعضاء کے اورام میں مفید ہے۔ وہ جگر۔ گُردے۔ مثانہ اور امعاء وغیرہ ہیں۔ مگر خود معدہ کے ورم میں سخت مضر ہے۔ کیونکہ قے کے وقت سر کی طرف دوران خون زیادہ ہو جاتا ہے۔ اِس واسطے بجائے فائدہ کے سخت مضر ہے۔ آلات الہواء اورام میں بھی قے کرانا مضر ہے۔ اور سخت مضر ہے۔ لیکن مزمن امراض پھیپھڑہ مثل ضیق النفس اور دَمہ وغیرہ میں مضر نہیں۔ بلکہ بہت مفید اور زود اثر ہے :

ششم :۔ مسکنات قلب ادویہ کا استعمال کرنا۔ یعنی ایسی ادویہ کا اندر کھلانا جس سے دل کی حرکت انقباضی کم ہو جائے۔ کیونکہ دِل کی حرکت انقباضی کے کم ہو جانے سے جسم میں دوران خون سُست ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح سے مقام ماؤف کی طرف بھی خون کا اجتماع کم ہو کر مرض رفع ہو جاتا یا کم از کم اس میں خفت ضرور پیدا ہو جاتی ہے سو ایسی دوائیں وہ ہیں۔ جن کو مخدر کہا جاتا ہے۔ جن کے اندرونی استعمال سے مرکز قلب اور مرکز تنفس وغیرہ پر ضعف اثر پڑتا ہے۔

منجملہ ان ادویہ کے تین دوائیں بہت ہی زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ یعنی امراض الاورام میں ان کا استعمال فصد اور جلاب وغیرہ سے مستغنی کر دیتا ہے۔ خصوصاً ایسے مریضوں میں جن کو جلاب نہ دینا ہو۔ یا فصد وغیرہ بھی منع ہو۔ یا کہ مریض پسند نہ کرے۔ یا طبیب خود ہی ان کی ضرورت نہ سمجھے۔ تو ان ادویہ میں سے کسی ایک مناسب دوا کا استعمال کرانا چاہیئے۔ اور وہ تین دوائیں یہ ہیں :۔

(۱) بیض یعنی میٹھا تیلیہ یا بچھناک سوا اس کا سفوف مرکب یعنی سفوف بیضی جو کہ طب جدید میں ایک مشہور سفوف ہے استعمال کرانا چاہیئے۔ حسب ضرورت یعنی مرض کی شدت اور خفت کا لحاظ رکھتے ہوئے سفوف بیضی کا ۱ یا ۱½ یا ۲ بقدر ایک رتی ہر تین گھنٹہ کے بعد کھلاتے جائیں۔ یعنی اگر ورم شدید ہو اور مریض دموی توی ہو۔ اگر درجہ کا ذی ہو

اور مریض بوڑھا وغیرہ ہو تو ۲ اور اگر مرض خفیف اور مریض بالکل چھوٹا بچہ یا کمزور ہو تو ۳ استعمال کریں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر ۱ کی ایک دو خوراکوں کے استعمال سے ہی نبض کمزور ہو جائے تو پھر خواہ نخواہ وہی ۱ استعمال نہیں کرتے جانا چاہیئے۔ بلکہ اس اثر کو برقرار رکھنے کے لئے اور مریض کے زیادہ ضعیف ہو جانے سے بچاؤ کی خاطر ۲ کا استعمال جاری کر دیں۔ تاکہ فائدہ بلا مضرت حاصل ہو۔ اسی طرح ۲ کے استعمال سے اگر ایک دو یا تین چار خوراکوں کے بعد طبیعت کمزوری کی طرف مائل ہو جائے تو ۳ کا استعمال شروع کر دیں۔ اور ۲ کو ترک کر دیں۔ اس دوا سے پسینہ شروع ہو جانا اس کے اعتدال سے زیادہ استعمال ہونے کی علامت ہے۔ یہ دوا بھی ہر قسم کے ادرام کے درجہ اول و دوم میں ہی زیادہ تر مفید ہوا کرتی ہے۔ جیسے فصد وغیرہ ؛

(۲) ٹارٹار ایمٹیک یہ دوا انگریزی ہے۔ جو کہ اثمد یعنی سنگ سرمہ سے بنائی جاتی ہے۔ یہ دوا بھی امراض الادرام میں بہت ہی مفید ہے۔ اور بیش کی طرح ہر قسم کے امراض الادرام میں استعمال کرائی جاتی ہے۔ خصوصاً غشاء مخاطی اور جگر کے التہاب اور ورم میں سفوف بیشی سے بھی زیادہ مفید ہے۔ لیکن ادرام معدہ و امعاء میں اس قدر مفید نہیں ہے۔ نیز سفوف بیشی ادرام کے ابتدائی درجہ یعنی اجتماع خون میں بہ نسبت درجہ دوم کے زیادہ مفید ہے۔ لیکن یہ دوا پہلے درجہ کی نسبت دوسرے درجے میں زیادہ مفید ہے۔ یہ ایک باریک سا فرق ہے۔ ورنہ دونوں ادویہ دونوں درجوں کے ادرام میں بھی مفید ہیں۔ کارخانہ خادم الحکمت میں اس کا بھی ایک مرکب بنایا جاتا ہے اور عام استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا نام سفوف اثمدی رکھا گیا ہوا ہے ؛

نوٹ۔ فصد یا جلاب کے بعد بھی ابھی دوران خون میں اگر تیزی پائی جائے۔ تو ان ہر دو ادویہ میں کسی دوا کو شروع کر کے اس اثر کو جاری رکھا جا سکتا ہے ؛

(۳) **افیون**۔ یہ دوا بھی امراض الادرام کے ہر قسم میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ دوا بہ نسبت پہلی دونوں ادویہ کے درد کو زیادہ آرام دینے والی اور مریض کو آرام و تسکین دینے والی ہے۔ اور ہر جگہ دستیاب بھی ہو سکتی ہے۔ اور مفید بھی بہت ہے۔ مگر دماغی ادرام مثل سرسام وغیرہ وغیرہ میں اس کا استعمال جائز نہیں۔ نیز دونوں کے مقابل پر یہ دوا قابض بھی بہت ہے۔ البتہ ادرام معدہ و امعاء وغیرہ میں ان دونوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ سفوف اثمدی ایسے موقعہ پر مضر ہوتا ہے۔ اور سفوف بیشی اگرچہ مضر تو نہیں۔ لیکن افیون کے برابر مفید بھی نہیں ہے۔ مقدار خوراک ۱/۴ رتی سے ایک رتی تک۔

نوٹ:۔ دماغ اور اس کے پردوں کے التہاب وغیرہ میں افیون بالکل نہ دینی چاہیئے ورنہ سکتہ یا سبات کا مرض ہو جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔

ہفتم۔ سردی اور گرمی کا مقام ماؤف پر پہنچانا۔ جاننا چاہیئے کہ سردی اور گرمی کا اثر بھی ادرام پر بہت عمدہ طور

پر مفید پڑتا ہے۔ چنانچہ عین ابتداء یعنی شروع مرض میں جبکہ مقام ماؤف پر ابھی خون کا غلبہ شروع ہوتا ہے۔ سردی کا پہنچانا بہت ہی زود اثر ثابت ہوتا ہے۔ بشرطیکہ جس قدر عرصہ سردی پہنچانا ضروری سمجھا جائے اتنے عرصہ تک یکساں سردی پہنچائی جائے۔ لیکن اگر چند منٹ سردی پہنچا کر درمیان میں وقفہ کیا جائے گا۔ تو بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان متصور ہوگا۔ کیونکہ سردی کے ہٹا لینے کے ساتھ ہی بڑے زور سے کثیر مقدار میں اس طرف خون آجاتا ہے۔ اسواسطے ضروری ہے۔ کہ معقول عرصہ تک مسلسل اور بالاستقلال وہاں سردی پہنچائی جائے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ورم پر موہومی سردی پہنچانا مراد نہیں۔ جیسے نیلوفر اور صندل وغیرہ کا لیپ کرا دینا بلکہ حقیقی سردی پہنچانا چاہیئے۔ جو کہ مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے ؛

(۱) صاف اور سرد پانی میں عمدہ آبنوش کپڑے کی گدی بھگو کر مقام ماؤف پر رکھدیں۔ اور پھر اسے خشک نہ ہونے دیں۔ بلکہ متواتر اس پر سرد پانی ڈالتے رہیں۔ اگر پانی میں کسی قدر سرکہ ملالیں۔ تو اور بھی مفید ہے۔

(۲) برف کو کوٹ کر کسی کپڑے میں ڈالکر مقام ماؤف پر باندھ دیں۔ جب برف پگھل جائے تو اور برف ڈالدیں۔

(۳) عمدہ مقطر شراب ایک حصہ صاف پانی پندرہ حصہ باہم ملاکر اس میں گدی بھگو کر باندھنا اور پھر اسے بار بار اُسی دوا سے تر کرتے رہنا۔

(۴) لڈلوشن میں کپڑے کی گدی تر کر کے رکھے رکھنا اور بار بار تر کرتے رہنا۔ یہ ایک انگریزی دوا ہے۔ جو کہ سکہ (سیسہ) کے ایک مرکب کو پانی وغیرہ میں ملاکر بطور محلول کے بنائی جاتی ہے ؛

عموماً ایسی ترکیبوں سے سردی پہنچانے سے اورام میں خاطر خواہ فائدہ ہو جاتا ہے۔ اور ورم نہ صرف بڑھنے سے رُک جاتا ہے بلکہ بالکل ہی رفع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سردی کے پہنچانے سے آرام کی صورت مہیا نہ ہو بلکہ تکلیف زیادہ معلوم ہو تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اب سردی کا وقت گذر چکا ہے۔ اب گرمی پہنچانے سے آرام ہوگا۔ پس اس وقت ورم پر گرمی پہنچانا شروع کریں۔ جو کہ وہ بھی موہومی گرم مزاج ادویہ مثل زوفہ وغیرہ کے لگانے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جو چیز لگائی جائے وہ حقیقت میں اس جگہ کو گرم رکھنے والی ہو۔ جیسے گرم گرم پانی سے تولیہ یا فلالین کے رومال کو بھگو کر رکھنا یا کسی بڑے حیوان کا مثانہ گرم گرم پانی سے بھر کر ورم پر رکھنا یا گرم گرم حلوا باندھنا یا متواتر مذکور سے گرمی پہنچانا وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے۔ کہ گرمی کے پہنچانے کا اصلی وقت وہ ہے۔ جب مقام مرض کی ساخت میں خون سے غلیظ مواد جدا ہو کر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مقام ماؤف تن جاتا اور اس کے اعصاب پر زیادہ بوجھ کے پڑنے سے درد کی شدت اور چبک اور ٹیسیں پڑتی ہیں۔ اس حالت میں جب گرمی پہنچائی جاتی ہے۔ تو درد و تناؤ وغیرہ میں بڑا آرام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ گرمی کا قاعدہ ہے۔ کہ جہاں پہنچائی جائے وہاں کی عروق پھیل جاتی ہے۔ نیز عضو کی ساخت بھی پھیل جاتی ہے۔

جس سے اعصاب کا بوجھ کم ہوکر درد وغیرہ میں افاقہ ہو جاتا ہے۔

نوٹ:- یاد رہے کہ دماغ کے اورام میں سر پر سردی کا لگانا اکثر مفید ہوتا ہے۔ لیکن اعضاء احتسامیہ میں ہمیشہ سینہ یا شکم پر گرمی پہنچانا ہی مفید ہوا کرتی ہے۔

ہشتم۔ ماکول و مشروب۔ امراض الاورام میں چونکہ خون کا دوران زور پر ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اندرونی اعضاء کے اورام کی صورت میں۔ تو معالج پر لازم ہے۔ کہ مریض کے واسطے کھانے اور پینے کی ایسی اشیاء مقرر کرے جس سے فائدہ ملحوظ ہو۔ اور کسی قسم کا ضرر پیدا نہ ہو۔ چنانچہ ایسے مریضوں کو ہر ایک محرک غذا مثل گوشت۔ تھوم و پیاز۔ زیادتی غذا و مرچ اور شراب وغیرہ وغیرہ سے پرہیز کرائے۔ حتی الوسع غذا ایسی مقرر کرائے جس سے خون کثرت سے پیدا ہونے نہ پائے اور نہ ہی خون میں تحریک بڑھے۔ جیسے دودھ۔ دہی۔ ماء الشعیر۔ مونگ کی دال۔ جَو کی روٹی۔ مکی اور جوار کی روٹی۔ پالک وغیرہ کا ساگ۔ اور پینے کے لئے سرد پانی۔ لسی جس سے مکھن نکال لیا گیا ہو نمک ڈالکر۔ سوڈا واٹر۔ لیمونیڈ۔ سکنجبین۔ املی۔ اور آلو بخارا کا پانی وغیرہ وغیرہ۔

نہم۔ امالہ۔ یعنی مقام متورم کے قریب مصنوعی طور پر خود ورم پیدا کر دینا تاکہ مرض کا غلبہ مقام سقیم سے ہٹ کر اس مصنوعی ورم کی طرف چلا جائے۔ اور اس طرح اصل مرض میں تخفیف اور آرام کی صورت پیدا ہو جائے۔ اور مصنوعی مرض اول تو خود بخود رفع ہو جائیگا۔ کیونکہ اسباب کے رفع ہونے کے بعد قوت حیوانی اسے ٹھیک کر لیگی۔ ورنہ کسی قدر اس کی اصلاح کے لئے بھی کوشش کی جائے۔

لیکن اس علاج کے کرنے میں چند احتیاطیں بھی ہیں۔ اول یہ کہ جس مقام پر مصنوعی ورم پیدا کیا جائے۔ وہ مقام مرض سے ادنےٰ درجہ کا ہو۔ تاکہ ادنےٰ کو تکلیف میں ڈالکر اعلیٰ کو بچانے کی صحیح فلاسفی پر عمل درآمد ہو (دوم) یہ کہ ابتداء ورم میں یہ عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ نقصان متصور ہوگا۔

سوم یہ کہ مقام مرض کے بالکل قریب یہ عمل نہ کریں۔ بلکہ مناسب تفاوت سے کیا جائے تاکہ اس کا اثر مرض کے مقام تک نہ پہنچنے پائے۔ اس عمل کے واسطے آک کا دودھ۔ جمال گوٹہ یا اس کا تیل۔ بیخ کبر۔ دزاریح کی مرہم۔ ٹنکچر آیوڈین۔ ٹار ٹار ایمیٹک کی مرہم وغیرہ وغیرہ ادویہ ہیں۔

نوٹ:- اندرونی اعضاء جیسے۔ یہہ۔ معدہ۔ جگر۔ امعاء۔ گردے وغیرہ کے اورام والتہاب میں سینہ یا پیٹھ یا شکم یا کمر وغیرہ مقامات پر عمل کیا جائے۔

دہم۔ بھاپ کا غسل۔ اس غسل کی خاص ترکیب ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ بہت سا پانی کسی بڑے برتن میں خوب گرم کریں لیکن برتن پر سرپوش رکھا رہنے دیں تاکہ بھاپ خارج نہ ہو۔ جب پانی خوب جوش کھانے لگے۔ تو مریض کو برہنہ کرکے کسی کرسی یا چارپائی پر جو کہ بہت گاڑھی بُنی ہوئی نہ ہو بٹھا دیں۔ اور اوپر سے مریض کو کسی بڑے کمبل وغیرہ سے اس طرح ڈھانپ دیں

کہ زمین تک وہ کمبل چلا جائے۔ اور سرد ہوا آنیکا کوئی سوراخ نہ رہ جائے۔ پھر وہ گرم پانی کا برتن کرسی یا چارپائی کے نیچے رکھ کر آہستہ آہستہ اس کے سرپوش کو کھینچیں تاکہ تھوڑی تھوڑی بھاپ حسب برداشت مریض جسم پر لگتی رہے۔ جتنے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد سارا سرپوش اُٹھا دیں حتے کہ مریض بھاپ کے ساتھ نہانے کی طرح ہو جائے۔ بھاپ کے کم ہونے پر پانی والا برتن نیچے سے نکال لیں۔ تاکہ مریض کا پسینہ وغیرہ سُوکھ جائے۔ پھر مریض سے کمبل وغیرہ علیحدہ کر لیں۔ یہ عمل صرف اندرونی اعضاء کے اورام کے لئے کیا جاتا ہے جس سے دوران خون باہر جلد کی طرف ہو کر اندر سے کم ہو جاتا ہے۔ اور مرض میں بہت جلد افاقہ ہو جاتا ہے۔ یہ غرض گرم آبزن کرنے سے بھی پوری ہو سکتی ہے یعنی مریض کو گلے تک گرم گرم پانی میں بٹھا دیں۔ لیکن یہ دونوں عمل ورم کے درجہ اول و دوم میں ہی موثر اور مفید ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ جب ورم میں پیپ وغیرہ پیدا ہو چکی ہو۔

یازدہم۔ مقویات کا استعمال۔ ابتداء ورم میں تو مقویات کا استعمال بالکل منع ہے۔ جیسے کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ جب جسم کے کسی حصہ میں اجتماع خون ہو رہا ہو یا التہاب ہو چکا ہو یا کہ ورم پیدا ہو گیا ہو تو ان تمام صورتوں میں مقویات کا استعمال بالکل نہیں کرنا چاہیئے۔ ایسی کوئی دوا یا غذا ہرگز نہ دی جائے جس سے دوران خون میں تحریک پیدا ہو۔

لیکن جب التہاب یا ورم میں بذریعہ علاج مناسب کے کمی واقع ہو کر عوارضات تکلیف دہندہ رفع ہو جائیں لیکن ورم رفع نہ ہو۔ بلکہ صلابت اختیار کرے۔ جیسا کہ اکثر دفعہ بذریعہ استعمال مبردات یعنی سردی پہنچانے والی ادویہ کے وہاں کا مجتمع شدہ مادہ زیادہ منجمد ہو کر ورم صلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ پھر اس ورم میں نہ تو ورم ہوتا ہے اور نہ ہی سرخی سوزش اور حرارت وغیرہ باقی رہتی ہیں۔ گویا کہ وہاں دوران خون کم ہو جاتا ہے۔ اِس لئے وہ جمع شدہ اور منجمد شدہ مواد تحلیل ہونے میں نہیں آتے۔ بعض وقت ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ورم میں پیپ بھی پڑی ہوئی ہو تو وہ بھی جم جاتی ہے۔ تو ایسے وقت میں مریض کو مقویات اور محرکات کا استعمال کرانا اشد ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ خون کا دوران جسم میں زیادہ ہو کر اس منجمد مادہ کو تحلیل کرنے میں مدد دے۔ خصوصاً اندرونی اعضاء مثل پھیپھڑہ۔ جگر اور معدہ وغیرہ کے اورام میں چونکہ مریض اس حالت تک پہنچنے کے وقت بہت ہی کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بہت ہی ضروری ہے کہ اس وقت مقویات کا استعمال کرایا جائے۔ تاکہ مریض کی کمزوری بھی رفع ہو اور خون بکثرت پیدا ہو کر دوران خون اعلےٰ درجہ کا ہو کر اس جمع شدہ مادہ کے انحلال کے قابل ہو سکے۔ پس ایسے موقع پر گوشت یا ماء اللحم وغیرہ کا استعمال یا کچلہ اور فولاد وغیرہ کا استعمال کرانا حسب مناسبت اعضاء ماؤفہ کے ضروری اور واجب ہے۔ یا کم از کم تلخ ادویات جو مقوی معدہ اور جسم میں تحریک کا اثر رکھنے والی ہوتی ہیں۔ استعمال جاری کرایا جائے۔

دوازدہم۔ بالمثل ادویہ کا استعمال۔ بالمثل کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس دوا کو تندرستی میں زیادہ وزن میں کھانے سے عضو میں اجتماع خون یا التہاب اور ورم وغیرہ پیدا ہو سکتا ہو۔ اسی عضو کے ویسے ہی امراض میں اس دوا کو بہت قلیل وزن میں استعمال کرانے سے وہ اجتماع خون یا التہاب وغیرہ رفع ہو کر صحت ہو جایا کرتی ہے۔ اس میں فلاسفی یہ ہے کہ ہر ایک جاندار

میں ایک قوت حیوانیہ یا قوت حیات (طاقت مدبرہ بدن) ہوتی ہے۔ جس کو قدرت نے یہ صفت ودیعت فرما رکھی ہے کہ جو دوا یا دیگر کوئی موثرہ چیز وارد جسم ہو تو فوراً اس کا مقابلہ کرے۔ اور جو جو انقلاب و تغیر جسمی پیدا کرنے کی صفت اس دوا میں ہو اس کے برخلاف تغیر پیدا کر کے جسم کو اس دوا کے بداثر سے محفوظ رکھے۔ پس وہ طاقت ہمیشہ ہر ایک چیز کا مقابلہ کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ اگر دوا تھوڑی طاقت کی ہو تو قوت حیوانی اس پر غالب آکر اس کی تاثیرات کو ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ لیکن اگر دوا طاقتور ہو تو قوت مدبرہ پر غالب آکر اپنی تاثیر سے وہ مخصوصہ تغیر جسم میں پیدا کر دیتی ہے۔ پس جن جن ادویہ میں کسی حصہ جسم میں ورم پیدا کرنے کی تاثیر ہے۔ ایسی دوا جب انہیں اعضاء کے اورام میں بہت تھوڑے وزن میں دی جائیگی تو طبیعت اپنے خاصہ ذاتی کی بناء پر اس کا ضرور مقابلہ کریگی۔ اور ایسی تجاویز سے کام لیگی جس سے وہ دوا اس خاص عضو میں ورم پیدا نہ کر سکے یعنی وہاں کا دوران خون سست کر دیگی۔ اور وہاں کے عصبی احساس میں کمی پیدا کر دیگی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر وہ دوا وزن اور طاقت میں طبیعت مدبرہ سے قوی اور زبردست ہوتی تو اس پر غالب آکر ورم کو بڑھا دیتی۔ لیکن چونکہ ہم نے وہ دوا وزن میں بہت کم دی ہے۔ اسواسطے قوت حیات اس دوا کی تاثیر پر غالب آکر وہاں کا دوران خون سست کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اور اصل مرض کو آرام ہو جائیگا۔ یہ طریق علاج دوا کی تاثیر سے نہیں بلکہ قوت مدبرہ بدن کی اپنی طاقت سے کام لینے کا طریق ہے۔ گویا ایسے علاج سے قوت حیوانی کو غیرت دلا کر اس کے اپنے حالات سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح پر ہے کہ جیسے ایک باپ اپنے پیارے بیٹے کو اس کے کسی نقص یا غلطی کی وجہ سے مار پیٹ کر رہا ہو۔ مگر اسی وقت کوئی دوسرا نادان بچہ بھی اس کے بیٹے کو مارنے لگ جائے۔ تو ایسے وقت میں باپ کی غیرت یہ برداشت نہیں کریگی۔ کہ وہ غیر کا بچہ اس کے بیٹے کو مارے بلکہ باپ اسی وقت اپنے بچہ کی مار پیٹ کی طرف سے ہٹ کر اس مارنے والے بچہ کا مقابلہ شروع کر دیگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ بیٹا اپنے باپ کی مار پیٹ سے بھی بچ جائیگا۔ اور اس نادان بچہ کی مار پیٹ سے بھی۔ یہی حال علاج بالمثل کا ہے۔ مگر دوسرے طریق علاج جیسے علاج بالضد اور علاج بالا مالہ کی مثال اس طرح سے ہے۔ کہ جب باپ اپنے بیٹے کو مار رہا تھا۔ تو ایک قوی ہیکل جوان نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔ اور بچہ کو چھوڑا لیا۔ یا یہ کہ اس کے دوسرے بیٹے کو یا اس کی بیوی کو خود پیٹنا شروع کر دیا۔ تاکہ وہ باپ اپنے اس پہلے بچے کو چھوڑ کر اپنے دوسرے بچے یا بیوی کو چھوڑانے میں مشغول ہو جائے۔

سبز دہم۔ سرد آبزن۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ کسی ایسے برتن میں سرد پانی ڈالا جائے۔ جس میں مریض بیٹھکر اپنے پاؤں برتن سے باہر رکھ سکے اور ناف سے لیکر زانو تک، کا درمیانی جسم پانی میں ڈوب جائے۔ اس طرح سے زانوں سے نیچے کا جسم اور ناف سے اوپر کا جسم پانی سے باہر اور خشک رہے گا۔ یہ عمل کسی لگن یا بالٹی یا رنگریزوں کے کنال میں (جن میں رنگریز کپڑے رنگا کرتے ہیں۔) بخوبی سرانجام ہو سکتا ہے۔ پس اس طرح سے مریض کو سرد پانی میں دس منٹ سے لیکر بیس منٹ تک حسب برداشت مریض کے بیٹھا رہنے کی ہدایت کریں۔ پھر پانی سے نکلکر بھیگے ہوئے جسم کو خشک کپڑے سے صاف کر کے اگر مریض طاقتور ہے تو اس کو چلنے پھرنے بلکہ کسی قدر ورزش کرنے کی ہدایت کریں۔ اور اگر مریض کمزور اور نقیہ ہے۔ تو ذرا

گرم بستر میں لٹاکر اوپر سے کمبل یا لحاف وغیرہ اوڑھا دیں۔ کیونکہ اس عمل سے مریض کا سارا بدن سرد ہو جاتا ہے۔ سو ورزش کرنے یا چلنے پھرنے یا گرم بستر میں لٹانے سے اس کا بدن گرم ہو جائیگا۔ اس عمل کے مفید ہونے میں یہ فلاسفی مضمر ہے کہ مقعد اور آلات تناسل چونکہ تمام بدن سے زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ اور ان کا گرم رکھنا قدرت کے لازمی فرض کی طرح ہے۔ اس واسطے جب ان کو سرد پانی میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ اعضاء پانی کی سردی سے ٹھٹھرنے لگتے ہیں تو قوت حیوانی ان کے گرم کرنے اور سردی کو دور کرنے کے واسطے خون کا رجحان اس طرف کر دیتی ہے۔ جس سے کہ دوسرے تمام اعضاء سے خون کم ہو کر دوران خون سست ہو جاتا ہے۔ حتٰی کہ عضو ملتہب اور متورم سے بھی خون کم ہو کر مقامی التہاب واجتماع خون وغیرہ میں اچھی خاصی تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن جب مریض کو پانی سے نکالکر ورزش کرنے کو کہا جاتا ہے یا لحاف وغیرہ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ تو قوت حیوانی بجائے اس کے کہ اس ماؤف عضو کی طرف توجہ کرے۔ دیگر تمام اعضاء جسمی کے گرم کرنے میں مشغول ہو جاتی ہے۔ حتٰے کہ پھر اس عضو ماؤف کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنے کے لئے بہت کم میلان باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن اگر بالفرض دوبارہ اس طرف میلان ہو بھی تو اس قدر شدت سے نہیں ہو سکتا جس طرح سے پہلے تھا۔ لیکن یہ عمل روزانہ دو دفعہ اکثر کیا جانا چاہیئے۔ تاکہ قوت حیوانی ماؤف عضو کی طرف سے بالکل غافل ہو جائے۔ اور اس کی توجہ تمام اعضاء کی طرف یکساں بٹی رہے۔ کیونکہ جب قوت حیوانی کی توجہ جسم کے تمام اعضاء کی طرف یکساں بٹی رہتی ہے تو اس حالت کو صحت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جسم کے واسطے اسی حالت کا نام معتدل حالت ہے۔

پیدائش امراض کی فلاسفی

ہر ایک مرض کی پیدائش میں عموماً اور امراض الاندام کی پیدائش میں خصوصاً یہی فلاسفی ہے۔ کہ جب کبھی بعض اسباب کے ماتحت قوت حیوانیہ کسی خاص عضو کی طرف خلاف معمول زیادہ توجہ کر دیتی ہے۔ تو بعض دیگر اعضاء کی طرف سے اس کی توجہ کا ہٹ جانا لازم ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس خاص عضو کے افعال تیز ہو جاتے ہیں اور باقی اعضاء کے افعال سست ہو جاتے ہیں۔ یہ وہی حالت ہے جس کو مرض کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب ایک عضو کی طرف قوت حیوانی متوجہ ہو جاتی ہے۔ تو نظام دموی اور نظام اعصابی بھی اس عضو میں زیادہ تیز ہو جایا کرتے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ اعصابی احساس بھی اس عضو میں بڑھ جاتا ہے۔ اور دوران خون بھی اس عضو میں تیز ہو جاتا ہے۔ پس اس خاص ماؤف عضو پر بعض ایسی علامات تیزئی افعال کی ظاہر ہو پڑتی ہیں۔ جو حالت اعتدال میں موجود نہ تھیں دوسری طرف چونکہ بعض اعضاء کی طرف قوت حیوانی کا غافل ہو جانا بھی ضروری اور لازمی ہے۔ اس واسطے جس اعضاء کی طرف سے توجہ کم ہو گئی ہے۔ ان میں بھی علامات کمی افعال کی ظاہر ہو پڑتی ہیں۔ جو کہ حالت اعتدال میں موجود نہ تھیں پس اسی کا نام مرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی معتبر عضو میں التہاب یا ورم پیدا ہونے لگتا ہے۔ وہاں اجتماع خون اور

اعصابی حس یعنی درد وغیرہ تو نمودار ہو جاتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف بھوک بند (فعل معدہ) قبض موجود۔ (کمی فعل امعاء) نیند مفقود (کمی فعل دماغ) وغیرہ علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح مثلاً ایک شخص صحیح و تندرست ہے۔ لیکن یکایک محنت دماغ میں مصروف ہو گیا ہے۔ حتےٰ کہ دن رات باریک باریک مسائل کی ادھیڑ بن میں مصروف رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ اس کی دماغی حس نازک اور دوران خون تیز ہو دوران سر درد سر وغیرہ علامات پیدا ہو جائیں گی۔ لیکن بھوک کم شہوت جماع کم۔ ہاتھ پاؤں کی طاقت کم وغیرہ علامات پیدا ہو جائیں گی۔ کیونکہ ان اعضاء کی طرف قوت حیوانی کی توجہ کم ہو گئی ہے۔ پس اب ہم اسے مریض کہیں گے۔ پھر دیکھو کہ مرض عشق و مالیخولیا و جنون وغیرہ میں چونکہ دماغ کی طرف ہر وقت قوت حیوانیہ مصروف رہتی ہے۔ اس واسطے ان کو معمولی معمولی چوٹوں اور ضربات اور زخموں وغیرہ کی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ چوٹیں نظر آتی ہیں زخم دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن مجال ہے کہ کسی چوٹ اور زخم کے مقام پر ورم ظاہر ہو یا کسی مریض مالیخولیا کو بخار تک ہو جائے۔ سخت سردیوں میں ننگے بدن رات گذار دیتے ہیں مگر مجال ہے کہ ان کو نمونیا ہو جائے کیونکہ قوت حیوانیہ دماغ کی طرف ایسی مشغول ہے کہ دیگر اعضاء کی طرف بالکل توجہ نہیں رہی اس واسطے دوران خون کا حملہ کسی دیگر عضو پر نہیں ہوتا۔ اسی طرح عصبی احساس بھی تمام اعضاء کا گویا مردہ ہو چکا ہے۔ اس کے دوست رشتہ دار وغیرہ متعلقین طرح طرح کی میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں۔ اچھے اچھے کھانے اور عمدہ عمدہ لباس پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان کو مطلق احساس نہیں کیونکہ قوت حیوانی نے ان تمام اطراف سے توجہ ہٹالی ہوئی ہے۔ غرضیکہ تمام امراض کی پیدائش قوت حیوانی ہی کے کسی نہ کسی سبب سے صرف ایک ہی عضو کی طرف زیادہ توجہ کرنے سے اور دیگر اعضاء کی طرف بے توجہی سے ہوا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی شدید مرض کے عائد ہو جانے سے پہلی خفیف بیماریاں دور ہو جایا کرتی ہیں۔ نیز کسی شدید مرض کی موجودگی میں اور کوئی نئی خفیف مرض بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام علاجوں سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے۔ کہ قوت حیوانی کی جس طرف توجہ زیادہ ہے ادھر سے کم کی جائے۔ اور جس اعضاء کی طرف توجہ کم ہے اس طرف توجہ کرائی جائے۔ جو علاج اس منشاء کو پورا کرنے والا ہو گا۔ اس سے فائدہ یقینی ہے۔ لیکن جو علاج اس منشاء کو پورا نہ کر سکے۔ وہ مفید نہیں ہوا کرتا۔ دنیا کے تمام طریق علاج اسی اصول کے ماتحت ہی مفید ہوا کرتے ہیں۔ خواہ وہ یونانی طب کے بتلائے ہوئے ہوں۔ خواہ ڈاکٹری ویدک۔ ہومیو پیتھک اور علاج بالماء وغیرہ کے۔ لیکن طب جدید کے اندر وہ تمام متفرق علاج کے سب کے سب اقسام جمع ہو گئے ہیں۔ اس لئے طب جدید کا عامل اپنی سمجھ اور ضرورت کے ماتحت جو چاہے علاج کر سکتا ہے۔ اور فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ طریق علاج باقی تمام طرق علاج کے مقابلہ پر مکمل اور مفید تر ہونے کا صحیح اور سچا دعویٰ کر سکتا ہے اور کسی طریق علاج والے معالج کو یہ دعویٰ زیبا نہیں ؛

یہاں تک تو ایک کلیہ کے طور پر امراض الاورام کی ماہیت علامات اسباب اور علاج کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اب

انفرادی رنگ ہیں ہر ایک عضو بلکہ ایک ایک عضو کے بعض حصص کے ساتھ جو مختلف حجم اور مختلف رنگوں کی اورام ہیں۔ خواہ وہ محض اجتماع خون کے رنگ میں ہوں۔ یا التہاب کے رنگ میں اور خواہ پورے طور پر ورم کے رنگ میں۔ سب کا ذکر ہر ایک عضو کا الگ الگ باب مقرر کرکے مفصل بیان کیا جائیگا۔ لیکن تہیج کی قسم کی اورام جو اگرچہ حقیقت میں اورام تو نہیں مگر ورم نما ضرور ہیں۔ ان کا ذکر بعد میں الگ باب مقرر کرکے لکھا جائیگا۔

باب اوّل (اورام جلد)

چونکہ سب سے پہلا عضو انسان کے وجود کا جلد ہے۔ جو دنیا کی تمام موثرہ اشیاء سے ملاقی ہوتا رہتا ہے۔ اسواسطے پہلا باب اسی کے متعلق مقرر کیا گیا۔

فصل اوّل۔ حمرہ (سرخباد)

اِس قسم کا ورم بہ نسبت دیگر اورام کے نرالی شکل میں ہوا کرتا ہے۔ اس میں دو صفات ایسی ہیں۔ جو دوسری قسم ورم میں نہیں ہوا کرتیں۔ اول سرخی دوم اس کا جلد جلد بڑھتے جانا۔ اگرچہ ہر ایک ورم میں کم و بیش سُرخی ہوا کرتی ہے۔ لیکن یہ ورم بہت سُرخ ہوتا ہے۔ حتےٰ کہ ورم کی جگہ بالکل خون کی طرح سرخ دکھائی دیتی ہے پھر تمام اورام کم و بیش اپنے اردگرد میں ترقی کرتے ہیں لیکن یہ ورم بہت ہی سرعت سے ترقی کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے عموماً ایک سرخ دھبہ سا دکھائی دیتا ہے جو آناً فاناً بڑھتا ہوا تمام عضو کو گھیر لیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جیساکہ ابھی اس کی علامات کے ضمن میں مفصل ذکر کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ یہ ورم جسم کے ہر ایک حصہ میں ہو سکتا ہے۔ اور ہوا کرتا ہے۔ لیکن عام طور پر چہرہ اور سر میں زیادہ تر ہوا کرتا ہے۔ مگر خواہ یہ مرض کسی حصہ جسم پر پیدا ہو علاج میں چنداں فرق نہیں پڑ جاتا بلکہ علاج قریباً ایک ہی طرح کا ہے کیونکہ مرض ایک ہی ہے۔ لیکن تعجب کا مقام ہے۔ کہ یونانی طب کی کتابوں میں اس حمرہ کو جو چہرہ و سر پر پیدا ہو ماشرا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور اس کو عموماً امراض سر میں بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے اعضاء میں واقع ہونے سے اس کا نام حمرہ تجویز کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک ہی مرض کو دو مختلف ابواب میں بیان کرنا سوائے تضییع اوقات اور تشویش اوراق کے کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ البتہ اس کا نقصان بچارے مبتدیوں کو یہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایک باب کی بجائے دو باب یاد کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس طرح ان کے ذہن میں ایک مرض کی بجائے دو مختلف امراض کا نقشہ جم جاتا ہے۔ جو کہ بالکل غلط ہے۔ پھر بعض مصنفین نے تو اس کو تین ابواب میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک باب ماشرا کا سر کے امراض میں باندھتے ہیں۔ دوسرا باب پھر امراض جلد میں ماشرا کے نام سے الگ باندھتے ہیں۔ اور پھر حمرہ کا الگ باب باندھتے ہیں۔ جس میں سوائے طالب علموں کی عقل مارنے اور ان کو مشکلات میں ڈالنے کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ حمرہ کو پھر دو قسم کر دیا ہے۔ ایک محض صفرائی جس کا نام حمرہ خالص رکھا گیا ہے۔ دوسرا جو صفرا اور خون کے ملنے سے پیدا ہو اس کا نام حمرہ غیر خالص رکھا گیا ہے۔

پھر بعض نے صفرادی ورم کو حمرہ اور دموی کو فلغمونی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور اگر خون و صفرا سے مرکب ہو تو نام کو بھی مرکب کر دیا ہے۔ چنانچہ خلط غالب اگر صفرا ہے تو حمرہ فلغمونی اور اگر خون غالب ہے تو فلغمونی حمرہ نام رکھا ہے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اگر خون رقیق ہے تو حمرہ اگر غلیظ ہے تو فلغمونی اس کا نشان امتیازی یہ رکھا ہے کہ سرخی کو انگلی سے دبانے پر اس گڑھے سے سُرخی غائب ہو جائے۔ اور پھر فوراً عود کر آئے۔ تو حمرہ ہے۔ اگر سُرخی بالکل غائب نہ ہو یا وہ گڑھا پھر اپنی سابقہ حالت پر جلدی عود نہ کرے۔ تو فلغمونی ہے۔ گویا حمرہ اور فلغمونی دونوں ایک ہی مرض کی دو قسمیں ہیں۔ صرف خون کی رقت اور غلظت کا فرق ہے۔ لیکن افسوس کہ طالب علموں کی عقل پر غفلت اور جہالت کا پردہ ڈالنے کے لئے امراض جلد میں پھر ایک مستقل باب فلغمونی کا علیحدہ باندھ دیا ہے۔ جس سے طالب علم بیچارے ان تمام امراض کو الگ الگ مستقل امراض سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور ابھی اغلاط کا جن ان پر الگ سوار کرایا گیا ہے۔ کہ دیکھنا صفرادی اور دموی وغیرہ امراض میں تمیز کر کے حسب خلط کے علاج کرنا۔ میں نے یہ یہاں اس واسطے لکھا ہے کہ طب جدید کے پیرو جن میں اکثر حصہ یونانی اطباء کا ہے اس خبط میں نہ پڑیں اور سمجھ لیں کہ ماشرا کوئی الگ چیز نہیں اور فلغمونی کوئی علیحدہ مرض نہیں اور حمرہ کوئی الگ مرض نہیں۔ پھر حمرہ خالص غیر خالص کے جھمیلے میں پڑنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ یہ فرق بھی صرف مریضوں کی طبائع اور جسمی حالات کے اختلاف کی وجہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک مرد قوی ہیکل اور طاقتور انسان کو یہ مرض ہو گا۔ تو ورم غلیظ اور حجم میں بڑا اور دردناک زیادہ ہو گا۔ لیکن اگر کسی بوڑھے یا کمزور اشخاص کو یہ مرض ہو گا۔ تو ان کے خون کی حالت کے مطابق نرم اور حجم میں کم وغیرہ وغیرہ اوصاف لئے ہوئے ہو گا۔ ورنہ یہ مرض بھی دوسرے اورام کی طرح صرف خون ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ کسی دوہری خلط سے۔ دوسرے اورام اور اس ورم میں فرق صرف یہ ہے کہ دوسرے اورام عموماً جلد کے نیچے گوشت میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اس کا اثر صرف جلد میں ہی رہتا ہے۔

ماہیت تشریحی!

ایک قسم کی زہر ہے۔ جو نباتی یا حیوانی تعفن سے پیدا ہوتی ہے۔ جو کسی ضرب و زخم یا رگڑ اور خراش والی جلد میں لگ کر خون میں سرائت کر جاتی ہے۔ جس پر قوت حیوانی متنبہ ہو کر اس کے مقابلہ کے لئے دوران خون کو تیز کر کے مقام ماؤف پر یہ ورم پیدا کر دیتی ہے۔ کبھی اس مرض کے مریض سے بھی بطور چھوت کے تندرست اشخاص کو یہ مرض ہو جاتا ہے جبکہ اُس کا مادہ کسی ایسے ہی مجروح اور پکے ہوئے مقام پر لگ کر داخل جسم ہو جائے کبھی یہ مرض بطور وبا کے عام بھی ہو جاتا ہے۔ اس زہر کی تاثیر قریب قریب زہر زنبور یا مکھی کی مکھی کی زہر کے ہوتی ہے۔

اسباب سابقہ۔ (۱) ایام شباب (۲) بدن میں خون کی کثرت (۳) جگر و گردہ کی مزمنہ امراض (۴) شراب نوشی کی عادت (۵) خون کا غیر لبجی ہونا (۶) موسم برسات (۷) خاص اس مرض کا کبھی پہلے بھی ہو چکنا (۸) نقرس یا وجع المفاصل مزمن۔

اسباب واصلہ۔ (۱) چھوت (۲) دھوپ میں پھرنا (۳) بول و براز کا بند ہو جانا (۴) ضرب و زخم کا ہونا۔ (۵) زخم کا صاف نہ رکھنا۔

علامات

پہلے لرزہ اور اعضاء شکنی ہو کر یا یونہی بخار ہو جاتا ہے۔ جی متلانا سر میں درد ہوتا ہے۔ زبان کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔ بعض کو قے یا اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض کو خصوصاً جوانوں کو نکسیر پھوٹ پڑتی ہے۔ بعض کو خصوصاً بچوں کو ہاتھ پاؤں میں تشنج واقعہ ہونے لگتی ہے۔ اکثر ابتداء ہی میں مریض کا گلا دُکھنے لگتا ہے۔ کبھی یہ علامت مرض کے ابتداء سے انتہاء تک چلی جاتی ہے۔ مگر بعض میں یہ علامت نہیں بھی ہوتی۔ بعد چند گھنٹہ یا ایک دو روز کے جلد پر ایک سرخ سا دھبہ پڑ جاتا ہے جو بہت جلدی ورم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اگر یہ مرض سر پر۔ یا چہرہ پر نمودار ہو تو اکثر سر یا کان یا ناک کی ایک طرف سے یا گوشہ دہن یا رخسارہ یا نچلے پپوٹے کی ایک جانب سے یہ سوجن شروع ہو کر رفتہ رفتہ تمام چہرہ سر اور گردن بلکہ شانہ تک پھیل جاتی ہے۔ چہرہ سوجکر بدصورت ہو جاتا ہے۔ آنکھیں شدت ورم سے کھل نہیں سکتیں۔ اور ناک بھی سوج کر بند ہو جاتی ہے مقام ماؤف بنا ہوا۔ گرم۔ سُرخ اور چمکدار ہوتا ہے۔ اور وہاں درد بہت ہوتا ہے۔ اور اگر یہ ورم ہاتھ یا پاؤں میں پیدا ہو تو ورم بڑھتے بڑھتے ساری پنڈلی بلکہ ران و کولہے تک بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح ہاتھ سے ساعد اور بازو بار ہا مونڈھوں (شانہ) تک چلی جاتی ہے۔ اسی طرح کمر پشت اور پیٹ وغیرہ پر پھیل جایا کرتی ہے۔ کبھی تو یہ ورم اپنی ابتدائی جگہ پر ہی مستحکم رہتا ہے۔ اور آگے آگے بھی بڑھتا جاتا ہے جو کہ بہت ردی اور شدید ہوتا ہے۔ لیکن اکثر ابتدائی جگہ کو چھوڑتا جاتا ہے۔ اور آگے آگے منتقل ہوتا جاتا ہے۔ اور جس طرف کو ورم بڑھتا جاتا ہے اس طرف سوجن اور سُرخی کا کنارہ بخوبی نمایاں ہوتا ہے۔ لیکن جس طرف سے ورم گھٹتا جاتا ہے ادھر یہ حالت نہیں ہوتی۔ ماؤف اور تندرست جلد میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اکثر تو یہ ورم ایک ہی جانب کو بڑھتا ہے۔ لیکن کبھی چاروں طرف کو بڑھتا جاتا ہے۔ اور جہاں کی جلد ڈھیلی ہوتی ہے۔ مثلاً پپوٹے یا فوطے وغیرہ وہاں ورم بہت زیادہ منتفخ ہوتا ہے۔ اور اُنگلی سے دبانے پر وہاں گڑھا پڑ جاتا ہے۔ لیکن جہاں کی جلد تنی ہوئی ہوتی ہے۔ مثلاً کان یا سر کی جلد تو وہاں پر ورم کم لیکن درد زیادہ ہوتا ہے۔

اگر یہ مرض خفیف ہو تو بخار بھی نرم ہوتا ہے۔ اور خود بخود یا کسی علاج سے جلدی ہی چوتھے پانچویں دن کے اندر اندر ورم کم ہو کر اور اس کی سرخی اور نفخ وغیرہ دور ہو کر بخار اُتر جاتا ہے۔ اور مقام ماؤف کی جلد سے چند روز تک چھلکے اُترتے رہتے ہیں۔ بلکہ سر پر مرض دور ہونے کے بعد چھلکے اُترنے کے ساتھ ہی بعض دفعہ بال بھی اُکھڑ جاتے ہیں۔ لیکن اگر یہ مرض شدید ہو تو مقام ماؤف پر آبلے پڑ جاتے ہیں۔ جن میں زردی مائل رطوبت بھر جاتی ہے۔ اور پھر یہ آبلے ٹوٹ کر زخم بن جاتے ہیں۔ اور قرب و جوار کی گلٹیاں وغیرہ بھی ماؤف ہو کر مبتلائے مرض ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی وہاں کی ساخت مردار پڑ جاتی ہے۔

اس مقامی ورم یا سوزش کے بڑھنے کے ساتھ ہی بخار (تپ) میں بھی ترقی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تیسرے چوتھے روز بخار ۱۰۴ یا ۱۰۵ درجہ کا ہو جاتا ہے۔ اور اگر ورم کو اور بھی ترقی ہو تو بخار بھی اور تیز ہو جاتا ہے۔ برخلاف ازیں اگر ورم خفیف ہو تو بخار ۱۰۲ درجہ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ نبض تیز اور بھری ہوئی اور فی منٹ ایک سو سے ایک سو بیس دفعہ حرکت کرتی ہے۔ زبان خشک اور اس کی رنگت جو پہلے سفید غلاظت لئے ہوئے تھی۔ اب بھوری میل جمی ہوئی معلوم ہوتی ہے پیشاب کم مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ گویا کہ گردے بھی ماؤف ہو جاتے ہیں۔ کبھی حلق میں زیادہ سوزش ہو کر ورم پیدا ہو جانا اور سانس لینے یا نگلنے میں سخت تکلیف ہو جاتی ہے۔ ابتدائے ورم کے پانچویں یا چھٹے روز بخار عموماً اتر جاتا ہے۔ لیکن اگر ورم میں تخفیف نہ ہو تو بخار بڑھتا جاتا ہے۔ اور دس یا پندرہ یا بیس دن کے اندر اندر مریض جاں بحق ہو جاتا ہے۔

موت اس مرض میں کبھی تو صرف ضعف سے واقع ہوتی ہے۔ مگر اکثر اس کا اثر دماغ پر ہو کر ہذیان یا مرض سبات (گہری نیند) اور بیہوشی سے واقع ہوا کرتی ہے۔ خصوصاً جب یہ مرض سر اور چہرہ میں ہو تو ضرور ہی باہر سے دماغ کے اندر ورم منتقل ہو کر مذکورہ بالا ورم دماغی کی علامات پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ نوزائیدہ بچوں میں عموماً یہ مرض ناف کے زخم سے جو دایہ یا دودھ پلانے والی کی غلطی سے ناف کی نالی کے ٹوٹ جانے سے ہو جاتا ہے پیدا ہوا کرتی ہے اور زچہ کو اس کی چھوت سے بخار ہو سکتا ہے۔

انجام

اگر بخار خفیف ہو ورم کی رنگت خوب سرخ ہو اور ورم دور تک پھیلا ہوا نہ ہو اور مریض جوان ہو تو انجام صحت پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر بخار تیز ورم دور تک پھیلی ہوئی ورم کی رنگت اودی یا سیاہ پڑ جائے یا اس پر نیلے رنگ کے آبلے پڑ کر ان میں پیپ پڑ جائے یا وہ مقام مردار پڑ جائے یا مریض بچہ یا کمزور یا بوڑھا یا شرابی ہو تو انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خصوصاً اس بیمار کے بچنے کی امید بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ جس کے اندر دلی اعضاء میں بھی اس مرض کا اثر ہو جائے۔ مثلاً کبھی پھیپھڑوں میں ورم شدید ہو کر مریض دم گھٹ کر مر جاتا ہے۔ کبھی کھانسی۔ ذات الریہہ یا ذات الجنب وغیرہ امراض ہو جاتے ہیں۔ کبھی دماغ تک ورم پہنچ کر شدید ہذیان (سرسام) یا قوبا (سبات) ہو کر مریض مر جاتا ہے۔

تشخیص مرض

اس مرض کو (۱) سوزش جلد (۲) نار فارسی یعنی چمرہ (۳) گلوتر یعنی قوبائے منطقیہ (۴) دل چہرہ (۵) کنجیسٹر وغیرہ سے تشخیص کر لینا ضروری ہے۔ چنانچہ (۱) سوزش جلد میں۔ جلد پر سرخ سرخ دھبے ہوتے ہیں۔ جو تعداد میں عموماً دو یا تین ہوتے ہیں۔ اور اس کی طرح زیادہ ابھرے ہوئے نہیں ہوتے اور ان کے ساتھ شدید بخار نہیں ہوتا۔ (۲ و ۳)

نار فارسی اور قوبا کے کیلے یا دانے متفرق ہوتے ہیں۔ (۴) دُمل چہرہ میں مقام ورم گول اور دُمل کی شکل پر ہوتا ہے۔ پھیلنے والا نہیں ہوتا۔ (۵) کنھپیڑے میں ورم صرف کانوں کے سامنے اور نیچے ہوتا ہے۔

علاج

اگر مریض طاقتور اور دموی (بہت خون والا) ہو تو فصد یا مسہلات معرقات اور مدرات کا استعمال کریں۔ لیکن چونکہ یہ مرض عموماً کمزوروں اور کمی خون والوں کو ہی ہوا کرتا ہے۔ اس واسطے اکثر مریضوں پر ان میں سے کوئی عمل بھی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ان ہر سہ عملیات سے مقصود تو محض امالہ یا خون کو کم کرنا ہوتا ہے نہ کہ کسی موہوی مادہ کو نکالنا یا کسی خلط کا تنقیہ کرنا تو جب مریض کمزور اور کمی خون والا ہے۔ تو پھر ایسا علاج جس سے مریض اور بھی کمزور ہو جائے نیک نتائج پیدا نہیں کیا کرتا۔ اس لئے اشد ضرورت کے سوا مسہل نہیں دینا چاہیئے۔ اگر دینا بھی پڑے تو تیز مسہل ہرگز نہ دیں۔ صرف آلو بخارا اور املی کے خیساندہ سے قبض کشائی کر دیں۔ یا مگنیشیا سلفاس (ایسم سالٹ) کا جلاب دیں۔ اگر پسینہ لانے کی اشد ضرورت سمجھی جائے تو کوئی کھانے کی دوا دیکر پسینہ ہرگز نہ دیں۔ کیونکہ ایسی تمام دوائیں مضعف ہوا کرتی ہیں۔ بلکہ بھاپ کے غسل کا استعمال کریں۔ یا سرد آبزن کریں۔ کیونکہ سرد آبزن کے بعد جب مریض کو گرم بستر میں لٹا دیا جاتا ہے تو اکثر پسینہ آجاتا ہے۔ اور اس کی البتہ ضرورت پڑ جاتی ہے۔ خصوصاً جب گُردے اپنا فعل بجا نہیں لاتے اور پیشاب کم اور سُرخ رنگ تلچھٹ لئے ہوئے آتا ہے۔ سوا ایسے موقعہ پر قلمی شورہ ۳ رتی۔ جوکھار ۴ رتی۔ عرق کاسنی ۵ تولہ اور عرق سونف ۵ تولہ میں حل کر کے تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے پلا دیا کریں۔ بہرحال مضعف اور جسم کو کمزور کرنے والی تجاویز علاج سے حتی الوسع بہت ہی پرہیز رکھیں۔ کیونکہ اس مرض میں مریض جلد جلد کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اشد ضرورت کے وقت اگر ان اعمال میں سے کوئی عمل کیا گیا ہو یا کسی دوسرے طبیب نے آپ سے پہلے اگر ان اعمال میں سے کوئی عمل کیا گیا ہو اور مرض میں فرق نہ پڑا ہو تو پھر دوبارہ کسی دوسرے ایسے عمل کا ہرگز ارتکاب نہ کریں۔ بلکہ مریض کو تقویت دینے کے لئے کشتہ فولاد یا اس کا کوئی انگریزی مرکب خصوصاً ٹنکچر سیٹل کا استعمال کرائیں۔ ایسے موقعہ پر فولاد بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس کی چار پانچ خوراکیں دینے سے ہی اکثر فائدہ ہو جاتا ہے۔ یعنی ورم کا بڑھنا رُک جاتا ہے۔ اور مقام ماؤف کی سُرخی کم ہو جاتی ہے۔ اور تمام عوارضات میں خفت پیدا ہو جاتی ہے۔ کشتہ فولاد خواہ کس ترکیب سے بنایا گیا ہو مفید ہے۔ مگر اس کا وزن کرنے میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ بعض تراکیب سے ایک تولہ فولاد کشتہ پوکر ایک تولہ یا سوا تولہ برآمد ہوتا ہے۔ لیکن بعض تراکیب سے ایک تولہ کا تین چار تولہ برآمد ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس میں تر پھلا وغیرہ ڈالا جائے یا مختلف قسم کی بوٹیوں کا پانی کثیر مقدار میں ملایا جائے وہ وزن میں بڑھ جایا کرتی ہیں۔ اس واسطے اس کا وزن لکھنے میں دقت ہے۔ طبیب خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ تاہم ایک چاول سے نصف رتی تک خوراک دیں۔ اور ایسی خوراک میں دو تین یا چار

دفعہ تک بھی دے سکتے ہیں۔ ٹنکچر سٹیل کی خوراک ۲۰ قطرہ سے ۳۰ قطرہ تک دن میں تین چار دفعہ دے سکتے ہیں۔ دوسرے مرکبات فولاد میں بہت اعلےٰ اس مرض کے لئے فرای ایٹ کوئینینی سائٹریس ہے۔ اس فولاد میں کونین اور رست لیموں ملایا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بھی اس مرض میں بہت مفید ہے۔ اس کی خوراک ۲ رتی سے ۵ رتی تک ہے۔

اگر فولاد کے استعمال سے قبض ہونے کا ڈر ہو تو اس کے ہمراہ مگنیشیا سلفاس فی خوراک دو تین ماشہ تک استعمال کرا دیا کریں۔ تو قبض کا اندیشہ نہ رہے گا۔

ورم کا ظاہری طور پر ننگا رکھنا اور ہوا لگتے رہنا بہت مضر ہوا کرتا ہے۔ جس سے ورم بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ایسی تدابیر اختیار کریں۔ کہ ورم ہمیشہ بیرونی ہوا سے محفوظ رہے۔ چنانچہ ایک حصہ روغن بیدانجیر (کسٹر آئیل) اور دو حصہ کلوڈین (انگریزی دوا) کو باہم ملا کر ورم پر لگا دیں۔ اس سے ورم پر ایک جھلی سی بن جاتی ہے۔ جو اس کو ہوا سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور جب وہ دوا خشک ہو جاتی ہے۔ تو مقام مرض پر اس کا کچھ دباؤ بھی پڑ جاتا ہے۔ جو ورم کو کم ہونے میں مدد دیتا ہے۔ یا اکتھیول ایک حصہ ونیرلین ۲ حصہ باہم ملا کر ورم پر لگائیں یا کشتہ جست (جست) سہاگہ بریاں۔ نشاستہ تینوں ہموزن لے کر باہم ملا دیں۔ اور ورم پر پہلے روغن بیدانجیر چپڑ کر اس پر دھوڑہ (ذرور) کو چھڑک دیں۔ یا صمغ عربی ایک حصہ کو تین حصہ پانی میں خوب گھوٹ کر لیسدار محلول بنائیں پھر دو حصہ روغن بیدانجیر قطرہ قطرہ کر کے اس میں ملاتے اور رگڑتے جائیں حتیٰ کہ ایک جان ہو جائے۔ پھر اس کو ورم پر ضماد کر دیں۔ یا سپاریاں مزدار سنگ۔ مکو خشک۔ تینوں اشیاء ہموزن پانی میں گھوٹ کر ضماد کریں۔ علاوہ ازیں! دو یہ ذیل میں سے جو دوا مل سکے فرداً فرداً یا چند کا مجموعہ جیسے میسر ہو ورم پر لگائیں۔ بامیثا۔ گل ارمنی گل قیمولیا۔ گلسرخ۔ زرد رنگ اقاقیا کشنیز۔ اکلیل الملک۔ اسبغول۔ گل انار۔ رسونت وغیرہ۔

لیکن اگر وقت پر کوئی دوا نہ مل سکے تو نمدہ یا ردی پرانی کو ورم پر رکھ کر باندھے رکھیں۔ تاکہ ہوا سے محفوظ رہے۔

اگر مریض کا کوئی اندرونی عضو اس مرض میں مبتلاء ہونے لگے۔ تو اس کی بہت ہی حفاظت کریں۔ چنانچہ اگر دماغ کی طرف اس کا اثر پہنچنے لگے تو سرسام وغیرہ کا علاج شروع کر دیں۔ اور اگر حلق میں اس کی تاثیر ہو تو خناق کا علاج ملحوظ رکھیں۔ لیکن اگر گردوں کے فعل میں خرابی دیکھیں تو اورام والتہاب گردہ کی طرف توجہ کو پھیریں۔ جیسا کہ اس کتاب میں دوسری جگہ یرقان کا مذکور ہے۔ اگر ورم بہت ہی زیادہ ہو کر عضو میں تناؤ اور درد زیادہ ہو کر تکلیف شاید کا باعث ہو کر فوراً پچنے لگا کر جلد کے تناؤ کو کم کر کے مریض کو آرام دیں۔ اور اگر ورم میں پیپ پڑ جائے تو نشتر سے چیر کر پیپ کو نکال دیں۔ اور زخم کا علاج اس کے حالات کے موافق جیسا کہ زخموں کے علاج میں مفصل لکھا جائیگا۔ اور جب یہ مرض کسی ضرب و زخم سے پیدا ہو تو اس مقام کو چند دفعہ دھو کر صاف رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ ورنہ کوئی علاج

بھی مفید نہ ہوگا۔ کیونکہ اس گندہ زخم سے اور زہر پیدا ہو کر خون میں ملتی جائیگی۔ اور مرض بڑھتا جائیگا۔ اگر ورم پر آبلے پیدا ہو کر پھوٹ جائیں تو وہ نشاستہ والا دھوڑہ بہت مفید ہوگا یا انگریزی دوا ایڈوفارم ایک حصہ بورک ایسڈ ۲ حصہ زنک اکسائیڈ ۳ حصہ باہم ملا کر چھڑکنا بہت ہی مفید ہے۔

ورم کو روک رکھنے کیلئے حیوانوں میں کسان لوگ گرم اور سُرخ لوہے سے ورم کے گرداگرد داغ دیدیا کرتے ہیں۔ جس سے ورم بڑھنے سے وہیں ٹھہر جاتا ہے اور اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ انسانوں میں تو یہ مشکل ہی اور خصوصاً شہری لوگ تو اسکی قطعاً برداشت نہیں رکھتے۔ مگر چاندی کے کاسٹک کی بتی سے اگر ورم کے اردگرد داغ دیدیا جائے تو اکثر مفید پڑتا ہے چنانچہ مینے آجتک تین مریض بچوں پر اس عمل کو کیا ہے یعنی ورم کے اردگرد کو پہلے پانی سے نم کر دیا گیا پھر اس نمدار جگہ پر نائیریٹ آف سلور (کاسٹک نقرہ) کی قلم سے دائرہ لگا دیا جس سے دو لڑکوں کا ورم تو وہیں کا وہیں رُک گیا اور دوسرے دن تک ورم بالکل رفع ہو گیا لیکن تیسرے بچہ کو مرض شدید تھی اس کا ورم اس داغدار دائرہ سے نکلکر متجاوز ہو گیا۔ پھر جس طرف بڑھا تھا دوسرا دائرہ لگایا گیا بلکہ پھر تیسرا دائرہ بھی لگانا پڑا اس بچہ کے بچنے کی امید تو نہ تھی اسی واسطے مینے سمجھا کہ مرتو اس نے جانا ہی ہے کیا حرج ہے زور تو لگا لیا جائے مگر تیسرے دائرہ کے بعد پھر ورم نہ بڑھا بلکہ صحت ہو گئی لیکن یاد رہے کہ ایسا علاج چہرہ کے ورم پر ہرگز نہ کیا جائے ورنہ چہرہ ہمیشہ کے لئے داغدار رہیگا۔ علاوہ ازیں صرف کھانے کیواسطے بھی ادویہ ہیں۔ اور بہت موثر ہیں۔ خصوصاً جہاں فصد و مسہلات و معرقات و مدرات سے اجتناب واجب ہو یا ایسا علاج مفید نہ ہوا ہو تو مندرجہ ذیل ادویہ سے علاج کرنا چاہیئے:

(۱) سفوف بیشی نمبر ۳۔ یہ دوا ایک رتی کی خوراک سے تین تین گھنٹہ بعد کھلاتے رہیں۔ یہ دوا ورم کی ابتدائی حالت یا جوش کی حالت میں جب بخار بھی تیز ہو تو بہت مفید ہے۔

(۲) سفوف سمی نمبر ۳۔ یہ دوا بھی ایک رتی خوراک سے چار چار گھنٹہ کے وقفہ سے دیں۔ یہ اس وقت موزون ہے جب مریض کمزور ہو مگر مرض شدید اور ورم غلیظ ہو یا ورم پر آبلے نکلتے ہوں خصوصاً جب مرض کو تین دن گذر چکے ہوں۔ تو پھر عین مناسب ہے۔

(۳) سفوف لفاحی۔ یہ دوا بیخ لفاح سے سفوف بیشی کی طرح بنائی جاتی ہے۔ فی خوراک ایک رتی۔ دن میں دو تین بلکہ چار دفعہ دے سکتے ہیں۔ یہ اس وقت مفید ہو سکتی ہے۔ جب ورم کا اثر دماغ کی طرف جا کر ہذیان وغیرہ شروع ہو۔ اور ورم کا رنگ خراب ہو آبلے پڑ گئے ہوں۔ مریض کی حالت ابتر ہو۔ ایسے نازک موقعہ پر یہ دوا معالج اور مریض کی اکثر بہت مدد کرتی ہے۔ مینے چند مریضوں پر اسے آزمایا ہے۔ اور اس کی تاثیر پر حیران ہو گیا ہوں۔

(۴) سفوف اثمدی نمبر ۳۔ یہ سفوف اگرچہ ہر حالت میں مفید ہوا کرتا ہے۔ لیکن خصوصیت سے ایسے مریضوں پر نہایت مفید ہے جن کو اس مرض کا اثر حلق یا پھیپھڑہ وغیرہ آلات الہوا پر پہنچکر باعث تکالیف ہو گیا ہو:

(۵) افیون بھی اس مرض میں بہت مفید ہے نصف چاول کی خوراک میں صبح شام کھلائیں:

غذا

غذا ہر حالت میں غیر محرک مگر لطیف اور زود ہضم دینی چاہیئے۔ مثلاً دودھ ماء الشعیر وغیرہ۔ لیکن کمزوری کی حالت میں شوربا بھی دے سکتے ہیں ؛

علاج

(تقدم بالحفظ) کوشش کی جائے کہ ایسے مریض کے ورم اور زخموں کا مادہ کہیں تندرست آدمی کو لگنے نہ پائے صفائی بہت رکھیں۔ اگر کوئی جسم پر زخم یا خراش ہو۔ تو اس کی حفاظت اور صاف رکھنے کی طرف توجہ مبذول رکھیں۔ مریض کے لباس و دیگر اسباب مفصلہ کو احتیاط سے پاک و صاف کر لینا چاہیئے۔ معالج یا تیماردار کو مرہم پٹی وغیرہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو صاف کر لینا ضروری ہے ؛

حب حیاتِ نسواں

صنف نازک کی پوشیدہ امراض رحم مثلاً عسر طمث (ایام ماہواری) کی بے قاعدگی یا تکلیف سے آنا) سیلان الرحم (رطوبت کا کثرت سے آنا) میلان الرحم (فم رحم کا ٹیڑھا ہونا) نتو السرہ (ناف کا اونچا ہو جانا) عقر اولاد نہ ہونا۔ اٹھرا۔ اولاد کا قبل از وقت فوت ہو جانا۔ اختناق الرحم (باؤ گولہ) صرف لڑکیاں پیدا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ جملہ اقسام اٹھرا میں نہایت مفید اور مجرب عجیب و غریب معرکتہ الاراء دوائی ہے ہزارہا مریضوں پر تجربہ کی گئی ہے۔ تین ماہ کے استعمال سے بفضلِ خدا جملہ شکایات امراض رحم دور ہو جاتی ہیں۔ قیمت یک صد گولی تین روپیہ (سے ر)

انتصابی۔ اس کا استعمال دمہ کو دور کرتا ہے اور مرض کے دورے سے نجات دیتا ہی نہایت مجرب اور یقینی مفید دوائی ہے قیمت دو روپے معہ بخور دمہ

نوٹ۔ ترکیب استعمال علیحدہ دیا جائیگا۔ قابل قدر اور نعمت غیر مترقبہ ہے

ذکاوتی } ذکاوتِ حس کو دور کرتی ہے تغلیظ منی کرتی ہے۔ جوانی کی بے اعتدالیوں۔ جلق۔ اغلام۔ کثرت ..... وغیرہ سے پیدا شدہ امراض کی بہترین دوائی ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۱۴ خوراک کی قیمت عہ ر

طلاء سرخ } عضو خاص کے تمام نقائص کو دور کرتا ہے خصوصاً جلق اغلام کثرت وغیرہ سے پیدا شدہ کمزوری کا خارجی اور مکمل علاج ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (سے ر)

حب ہمزاد } مقوی اعضائے رئیسہ۔ روح۔ ریح۔ دم پیدا کرنیوالی نہایت طاقتور دوائی ہی۔ صرف دو دن کے استعمال سی ہی جزو بدن ہو کر طاقت بخشتی ہی۔ ہزاروں مقویات ادویات میں سی ایک ہے سریع التاثیر عمدہ نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے۔ قیمت فی گولی دو آنہ۔ چالیس خوراک ۴۰ گولیاں چار روپیہ (للعہ ر) ؛

ملنے کا پتہ۔ سید الاطباء حکیم سید فضل حسین رض ممتحن دار العلوم رام داس۔ ضلع امرتسر۔

امراض الاَورام

سرسام

یہ مرض ایک نہایت کثیر الوقوع اور مشہور مرض ہے۔ جس کی حقیقت اور اصلیت اور اس کے صحیح علاج سے آگاہ ہونا ہر ایک معالج کا فرض اوّلین ہے۔ کیونکہ اگر اس مرض کے اسباب و علامات اور علاج سے کوئی معالج پورا واقف ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ بہت سی خلق خدا کی جان بچانے میں ممد و معاون ہوگا۔ بلکہ اگر وہ اس مرض کے چند مریضوں پر بھی کامیاب ہو گیا تو بس تمام لوگوں میں اس کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ اور اس کے مقابل پر لوگ کسی بڑے سے بڑے ڈاکٹر اور حکیم کو بھی ہیچ سمجھینگے۔ اس لئے اس مرض کے علاج میں ہمارے ممبران انجمن اور سند یافتہ طب جدید کو پورا علم اور پوری مہارت پیدا کرنی چاہیئے۔ پہلے مرض کی پوری ماہیت بمعہ علامات علاج کے یاد کرلیں اور۔ پھر ایسے مریضوں کا نہایت کوشش سے علاج کریں۔ چونکہ آجکل طاعون کے حملہ کے دِن ہیں اور طاعون کی مرض خود بھی اگرچہ مہلک ہے لیکن جب سرسام ہو جاتا ہے تو اس کے مہلک ہونے میں شک نہیں رہ جاتا۔ ہر ایک قسم کا سخت تپ عام طور پر اسی وقت مہلک ہوتا ہے جب اس کے ساتھ سرسام ہو جاوے۔ اِس لئے اس مرض کا پورا ماہر ہونا ہر ایک معالج کا فرض ہے ؛

ماہیت سرسام۔ سرسام حقیقت میں دماغ اور پردہ ہائے دماغ کی ورم کا نام ہے۔ عموماً تو پردہ ام الدماغ (غشاء اللیین) اور پردہ ام الرقیق (غشاء عنکبوتی) ہی مبتلاء مرض ہوا کرتے ہیں۔ یعنی ان دونوں پردوں میں ورم پیدا ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں پردے باہم اکثر جگہوں میں باہم اتصال رکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ورم سے بوجہ شراکت حصے لیتے ہیں۔ لیکن کبھی ام الجافیہ (غشاء الصلب) بھی متورم ہو جاتا ہے۔ اور کبھی پہلے ام الجافیہ متورم ہو کر نیچے کے دونوں پردوں کو بھی متورم کر سکتا ہے۔ اور وہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا سبب کوئی بیرونی ہو جیسے ضربہ و سقطہ وغیرہ اور کبھی مذکورہ بالا دونوں پردوں کی ورم سے دماغ بھی متورم ہو جا سکتا ہے۔ اور کبھی دماغ بمعہ تینوں پردوں کے متورم ہو جاتا ہے۔ جو ایک سخت قسم کا سرسام ہوتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہو سکتا کہ دماغ تو متورم ہو مگر پردہ کوئی بھی متورم نہ ہو۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ پردے متورم ہو جائیں۔ اور دماغ متورم نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پردہ ام الجافیہ متورم ہو اور دماغ کے دوسرے پردوں میں وہ ورم سرائیت نہ کرے۔ بلکہ نخاع کے پردوں میں سرائیت کر جائے جس کا ذکر ابھی علیحدہ فصل میں آئیگا۔ بہر حال جس قدر زیادہ حصص میں ورم ہو اسی قدر مرض زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور اسی قدر علامات بھی زیادہ سخت

ہوا کرتی ہیں۔ اور انجام بھی اکثر خراب ہوتا ہے ؛

اسباب سرسام۔ صدمات خارجیہ مثل ضربہ و سقطہ وغیرہ تمازت آفتاب یعنی سخت گرمی یا دھوپ کا کھانا۔ کان یا ناک کی درم کا سر میں سرایت کر جانا۔ خون کی زہر مثل آتشک۔ وجع المفاصل۔ نقرس۔ چیچک یا دیگر امراض جلدیہ میں مواد کا دماغ کی طرف منتقل ہو جانا سخت غصہ و غضب۔ سخت درجہ کا تپ خواہ کسی سبب سے ہو جس میں درجہ حرارت بہت بڑھ جائے کثرت سے خواری یعنی شراب کثرت سے پینا۔ عورتوں میں بندش حیض۔ مرض ماثرا کا دماغ کی طرف منتقل ہو جانا۔

علامات سرسام۔ سب سے اول اور ضروری علامت اس میں بخار کا موجود ہونا ہے۔ خواہ بخار کی وجہ سے سرسام ہو یا سرسام کی وجہ سے بخار ہو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ سرسام تو ہو مگر بخار موجود نہ ہو۔ دوسری خاص اور امتیازی علامت بیہوشی اور ہذیان (بکواس) ہے۔ خواہ دماغ میں درم ہو خواہ اس کے پردوں میں درم ہو کر دماغ پر دباؤ پڑے۔ بہر حال یہ علامت سرسام میں ضرور ہی موجود ہوا کرتی ہے۔ خواہ بعض اوقات سرسام کے علاوہ صرف اجتماع خون دماغ سے بھی یہ علامت ہو سکتی ہے۔ تیسری علامت تشنج کا ہونا ہے۔ کیونکہ دماغ پر دباؤ پہنچنے سے تشنجی حرکات کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ چوتھی علامت درد سر ہے۔ پانچویں علامت نیند کا نہ آنا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات مریض بہ سبب بیہوشی اور غنودگی کے سویا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کی تشنجی حرکات اور بڑبڑانا ثابت کر دیتا ہے۔ کہ وہ سوتا نہیں ہے۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علامات میں سے بعض ضرور موجود ہوتی ہیں۔ مریض کا چہرہ متفکر اور طبیعت نہایت بیچین رہتی ہے۔ اگر سرسام کی وجہ سے بخار ہو تو عموماً پہلے درد سر ہوتا ہے مزاج چڑچڑا اور دوران سر ہوتا ہے۔ اور پھر تشنج ہو کر بخار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بخار کی وجہ سے سرسام ہو تو پہلے بخار ہوتا اور پھر درد سر ہوتا ہے۔ اور بعد میں تشنج وغیرہ علامات سرسامی پیدا ہوا کرتی ہیں۔ آنکھوں کا سرخ ہونا خصوصاً جب ورم مقدم دماغ کی طرف ہو۔ حافظہ کا کمزور ہو جانا۔ خصوصاً جب ورم موخر دماغ کی طرف ہو۔ جی متلانا اور ایکایاں آتی ہیں۔ خصوصاً جب دماغ متورم ہو۔ استرخاء اور فالج کا ہونا خصوصاً جب نخاع بھی شریک ہو جائے۔ عضلات بدن میں پھڑک پیدا ہونا خاص کر کے سرسام کے شدید اور حاد ہونے کی علامت ہے۔ عضلات کا مفلوج اور ڈھیلے ہو جانا اور مریض کا چپ چاپ پڑا رہنا مرض کے انتہائی اور مزمن ہونے کی علامت ہے۔ ناک اور منہ اور زبان کی غشاء مخاطی کا خشک اور میلے ہونا اور آخر سیاہ ہو جانا مرض کی زیادتی اور شدت پر دال ہے۔ مریض کا چیخنا اور چلانا تشنج کی علامت ہے۔ بول و براز کا بے خبر نکل جانا استرخاء کی علامت ہے ؛

چہرہ پر بے رونقی اور مردنی کا چھا جانا مرض کے شدید اور آنکھوں کا تر ہونا اور ٹکٹکی لگا کر دیکھنا درم اغشیہ پر دال ہے۔ آنکھوں کا بند یا نیم وا رہنا اور ہاتھوں سے بستر کو نوچنا یا کسی موہومی چیز کو بار بار پکڑنا دماغی درم کی علامت ہے۔ آنکھوں سے قطرات اشک کا نکلنا خصوصاً ایک آنکھ سے مرض کی انتہائی حالت اور قرب موت کی علامت ہے۔ ریڑھ میں درد کا ہونا تشنج کا ہاتھوں اور پاؤں میں زور ہونا نخاع کی شراکت کو ثابت کرتا ہے۔ تنفس کا غیر منتظم اور گہرا اور سرد ہو جانا بھی نخاع کی شرکت اور مرض کے مہلک ہو جانے پر دال ہے۔ آنکھ کی پتلیوں کا سکڑا ہوا ہونا ابتداء مرض کی دلیل ہے۔ لیکن پتلیوں

کا کشادہ ہونا مرض کی آخری اور بری علامات میں سے ہے۔ نبض کا صلب ہونا ابتداء مرض پر دلالت کرتی ہے۔ اور لین ہونا مرض کی انتہائی حالت پر۔ ہاتھ پاؤں جس قدر زیادہ سرد ہوں گے اسی قدر مرض شدید سمجھا جائیگا۔ غشی اور تمدد و کزاز کا ہونا تشنج میں ورم ہو جانے کی علامت ہے۔ جس کا ذکر ابھی ورم تشنج کے بیان میں آئیگا۔

عوارض و نتائج۔ کچھ عوارض تو علامات کے ضمن میں لکھے جا چکے ہیں۔ مگر عوارض بطور نتیجۂ مرض ہو سکتے ہیں۔ وہ لکھے جاتے ہیں۔ اگر جمیع اجزاء دماغ میں ورم ہو جائے۔ اور علاج بھی بخوبی نہ ہو سکے تو یقیناً اس کا نتیجہ موت ہی ہوا کرتا ہے جس کی میعاد ۱۲ گھنٹہ سے چار یوم تک ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر بعض حصص میں ورم ہو اور علاج سے جلدی تدارک نہ ہو سکے تو بالآخر یا تو فالج ہو جاتا ہے اور یا دیوانگی کا مرض پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بعض مریض بہرے ہو جاتے ہیں۔ بعض کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے۔ شاذ و نادر اندھے بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض کو ناک مُنہ یا گردوں سے جریان خون ہو جاتا ہے جو اعتدال تک رہے۔ تو دفع مرض کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ ورنہ زیادہ جریان خون سے ہلاکت بھی ہو سکتی ہے۔ اگر مریض چار دن تک گذار دے۔ اور اس کی حالت ابھی اچھی ہو۔ تو یقیناً ایسا مریض بچ سکتا ہے۔

علاج سرسام۔ مریض کو ایسے مکان میں رکھا جائے جس میں روشنی اور گرمی نہ ہو۔ لیکن تازہ ہوا کی آمد و رفت ضروری ہے۔ مریض کے پاس کسی قسم کا شور و غل نہ ہونے پائے۔ جہاں تک ہو سکے اس کے پاس خلقت کا ہجوم نہ ہونے پائے۔ مریض کا سر اونچا رکھیں۔ اور گلے کے بٹن کھولدیں۔ اور اگر کوئی چُست کپڑا پہنا ہو۔ جیسے بنیائن اور بنڈی وغیرہ تو اس کو اُتروا دیں تاکہ اس کا دباؤ وریدوں پر نہ پڑے۔ ورنہ سر کی طرف سے خون کو نیچے اُترنے میں روکاوٹ ہوتی ہے۔

اگر قبض ہے۔ جو اکثر ہوا کرتی ہے۔ تو سفوف ربارک ۳ یا ۴ ماشہ دیکر مسہل کر دیں۔ بصورت نہ ملنے کے کوئی اور مسہل بھی دے سکتے ہیں۔ اگر مریض کو قے یا ابکایاں آتی ہوں۔ تو معدہ کے مقام پر رائی کا ضماد کر دیں اور برف کے ٹکڑے مریض کو چوسائیں۔ اور آب لیموں میں برف اور مصری ملا کر گھونٹ گھونٹ پلائیں۔ اگر ہاتھ پاؤں سرد ہوں۔ تو گرم پانی کی بوتلیں بغلوں اور کنج ران میں رکھوائیں تاکہ ٹانگوں اور باہوں کی طرف دوران خون تیز ہو کر دماغ کی طرف سے اس کا زور کم ہو جائے۔ نیز پنڈلیوں پر رائی کا ضماد کرنا یا پانی میں رائی پکا کر اس سے پاشویہ کرنا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پنڈلیوں پر سنگیاں اور رُمیاں لگواتا بھی مفید ہے۔ سر کو منڈوا کر سرد پانی سے کپڑا تر کر کے اس پر رکھیں۔ یا برف سر پر رکھیں یا سرکہ اور گلرو غن میں کپڑا تر کر کے سر پر رکھیں۔ اور یہ عمل متواتر اور مسلسل رکھیں ورنہ پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ غرضیکہ سر کو سرد کریں۔ اور ہاتھ پاؤں کو گرم رکھیں۔ ہاتھ پاؤں کپڑے سے باندھ رکھنا بھی ہاتھ پاؤں کی طرف خون کے دوران کو تیز کر دیتا ہے۔

اگر بخار کی شدت زیادہ ہو تو اس کو کم کرنے کے واسطے سرد پانی سے اسپنج کریں۔ یعنی اسپنج کے ٹکڑے کو سرد پانی سے تر کر کے بدن پر پھیریں تاکہ بدن سرد ہو جائے۔ اور حرارت کم ہو۔ اندرونی طور پر سفوف بیشی کا استعمال بھی شدت حرارت کو کم کرنے کے واسطے بہت ہی مفید اور موثر ہے۔

ہر روز گرم پانی اور صابن کا حقنہ کرنا بھی قبض کشائی اور سر کی طرف سے دوران خون کو کم کرنے کے واسطے بہت مفید ہے۔ اگر مریض جوان تنومند اور دموی جسم کا ہو تو فصد سرار و یا ہفت اندام کا کر دیں۔ نہایت مفید ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔ جب مرض روبہ انحطاط ہو تو بے خوابی کو رفع کرنے کے واسطے روغن خشخاش یا روغن کاہو یا ہر دو کو ملا کر سر پر لگانا مفید ہوتا ہے۔ کوئی منوم چیز مثل افیون یا پوٹاسی برومائڈ وغیرہ کے دینا بھی مفید ہے ؛

اگر سر کی جلد نسبتاً سرد معلوم ہو تو ایک جوان مرغ لیکر ذبح کریں۔ اور اس کا پیٹ جلدی سے چاک کر کے گرم گرم سر پر باندھ دیں۔ یا مالش کی روٹی یکطرفہ پکا کر تیل سرسوں سے چپڑ کر گرم گرم سر پر باندھ دیں۔ اکثر اوقات میں نے اس کو جادو کی طرح اثر کرتے دیکھا ہے۔ اور بعض مریض اس عمل سے بھی جانبر ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے بچنے کی اُمید بظاہر نہ تھی۔

اگر مریض کے دِل کی حرکت بہت زیادہ ہو اور خفقان اور غشی وغیرہ پیدا ہو تو مقام قلب پر رائی کا ضماد کریں۔ اور کھانے کے واسطے سفوف دیجیال نمبر ۳ ایک ایک رتی دو دو تین تین گھنٹہ کے بعد دیں۔ پلانے کے لئے عرق گاؤزبان عرق بید مشک۔ آب سیب۔ آب کشنیز ترش صندل پانی میں حل کیا ہوا دینا چاہیئے۔

جب سر کی طرف سے خون کا دوران تو کم ہو جائے۔ لیکن دماغ میں تراوش یافتہ رطوبت جذب نہ ہو جس سے دماغی علامات کم و بیش موجود ہوں۔ تو اس رطوبت کو جذب کرنے کے واسطے سفوف زیبقی یا پوٹاسی آیوڈائیڈ کا استعمال کرنا چاہیئے۔ اِن ہر دو دواؤں کی تاثیر یہ ہے کہ غدد جاذبہ کے فعل کو تیز کر دیتی ہیں۔ جس سے رطوبات ترشح یافتہ جذب ہو کر دوبارہ خون میں مل جاتی ہیں۔ اور تمام عوارض رفع ہو جاتے ہیں ؛

اگر سر سام سے آرام ہونے اور بخار اُتر جانے کے بعد دیوانگی اور مالیخولیا کی علامات ظاہر ہوں۔ تو سر پر گرم پانی کا نطول کرنا نہایت مفید ہوتا ہے ؛

اگر دورانِ مرض میں پیشاب بند ہو تو سلائی ڈالکر پیشاب کو خارج کر دینا ضروری ہے۔ ورنہ ساتھ ہی مرض سبات کے ہو جانے کا ڈر ہے ؛

مرض کے جوش کے وقت سر پر مشک سے پانی دھارنا بھی بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ خصوصاً جب مریض اپنے دماغ میں آگ اور گرمی محسوس کر رہا ہوتا ہے ؛

اگر فصد یا مسہل سے امالہ نہ ہو یا ان کو تجویز نہ کر سکیں۔ تو امالہ کی ایک اور تجویز بھی کی جا سکتی ہے۔ کہ گردن کے پیچھے کوئی آبلہ انگیز دوا لگا کر وہاں چھالہ پیدا کر دیں۔ تاکہ دماغ کی طرف سے خون اس طرف آ جائے۔ اور :رم دماغ کو دور ہو جائے۔ وہ دوائیں یہ ہیں۔ ذرارِیح یعنی تیلنی مکھی کا ضماد۔ مغز جمالگوٹا کو سرکہ میں گھوٹ کر اس کا ضماد کریں۔ یا کوڑا گندل کا ضماد کر دیں ؛

اس طرح ناک میں کوئی مخرش نسوار دیکر امالہ کریں۔ مثلاً

نسوار۔ جو سرسامی کو ہوش میں لاتی ہے۔ اور مرض کو کم کرتی ہے۔ عقرقرحا۔ کندش۔ برگ کنیر ہموزن لیکر باریک کریں۔ اور سرسامی کے ناک میں پھونکیں۔

دیگر۔ فلفل گرد۔ زنجبیل۔ نوشادر ہموزن لیکر باریک کریں اور سرسامی کے ناک میں پھونکیں۔

دیگر۔ نیلا تھوتھہ ۳ ماشہ۔ مصبر ۶ ماشہ باریک کریں۔ اور ناک میں پھونکیں۔

سعوط۔ جو سرسامی کو ہوش میں لائے۔ پوست رہیۂ ۱ تولہ۔ عصارہ فثا الحمار یا عصارہ برگ آک (ندارد) ۳ تولہ میں گھوٹیں اور چھان کر ناک میں ٹپکائیں۔

سعوط دیگر۔ پیاز نرگس۔ پیاز نربق ہموزن دونوں یا جو بھی ان میں سے مل سکے اس کا پانی نکالیں اور اس میں تھوڑا سا نمک حل کر کے ناک میں ٹپکائیں۔ اور متواتر ڈالیں۔ حتیٰ کہ ہوش آجائے۔

غذا مریض۔ سرسام کی مرض میں ابتداءً تو غذا کا دینا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ مرض کے غلبہ کے وقت طبیعت غذا کی طرف منفعت ہو ہی نہیں سکتی۔ تاہم آب انار شیریں۔ آب کدو۔ آب ترلوز۔ آب انگور۔ آب سیب۔ آب بہی وغیرہ دے سکتے ہیں۔ جو پھلوں کا پانی ہونے کی وجہ سے غذائیت بھی رکھتے ہیں۔ اور مریض کی پیاس اور قے کو بھی روکتے ہیں۔ دل کو بھی طاقت دیتے ہیں۔ لیکن جب مرض میں کمی آجائے تو آش جو یا ساگو دانہ یا فرنی وغیرہ دے سکتے ہیں کمزوری میں دودھ اور یخنی بھی دی جاسکتی ہے۔

سرسام سلی یا سرسام قوبائی!

یہ ایک قسم کی ورم ہے جو صرف پردہ ہائے دماغ میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ ورم عام اورام حادہ کی طرح نہ تو جلدی بڑھتی ہے۔ اور نہ ہی اس کے عوارضات جلدی شدید ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی جلدی سے علاج پذیر ہوتی ہے بلکہ اکثر طبیب اس کی تشخیص میں بھی غلطی کھا جاتے ہیں۔

ماہیت مرض۔ یہ قوبا یعنی دہدر کی قسم کا ہٹیلا ورم ہے جو پردہ ہائے دماغ یعنی اغشیہ دماغ میں پیدا ہو جاتا ہے۔

اسباب مرض۔ اس کا ایک ہی سبب معدہ ہے اور وہ ہے مادہ سل کا جسم میں موجود ہونا۔ اس کا مفصل بیان مرض سل کے فصل میں آئیگا۔ اس جگہ مختصر طور پر لکھدیا ہے۔ اسی طرح علاج بھی یہاں مختصر طور پر لکھا جائیگا البتہ علامات مفصل لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ اس کی سمجھ بخوبی آجائے۔ اس مرض میں اکثر تو ایک سال سے پانچ سال کی عمر کے وہ بچے ہی مبتلا ہوتے ہیں۔ جن کے خاندان میں مرض خنازیر یا آتشک موروثی طور پر موجود ہوتا ہے۔ لیکن کبھی مسلول نوجوان

بھی اس میں مبتلاء ہوسکتے ہیں۔ اس کے اسباب مؤیدہ یا محرکہ یہ ہیں۔ صدمہ دماغ یعنی سر پر ضربہ یا سقطہ کا وقوع۔ دفعتاً خوف کھا جانا۔ بچوں میں خصوصاً دانت نکالنے کا زمانہ اس کا سبب واصلہ یا محرکہ ہوا کرتا ہے۔

علامات مرض۔ یہ مرض چونکہ دیرپا اور ہٹیلی ہے۔ اور آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہے اس لئے اسکی علامات مختلف مدارج میں مختلف طور پر ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا اس کی علامات بھی درجہ وار مختلف طور پر لکھی جاتی ہیں۔

علامات منذرہ۔ مرض کے ظاہر ہونے سے مہینوں پہلے بچہ کی طبیعت دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے۔ بچہ روز بروز لاغر ہوتا جاتا ہے۔ جس کا باعث بظاہر کوئی نظر نہیں آتا۔ بچہ عموماً کھیل سے نفرت کرتا ہے۔ ذرہ سی محنت سے تھک جاتا ہے۔ سر چکراتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں درد اور تکان معلوم ہوتی ہے۔ چلتے وقت بچہ پاؤں کو گھسیٹ کر چلتا ہے اکثر یا کبھی کبھی سوتے ہوئے اچانک چیخ مار کر جاگ اٹھتا ہے۔ کبھی کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔

علامات درجہ اوّل۔ اب بخار دائمی مگر نرم رہتا ہے جس کا درجہ حرارت زیادہ سے زیادہ ۱۰۲ ہوا کرتا ہے بچہ مغموم رہتا اور اس کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ کبھی کھیلتا کھیلتا ڈر کر اپنی والدہ کی گود میں آ چھپتا ہے۔ اگر شیر خوار ہو تو اپنی ماں کے سینہ کے ساتھ ڈر کر چمٹ جاتا ہے۔ بے چینی اور بے خوابی میں مبتلا رہو جاتا ہے۔ دوران سر اکثر ہوتا ہے۔ جس سے گھبرا کر ایک آدھ منٹ تک بچہ اِدھر اُدھر دیکھتا اور پھر رونے لگتا ہے۔ بچہ ذرا بڑا ہو تو درد سر کی شکایت کرتا ہے۔ چلتے وقت پاؤں کو گھسیٹ کر چلتا ہے ؛

ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ قبض رہتی ہے۔ دودھ پیا ہوا یا کھانا کھایا ہوا عموماً قے کر دیتا ہے۔ اکثر سبز رنگ کی قے ہوتی ہے۔ اس مرض میں بھوک اور پیاس دونوں کم ہو جاتی ہیں۔ والدین بچہ کو معمولی بدہضمی کا مریض سمجھکر بے اعتنائی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک سخت درجہ کی مہلک مرض ہے۔ چنانچہ قریب ایک ہفتہ بھر کے علامات میں اور زیادتی ہو جاتی ہے ؛

علامات درجہ دوم۔ بچہ چارپائی پر چپ چاپ پڑا رہتا ہے۔ دماغ اس کا پریشان ہوتا ہے۔ چہرہ پر تیور چڑھائے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ بچہ اکثر دانت پیستا ہے۔ ناک یا منہ کو نوچتا رہتا ہے۔ بلانے چلانے سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ آواز اس کو بُری معلوم ہوتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے آگے شعلے اُٹھتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ کانوں میں شور و غل کی آوازیں مسموع ہوتی ہیں۔ عضلات میں تشنج ہونے لگتا ہے جس سے بچہ بار بار چیخ مارتا ہے جو اس مرض کی خاص علامت ہے۔ اگر بچہ ذرا بڑا ہو تو سخت درد سر کی شکایت کرتا ہے۔ ہذیان بھی شروع ہو جاتا ہے۔ نبض بطی ہو جاتی ہے۔ کبھی فالج بھی ہوسکتا ہے۔ مگر عام نہیں ہوتا۔ بلکہ مقامی ہوتا ہے۔ یعنی خاص خاص مقام سُن ہو جاتے ہیں۔ کسی قدر کھانسی بھی اس مرض میں اکثر موجود ہوتی ہے۔

یہ علامات دس پندرہ دن رکھ کر پھر تیسرے درجہ کی علامات شروع ہو جاتی ہیں۔

علامات درجہ سوم - اس درجہ امراض میں مریض بالکل بیہوش پڑا رہتا ہے۔ عضلات بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ کبھی کبھی تشنج ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد متشنج اعضاء ڈھیلے اور مفلوج ہو جاتے ہیں۔ عموماً بچہ ایک پاؤں پھیلا کر اور دوسرا شکم پر سکیڑ کر چت پڑا رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ تھرتھرانے لگتے ہیں۔ اور تھرتھراتے ہاتھوں سے ہی وہ اپنے لب اور ناک کو نوچتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خون نکل پڑتا ہے۔ یا ایک ہاتھ شرمگاہ پر رکھتا ہے۔ اور ایک ہاتھ کو اپنے چہرہ پر پھیرتا رہتا ہے۔ نبض نہایت کمزور چلتی ہے۔ حتیٰ کہ کبھی ہاتھ سے نبض بالکل غیر محسوس ہو جاتی ہے۔ اور صرف دل پر ہاتھ رکھنے سے ہی اس کی حرکت محسوس ہو سکتی ہے۔ اب آنکھ کی پتلیاں پھیلی جاتی ہیں۔ اور ان کی روشنی بُری نہیں معلوم ہوتی۔ اور حالت بیہوشی میں بچہ کا مُنہ حرکت کرتا رہتا ہے۔ گویا کہ وہ کوئی چیز چبا رہا یا نگل رہا ہے۔ بالآخر حرکت تنفس بند ہو کر یا ایک حملہ تشنج کا واقع ہو کر مریض راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔

تشخیص مرض - یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ علامات مندرجہ بالا جس طور سے لکھی گئی ہیں۔ ہمیشہ اسی طور سے ہی ظاہر نہیں ہوا کرتیں۔ اور یہ خیال نہ کر لینا چاہیئے۔ کہ ہر ایک بچہ میں یہ ساری علامات ہی پائی جانی چاہئیں۔ بلکہ ہر مریض میں بعض علامات کا فرق ضرور ہوتا ہے۔ کسی کو بہ نسبت دوسرے کے تشنج ابتداء ہی میں ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کو سارے بدن میں اور کسی کو صرف ایک ہی طرف ہوتا ہے۔ کسی کے ہاتھ پاؤں کھینچ کر اینٹھے رہ جاتے ہیں۔ بعض بیمار ایک عرصہ تک بیہوش رہتے ہیں۔ اور بعض جلدی سے ایک دو دفعہ کی تشنج سے جان بحق ہو جاتے ہیں۔ لیکن تاہم اس کی خاص خاص علامات ظاہر ہو جائیں۔ اختلاف علامات عامہ تشخیص مرض میں چنداں غلطی میں نہیں ڈال سکتی ہیں۔ کوئی بچہ جو خاص کر مسلول والدین کا ہو بلا کسی ظاہری سبب کے ہفتوں یا مہینوں سے لاغر اور کمزور اور بیمار چلا آتا ہو۔ اور اس کو غنودگی یا سُستی پائی جائے۔ اور کھانسی بھی ہو۔ تو ضرور ہی اس مرض کی طرف خیال کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً اگر ان کی اولاد اس سے پہلے اسی مرض کا شکار ہو چکی ہو۔ تو پھر اس مرض کے رہنے میں کوئی شُبہ نہیں رہ سکتا۔ اگر پھر بھی شک ہو تو دریافت کر لینا چاہیئے۔ کہ بچے کو کبھی قے ہوتی ہے یا نہیں۔ اور پاخانہ کا حال بھی معلوم کر لینا چاہیئے۔ پھر نبض میں بطور یا کمزوری پائی جائے۔ تو پھر اس مرض کے ہونے میں کچھ بھی شک نہیں کرنا چاہیئے۔ دردِ سر اور تشنج اور بچہ کا چیخ مارنا اور رونا اس کی خاص خاص علامات ہیں۔

علاج مریض - اس مرض کا پورا علاج تو مرض سل کے بیان میں آئیگا۔ جس کو بخوبی اور تفصیل سے وہیں لکھا جائیگا۔ مگر اس جگہ اس قدر لکھ دیا جاتا ہے کہ تا ہنوز چونکہ مرض سل کا کوئی شافی علاج نہیں معلوم ہو سکا۔ اس لئے یا تو مقویات و مسمنات بدن سے علاج کیا جاتا ہے۔ اور یا عوارض کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس سے بعض کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ مگر اکثر کو صرف وقتی فائدہ ہی ہوتا ہے۔ مرض چونکہ بدستور ہوتی ہے۔ اس واسطے دوبارہ سہ بارہ کئی عوارض پیدا ہو سکتے ہیں۔ البتہ بالکل ابتداء مرض میں اگر اس مرض کی تشخیص ہو جائے اور علاج بھی باقاعدہ ہو۔ تو یہ بیماری دور ہو سکتی ہے۔ مگر جب مرض بخوبی ظاہر ہو جائے۔ تو خواہ کوئی بھی علاج کیا جائے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ جب اس مرض کی صحت ہو ہی نہیں سکتی۔ تو پھر اس کی اس قدر تفصیل اور علامات تشخیص سے کیا فائدہ۔ مایوس نہ ہوں۔ کیونکہ مایوسی بہت بُری چیز ہے۔ نیز اس علم

سے کئی طرح کا فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ مثلاً جو شخص اس مرض کی مفصل ماہیت سے واقف اور پورا آگاہ ہو جائیگا۔ تو وہ اس مرض کو ابتداء ہی میں تشخیص کر لیگا۔ اور کئی قیمتی جانیں بچا لیگا۔ لیکن اگر کسی مریض کے بچانے میں ناکام بھی رہا۔ تو اس خاندان کے دوسرے بچوں کی نگہداشت اور علاج اس کے واسطے آسان ہو جائیگا۔ خصوصاً جب اسے معلوم ہو گیا۔ کہ فلاں خاندان میں اس مرض کا امکان ہے۔ اور کہ کئی بچے ان کے اس مرض سے مر چکے ہیں۔ تو ان کو ہدایات ذیل دے سکیگا۔ اول یہ کہ بچہ کو والدہ کا دودھ نہ پلایا جائے۔ بلکہ کسی تندرست دایہ کے دودھ سے اس کی پرورش کی جائے۔ دوسرا یہ کہ بچہ کو بجائے شہر کے کسی گاؤں میں پرورش کرایا جائے۔ تیسرا یہ کہ موسم سرما میں بچہ کو سردی سے خاصکر بچایا جائے۔ چوتھا جب تک بچہ کے اوپر اور نیچے کے دانت اور ڈاہڑیں نہ نکل آئیں۔ اس کو سوائے دودھ کے دوسری غذائیں کم دی جائیں۔ پانچواں یہ کہ جوں جوں بچہ کی عمر زیادہ ہوتی جائے اس کی دماغی محنت اور جسمانی مشقت سے بہت حد تک محفوظ رکھا جائے۔ علاوہ ان تمام باتوں کے بچہ کے شکم کا ہمیشہ خیال رکھا جانا ضروری ہے۔ اور وہ اس طرح کہ بچہ کو قبض کبھی نہ ہونے دیں۔ اور شکم کی ادنیٰ شکایت کو بھی ایک بھاری مرض شمار کرنا چاہیئے۔ اور فوراً روغن بید انجیر یا سناء مکی یا ریوند وغیرہ سے قبض کشائی کر دینی چاہیئے۔ یا سفوف زیبقی نمبر ۱ کھلا کر اس کے بعد تھوڑا سا مگنیشیا عرق سونف میں حل کر کے پلانا چاہیئے۔ تاکہ قبض کھل جائے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر بچہ کو قبض نہ ہوگی تو یہ مرض بھی نہ ہونے پائیگی۔ اگرچہ ایسے مریض کو زیادہ اسہال بھی منع ہیں۔ کیونکہ کمزوری بھی ایسے بچوں کو مضر ہے۔ لیکن قبض اس سے بھی بُری ہے۔ پس جلاب دینا ٹھیک نہیں۔ بلکہ قبض کشائی بہتر ہے اور وہ بھی ایسی جو ہمیشہ رہے۔ اور یہ مطلب ایک ہی دوا سے نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ پہلی دفعہ جو دوا جس مقدار میں دست لاتی ہے دوبارہ وہ مقدار مکتفی نہیں ہوا کرتی اس واسطے بدل بدل کر قبض کشا ادویہ دینی چاہئیں۔ اور قواعد حفظان صحت کی پابندی لازمی ہے۔ بطور دوا کے ایسے مریضوں کو سفوف سمی نمبر ۳ بہت مفید ہے۔ جو ایک دو ہفتہ دیکر ایک دو ہفتے ناغہ کر دینا چاہیئے۔ دوسری دوا اسپنج سوختہ ہے۔ جو ایک ایک چاول کی مقدار میں پہلے سال اور پھر ہر سال ایک ایک چاول کی مقدار میں بڑھا کر استعمال کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ بچہ پانچ یا چھ سال کی عمر سے تجاوز کر جائے۔ تیسری دوا سرطان سوختہ ہے جو نصف رتی کی مقدار سے شروع کر کے دو تین رتی تک حسب عمر بڑھا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں روغن ماہی (کاڈلیور آئل) بھی بہت اچھی چیز ہے۔ روغن نیم بھی بہت تھوڑی مقدار میں یعنی ۱/۴ قطرہ فی سال کے حساب سے مفید ہو سکتا ہے۔

ورم سنخاع

یہ نام حرام مغز یا اس کے پردوں کے متورم ہو جانے پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ سرسام دماغ اور اس کے پردوں کے متورم ہو جانے پر بولا جاتا ہے۔ اور ان دونوں مرضوں کا حال قریب قریب یکساں اور ملتا جلتا ہے۔ سرسام میں چونکہ دماغ اور اس کے پردے مبتلاء ورم ہو جاتے ہیں۔ جس میں علاوہ دیگر علامات کے مریض کے ہوش و حواس میں فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن ورم نخاع

میں چونکہ نخاع یعنی حرام مغز یا اس کے پردے مبتلاء ورم ہو جاتے ہیں۔ جن کے افعال حس و حرکت کے ہیں۔ اس لئے اس مرض میں مریض کی کسی نہ کسی عضو کی حس یا حرکت یا دونوں میں ہی فرق پڑ جاتا ہے۔

میرا تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ کہ ہمارے دیسی معالجین اس مرض کی تشخیص میں اکثر غلطی کر جاتے ہیں۔ بمقابلہ سرسام کے کہ اکثر اطباء اس کی تشخیص بخوبی کر لیتے ہیں۔ خواہ علاج بخوبی کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی) ہو سکتا ہے کہ مرض سرسام کو مشخیص نہ کیا جائے۔ لیکن ورم نخاع کی طرف ہمارے دیسی معالجین کا ذہن جلدی منتقل نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ طب یونانی کی درسی کتب میں اس مرض کا حال مثل سرسام کے شرح و بسط سے مذکور و مسطور نہیں ہے۔ لہذا میں اپنے تمام معالج بھائیوں کی خدمت میں تاکیدی عرض کر دوں گا۔ کہ اس مضمون کو بغور ملاحظہ فرما کر بخوبی یاد کریں۔

کیفیت و ماہیت مرض۔ اس مرض میں چونکہ حرام مغز یا اس کے پردوں میں ورم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے اس حصہ نخاع سے پیدا شدہ اعصاب پر بھی اثر ہو جاتا ہے۔ اور وہ اعصاب اپنا فعل انجام نہیں دے سکتے اس لئے مختلف مقامات کی آفت سے مختلف قسم کی علامات ظاہر ہوا کرتی ہیں:

اقسام مرض۔ اگرچہ جنس عضو کے لحاظ سے تو اس کی دو ہی اقسام ہو سکتی ہیں۔ اوّل ورم نخاع دوسرا ورم اغشیہ نخاع لیکن مقامی حیثیت سے اس کی موٹی موٹی تین قسمیں بن سکتی ہیں۔ مثلاً گردن کا حصہ۔ پشت کا حصہ۔ کمر کا حصہ۔ لیکن شدت و خفت کے لحاظ سے یہ مرض دو قسم پر منقسم ہو سکتی ہیں۔ ایک شدید اور ایک خفیف۔

یہ تمام اقسام اسباب پیدائش مرض کے لحاظ سے تو سب کے سب ہی ایک قسم ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح علاج کی رو سے بھی قریباً ایک ہی قسم بن سکتی ہے۔ البتہ علامات کے رو سے ہر ایک قسم جُدا ہے۔ اِس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اس مرض کو صرف دو ہی اقسام پر منقسم کر دیا جائے۔ یہ پہلا فصل ورم نخاع کے بیان میں دوسرا ورم اغشیہ نخاع میں۔ اور آخر میں علاج سب کا ایک ہی جگہ لکھا جاویگا۔

علامات ورم نخاع۔ جس حصہ حرام مغز میں ورم ہوتا ہے۔ وہاں دھیمہ دھیمہ درد ہونے لگتا ہے۔ اور اس مقام کی حس و حرکت میں فرق پڑ جاتا ہے۔ یا وہ مقام شل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ یا پاؤں یا دونوں یا صرف ایک کمزور ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف کے ہاتھ یا پاؤں کی حس جاتی رہتی ہے۔ اور دوسری جانب کے ہاتھ یا پاؤں کی حرکت مفقود ہو جاتی ہے۔ مفلوج ہاتھ یا پاؤں لاغر ہونے لگتے ہیں۔ اور عضو ماؤف کا گوشت یا تو ڈھیلا ہو جاتا ہے یا پچک جاتا ہے۔ اور یا اس میں تشنج ہونے لگتا ہے۔ آخر کار مریض کمزور اور نڈھال ہو جاتا ہے۔ جب یہ ورم نخاع سے دماغ تک سرایت کر جائے۔ تو مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔

لیکن حرام مغز کے ہر ایک حصہ کی ورم کی علامات جداگانہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب گردن کا ایک حصہ مبتلائے مرض ہوتا ہے۔ تو دونوں ہاتھ مفلوج ہو جاتے ہیں۔ اور نگلنے اور دم لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اور سینہ اور شکم جکڑا ہوا معلوم

ہوتا ہے۔ بعض دفعہ نبض بہت بطی ہو جاتی ہے۔ یعنی آہستہ آہستہ چلتی ہے۔ اور کبھی قضیب میں شدت سے انتشار اور خیزش پیدا ہوتی ہے۔ جب پشت کے حصہ نخاع میں مرض ہوتا ہے۔ تو بعض دفعہ سارا جسم کانپنے لگتا ہے۔ دل دھڑکنے لگتا اور دم لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اور شکم جکڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب کمر کے حصہ نخاع میں ورم ہوتی ہے تو اطراف اسفل یعنی ٹانگیں مفلوج ہو جاتی ہیں۔ اور پیشاب پہلے تو بند ہو جاتا ہے جو بہ سبب مثانہ کی فالج کے اس کی قوت اخراج بول کم ہو جاتی ہے۔ لیکن بعد میں مثانہ کے پُر ہونے پر قطرہ قطرہ ہو کر خود بخود ٹپکنے لگتا ہے۔ کیونکہ مثانہ کی قوت انقباضی کم ہو جاتی ہیں۔ قوت ممسکہ نہیں رہتی۔ اسی طرح انتڑیوں کی طاقت کا حال ہوتا ہے۔ کہ پہلے تو قبض رہتی ہے۔ پھر خود بخود تھوڑا تھوڑا پاخانہ خارج ہوتا رہتا ہے ؛

مکشوفات طب جدید

فارماکوپیا طب جدید مؤلفہ ممتاز الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز ایڈیٹر رسالہ طب جدید لاہور

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر ؎ کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

اگر آپ معالجات کی بہترین کتاب اور سہل الحصول سو فی صدی مجربات کا مرقع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی ہماری کتاب مکشوفات طب جدید منگوالیں کیونکہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے ختم ہو جانے پر دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا ؛

یوں تو ہر مؤلف اسبات کا مدعی ہوتا ہے کہ اس کی تالیف سو فی صدی مجربات کی حامل ہے لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہماری کتاب ان مجربات کی حامل ہے جو انجمن خادم الحکمت کے وسیع احاطہ میں ہزاروں مرتبہ تجربہ کئے جا چکے ہیں۔ اور بہت سے مجربات ایسے ہیں جو حکیم صاحب موصوف نے نہایت محنت اور صرف کثیر سے حاصل کر کے اطباء کی خاطر من وعن درج کر دیئے ہیں۔ اور تمام نسخہ جات کو اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ طبیب تو طبیب ایک غیر طبیب بھی ان کو نہایت آسانی سے تیار کر سکتا ہے۔ کسی نسخہ میں کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی گئی۔ اور علم دواسازی کے متعلق وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور علم تشخیص الامراض کا بھی ایک مفید حصہ دیا گیا ہے ؛

نیز ہم نے عام کتب کی طرح فضول نسخہ جات لکھ کر کتاب کو ایک بہت بڑی ضخیم صورت میں پیش نہیں کیا۔ بلکہ کتاب صرف ۱۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مگر ایک ایک نسخہ اس قدر قیمتی ہے کہ کتاب کی قیمت اس کے سامنے ہیچ معلوم دیتی ہے۔ جن کے لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ یقیناً آپ کتاب کو دیکھ کر ہماری محنت کی داد دیئے بغیر نہیں رہیں گے۔ قیمت کتاب رعایتی جو تھوڑے عرصہ بعد بند کر دی جائے گی ؛ قیمت ۱۲؍ معہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

مینجر کتب خانہ طب جدید میو روڈ لاہور

خفقان القلب

اِس مرض کو عربی میں اختلاج القلب بھی کہتے ہیں۔ اور انگریزی میں پلپی ٹیشن اردو میں دھڑکا نام رکھا جاتا ہے۔ یہ مرض اگرچہ کثیر الوقوع ہے۔ اور کتابوں میں بھی اس مرض کا بیان خوب واضح اور صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ ہر ایک طبیب خواہ مبتدی ہو۔ یا منتہی سب اس سے واقف ہیں۔ حتیٰ کہ غیر طبیب بھی اکثر اس مرض کی کیفیتوں سے آگاہ ہیں۔ اندریں صورت مجھے اس مرض پر تبصرہ جیسے محقق پرچہ میں کوئی مضمون لکھنا تکرار اور اعادہ سے زیادہ وقیع معلوم نہ ہوتا۔ اگر میں اپنے تجربہ سے دیکھ نہ لیتا۔ کہ باوجود اس مرض کی تشخیص آسان ہونے کے اس کا علاج کما حقہ نہیں ہو رہا بلکہ محض اٹکل پچو سے کیا جا رہا ہے:

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ ہمارے معالجین خواہ وہ یونانی طب کے معالج ہوں یا آیورویدک کے ماتحت علاج کرنے والے اور خواہ ڈاکٹر صاحبان سب کے سب اس کا علاج تقریباً اٹکل پر کرتے ہیں۔ یعنی صرف مقوی دل یا مسکن دل ادویہ سے علاج کرتے ہیں۔ اور اسباب مرض میں سے کسی خاص سبب مرض کو متعین کر کے اس کو رفع کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ البتہ ڈاکٹر صاحبان خفقان کے اسباب کثیرہ میں سے صرف ایک عام سبب ضعف معدہ اور نفخ کا ضرور خیال کر لیتے ہیں۔ اور اس کے ازالہ میں الگ طور پر سعی بھی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے اطباء اور ویدصاحبان اس کا بھی خیال نہیں کرتے۔ ہاں خود بخود کبھی اس سبب کا علاج بھی ہو جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ یونانی کتب میں اکثر ادویہ مقوی قلب ایسی بھی مذکور ہیں۔ جو مقوی معدہ بھی ہیں۔ جیسے عود۔ دارچینی دچ ترکی۔ زرنباد۔ قاقلہ۔ سفارد کبار وغیرہ یہ ادویہ مقوی معدہ اور دافع نفخ اور کاسر ریاح بھی ہیں۔ اس لئے ایسی ادویہ یا مرکب شدہ معجونیں اگرچہ محض تقویت قلب کے لئے تجویز کی جاتی ہیں۔ لیکن جن مریضوں کی مرض معدہ کے ضعف سے ہوا نکو آرام ہو جایا کرتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ خفقان ہمیشہ مرض ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر بطور عرض کے واقع ہوا کرتا ہے۔ یعنی کبھی دوسری مرض کے نتیجہ میں بطور علامت یا بطور عرض کے پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ تو گویا مرض خفقان القلب افعال الاعضاء کے اصول کے ماتحت دو قسموں پر منقسم ہے۔ ایک حقیقی یا عضوی خفقان اور دوسرا غیر حقیقی یا مشارکی خفقان۔ اور پھر مشارکی خفقان کی کئی قسمیں ہیں۔ یعنی جس دوسرے عضو کے بیمار ہو جانے سے خفقان پیدا ہوگا۔ اسی عضو کے نام سے منسوب کیا جائے گا:

مثلاً خفقان قلب کبدی۔ خفقان قلب معدی۔ خفقان قلب معائی۔ خفقان قلب رئوی۔ خفقان قلب کلوی۔

خفقان قلب دموی وغیرہ۔

اِن تمام اقسام کا علاج بالکل علیٰحدہ علیٰحدہ اور مختلف ہوا کرتا ہے۔ لیکن ہمارے ہمعصر معالجین صرف یہی جانتے ہیں۔ کہ ضعف دل سے خفقان پیدا ہوتا ہے۔ اِس لئے اس مرض کا علاج صرف تقویت قلب ہے حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو خفقان کی تمام مشارکی اقسام ضعف قلب سے نہیں بلکہ تیزی افعال قلب سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ کسی نہ کسی اور عضو کے ضعف سے پیدا ہوا کرتی ہیں:

مثلاً خفقان رئوی صرف ریہہ کے ضعف سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ یعنی جب پھیپھڑے اپنے افعال طبعی طور پر بجا نہیں لاسکتے۔ عروق خشنہ میں بلغم جمع رہتا ہے۔ اور سانس میں ضیق اور بہت سی رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے تو پھر اس کی شرکت سے خفقان پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ قلب از روئے اپنی جسمانی حالت کے صحیح اور تندرست ہوتا ہے صرف ریہہ کی کمی فعل سے مجبور ہوکر دِل کا فعل اپنے اعتدال سے زیادہ ہوجاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر مقویات قلب دوائیں بالکل مفید نہیں ہوسکتیں۔ اور تمام مفرحات و محرکات جیسے تمام یاقوتیاں اور جواہر مہرے ایسے ہیں۔ اور انسے کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے مریض کے لئے تو صرف حب عنصل مفید ہوگی۔ اور نہایت سریع الاثری کے ساتھ مفید ہوگی۔ کیونکہ حب عنصل اگرچہ بالکل ہی مقوی قلب نہیں۔ لیکن جب ریہہ کے فعل کو تیز کردیگی۔ بلغم کا اخراج بڑھ جائے گا۔ عروق خشنہ صاف ہوجائے گی۔ سانس آسانی سے آمد و رفت کرنے لگیگا۔ تو فوراً دِل بھی اپنی اصل رفتار پر چلنے لگے گا۔ اور اسی کا نام شفاء ہے:

دوسری مثال کبدی کی کمی فعل یا دوسرے لفظوں میں ضعف کبد سے خفقان ہونے کی ہے۔ کیونکہ جب جگر اپنے طبعی افعال میں کمزور ہوگا۔ صفراء کو خون سے علیٰحدہ نہیں کرسکے گا۔ اس لئے قبض پیدا ہوگی۔ کیونکہ صفراء ہی امعاء پر گر کر تغسیل اور صفائی امعاء اور تلیین (قبض کشائی) کے لئے ممد و معاون ہوا کرتی ہے۔ اور قبض سے امعاء میں امتلاء پیدا ہوگا۔ معدہ اپنے کام میں سُست ہوجائیگا۔ غذا معدہ اور امعاء میں بند رہ کر متعفن ہوگی۔ اس سے ریاح پیدا ہوکر نفخ بن جائیگا۔ بھوک کی کمی کچھ اور ہی رنگ لائے گی۔ ایسے موقعہ پر خفقان قلب ضرور ہوگا۔ لیکن کیا ایسے موقعہ پر حجریات اور جواہرات کے سیحقے اور گاؤزبان اور ابریشم کے جوشاندے اور خیساندے مریض کو شفاء بخش ثابت ہونگے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی دوا بھی مقوی کبد نہیں ہے۔ اور نہ قبض کشاء ہے۔ پس ایسے مریض کے لئے ضروری اور مناسب اور مفید علاج وہ ہوگا۔ جو جگر کو تقویت دے۔ قبض کو دور کرے۔ مثلاً بیخ کاسنی یا اسی قسم کی کوئی اور چیز تقویت کبد کے لئے اور ریوند خطائی یا اسی قسم کی کوئی اور چیز دفع قبض کے لئے دی جائے گی۔ تاکہ اصل مرض رفع ہوجانے سے اس کی عرض یعنی خفقان خود بخود رفع ہوجائے۔ مگر ہمارے معالج ہیں کہ اسکو قلب کا مرض سمجھ کر اسی کا علاج کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ میرے ایک نہایت پیارے دوست آجکل اسی مرض میں گرفتار ہیں۔

ان کا خط ہی اس مضمون کا محرک ہوا ہے۔ خداوند کریم ان کو صحت عاجلہ و کاملہ بخشے۔

اس تمام مذکورہ بالا مضمون سے ثابت ہوا کہ مرض خفقان ضعف قلب سے نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ خفقان قلب قلب کے افعال کی زیادتی کا نام ہے۔ اگرچہ اس کے نتیجہ میں ضعف قلب ہی ہوتا ہے۔ اس میں ہمیشہ وہ دوا براہ راست قلب پر مفید اثر کر سکتی ہے۔ جو مسکن ہو۔ اور تجاویز اور تدابیر بھی وہی مفید ہو سکتی ہیں جو مسکن قلب ہوں۔ جیسا کہ اس کے علاج میں ابھی مفصل بیان کی جائیں گی۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ مرض خفقان کے جملہ اقسام کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دوں۔ تاکہ مضمون کسی قدر مکمل ہو جائے۔ اور ناظرین اس مضمون سے صحیح طور پر استفادہ کر سکیں۔ اگرچہ مضمون ذیل مختصر ہوگا۔ مگر ناظرین اس کی تفصیلات پر خود بخود حاوی ہو جائیں گے ؛

اقسام خفقان

قسم اول خفقان ذاتی حقیقی یا اصلی۔ اس میں یا تو دل کے غلاف میں ورم ہو جاتا ہے جس کو مرض ورم حجاب القلب کہتے ہیں۔ اور یا دل کے اندرونی پردہ میں جس کو غشاء المستبطن للقلب کہتے ہیں۔ ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یا صرف دل میں ورم ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تینوں میں بھی ورم پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ فوری مہلک ہے ؛

ان تینوں امراض میں چونکہ دل کا فعل اعتدال پر نہیں رہتا۔ اس لئے اختلاج اور خفقان شروع ہو جاتا ہے بعض مریضوں کو ساتھ ہی وجع القلب (جس کا بیان دیکھو کتاب الاوجاع میں) بھی ہو جاتا ہے۔ اور بعض کو غشی کا مرض بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ان تینوں امراض میں چونکہ دل کی ساخت میں فتور پڑ جاتا ہے۔ اس لئے ان کی وجہ سے جو خفقان پیدا ہو اس کو خفقان ذاتی یا خفقان اصلی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ تینوں امراض بھی بعض دوسرے اعضاء کی بعض امراض کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ جیسے مرض ذات الریہ۔ مرض وجع المفاصل۔ مرض سل۔ سخت قسم کے بخار۔ سرطان۔ سوزش گردہ وغیرہ۔ لیکن اس قسم کے خفقان کو خفقان شرکی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ خفقان قلب کا باعث ورم ہے۔ اور ورم خود قلب کی ساخت یا اس کے پردوں میں ہے۔ البتہ ان تینوں مرضوں کو اصلی اور شرکی اقسام پر منقسم کیا جا سکتا ہے مثلاً ورم قلب مفاصلی۔ سلی۔ کلوی وغیرہ۔ اسی طرح سے ورم الغشاء المستبطن للقلب مفاصلی۔ سلی۔ کلوی وغیرہ۔

اور جب کوئی شخص سخت زور کا کوئی کام کرے یا سخت بوجھ اٹھائے۔ جیسے لوہار۔ ترکھان۔ مزدور وغیرہ۔ تو بسا اوقات دل پر زیادہ زور پڑنے کی وجہ سے دل کی کوئی کیواڑی یا بطن کے اندر کی دتری طناب ٹوٹ جاتی ہے۔ جس سے ورم قلب یا ورم غشاء مستبطن للقلب ہو جاتی ہے۔ اس کو ورم قلب ذاتی یا ورم حجاب القلب ذاتی وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ مگر ورم کی وجہ سے جو خفقان ہو۔ خواہ وہ ذاتی ورم کی وجہ سے ہو یا ورم شرکی کی وجہ سے اس کو

خفقان اصلی یا ذاتی ہی کہا جائیگا۔ اگرچہ علاج کے وقت اس ذاتی خفقان میں بھی اصل مرض کا علاج جو باعث ورم ہو کیا جانا ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی خاص قلب کی ورم کا دور کرنا بھی ضروری ہوگا۔ اور جب تک ورم دور نہ ہوگا خفقان دور نہ ہوگا۔ اس لئے اس کو خفقان اصلی کہا جائیگا۔

قسم دوم۔ خفقان قلب شرکی یہ وہ ہے۔ جس میں قلب۔ حجاب القلب اور غشاء اندرون قلب وغیرہ کی ساخت میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ بلکہ صرف قلب کے افعال میں فتور واقع ہو۔ سو چونکہ یہ قسم خفقان کی بعض دوسرے اعضاء کے ماؤف ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اور انہیں اعضاء کا علاج کرنے سے رفع ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے اس کو خفقان القلب شرکی کہا جاتا ہے۔

تشخیص خفقان ذاتی و شرکی

چونکہ خفقان ذاتی اور شرکی نتائج کے لحاظ سے باہم سخت اختلاف رکھتے ہیں یعنی ذاتی خفقان قلب سخت مہلک اور علاج کو کم قبول کرتا ہے۔ اور سریع الاہلاک ہے۔ اور خفقان شرکی غیر مہلک اور علاج سے یقینی طور پر شفاء کے قابل مرض ہے۔ اس لئے ان دونوں قسموں کی علامات فارقہ کا ذکر کر دینا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ تشخیص کامل ہو کر علاج بھی صحیح اور مناسب موقع کیا جا سکے:

علامات خفقان ذاتی	علامات خفقان شرکی
(۱) بخار عموماً موجود ہوتا ہے۔ خواہ خفیف ہو یا شدید	(۱) اکثر بخار موجود نہیں ہوتا۔
(۲) جلد کا ملمس صحت کی نسبت سے زیادہ گرم ہوتا ہے خواہ بخار نہ ہو۔	(۲) جلد کا ملمس صحت کی نسبت سرد ہوتا ہے لیکن اگر بخار ہوتا ہم درجہ بخار کی نسبت ملمس سرد ہوتا ہے خصوصاً ہاتھ پاؤں ضرور سرد رہتے ہیں:
(۳) اکثر دل کے مقام پر درد اور بے چینی شدید ہوتی ہے:	(۳) درد نہیں ہوتا۔ بے چینی بھی خفیف ہوتی ہے نہ شدید:
(۴) سینے میں جکڑن ہوتی ہے۔ جس سے دم لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔	(۴) سینے میں جکڑن وغیرہ نہیں ہوتی اور نہ تنفس میں کوئی چنداں نقص آتا ہے:
(۵) بعض دماغی علامات جیسے درد سر بیہوشی یا تشنج وغیرہ ساتھ ہوتی ہیں۔	(۵) اکثر کوئی دماغی علامت ساتھ نہیں ہوتی:

(۶) مریض سخت کمزوری اور ضعف محسوس کرتا ہے اور کوئی کام کاج نہیں کر سکتا بلکہ حرکت بھی نہیں کر سکتا۔

(۷) سرد پسینہ آتا ہے۔

(۸) اکثر غشی آجاتی ہے۔

(۹) جلد کے نیچے جریان خون ہو کر مختلف مقامات پر سیاہی مائل دھبے پڑ جاتے ہیں۔

(۱۰) اگرچہ حرکت اور محنت کرنے سے سخت تکلیف ہوتی مگر آرام سے لیٹے رہنے سے بھی آرام نہیں ہوتا۔

(۶) مریض اگرچہ کسی قدر ضعف اور کمزوری تو محسوس کرتا ہے لیکن کام کاج بخوبی کرتا رہتا ہے۔

(۷) سرد پسینہ نہیں آتا۔

(۸) شاذ و نادر ہی غشی طاری ہوتی ہے۔

(۹) ایسی کوئی علامت پیدا نہیں ہوا کرتی ؛

(۱۰) صرف حرکت و محنت کے وقت ہی تکلیف ہوتی ہے اور سکون میں آرام رہتا ہے ؛

علاج خفقان

ذاتی خفقان کا علاج بھی اس کے امراض مسببہ کو تشخیص کر کے ہی عمدہ طور پر ہو سکتا ہے۔ جس کے واسطے کتب طبیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس مضمون میں تمام و کمال حالات لکھنا محال ہے۔ البتہ مجموعی صورت میں اور کلیہ کے رنگ میں صرف اس قدر لکھا جا سکتا ہے۔ کہ مریض کو بالکل آرام سے لٹائے رکھیں۔ اور اس کو اُٹھنے۔ بیٹھنے اور حرکت کرنے سے بکلی پرہیز کرائیں۔ مقام ماؤف یعنی دِل کے مقام پر سردی پہنچائیں۔ مثلاً برف رکھیں۔ یا سرد پانی کی گدی رکھیں۔ اسپغول کو پانی میں بھگو کر دِل پر ضماد کریں۔ صندل۔ دھنیاں۔ کافور۔ مطلب وغیرہ کو گلاب و سرکہ یا سرد پانی وغیرہ میں گھوٹ کر پٹی رکھیں۔ اور اس پٹی کی تجدید کرتے رہیں۔ تاکہ تبرید کا مطلب پورا ہو۔ اگر کوئی چیز بھی نہ ملے۔ تو صرف مٹی اور پانی یعنی کیچڑ لگائیں۔ اور بار بار اس کی تجدید کریں۔ یا سرد پانی کا نطول کرائیں۔ مقام قلب پر جونکیں لگائیں۔ یا آبلہ انگیز دوا لگا کر آبلہ کریں۔ کھانے کے واسطے سفوف بیشی وغیرہ مسکنات قلب کا استعمال کرائیں۔ ضعف کی حالت میں محرکات و مفرحات بھی ضرور استعمال کرائیں۔ اور اصل امراض کا جو کہ باعث مرض ہیں۔ ازالہ کریں۔ مثلاً اگر سوزش گردہ ہے۔ تو اس کا علاج کریں۔ اگر سل ہے۔ تو اس کا علاج کریں۔ اگر وجع المفاصل ہے۔ جو کہ اکثر اس مرض کا باعث ہوا کرتی ہے۔ تو اس کا علاج کریں۔ ان تمام امراض کا علاج کتب مطولات سے دیکھیں ؛

خفقان شرکی کا علاج چونکہ علاج ہمیشہ اصل مرض کے مناسب حال اور اسباب ممرضہ کے موافق کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے خفقان شرکی کے اقسام لکھ کر ان کے علیحدہ علیحدہ اسباب و علامات و علاج لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مضمون کا اصلی موضوع بھی یہی ہے۔ البتہ اس جگہ کلیہ کے طور پر یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ خفقان

شرکی کی ہر قسم میں مریض کو آرام سے لٹا دینا اور حرکت سے باز رکھنا مفید ہوا کرتا ہے۔ اور غذا کا عمدہ اہتمام کرنا یعنی سریع الہضم اور لطیف غذا دینا اور ایک غذا پر دوسری غذا کے دینے یا مختلف قسم کی اغذیہ ایک ہی وقت کھانے سے پرہیز کرانا ضروری ہے۔ ہر ایک قسم کے خفقان کے لئے سب سے اول ان ہدایات کو ملحوظ رکھ کر اس کے بعد خفقان کا اصل سبب معلوم کر کے علاج کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس کے تمام اقسام بمعہ علامات و اسباب اور علاج کے لکھے جاتے ہیں:

خفقان قلب معدی

اسباب ۔ ضعف معدہ اور بدہضمی مزمن ہی اکثر سبب اس مرض کا ہوتا ہے۔ یعنی ضعف معدہ مزمن کے مریض ہی اس مرض یعنی خفقان القلب میں عموماً مبتلا دیکھے جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسے مریضوں کا خون غیر طبعی بنتا ہے۔ کیونکہ ضعف معدہ کے باعث کیلوس عمدہ نہیں بنتا۔ پھر اس کیلوس سے خون بھی عمدہ نہیں بنتا۔ پس اس خون کو صاف اور عمدہ کرنے کے لئے قوت مدبرہ قلب کی رفتار کو تیز کر کے ان اعضاء سے جو خون کی صفائی کے لئے مقرر ہیں۔ خون کو صاف کرانا چاہتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ ضعف معدہ کی وجہ سے غذا کا رست پوری طرح سے نہیں نکلتا۔ کیونکہ کیمیائی تحلیل پورے طور پر نہیں ہو سکتی۔ اِس لئے خون بھی ایسے مریضوں میں کم پیدا ہوتا ہے۔ اور بہ سبب کمی خون قلب کے انقباض کے وقت قلب کا خانہ اذن یا بطن پورے طور پر پُر نہیں ہوتا اور دوران خون میں وہ زور جو ہونا چاہیئے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قوت مدبرہ کی غلط فہمی قلب کے افعال کو تیز کرنے کے سوا چارہ نہیں دیکھتی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ضعف معدہ کے سبب غذا جلدی تحلیل نہیں ہو سکتی اور دیر تک معدہ و امعاء میں محبوس رہنے کی وجہ سے متعفن ہو جاتی اور اس میں سڑاند پیدا ہو کر گیس یعنی ریاح پیدا ہو جاتی ہیں جس سے نفخ کی صورت بن جاتی ہے۔ اور معدہ تن جاتا ہے۔ اور معدہ کا دباؤ دِل پر پہنچ کر دل کی رفتار کے لئے مزاحم ہوتا ہے جس سے قوت مدبرہ دل کی حرکت کو تیز کر دیتی ہے۔ اور عموماً یہ تینوں وجوہات ملکر ہی مرض خفقان کو پیدا کرتی ہیں۔ مگر درجہ اول سب سے زیادہ باعث مرض ہے۔

علامات ۔ اس مرض کی علامات بہت طویل ہیں۔ پچھلے سالانہ جلسہ پر مَیں نے اسی موضوع پر اپنا لکچر رکھا تھا۔ اور پھر اب تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ کسی تبصرہ میں اس مرض پر ایک مبسوط مضمون لکھا جا چکا ہے۔ اِس لئے بجائے اس مضمون کو لمبا کرنے کے ناظرین کو تکلیف دیتا ہوں۔ کہ وہاں دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

علاج ۔ اس مرض کے علاج کے متعلق بھی اگر شرح و بسط سے لکھا جائے۔ تو کئی صفحات ختم ہو جائیں۔ لیکن چونکہ عنقریب ہی اگست یعنی اسی ماہ کی ۱۲-۱۳-۱۴ تاریخوں کو شاہدرہ میں انجمن خادم الحکمت کا سالانہ جلسہ ہے۔ جس پر میرا لیکچر صرف اسی مرض ضعف معدہ مزمن کے علاج اور مجربات پر رکھا ہوا ہے۔ اس لئے اس کا لکھنا بھی یہاں ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ جلسہ پر آنے والے دوست زبانی سب کچھ سُن لیں گے۔ اور دوسرے احباب سالانہ رپورٹ میں پڑھ لیں گے:

خفقانِ قلبِ کبدی

اسباب۔ ضعف کبد کے باعث بھی غذا پر مضر اثر پڑتا ہے۔ اور خون کثرت سے نہیں بنتا۔ اور پھر چونکہ جگر خون کو صاف کرنے کا بھی آلہ ہے۔ یعنی خون سے صفرا وغیرہ نکال کر خون کو صاف کرتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کے ضعف کے موقع پر خون کم بھی ہو جاتا ہے۔ اور غیر طبعی بھی ہو جاتا ہے۔ پس اس سے ہی مرض خفقان پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کمی خون سے دِل خون کو پوری مقدار میں گرفت نہیں کر سکتا۔ اور اس کے قبض و بسط کی رفتار میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اور خون میں صفراء ملنے سے طبیعت مدبرہ دوران خون کو تیز کرنا چاہتی ہے ؛

علامات۔ چونکہ ضعف کبد (جگر) کی علامات عام ہیں جس سے ہر ایک طبیب کم و بیش واقف ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل بھی تحصیل حاصل ہے ؛

علاج۔ اِس مرض کے لئے کشتہ فولاد نہایت عمدہ چیز ہے۔ مگر اس میں یہ نقص ہے کہ وہ قابض ہے اِس لئے اس کے ہمراہ کوئی قبض کشاء دوا کا استعمال رکھنا نہایت شافی علاج ہے۔ مثلاً ہر صبح کشتہ فولاد ہمراہ مکھن دیدیا۔ اور رات کو حب منقی ایک دو یا تین چار عدد حب ضرور کھلا دیں۔ چند ہی یوم میں خفقان دور ہو جائیگا۔

ایک انگریزی نسخہ جس کو سپلین مکسچر کہتے ہیں۔ اگر وہ عظم طحال کے لئے مقرر ہے۔ مگر اس موقعہ ایسے مریض کے لئے بھی اکسیر صفت ہے۔ کیونکہ اس میں مگنیشیا سلفاس پڑتا ہے۔ جو قبض کشاء ہے اور فرائی سلفاس بھی پڑتی ہے۔ جو فولاد کا مرکب ہے۔ اور کونین پڑتی ہے۔ جو معدہ و جگر کو مقوی ہے۔ علاوہ ازیں نسخہ ذیل بہت ہی مفید ہے۔ بیخ کاسنی ۱ تولہ۔ ریوند خطائی ۴ ماشہ سنبل الطیب ۳ ماشہ۔ تخم کشوث ۴ ماشہ کا مطبوخ ایک دفعہ ہر صبح پلا دیا کریں۔ یا نصف صبح اور نصف شام کو دیدیا کریں۔ یہ تمام نسخے میرے بارہا کے مجرب ہیں۔ اور معمول مطب اس لئے میں نے لکھ دیئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور سینکڑوں نسخے مقوی جگر اور مصفی یعنی منقی جگر کتابوں میں موجود ہیں۔ استعمال کرائے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ دونوں اوصاف مذکورہ بالا ان میں پائے جائیں۔ یعنے مقوی جگر بھی ہوں۔ اور جگر کے افعال کو تحریک دینے والے ہوں اور نیز امعاء کے فعل کو بھی تیز کرنے والے ہوں۔ تاکہ قبض نہ رہے۔ کیونکہ قبض جگر کے فعل کو کم کرتی ہے ؛

اِن تمام نسخوں کے استعمال کرنے سے پہلے اگر مندرجہ ذیل دواء کا استعمال بھی کرلیں۔ تو بہت ہی مفید ہوگا۔ اور مندرجہ بالا نسخے جلدی اثر کرینگے۔ اور صحت جلدی عود کریگی۔ اور ممکن ہے اسی دواء سے اسی دن خفقان کو آرام ہو جائے۔ اور بعد میں آہستہ آہستہ دوسرے نسخے صحت کی بنیاد کو مستحکم کر دیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ رات کو سفوف زیبقی نمبر ۱ بقدر چار سرخ مریض کو کھلا دیں۔ اور صبح کو دو تولہ مگنیشیا سلفاس پانی میں حل کر کے پلا دیں۔ یا سنا کی ۶ ماشہ کا مطبوخ پلا دیں۔ اس سے دو چار اجابتیں بھی ہو جائیں گی۔ اور جگر کا فعل بھی تیز ہو جائیگا۔ کیونکہ زیبقی ایک نہایت عمدہ محرک کبد دواء ہے ؛

خفقان القلب رئوی

اسباب۔ بہ سبب ضعف ریہہ کے بلغم کا اخراج بخوبی نہیں ہوتا۔ اِس لئے عروق خشنہ میں ہر وقت بلغم جمع رہتی ہے اور کم و بیش ضیق النفس بھی ساتھ رہتی ہے۔ اِس لئے پھیپھڑے خون کو اچھی طرح سے صاف نہیں کر سکتے لہذا خون میں کاربانک ایسڈ گیس جمع رہتا ہے۔ جس کو صاف کرنے کے واسطے قوت مدبرہ کو فعل قلب تیز کرنا پڑتا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ایسے مریض چونکہ پہلے ضعف معدہ مزمن کے بھی مریض ہوتے ہیں۔ جیساکہ میں نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اس کا انکشاف کیا تھا۔ اور گذشتہ کسی تبصرہ میں دوبارہ بھی اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اِس لئے ایسے مریض کمزور نحیف اور لاغر ہوتے ہیں۔ جن کے جسم میں خون کی مقدار بہت ہی کم رہتی ہے۔ اِس لئے بھی خفقان کا وجود ضروری ہوتا ہے کما مرّ آنفاً۔

علامات۔ اس کی علامات بھی عیاں ہیں۔ مجھے ان پر لکھنا ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ نیز مضمون بھی بہت بڑھ گیا ہے اس لئے ملتوی رکھتا ہوں۔ اور ضروری ضروری باتیں لکھ رہا ہوں:۔

علاج۔ اس مرض میں مقویات قلب ادویہ خواہ کسی قدر دو کبھی آرام نہیں ہوسکتا۔ تاوقتیکہ پھیپھڑہ کے افعال تیز نہ کئے جائیں۔ اگرچہ اس مرض کا علاج لکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک طبیب مرض ریہہ (سعال۔ ضیق وغیرہ) کے علاج سے واقف ہے۔ مگر تاہم اپنا معمول بہاء علاج لکھ دیا جاتا ہے تاکہ مجربات سے لوگ مستفید ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

سب سے پہلے سفوف مبارک یا کسی اور مناسب مسہل سے چند اجابتیں کرادیں۔ تاکہ معدہ و امعاء صاف ہو جائیں۔ اور پھیپھڑہ کی طرف سے امالہ اس طرف ہو جائے۔ بعدہٗ ایک دو دِن حب عنصل بقدر نخود صبح و شام یا ۳ دفعہ یومیہ دیں۔ اور بہتر ہو۔ کہ مطبوخ ذیل کے ساتھ دیں:۔

اصل السوس ۶ ماشہ۔ زوفہ ۶ ماشہ۔ پرسیاوشبان ۶ ماشہ انجیر دلایتی ۴ عدد۔ یہ نسخہ ایکدن کے لئے کافی ہے۔ خواہ دو دفعہ کرکے دیں یا تین دفعہ۔ اگر اس دوا کو دو چار یوم استعمال کرنے سے صحت ترقی کر رہی ہو تو فبہا اسی کو جاری رکھیں۔ لیکن اگر صحت جلد جلد ترقی نہیں کر رہی تو تیسرے چوتھے روز کے بعد کسی مقی دوا سے قے کرادیں۔ میرا معمول تو یہ ہے کہ علی الصباح مونگ کی کھچڑی مریض کو کھلادی جائے۔ اور اس کے ۱۵ یا ۲۰ منٹ بعد سفوف عشر بقدر ایک ماشہ گرم پانی سے کھلا دیا جائے۔ بہت عمدہ طور پر قے ہو جائے گی۔ جس سے معدہ کی طرف امالہ بھی ہو جائیگا۔ نیز قے کے دباؤ سے پھیپھڑوں کی جمع شدہ بلغم بھی نکل جائے گی۔ اس کے بعد پھر وہی حب عنصل والا نسخہ استعمال کرائیں۔ حتےٰ کہ پورا آرام ہو جائے۔ لیکن ایسے مریض چونکہ کمزور ہوا کرتے ہیں۔ اس واسطے ان کی عام جسمانی طاقت کو بحال کرنے بلکہ ترقی دینے کی غرض سے حب مقوی یا دوسری کوئی مقوی دوا استعمال کرائیں۔ سفوف سمی نمبر ۲ بھی عمدہ مقوی چیز ہے۔ جوارش مفرح یا مفرح یاقوتی بھی دے سکتے ہیں۔ ہر روز تازہ مکھن کھلانا اور دودھ پلانا مریض کو علاوہ طاقت کے فربہی بھی لاتا ہے۔ جس سے نہ صرف خفقان کو فائدہ ہو جاتا ہے بلکہ پھیپھڑے بھی

مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور بار بار کا نزلہ و زکام کا حملہ رفع ہو جاتا ہے ؛

خفقان القلب دماغی یا عصبی!

اسباب۔ دماغی و عصبی امراض مثلاً مرع۔ رعشہ۔ مالیخولیا۔ جنون۔ اختناق الرحم وغیرہ کی موجودگی بھی باعث خفقان ہو جاتی ہے۔ اس کی وجوہات حسب ذیل ہیں ؛

اول یہ ہے۔ کہ دل کی حرکت اگرچہ قدرتی طور پر دل کے اپنے فعل سے صادر ہوتی ہے۔ لیکن تاہم اعصاب محرک کے ذریعہ بھی اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ پس چونکہ ان امراض میں اعصاب ذکی الحس ہو جاتے ہیں۔ اِس لئے ادنےٰ بواعث سے دل کی حرکت تیز ہو جایا کرتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سب کی سب امراض دماغی نتیجہ ہوتا ہے۔ ضعف معدہ مزمن کا جیسا کہ میں نے گذشتہ جلسہ والے مضمون میں ظاہر کر دیا ہوا ہے۔ اس واسطے اکثر مریضوں میں خون بھی صاف نہیں ہوتا اور ہوتا بھی عموماً کم ہے۔ پس خفقان کا پیدا ہو جانا تعجب نہیں۔ بلکہ تعجب یہ ہے۔ کہ ایسے مریض خفقان سے بچے کیونکر رہ سکتے ہیں۔

علامات۔ ان امراض کی موجودگی ظاہر ہے۔

علاج۔ مسکنات دماغی و عصبی جیسے کافور۔ برومائڈ۔ اسطوخودوس۔ کشنیز۔ افیون۔ دھاتورہ۔ خفیف وزن میں۔ سفوف لغامی وغیرہ دیگر پہلے اعصاب کی نزاکت کو دور کریں۔ اور ان کی تحریک کو کم کریں۔ اس کے بعد مقوی معدہ اور قبض کشاء ادویہ سے علاج کریں۔ غذا کا انتظام عمدہ رکھوائیں۔ دیگر قوانین حفظ صحت کے مطابق عملدرآمد کرائیں حب منقی کا دیر تک استعمال کرانا اکثر مریضوں کو بلا کسی دیگر علاج کے بھی نہایت مفید پایا گیا ہے۔ لیکن اگر باقاعدگی سے ہر ایک عضو کا خیال رکھ کر علاج کیا جائے (جن کے یہاں علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ذکر کرنے کی نہ ضرورت ہے۔ اور نہ فرصت) تو پھر شافی مطلق کیوں شفاء نہ بخشے گا ؛

خفقان القلب کلوی

اسباب۔ ورم الکلیہ۔ سوزش کلیہ ریل الکلیہ۔ حصاۃ الکلیہ۔ ضعف کلیہ وغیرہ امراض کی موجودگی میں چونکہ گردے خون کو پورے طور پر صاف نہیں کرتے۔ اس لئے خفقان پیدا ہو جاتا ہے۔

علامات۔ ان امراض کی موجودگی تشخیص کے لئے کافی ہے ؛

علاج

اِن امراض کا علاج کرنا ہی اس کا علاج ہے ؛

خفقان القلب ذیابیطسی

اسباب ۔ جگر کی امراض ۔ کلیہ کی امراض ۔ لبلبہ کی امراض ۔ معدہ کی امراض ہی ذیابیطس کا سبب ہوا کرتی ہیں ۔ پس اگر ہر ایک مرض کے متعلق وجوہات لکھی جائیں ۔ تو جگہ اور وقت نہیں ۔ اسواسطے فی الحال اسی قدر اشارہ کر دینا ہی کافی ہے ۔ کہ مرض ذیابیطس میں خون بہت خراب اور ناکارہ ہو جاتا ہے ۔ اس واسطے طبیعت مدبرہ بدن سوائے دل کو حرکت دینے کے کوئی چارہ نہیں دیکھتی ۔

علامات ۔ ذیابیطس کا وجود کافی ہے ۔

علاج ۔ اصل مرض اور جس قدر امراض مسببہ ہیں ان کا علاج کرنا چاہیئے :

خفقان القلب دموی

اسباب ۔ اگرچہ ہر قسم کا خفقان تشرکی کا اصل سبب خون کا زہریلا ہو جانا یعنی اس میں فضلات کا موجود ہونا یا وزن معتاد سے کم ہو جانا ہی ہے ۔ جیسا کہ اوپر تمام اقسام میں بیان ہو چکا ہے ۔ لیکن چونکہ وہاں ہر ایک قسم کو کسی نہ کسی خاص عضو اور اس کی خاص خاص امراض کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے ۔ اِس لئے یہ ساتویں قسم کو صرف خون کے ساتھ اِس لئے نسبت دی گئی ہے ۔ کہ جب معالج کو اقسام مذکورہ بالا میں سے کوئی قسم بھی ثابت نہ ہو ۔ تو وہ دیکھ لے کہ یہ قسم دموی ہے ۔ سو اگر تو صرف کمی خون اس کا سبب ہے جو خواہ کسی سبب سے بھی ہو ۔ مثلاً بعض امراض حادہ کے نتیجہ میں ہو ۔ یا بعض امراض مزمن کی وجہ سے ہو یا فصد زیادہ چھوڑا گیا ہو ۔ یا بواسیر سے اخراج خون زیادہ ہوا ہو ۔ یا حیض یا نفاس کی زیادتی سے قلت خون ہو گئی ہو ۔ تو خون کو پیدا کرنے والا علاج کرے ۔ مثلاً معدہ کی تقویت کرے ۔ غذا لطیف مگر مقوی دے ۔ سیر و تفریح اور تبدیل آب و ہوا کرائے وغیرہ وغیرہ ۔

لیکن اگر خون کی کمی نہ ہو ۔ تو پھر ضروری ہے ۔ کہ خون صاف نہیں بلکہ ناقص اور ردی ہے ۔ اِس لئے خون کی صفائی کرے ۔ اگر کسی عضو میں کوئی خاص نقص نظر نہیں آتا ۔ تو تلخ نباتات کے مطبوخ یا نقوع سے معدہ و جگر کی اصلاح کرے ۔ تاکہ خون اچھا اور صاف پیدا ہو :

اس قسم میں علامات و علاج سب کچھ ایک ہی جگہ پر لکھ دیا گیا ہے :

نوٹ ۔ اسباب مذکورہ بالا کے علاوہ کتب طبیہ میں خفقان کے اور بھی بہت سے اسباب مندرج ہیں ۔ ان پر بھی کسی قدر لکھ دیتا ہوں ۔ تاکہ مضمون مکمل ہو جائے ۔ اور ادھورا نہ رہے ۔ اور وہ یہ ہیں :۔

(۱) نفخ شکم۔ اس کے متعلق خفقان معدی میں کسی قدر لکھا جا چکا ہے۔ مگر کبھی اس طرح بھی ہو جاتا ہے۔ کہ ضعف معدہ مزمن نہ ہو۔ مگر کسی تیز مخرش دوا یا غذا سے معدہ یا امعاء ماؤف ہو کر نفخ پیدا ہو جائے۔ اور خفقان پیدا کرے۔ مگر یہ خفقان مستقل مرض یا عرض نہیں۔ اور نہ ہی نفخ مستقل ہے۔ اس لئے نفخ کا علاج کرنے سے خفقان بھی دفع ہو سکتا ہے ؛

(۲) تمباکو۔ چائے۔ شراب وغیرہ سے خفقان کا ہونا ان چیزوں کے پہلے پہل استعمال کرنے اور پھر حد سے زیادہ استعمال کرنے سے خفقان پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر وہ عارضی ہے۔ مستقل نہیں۔ اس لئے اس کا علاج علیحدہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہا ان کا دیر تک استعمال سو عادی لوگوں کو اپنی معتاد تک ان چیزوں کے استعمال سے خفقان نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ دوسرے اسباب ممرضہ فراہم نہ ہوں۔ مثلاً کمی خون یا خون کا زہریلا اور خراب ہو جانا۔ سو اگر عادی شراب و چائے و تمباکو کو کسی عضو کے بیمار ہو جانے یا کمی خون وغیرہ کی وجہ سے یہ چیزیں مخالف پڑیں۔ اور انکے استعمال سے اس کو خفقان کا عارضہ ہو جاتا ہو۔ تو اسے اصل سبب مرض کا علاج کرنا چاہیئے۔ تاکہ طاقت پیدا ہو جائے۔ اور یا پھر اس نشہ کو ترک کر دے ؛

(۳) کثرت مجامعت اور حلق کو بھی اسباب خفقان میں شمار کیا جاتا ہے۔ مگر میں نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے مضمون میں اور اس مضمون میں جو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تبصرہ میں دیا تھا۔ ثابت کر دیا ہے۔ کہ کثرت مجامعت اور حلق نتیجہ ہوتا ہے ضعف معدہ مزمن کا اور ضعف معدہ مزمن خود باعث ہے خفقان کا۔ پس ایسے مریض کے معدہ و جگر کو تقویت دیکر اسے ٹھیک کر دینا چاہیئے۔ اور ان بدعات کو ترک کرنے کی ہدایت کی جاوے۔

(۴) کثرت محنت دماغی و جسمانی کو بھی خفقان کے اسباب میں شمار کیا جاتا ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ جس قدر انسان کی طاقت اجازت دے اس قدر محنت کرنے سے خفقان پیدا نہیں ہوا کرتا۔ ہاں وہ شخص ان امراض میں سے کسی مرض میں مبتلا ہے جن کی موجودگی سے خون یا تو کم پیدا ہوتا ہے یا خون صاف نہیں ہوتا۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے۔ لیکن اگر بیماری کوئی نہیں تو پھر بہر حال محنت کو ہی کم کرنا پڑے گا ؛

(۵) رنج و غم۔ فکر و تردد وغیرہ کو بھی اسباب خفقان میں شمار کیا جاتا ہے۔ سو اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ غموم و ہموم و تفکرات کا دل پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے۔ کہ کمزور اور نازک مزاج آدمی پر ہی ان کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔ پس ایسے مریض کا علاج بھی گذشتہ اقسام کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ یعنی مسکنات قلب ادویہ دیں۔ اور اعضاء انہضام کو زبردست بنانے کے واسطے اور خون کو صاف اور زیادہ کرنے کے واسطے حسب حالات مریض علاج کریں۔ یعنی جس چیز کی ضرورت ہو گذشتہ فصول میں دیکھ کر اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ جسمی کمزوری میں محرکات و مفرحات دیں۔ ورنہ صرف مسکنات کا استعمال کریں۔ مجربات مثل عقیق۔ یشب وغیرہ باوجود مسکن قلب ہونے کے مقوی اعضاء انہضام بھی ہیں۔ مشک عنبر وغیرہ

محرکات و مقویات میں نہایت اعلےٰ چیزیں ہیں۔ عرق کیوڑہ بید مشک وغیرہ فوری اثر رکھنے والے مگر عارضی فائدہ کرنیوالے ہیں۔ فولاد نہایت عمدہ چیز ہے خصوصاً مکبود و مطحول کے لئے اکسیر صفت ہے۔ سونا اور چاندی بھی مقوی اور مسکن ہیں۔ زہر مہرہ تباشیر۔ خرفہ وغیرہ صرف مسکن معدہ ہیں۔ اگر معدہ کی سوزش باعث ہو تو بہت مفید ہیں۔ ورنہ ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

نکتہ۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر عارضی یا شرکی خفقان کا علاج کرنے سے مریض کو آرام نہ ہو تو غور سے دیکھنا اور تشخیص کرنا چاہیئے۔ اغلب ہے کہ وہ خفقان ذاتی اور حقیقی ہوگا۔ ممکن ہے کہ دل کی کوئی کواڑی خراب ہوگئی ہو۔ یا شرائین کی کوئی مرض ہو یا مزمن طور کا ورم قلب یا غشاء قلب یا حجاب قلب میں ہو ؛

کتاب الاوجاع

یہ کتاب لقمان دوران بقراط زماں جناب استاد الاطباء صاحب موجد طب جدید و بانی انجمن خادم الحکمت جیسے فاضل کامل نے طب جدید کو تمام مروجہ طبوں سے کامل بااصول اور عالمگیر ثابت کرنے کے لئے تصنیف فرمائی ہے۔ اس کتاب میں اوجاع کے اقسام مع اسباب و علامات و طریق علاج درج ہیں۔ اوجاع کے متعلق جس قدر طبی کتب دنیا میں موجود ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کے ہم پلہ ایک کتاب بھی نہ ہوگی۔ طبی دنیا میں یہ اپنی طرز کی پہلی نادر کتاب ہے۔ جس میں آپ نے تمام قسم کے دردوں کا حال یکجا تحریر کر کے سمندر کو کوزہ میں بند کر کے دکھا دیا ہے۔ اور اطباء کو مطولات کی ورق گردانی سے چھڑا دیا ہے۔ محققانہ نظر سے جا بجا اپنی طرف سے علمی بحث اس خوش اسلوبی سے کی ہے۔ جو آں مکرم کی خاص دماغی قابلیت و محنت بلیغ تحقیق اور وسیع معلومات کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں باوجود طب جدید کے اصول و معارف زیادہ ملحوظ رکھنے کے آپ نے طب قدیم کے معالجات وغیرہ ایسی خوبی سے بیان کئے ہیں۔ کہ مبتدی سے لیکر منتہی تک کے لئے یکساں مفید اور ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ؛

مصنف موصوف نے جس قدر عرقریزی سے یہ ذخیرہ جمع کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ عاملانِ طب جدید کے لئے ایک صحیح دستور العمل مدون کر دیا ہے۔ حجم ایک سو سولہ ۱۱۶ صفحات ؛

یہ کتاب مجلد ہے۔ قیمت عہ۔ ممبران انجمن سے ۱۲ر

کا

لئے پتہ

منیجر دار الکتب انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

امراض القویٰ

تمام دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ میں نے تمام امراض کے آٹھ اقسام قرار دیئے ہیں۔ (۱) امراض الاوجاع (۲) امراض الاورام (۳) امراض الحمیات (۴) امراض صدمات خارجہ (۵) امراض قروحات وجروحات (۶) امراض المجاری (۷) امراض القویٰ (۸) امراض المکروہات۔

ان آٹھ اقسام میں سے ساتویں قسم امراض القویٰ ہے اور یہ امراض کی ایسی قسم ہے جس پر متقدمین کو پورے طور پر بیان کرنے کا موقعہ کم ملا ہے۔ اور یہ مضمون ابھی تشنۂ تحقیق چلا آرہا ہے۔ حتیٰ کہ ایلوپیتھک طریق نے بھی اس پر مفصل تبصرہ نہیں کیا۔ اس واسطے ضروری ہے کہ اس پر انجمن خادم الحکمت اپنی تحقیقات کے جوہر دکھائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے پہلا سوال ایک ایسی مرض کے متعلق پیش کیا ہے جو امراض القویٰ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ پیشاب کا خارج کرنا ایک فعل ہے جو حس وحرکت سے تعلق رکھتا ہے اور حس وحرکت دونوں طاقتیں ہیں۔ پس یہ مسئلہ نظام حس و حرکت کے متعلق ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس پر روشنی ڈال دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

نظام حس وحرکت۔ حس وحرکت کے بڑے مرکز دو ہیں۔ اول دماغ۔ دوسرا حرام مغز اور ان کے ماتحت دو قسم کے آلات ہیں۔ جن کے ذریعہ یہ دونوں فعل سرانجام پاتے ہیں۔ اول اعصاب۔ دوم عضلات۔

اعصاب کے فوائد۔ اعصاب کا کام اندرونی و بیرونی تاثرات کو ادھر یا اُدھر پہنچانا ہے۔ جس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) اعصاب کے بیرونی سروں میں یا ان کے درمیانی حصص میں جو تاثرات پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں عصبی مراکز تک پہنچاتے ہیں جس سے عقل کو دماغ کے توسط سے بیرونی اجسام کے وجود کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جن کو حس یا احساس کہتے ہیں۔ اور ایسے اعصاب کو جن کے تفویض یہ ڈیوٹی ہے اُن کو اعصاب حس یا اعصاب حس کہتے ہیں۔

(۲) عصبی مراکز کے تاثرات کو ان حصوں میں پہنچاتے ہیں۔ جہاں جہاں یہ اعصاب پہنچتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہاں حرکت واقع ہوتی ہے۔ ان اعصاب کو اعصاب مصدرہ یا اعصاب حرکت کہتے ہیں۔

دونوں قسم کے اعصاب اگرچہ ساخت کے لحاظ سے ایک ہی قسم کے ہیں۔ مگر افعال کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ کیونکہ ان کے موثرات کے اختلاف کی وجہ سے انکے افعال میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حسی اعصاب طبعی قوہ پر غیر جنس چیزوں کے تاثرات سے منفعل ہوتے ہیں۔ خواہ وہ موثرات بیرونی ہوں۔ یعنی جسم انسان سے باہر کی چیزیں اور خواہ بدن انسان میں کوئی غیر جنس چیز جائے۔ مثلاً کانٹا وغیرہ جو جسم میں چلا جائے یا پیٹ میں کوئی زہریلی چیز چلی جائے یا پیٹ میں کیڑے پیدا ہو جائیں۔ یا

مراد ہے گردہ اور مثانہ میں پتھری ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور اعصاب حرکت صرف انسانی ارادہ یا دوسرے موثرات اندرونی کے اثرات سے متاثر ہو کر حرکت کا فعل سرانجام دیتے ہیں۔ اور ان کا یہ فعل محض ان کے اپنے وجود سے ہی ظہور پذیر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ان کے افعال (حرکت) کے اظہار کے لئے ایک اور نظام ہے جس کو نظام حرکت یا نظام عضلی یا نظام لیفی کہتے ہیں۔ ہماری زبان میں ان اعضاء کا نام پٹھلیاں ہے۔ ہر ایک پٹھلی یعنی عضلہ چند لیفات یعنی ریشوں کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر ایک ریشہ اعصاب حرکت سے متاثر ہو کر منقبض یا منبسط ہوتا ہے۔ کیونکہ اعصاب حرکت تمام عضلات میں سرائت کئے ہوئے ہیں۔ تاکہ عضلات میں حرکت کا اثر پیدا کریں۔ اور عضلات کے اس فعل کو مکمل کریں۔

عضلی یا لیفی حرکات

تمام حیوانات کے بدن کی ہر ایک حرکت جس کو ہم اپنی آنکھ سے مشہود و محسوس کرتے ہیں۔ سب کا دارو مدار عضلات دالیاف کے سکڑنے اور پھیلنے پر ہے۔ یہ ریشے کہیں لمبے لمبے ہوتے ہیں۔ اور کہیں گول گول جب عضلے سکڑتے ہیں۔ تو ان اجزاء کے ساتھ یہ چسپاں ہوتے ہیں انہیں ایک دوسرے کے نزدیک لے آتے ہیں۔ اور جب پھیلتے ہیں۔ تو ان اجزاء کو دور لے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا پھیلنا سکڑنے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ ورنہ ایک ہی وضع پر جو اس کی طبعی وضع ہے۔ رہتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی وضع کسی مرض کی وجہ سے خراب نہ ہو گئی ہو۔

جس سے ثابت ہوا کہ عضلی الیاف یعنی ریشوں میں قدرت نے یہ وصف رکھا ہوا ہے۔ کہ کسی تنبیہ و تحریک سے متاثر ہو کر سکڑ جاتے ہیں۔ خواہ وہ تحریک دماغ سے براہ اعصاب حرکت ان میں آوے۔ اور خواہ براہ راست عضلات میں پہنچائی جاوے۔

حاصل کلام یہ کہ حس و حرکت کی صحت کا مدار دماغ اور نخاع کی درستگی۔ اور اعصاب کی صحت اور عضلات کے صحیح ہونے پر منحصر ہے۔

چونکہ زیر بحث مسئلہ میں قوت حس سے کوئی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اعصاب حس کے ذکر کو چھوڑ کر صرف اعصاب حرکت کا ذکر کیا جائیگا۔ نیز چونکہ ان اعصاب حرکت کا تعلق خاصتہً نخاع سے ہے۔ اس لئے دماغ کے ذکر کو ترک کر کے صرف نخاع کا ذکر کیا جائے گا۔ اسی طرح تمام عضلات کا ذکر بھی اس میں نہیں کیا جائے گا۔ لیکن صرف ان عضلات کا جن کا تعلق اس بحث میں لانا فرضی ہوگا۔ ورنہ یہ مضمون بلا ضرورت بہت طول طویل ہو جائیگا۔ جس نے مفصل دیکھنا ہو وہ کتب تشریح اور منافع الاعضاء کا مطالعہ کریں۔

اس جگہ ہم ایک سالم انسان کی تصویر دیکر اس کے تمام اعصاب دکھاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین تبصرہ پر یہ مسئلہ بخوبی روشن ہو جائے۔

مضمون ہذا کے متعلق صفحہ نمبر 261 کی تصویر دیکھو!

ناظرین آپ نے دیکھ لیا ہے۔ کہ اعصاب کس طرح انسان کے ہر ایک حصۂ جسم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ موٹے موٹے اعصاب اور ان کی موٹی موٹی شاخیں ہیں ان کی باریک باریک شاخیں اس قدر ہیں۔ کہ جسم کے جس کسی حصہ پر بھی آپ سُوئی چبھوئیں۔ تو کسی نہ کسی عصب پر ہی لگے گی۔ خیر اس بات کو چھوڑ دو۔ اور تصویر کی طرف ایک دفعہ پھر دھیان کرو۔ کہ جو اعصاب نخاع سے شروع ہوتے ہیں وہ تعداد میں اکتیس جوڑے ہیں۔ جن میں سے آٹھ جوڑے عنق (گردن) میں اور بارہ جوڑے پشت میں۔ اور پانچ جوڑے قطن (کمر) میں اور پانچ جوڑے عجز (نشست گاہ) میں۔ اور ایک جوڑا عصعص (دمچی) میں ہے۔

اب آپ بازوؤں اور ٹانگوں کے اعصاب سے قطع نظر کریں۔ اور پشت و گردن کے اعصاب کو بھی چھوڑ دیں کیونکہ اس جگہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

زیر بحث مسئلہ کے سمجھنے کے لئے صرف قطن۔ عجز۔ اور عصعص کے اعصاب کو دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ انہیں اعصاب کی شاخیں اعضاء تناسل اور اعضاء عانہ یعنی مثانہ وغیرہ میں جاتی ہیں۔ سو جب آپ اعصاب قطن عجز اور عصعص کی طرف نظر کریں گے۔ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان کی بعض شاخیں تو ٹانگوں کی طرف گئی ہیں۔ ان کو بھی چھوڑ دو۔ لیکن ان کی وہ شاخیں جو اس تصویر میں آزاد نظر آتی ہیں۔ یہ وہ شاخیں ہیں۔ جو جوف عانہ میں جاکر احشاء عانہ میں پھیلتی ہیں۔ اور انہیں سے ہمارا مطلب ہے۔

احشاء العانہ یعنی پیڑو کے اعضاء

جوف عانہ دراصل جوف بطن کا زیرین حصہ ہے جو عظم العجز

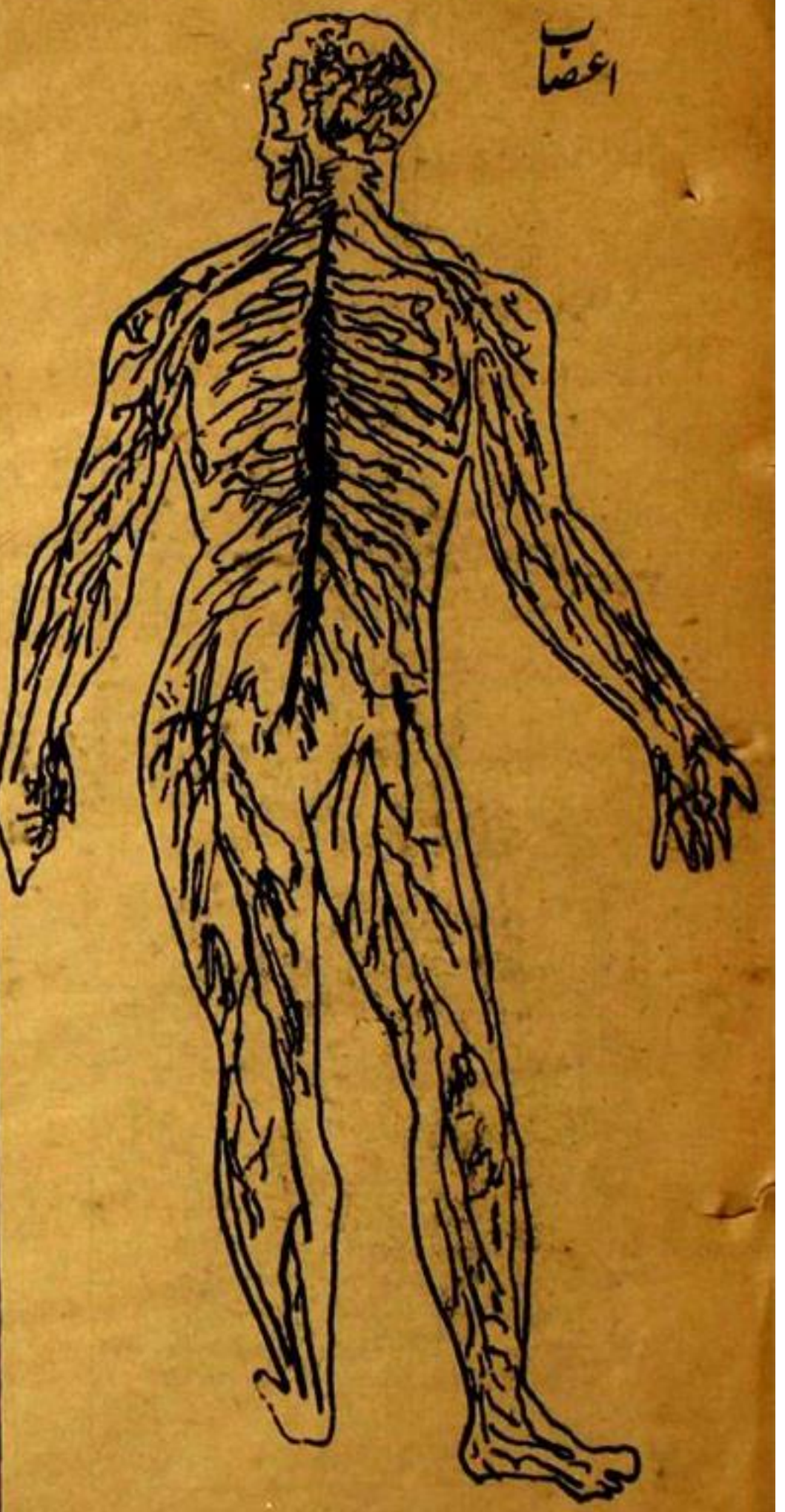

اس تصویر میں پشت کی طرف سے اعصاب نخاعیہ کے عقد اور شاخیں دکھائی گئی ہیں۔ جو حرام مغز سے لے کر جسم کے عضلات اور جلد میں پھیلی ہیں۔

کے بالائی کنارے اور اس خط کے نیچے واقع ہے۔ جو جوف عانہ کو حفرۃ الخاصرہ سے علیحدہ کر رہا ہے یہ خط حفرۃ الخاصرہ اور عظم الورک کے مابین واقعہ ہے اس جوف کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ (پیچھے) عظم العجز اور عصعص کے علاوہ رباط عجزائی ورکی عظیم (سامنے اور پہلوی جانب) عظم العانہ۔ عظم الورک اور عضلات سادہ (نیچے) رباط مثلث۔ عضلہ۔ رافعۃ المقعد اور عضلات عصعص (بالائی جانب) شکم کے جوف سے ارتباط و اتصال ہے۔

مردوں میں جوف عانہ کے اندر مندرجہ ذیل آلات جن کو اعضاء مرکبہ کہا جاتا ہے۔ داخل ہیں۔ کیفتہ البول۔ یعنے مثانہ۔ غدۃ المذی۔ ادعیۃ المنی۔ معاء مستقیم۔ امعاء قاق کا کچھ حصہ۔

عورتوں میں غدۂ مذی و ادعیہ منی کی بجائے رحم خصیتہ الرحم اور اس کے متعلقات ہوتے ہیں۔

علاوہ احشاء عانہ کے عانہ سے باہر بھی چند اعضاء ہیں۔ جن کو آلات تناسل مردانہ زنانہ کہتے ہیں۔ ان سب میں اعصاب قطن وغیرہ کی بعض شاخیں آتی ہیں اور مختلف عضلات میں ختم ہوتی ہیں۔ جن کی تحریک سے وہ عضلات حرکت میں آتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے افعال ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ اس مضمون کو مفصل بیان کرنا چونکہ طوالت کا باعث ہے۔ اس لئے ہم اس جگہ صرف چند عضلات کے نام لکھ کر اور ان میں جو اعصاب آتے ہیں۔ ان کے نام لکھ کر اور جو عمل اور فعل ان کے ذریعہ صادر ہوتے ہیں۔ مختصر طور پر لکھ کر مضمون کو ختم کر دیں گے۔ اگر بالکل ہی یہ بحث نہ لکھی جاتی۔ تو میرے خیال میں یہ مضمون بہت ہی ادھورا رہتا۔

دیکھو تصویر

عضلات عجان و انتشار قضیب

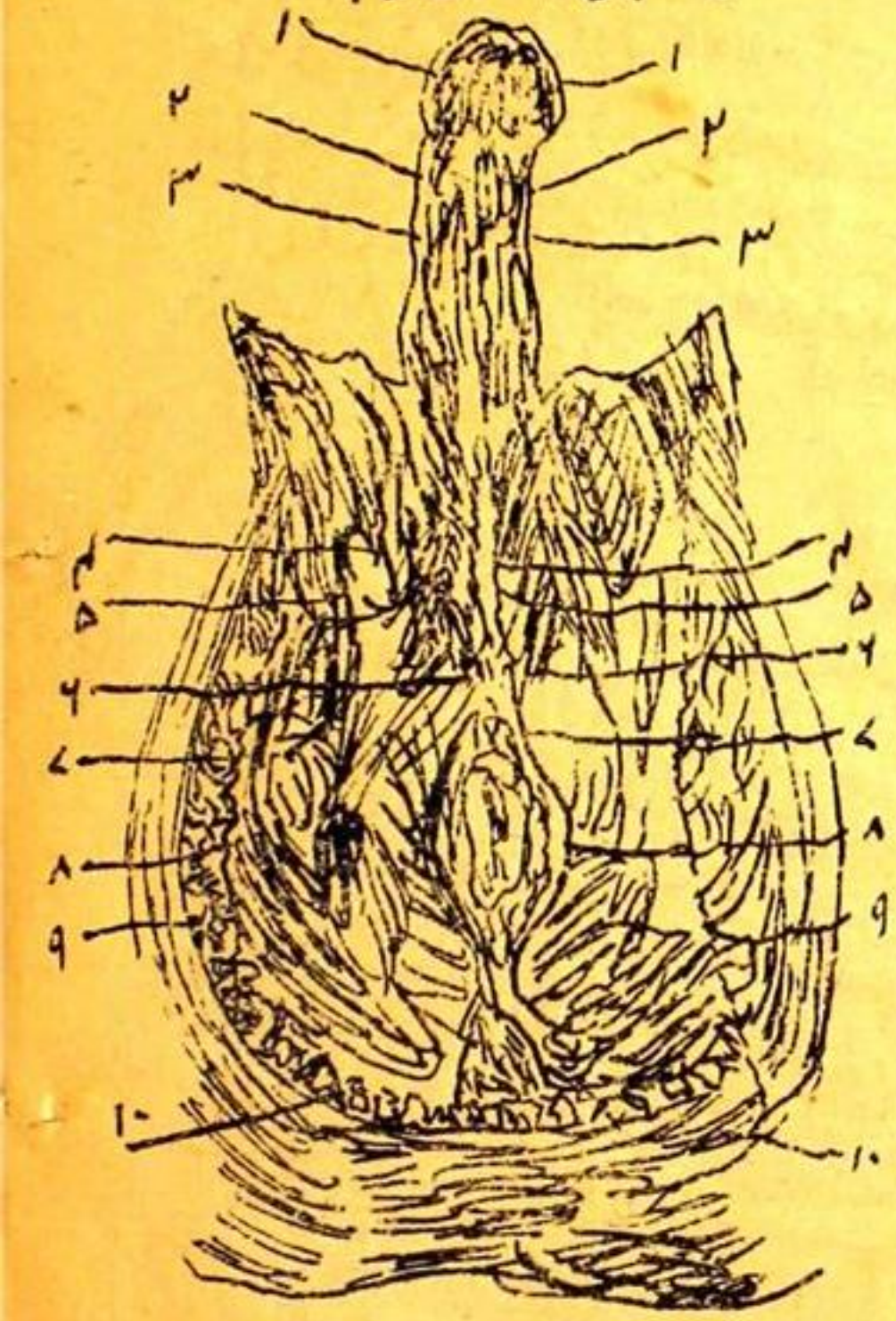

ناظرین اس تصویر کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں آلہ تناسل اور مقعد اور ان کے ارد گرد کے عضلات کی تصاویر دکھائی گئی ہیں۔ اور جن عضلات کے متعلق بیان کرنا مد نظر ہے۔ اُن پر نمبر لگا دیئے ہیں جن کا اب ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) قلفہ۔ یہ آلہ تناسل کا سر ہے (حشفہ)

(۲) جسم اسفنجی۔ یہ ایک کھوکھلا اور خانہ دار جسم ہے جس کا بیرونی پرت عضلاتی ریشوں سے بنا ہوا ہے جن کا تعلق پیچھے کی طرف مثانہ کے ریشوں سے ہوتا ہے۔

(۳) اجسام اجوف۔ یہ دو جسم ہیں۔ جو جسم اسفنجی کی بالائی سطح پر ایک دوسرے سے سٹے ہوئے حشفہ کی جڑ تک واقع ہیں۔ اور قضیب کا زیادہ تر حصہ انہی سے حاصل ہوتا ہے۔

ان تینوں حصوں کا بیان چونکہ زیر بحث مسئلہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس لئے ان کی تفصیل چھوڑ دی گئی ہے مگر چونکہ ان کے بغیر تصویر مکمل نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے مختصراً اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۴) عضلہ قاذفۃ البول۔ یہ عضلہ مقعد کے سامنے سیون کے وسطانی وتر اور وسطانی لکیر سے شروع ہوکر رباط مثلث یعنی لفافۂ عجانیہ غائرہ کی اگلی سطح۔ قضیب کے جسم اسفنجی کے پھیلاؤ اور اس کے جسم اجوف پر ختم ہوتا ہے:

عصب۔ اس میں جو عصب آتا ہے۔ اس کا نام باسوری اسفل ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے۔ چونکہ یہ عصب صفیرہ عانیہ (عانہ کا عصبی جال) کے نچلے حصے سے پیدا ہوکر معاء مستقیم میں پھیل جاتا ہے۔ اور مقعد کے ارد گرد جہاں بواسیر کے مسّے پیدا ہوتے ہیں۔ پھیلا ہوتا ہے اس۔ لئے اس کو عصب باسوری یا صفیرہ باسوری سفلی یا صفیرہ مستقیمہ سفلے بھی کہتے ہیں۔ اس کا اتصال بالائی صفیرہ مستقیمہ کی شاخوں سے ہوتا ہے:

فعل یا عمل۔ عضلۂ قاذفۃ البول میں اس عصب باسوری کی عطیہ قدرت نے یہ طاقت رکھی ہے۔ کہ پیشاب کے اخراج کے بعد اور منی کے انزال کے بعد پیشاب اور منی کے آخیری قطرات کو خارج کر دیتا ہے۔ نیز قضیب میں بحالت انتشار تنادی اور سختی پیدا کرنا بھی اس کے ذمہ ہے۔ پس جب اس عصب اور اس عضلہ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اگرچہ اس شخص کو شہوت جماع ہوتی ہے۔ انتشار بھی ہوتا ہے۔ لیکن نہ تو انتشار میں صحت کے موافق سختی اور تنادی ہوتی ہے اور نہ ہی انزال کے وقت منی پورے دفق کے ساتھ کود کر نکلتی ہے۔ اور نہ ہی نالی پورے طور پر خالی اور صاف ہوتی ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو بعض وقت غسل کے بعد بھی منی کا قطرہ آجاتا ہے۔ اسی طرح پیشاب کے بعد بھی نالی صاف نہیں ہوتی بلکہ بعد میں ایک آدھ قطرہ پیشاب کا بھی حرکت وغیرہ سے نکل جاتا ہے۔

اگرچہ سوال معینہ والا مرض صرف اسی عضلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اسی قدر جواب میں لکھدینا بظاہر کافی معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض اور فوائد کے بیان کرنے کی غرض سے ہمنے چند اور عضلات اور اعصاب کا ذکر بھی کیا ہے جن کی تفصیل ابھی آتی ہے۔

(۵) عضلہ ناصبۃ القضیب (قضیب کا استادہ کرنے والا عضلہ) یہ عضلہ ساق القضیب کے پیچھے حدبۂ درکیۂ کی اندرونی سطح اور عظم الورک اور عظم العانہ کے شعبہ سے شروع ہوکر وتر عریض کے ذریعے قضیب کی جڑ اور کے نزدیک جسم اجوف پر تمام ہوتا ہے۔

عصب۔ باسوری اسفل۔

عمل۔ قضیب کی جڑ کو دباتا ہے۔ جس سے قضیب استادہ ہو جاتا ہے:

(۶) عضلہ ضاغطہ لمجری البول یا ضاغطۃ الاحلیل یہ چند الیاف یعنی عضلی ریشے ہیں۔ جو قوس عانی سے شروع ہوکر اور دو حصوں میں منقسم ہوکر مجری البول (احلیل) کے جزو غشائی کے گرد مقابل کے ریشوں سے ملکر ختم ہوتے ہیں۔ اور یہ غیر ارادی عضلہ ہے۔

عصب - باسوری اسفل۔

عمل - اخراج بول و انزال منی کے بعد مجری بول کے جزو غشائی کو دباکر پیشاب یا منی کے اخیر قطرات کو خارج کر دیتا ہے۔ اور انزال ابتدائی میں بھی اس کا اثر ہے۔

عضلہ قاذفۃ البول اور ضاغطۃ الاحلیل میں یہی فرق ہے۔ کہ اول الذکر ارادی اور اختیاری عضلہ ہے۔ اور آخر الذکر غیر ارادی اور غیر اختیاری عضلہ ہے ورنہ فعل دونوں کا قریباً ایک ہی ہے۔

(۷) مستعرضہ عجانیہ (سیون کا آڑا عضلہ) حدبہ درکیہ کے سامنے اور اندر سے شروع ہوکر سیون کے وتر مرکزی میں ختم ہوتا ہے۔ اس کے ریشے سامنے کی طرف عضلہ قاذفۃ البول سے اور پیچھے کی طرف ماسکتہ المقعد یعنی عاصرۃ المقعد سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

عصب - باسوری اسفل۔

عمل - قاذفۃ البول کا معاون و مددگار ہے۔

(۸) عاصرۃ المقعد یا ماسکتہ المقعد۔ یہ عضلہ مقعد کے سوراخ کو چاروں طرف سے گھیرتا ہے۔ عصعص کی نوک سے شروع ہوکر مقعد کے سوراخ کو گھیرتا ہوا سیون کے مرکزی وتر میں عجانیہ مستعرضہ کے ساتھ تمام ہوتا ہے۔

عصب - چوتھے عصب عجز کی شاخ باسوری

عمل - مقعد کے سوراخ کو بند کرتا ہے۔ یہ عضلات ارادیہ میں سے ہے۔

(۹) عضلہ رافعۃ المقعد (مقعد کو اٹھانے والا) یہ دو عضلات ہیں۔ جو خط وسطانی میں ملے رہتے ہیں اور حرف عانہ کا فرش بناتے ہیں۔ عظم العانہ کی اندرونی سطح۔ عظم الورک کے شوکہ کی اندرونی سطح اور زیرین کنارے اور لفافہ عانیہ سے شروع ہوکر سیون کی وسطانی لکیر اور عصعص کے پہلو پر ختم ہوتے ہیں۔ اور اس کے کچھ الیاف (ریشے) عضلات ماسکہ کے ساتھ ملجاتے ہیں۔ اور کچھ ریشے غدہ مذی کے نیچے مقابل کے ریشوں سے ملجاتے ہیں۔ عربی میں رافعۃ غدۃ المذی کہتے ہیں۔

عصب - عصب باسوری اسفل اور چوتھے اور پانچویں اعصاب عجزیہ سے آتے ہیں۔

فعل - معاء مستقیم کو سنبھالے رہتا ہے اور مقعد کو اوپر اٹھاتا ہے۔

(۱۰) عصعصیہ۔ یہ عضلہ مثلث شکل کا ہے۔ اس کی نوک عظم الورک کے خار اور رباط عجزی صغیر پر لگی رہتی ہے اور اس کا قاعدہ عجز کے اخیر حصے اور عصعص کے پہلو پر لگا رہتا ہے۔ اس کے اندر کی طرف معاء مستقیم ہوتی ہے ؛

عصب - باسوری اسفل اور اعصاب عصعصیہ۔

فعل - عصعص کو اوپر اور سامنے کی طرف لاتا ہے۔ جبکہ پاخانہ کے وقت یا ولادت کے وقت پیچھے کو ہٹ جاتا ہے ؛

عضلات مثانہ وعنق مثانہ

مذکورہ بالا تصویر میں مثانہ یا عنق مثانہ (مثانہ کی گردن) وغیرہ کے نشانات و حالات نہیں دکھائے جا سکتے تھے۔ اس لئے اُن کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس نے یہ تحقیقات مکمل کرنی ہو۔ وہ کتب تشریح و افعال الاعضاء مثانہ اور عنق مثانہ کے تمام حالات یعنی ان کے عضلات اور اعصاب مشمولہ کا پتہ بخوبی لے سکتے ہیں۔

یہ مضمون پہلے ہی بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے ختم کر دینا مناسب سمجھا ہے۔ اسی طرح بعض اعصاب قطن کا تعلق جو بعض اعصاب عجزیہ سے ہے۔ اور بعض اعصاب عجزیہ کا جو تعلق اعصاب عصعصیہ سے ہے۔ اور ان کی جو شاخیں مثانہ اور عنق مثانہ میں پھیلتی ہیں۔ اور جو دیگر عضلاتی حصص مثانہ وغیرہ میں آتے ہیں۔ اور وہ اعصاب جو خصیوں اور خزانۂ منی۔ غدہ مذی۔ ودی۔ قضیب اور جسم اسفنجی حشفہ۔ اجسام اجوف وغیرہ میں جاتے ہیں ان کا ذکر کر کے یہ دکھانا چاہتا تھا کہ کس طرح سے مجلوقوں اور کثرت کے عادیوں میں .... نخاع پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور کیونکر وہ عضلات جن میں مذکورہ بالا اعصاب جاتے ہیں۔ وہ اپنے فرائض منصبی کے بجا لانے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر اس وقت ایسا مضمون اول تو لکھنا ہی مشکل ہے۔ دوسرا رسالہ بھی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ خدا خیریت رکھے۔ افعال الاعضاء و تشریح کی کتاب میں مفصل لکھا جائیگا۔ جو بوساطت حکیم مولوی عبد الغنی صاحب لکھی جا رہی ہے۔ اور جس کا پہلا حصہ تشریح العظام شائع بھی ہو چکا ہے۔

فی الحال اس سوال کے متعلق اسی قدر کافی ہے کہ مجلوقوں وغیرہ اور کثرت کے عادیوں اور بوڑھے آدمیوں میں یہ قطرات پیشاب کے رُکنے کا مرض پیدا ہوتا ہے جس کے ساتھ ہی انزال بدفق نہیں رہتا۔ اور انتشار و تندی و سختی قضیب میں بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ اور ایسے مریض قبض دائمی کے بھی شاکی رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اعصاب کا تعلق معاء مستقیم اور مقعد کے ساتھ ہے۔ اور ایسے مریض ہی کمر درد کے شاکی بھی رہتے ہیں۔ جن کی یہ شکایت سنکر بعض جاہل طبیب کہہ دیتے ہیں۔ کمر میں بلغم بیٹھ گئی ہے۔ اور بعض کہہ دیتے ہیں۔ گردے کمزور ہو گئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس جگہ یعنی عجز کے موقعہ پر نخاع کا وہ حصہ کمزور ہو گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

طلباء و انٹل فورس!

کمزوری کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ طلاء۔ ریسرچ و تحقیق کے بہترین اصولوں اور سائنٹفک آلات کیساتھ تیار کیا گیا ہے یقیناً سو فیصدی مجرب۔ فائدہ نہ ہونے پر قیمت واپس کر دیجائیگی۔ ہندوستان بھر میں بہترین کا پتہ نوٹ کریں۔ قیمت مکمل علاج فی شیشی پانچ روپیہ نمودہ ہے

وائٹل فورس کیمیکل لیبارٹری۔ فلیمنگ روڈ عزیز منزل لاہور

بیسویں صدی کا کارنامہ واٹل فورس نامی قوتِ حیات انگیز ایجاد

موجد

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر دوست محمد صاحب صابر جائنٹ پیٹرن تبصرۃ الاطباء تمغہ یافتہ
ممتاز الاطباء انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔

واٹل فورس طبی دنیا میں بالکل نئی عجیب و غریب۔ زود اثر۔ قوت حیات کی معاون گویا قوتِ حیات ہے اپنی قسم کی واحد دوا دنیا کی کوئی دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

علاج بالضد اور علاج بالمثل دونوں اصولوں سے

جسم اور روح پر اثر کرتی ہے یعنی ایلوپیتھی۔ یونانی۔ ویدک اور ہومیوپیتھی میں معمول و مجرب ہے۔ پہلی خوراک ہی بجلی کا اثر رکھتی ہے چند خوراکیں مرض میں تخفیف کر دیتی ہیں

پانچ سال کی ریسرچ اور تحقیق کے بعد

سائنٹیفک اصولوں پر تیار کی گئی ہے۔ یہ کیمیائی مرکب سینکڑوں امراض کی دافع مانی ہوئی دوا ہے امرت دھارا اور آبِ حیات سے بالکل جدا ہے اس کا کرشمہ نما

خصوصیت

یہ ہے کہ مختلف اوزان میں مختلف اثر رکھتی ہے۔ مثلاً زیادہ خوراک میں محرک ہے تو کم مقدار مسکن۔ اسی طرح مسہل بھی اور قابض بھی اگر ایک صورت مدر معرق دلین ہے تو دوسری صورت اس سے مختلف گویا واٹل فورس کی طرح عمل کرتی ہے جس چیز کی کمی ہو پورا کرتی ہے۔ جس چیز کی زیادتی ہو۔ خارج کر دیتی ہے مثلاً دست آتے ہوں۔ تو روک دیتی ہے اور قبض کو کھول دیتی ہے بیرونی طور پر خفیف مقدار میں مسکن زیادہ میں محرک ہے۔ مانع درد کو روکتی ہے۔ محلل ادرام ہے۔ یعنی ہر قسم کے امراض سر۔ درد سر۔ سرسام۔ مرگی۔ بیخوابی۔ امراض چشم دھند جالہ۔ سرخی۔ رہے امراض گوش۔ درد کان۔ زخم کان۔ بہرہ پن۔ امراض ناک۔ نزلہ۔ زکام۔ کرم انف۔ امراض دندان۔ درد۔ کیڑا لگنا۔ امراض گلو۔ گلے پڑنا۔ خناق امراض شیش۔ کھانسی۔ سل۔ امراض کبد عظم الکبد۔ درد جگر۔ امراض طحال عظم طحال۔ ورم طحال۔ امراض معدہ و امعاء ہیضہ قے بد ہضمی۔ نفخ۔ درد۔ اسہال۔ پیچش قراقر۔ گردہ۔ مثانہ۔ امراض مخصوص مردان (جریان۔ احتلام۔ باہ) و زنان (باؤگولہ۔ احتباس حیض) و بچگان امراض جلد پھوڑا۔ پھنسی۔ آتشک بھگندر۔ ورم۔ خنازیر اندرونی بیرونی۔ چوٹ۔ وجع المفاصل۔ نقرس۔ عرق النساء ہر قسم کے بخار یونیہ دات الجنب ملیریا۔ ٹائیفائیڈ ہر قسم کے زہر وغیرہ کا مفید اور مجرب علاج ہے۔ اس دوائی کا نسخہ بقراط زمان لقمانِ دوران حضرت استاذ! الاطباء صاحب موجد طب جدید و بانی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کو دکھا کر تصدیق کرائی گئی ہے۔ پس فوراً منگوا کر تجربہ کریں اور ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔ بہترین طبی معالج ہے کوئی گھر خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ قیمت عہ فی شیشی ؎

ملنے کا پتہ واٹل فورس کیمکل لیبارٹری عزیز منزل فلیمنگ روڈ۔ لاہور!!

حمیات

آجکل کا موسمی بخار جسکو انگریزی میں ملیریا اور طب یونانی میں وبائی یا صفراوی اور سوداوی کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ہم نے حمیات کے متعلق کلیات کے طور پر بارہا تبصرہ میں مضامین لکھے ہیں۔ لیکن آج کل کے تپوں کے علاج میں ہمارے بہت سے دوست اب بھی تشنہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض نے تاکید آلکھا ہے کہ ان کے علاج اور نکات و رموزِ طب سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ ہم وثوق سے علاج کرکے دوسروں کے مقابلہ میں ممتاز ثابت ہوں۔ اسواسطے آج غشائے مخاطی کے مسلسل مضمون کو دوسرے رسالہ پر ملتوی کرتے ہوئے تپوں کے علاج پر ہی یہ مضمون سپرد قلم کرتے ہیں۔

اسباب تپ :- آجکل کے موسم برسات کے تپوں کے اسباب میں سے بڑا سبب آب وہوا کا اپنی اصلی اور طبعی حالت میں نہ رہنا ہے بلکہ اگر ان تپوں کا محض اور صرف یہی ایک سبب قرار دے لیا جائے تو بیجا نہیں۔ کیونکہ دوسرے چھوٹے چھوٹے اسباب اسکی موجودگی میں ہی تغیر پیدا کرسکتے ہیں۔ مثلاً دھوپ میں پھرنا۔ ثقیل غذاؤں کا کھانا، یا کچے اور سڑے ہوئے پھلوں کا کھانا، یا شبنم میں سونا وغیرہ اسباب ایسے نہیں جو کہ آب وہوا صاف ہو تو پھر بھی اس قسم کا تپ پیدا کرسکیں پس یہی ایک باعث ہے جس سے یہ موسمی تپ ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی آب وہوا کا تغیر ہی بدن میں تغیر پیدا کرکے باعث تپ ہوتا ہے۔ اور یہ آب وہوا کا تغیر دو چیزوں کی موجودگی میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک چیز مفقود ہو تو صرف ایک چیز اس تغیر کیلئے کافی نہیں ہوتی۔ دو چیزیں یہ ہیں۔ اوّل شدت گرمی۔ دوم کثرت بارش۔ چونکہ موسم گرما میں شدت کی گرمی ہوتی ہے۔ پھر اگر بارش بھی اس کے ساتھ جمع ہو جائے تو بارش سے زمین کے گھاس پات گلنے لگتے ہیں۔ اور دھوپ کی گرمی سے ان میں تعفن پیدا ہوتا ہے۔ جو ہوا میں مل کر ہوا کو خراب کر دیتا ہے۔ دوسرا ہوا چونکہ بارش سے بھی نمی کو جذب کر لیتی ہے۔ اور اس متعفن تخمیر کو ہمیشہ جذب کرتی رہتی ہے۔ اسلئے ہوا نہ صرف مرطوب ہی ہو جاتی ہے۔ بلکہ متعفن بھی ہو جاتی ہے۔ اور پھر سانس لینے سے نہ صرف یہ کہ وہ پھیپھڑے سے فضلات دموی کو جذب نہیں کرسکتی کیونکہ وہ پہلے ہی نمناک بار دار اور حامل فضلات ہے بلکہ اس کے اپنے متعفن فضلات بھی خون میں جذب ہو کر خون کو فضلات سے ممتلی کر دیتے ہیں۔ جس سے خون قابل تغذیہ نہیں رہتا۔ پس طبیعت دیگر بدن ان فضلات کے اخراج کیلئے جگر، طحال، معدہ، اور امعاء کی راہ سے خارج

کرنے کے واسطے ان اعضاء الغذاء کے افعال اور انکی طرف دورۂ خون کو بڑھا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دنوں میں مرض ہیضہ۔ اسہال زحیر۔ عظم طحال۔ عظم کبد۔ اور کثرت تولید صفراء کی امراض کثرت سے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات طبیعت مدبرہ غشاء مخاطی کے فعل کو تیز کرکے نزلہ و زکام بھی پیدا کر دیتی ہے۔ پھر ایسے مریض ان مذکورہ بالا امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ مگر یہ شاذ و نادر ہوتا ہے۔

اور پانی میں تغیر اس طرح آتا ہے کہ پانی کثرت بارش سے چونکہ شہروں اور دیہات کے آس پاس تمام نشیبی مقامات میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور بلند مقامات کا پانی فضلات متنوعہ کو لیتا ہوا ان گڑھوں میں آگرتا ہے۔ یا دیگر نالوں اور دریاؤں میں چلا جاتا ہے۔ تو اس طرح زمین پر کثرت سے پانی ہونے کی وجہ سے زمین میں جذب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جس سے کنوؤں میں پانی اوپر چڑھ جاتا ہے۔ پس ایک تو وہ پانی متعفن مواد سے ملوث اور مملو ہوتا ہے۔ دوسرا بالکل قریب سے ہی کنوؤں میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ پورے طور پر مقطر اور مصفا نہیں ہوتا۔ کیونکہ پانی جس قدر دور سے اور گہرائی بعید سے ریت کے بے شمار ذرات میں سے گذر کر مقطر اور مصفی ہو کر آتا ہے۔ اسی قدر وہ عمدہ اور اصلی حالت پر ہوتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ اسلئے ایسا پانی ان متعفن فضلات سے کماحقہٗ پاک صاف نہیں ہوتا اس میں متعفنہ فضلات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جسکے پینے سے آلات الغذاء کے افعال انکو ہضم کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں۔ اور جو تھوڑا بہت ہضم بھی کرلیں تو اس کا کیلوس بھی غیر طبعی اور حامل فضلات ہونے کی وجہ سے قابلِ تغذیہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے اگر خون بھی بنجائے تو وہ بھی خالص خون نہیں ہوتا۔ اس لئے طبیعت مدبرہ قوت دافعہ کو تیز کرتی ہوئی انکے اخراج کے درپے ہو جاتی ہے۔ جس سے وہی امراض جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ پیدا ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اگر معدہ کا فعل اخراجیہ تیز ہو جائے۔ تو متلی۔ تقوع اور قے شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر امعاء کا فعل تیز ہو جائے تو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اگر دونوں کا فعل تیز ہو جائے تو مرض ہیضہ نمودار ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں ایک نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب صرف پانی کی خرابی سے امراض مذکورہ میں سے کوئی مرض پیدا ہو تو اکثر اس کے ہمراہ تپ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ محض قے یا محض اسہال یا دونو ہوا کرتے ہیں۔ مگر جب صرف ہوا کی خرابی سے بدن میں تغیر آئے تو عموماً عظم الکبد یا عظم الطحال دونو ہوا کرتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھ بالعموم تپ کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات ان دونوں چیزوں یعنی پانی اور ہوا کی مجموعی خرابی سے اکثر لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ لہذا تپ کے ساتھ قے یا اسہال وغیرہ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض دفعہ جب صرف تپ پیدا ہو جس کے یہ معنی ہیں کہ صرف خون میں فضلات متعفنہ ہیں۔ مگر معدہ و امعاء میں کوئی غذاء متعفنہ نہیں ہے تو بسا اوقات غلط علاج کی وجہ سے معدہ و امعاء کی سوزش ہے اس کے ہمراہ دست و قے شروع ہو جایا کرتے ہیں۔ مثلاً زیادہ مقدار میں کونین دے دی یا کشتہ زریخ

وغیرہ دے دیا۔ جس سے معدہ میں سوزش ہو کر قے شروع ہو گئی یا کوئی سخت جلاب دیدیا۔ جس سے امعاء میں سوزش ہو کر دست آئے۔ اور اسکے بعد جگر سے صفرا زیادہ مقدار میں انتڑیوں پر گرنے کی وجہ سے مرض اسہال پیدا ہو گیا۔ بلکہ ان دنوں میں اکثر اسہال کے بعد بہ سبب متواتر صفرا کے زیادہ گرتے رہنے سے سحج امعاء اور زحیر وغیرہ امراض بھی پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ پس طبیب کو چاہیئے کہ ہر ایک موقعہ کو دیکھ کر علاج کرے۔

میرا منشاء تو یہ تھا کہ اس مضمون میں آج کل کے تمام اقسام تپ مثل دائمی اور نائبہ اور ربعا اور خمیہ اور تپ اسہال وغیرہ سب کے پیدا ہونے کی الگ الگ کیفیت بتلاتا۔ کیونکہ اسی ایک سبب سے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی اور قسم تپ پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ مگر مضمون کی طوالت سے ڈرتا ہوں کہ جب اسی تشریح اور تفصیل میں تبصرہ کے مخصوصہ اوراق ختم ہو جائینگے۔ تو علاج کے لکھنے کیلئے پھر دوسرے رسالہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اسی رسالہ میں دوستوں کو علاج سے بھی آگاہی کرا دیجائے۔ تاکہ موقعہ پر زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔ اسواسطے میں ان تفصیلات کو ترک کرتا ہوں۔ علاج کا طریق درج کرتا ہوں۔ لیکن پیشتر اسکے کہ علاج لکھا جائے اور سبب کا بھی ذکر کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو بالکل مختصر لکھا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب آب و ہوا دونو خراب ہو جاتے ہیں تو جانور مچھر جسکی پیدائش ہی تعفن سے ہوئی ہے۔ اور گندے پانیوں پر جس نے پرورش پائی ہے انسانوں کو کاٹ کر ان کے جسموں میں اپنے زہر کا اثر پہنچا دیتا ہے۔ جس سے وہی مذکورہ بالا امراض پیدا ہو سکتے اور ہوتے ہیں۔ مگر یہ سبب بھی اسی سبب میں داخل ہے۔ یعنی بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ جب آب و ہوا میں تعفن پیدا ہو تو مچھر میں بھی یہ زہر جو بخار کا باعث بنتا ہے پیدا نہیں ہوتا۔

حفظِ صحت

اس خراب آب و ہوا اور مچھروں سے اپنے آپ کو بچانا تقدم بالحفظ کیلئے نہایت ضروری ہے۔۔۔

۔۔۔

پیٹ کو ٹٹول کر دیکھنا چاہیئے۔ خصوصاً بائیں اور دائیں پسلیوں کے نیچے انگلیوں کے سروں سے دباؤ تاکہ جگر یا تلی کے بڑھاؤ یعنی عظم کا پتہ لگ جائے پھر زکام کی بابت سوال کرو اگر تقدم زکام پایا جائے تو مرض زکام کا علاج کافی ہوگا۔ لیکن کھانسی کے متعلق سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ کھانسی عموماً عظم کبد کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے۔ جو علامت ممیزہ نہیں ہے۔ البتہ اگر مریض خود کھانسی کی شکایت کرے تو دیکھ لو۔ اگر اسے پہلے زکام یا نزلہ ہوا ہے۔ اور اب کھانسی میں بلغم نکلتا ہے تو یہ مرض غشاء مخاطی کا ہے۔ ورنہ خشک کھانسی کا سبب عظم کبد ہوگا۔ پھر کھانسی کا علاج کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب معلوم ہو کہ غشاء مخاطی کا مریض نہیں ہے۔ بلکہ ضخم طحال یا عظم کبد کا مریض ہے تو پھر اس سے تپ کی نوعیت اور اس کے عوارضات قے و اسہال وزحیر وغیرہ کی نسبت سوالات اور باقی جس قدر شکایات مریض بیان کر سکے کرے اور آپ توجہ سے سنیں۔ اس جگہ میں وہ تمام شکایات لکھ کر جو آج کل مختلف مریضوں میں ظاہر ہوا کرتی ہیں مضمون کو طول نہیں دونگا۔ کیونکہ علاج کے ضمن میں ہر ایک شکایت کا علاج مفصل لکھونگا۔ وہاں سے اس مضمون پر خوب روشنی پڑ سکتی ہے۔

علاج معہ علامات

(۱) اگر مریض کو چوتھے یا تیسرے دن کا بخار آتا ہو تو سمجھ لو کہ مرض ہلکا اور خفیف ہے (طب قدیم میں چوتھیہ بخار کو بہت اہم اور دیرپا مرض قرار دیا گیا ہے مگر یہ بالکل غلط ہے) آجکل کے بخاروں میں سے تیجا اور چوتھیا بخار کا علاج بہت ہی آسان اور سہل ہے۔ نوبت سے ایک خفیف سا مسہل دیدو اور نوبت کے دن نوبت سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قبل حسب حمی سہ عدد سے ۱ عدد تک حسب مناسبت مریض دیدو۔ امید ہے کہ اسی دن بخار نہیں ہوگا۔ لیکن ہو جائے تو دوسری نوبت سے پہلے اسی طرح سے دیدیں۔ نیز یاد رکھیں کہ بعض اوقات اس دوا کی ایک خوراک دینے سے بخار بالکل رک جاتا ہے۔ اور بعض وقت نہیں رکتا۔ مگر اپنے وقت مقررہ سے دیر کر کے آتا ہے مثلاً پہلے ۱۲ بجے چڑھتا تھا۔ تو اس دن دو تین یا چار بجے چڑھے گا۔ پس دوسری نوبت کو اسی تبدیل شدہ وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دوا دی جائے۔ نہ کہ جو وقت پہلے دی گئی تھی تاکہ دوا تپ کا مقابلہ پورے طور پر کر سکے کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ نوبت کے وقت میں ذرہ بھی تفاوت نہ پڑے۔ تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ دوا کی پوری مقدار نہیں دی گئی۔ دوسرے دن اس دوا کی مقدار اور بڑھا دو تاکہ تپ کا مقابلہ کر سکے۔ دوسرے ان دنوں میں ایسی کوئی غذا نہ دی جائے جو قوت ہاضمہ میں فتور پیدا کرے۔ اور اس طرح سے یہ بخار ایک دو نوبت یا تین نوبت سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ بعض اوقات پہلے ہی دن کے علاج سے یہ مرض منقطع ہو جاتا ہے۔ علاوہ حب حمی کے سفوف سمی نمبر ۱ بقدر ایک رتی یا سفوف سمی نمبر ۲ بقدر ۱۲ رتی اسی طرح نوبت سے

پہلے دے دینا بھی یہی تاثیر رکھتا ہے۔ پھر روم بوٹی مقدار ۴ ماشہ سے ۶ ماشہ تک پانی میں گھوٹ کر یا مطبوخ بنا کر پلا دی جائے تو حب حمی کا نہایت عمدہ نعم البدل ہے۔ ان تین ادویہ کے بعد اتیس ایک ماشہ اور زریخ اصفر مدبر جو سرخ رنگ ہو جاتی ہے۔ نصف رتی سے ایک رتی تک اور ہندی مرکبات جن کو جوز نکس کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔ جنکے اجزاء میں نیلا تھوتھا و زریخ اصفر وغیرہ پڑتے ہیں۔ وہ بھی نوبت سے پہلے اگر دیجائے تو اس کے قائمقام بن سکتا ہے۔ اور نوبت کے پہلے ایک دو دفعہ دینے سے تپ رفع ہو جاتا ہے۔ ایسے پتوں میں عین نوبت کے وقت جوشش خون کو فرو کرنے کیلئے ذیل کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ اور نہایت مفید ہوتا ہے۔ حب مسکن تین عدد سے چھ عدد تک یا سفوف مسکن تین رتی سے چھ رتی تک یا سفوف بیشی نمبر ۲ ایک رتی سے ۲ رتی تک صرف پانی کے ساتھ دیدینے سے پانچ منٹ کے اندر بخار رفع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پانی یا اشربہ و عرقیات مناسبہ کے ہمراہ جب اسکو پیٹ میں پہنچا دیا جائے فوراً جذب ہو کر پسینہ آنے لگتا ہے۔ جس سے فوراً بخار اتر کر مریض کے لئے آرام کا باعث بنتا ہے۔ اگرچہ یہ علاج ایسا نہیں کہ جس سے ہمیشہ کیلئے بخار ٹوٹ جائے۔ کیونکہ اکثر دوسری نوبت پر پھر آموجود ہوتا ہے۔ مگر اس لئے کہ جب مریض شدت تپ سے نہایت تکلیف میں ہو۔ اعضا شکنی ہو اور سر میں کمال درجے کا درد ہو رہا ہو۔ جس سے خطرہ پیدا ہو کہ مریض کو سرسام پیدا نہ ہو جائے۔ نہایت مفید اور زود اثر علاج ہے جس سے تمام آئندہ آیندہ خطرات کا سدباب ہو جاتا ہے۔ اگر ایسے پتوں کے مریض کو نوبت سے پہلے یا نوبت کے درمیان غثیان اور تقوع اور قے کا زور پیدا ہو جائے۔ یا امعاء میں زیادہ سوزش کی وجہ سے اسہال وغیرہ عوارضات لاحق ہو چکے ہوں اور مذکورہ بالا ادویہ میں سے کوئی دوا معدہ میں پہنچ کر نہ رہ سکے۔ بلکہ فوراً نکل جائے ایسے موقعوں پر ان تمام مذکورہ بالا ادویات کو ترک کر کے سفوف سمی نمبر ۲ یا سفوف مفرح کو آب انار وغیرہ میں ملا کر بصورت معجون بنا کر مریض کو چٹانا نہایت زود اثر اور مجرب المجرب چیز ہے۔ جسکے استعمال سے مریض کا تمام قلق اور کرب بہت جلدی رفع ہو کر آرام و راحت مہیا ہو جاتا ہے۔ دست اور قے اور تقوع اور گھبراہٹ اور بے چینی اور اضطراب نفس تمام عوارضات کو بہت جلدی دور کر کے مریض کیلئے تمام تکالیف سے نجات کا باعث ہو جاتا ہے۔ انکے علاوہ شدت پیاس اور منہ کا خشک ہو جانا اور زبان کا پھٹ جانا اور قے میں خون کا آنا وغیرہ وغیرہ عوارضات شدیدہ و عادہ یک قلم رفع ہو جاتے ہیں۔ اور اگر مریض تپ کو بسبب جگر اور طحال میں نہایت درجے پر عظم پیدا ہو جانیکے سوء القنیہ کی علامات پائی جائیں تو حسب ذیل۔ علاج نہایت مفید اور زود اثر ہوگا۔ اگر ایسے مریض کے امعاء میں سوزش وغیرہ نہ پائی جائے بلکہ قبض ہو۔ اور سکون زیادہ ہو تو جگر اور امعاء کے افعال کے تیز کرنے کیلئے

مریض تپ کو ضعفِ جگر اور ضعفِ طحال سے بچانے کیلئے دوا الطحال (انگریزی اجزا بمعہ اس کے صحیح اوزان اور ترکیب استعمال وغیرہ کے رسالہ تبصرہ میں متعدد دفعہ لکھے جا چکے ہیں)۔ استعمال کرنا چاہیئے۔ جس سے چند روز میں عظمِ طحال۔ اور عظم الکبد میں کمی واقع ہو کر تپ وغیرہ رفع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اسکے ساتھ امعاء میں سوزش بھی پیدا ہو جائے۔ جسکی علامات اسہال اور زحیر اور مغص وغیرہ وغیرہ ہیں تو یہ انگریزی دوا بالکل نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ نسخہ ذیل کا استعمال کیا جائے۔ پوست بیخ کاسنی ۴ ماشہ تخم کتوث ۴ ماشہ۔ سنبل الطیب ایک ماشہ۔ انیسون ۴ ماشہ اس کا مطبوخ تیار کر کے نصف صبح اور نصف شام کو دیا کریں۔ اور اگر قبض کشائی کی ضرورت ہو تو اسی نسخہ میں ریوند خطائی بھی ملا سکتے ہیں۔ اور نمک طرفا یعنی درخت پھروان کی کھار جو اس کی خاکستر کو پانی میں ملا کر آگ پر بنائی جاتی ہے ایک دو رتی کا روزانہ استعمال بھی ایسے مریضوں کیلئے نہایت مفید ہے۔ ایسے مریض کو اگر مرض زحیر اور سحج الامعاء پیدا ہو جائے۔ تو اس کا نہایت غور و فکر کے ساتھ علاج کرنا چاہیئے۔ جس کا علاج دوسرے پرچہ میں لکھا جائیگا۔ لیکن ایک نکتہ یہاں لکھ دیتا ہوں کہ جب تپ والے مریض کو مرض اسہال یا سحج الامعاء اور زحیر وغیرہ امراض ہو جائیں تو پھر تپ کی نوعیت بدل جاتی ہے اس لئے پھر ان مذکورہ امراض کا علاج کرنے سے تپ خود بخود ہی رفع ہو جاتا ہے۔ پھر تپ کیلئے کوئی خاص تپ کی دوا مریض کو دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

تپ (۳) نوبتی روزانہ

روزانہ تپ کو نوبتی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بھی رات دن میں چند گھنٹہ تک وقفہ دے دیتا ہے۔ عموماً نصف شب کے بعد قریباً نصف دن تک اس میں وقفہ ہوتا ہے۔ اور باقی نوبت تپ کا وقت ہوتا ہے۔ لیکن کبھی اس سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ مگر روزانہ تپ میں کچھ نہ کچھ وقفہ ضرور ہوتا ہے۔ پھر جس قدر نوبت کا وقت زیادہ ہو اور وقفہ کم اسی قدر بخار سخت اور شدید سمجھا جاتا ہے۔ اور جب وقفہ کی میعاد زیادہ ہو۔ اور نوبت کا زمانہ کم ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ مرض کمزور ہے۔ اکثر مریضوں میں پہلے تیجا بخار آتا ہے۔ پھر روزانہ ہو جاتا ہے۔ جو مرض کے بڑھنے کی علامت ہے۔ اسی طرح روزانہ کا علاج کرنے سے بعض اوقات تیجے کا بخار ہو جاتا ہے۔ جو علامت ہے کہ مرض کم ہو گیا۔ ایک دو دن علاج کرنیسے وہ بھی رفع ہو جاتا ہے۔ باقی رہا اس کا علاج سو دائی تپ کی طرح کیا جاتا ہے۔ جسکا ذکر ابھی آتا ہے۔ لیکن اگر وقفہ زیادہ ہو۔ تو اس کا علاج بعینہٖ وہی ہے جیسا تیجا اور چوتھیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ البتہ ایک بات اور بھی بیان کرنے کے قابل ہے۔ کہ چوتھیہ اور تیجا اور روزانہ تپ بالعموم سردی اور لرزہ سے چڑھتے ہیں۔ اور بعض اوقات اس قدر سردی ہوتی ہے کہ باوجود

دودد لحاف مریض پر ڈال دینے اور نیچے آگ دید ینے کے بھی وہ سردی کم نہیں ہوتی اور مریض سردی اور لرزہ سے اور اعضار شکنی سے سخت تنگ ہو جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر گرم گرم چائے پلانا نہایت مفید اور زود اثر ہوتا ہے۔ اگرچہ گرم گرم دودھ کا پلانا بھی ویسے ہی مفید ہے۔ مگر بعض اوقات دودھ معدہ میں پہنچتے ہی پھٹ کر بڑے بڑے موٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر یا تو قے کیساتھ خارج ہو جاتا ہے۔ اگر قے نہ آئے تو پھر عرصہ تک مریض کو گھبراہٹ اور بیچینی میں مبتلا رکھتا ہے۔ پس اگرچہ اس سے سردی تو رفع ہو جاتی ہے مگر دونوں طرح سے مریض کو تکلیف کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔ لیکن برخلاف اسکے چار میں عموماً کوئی تکلیف نہیں ہوتی البتہ بعض اوقات اس سے بھی قے ہو سکتی ہے۔ مگر وہ بھی بلا تکلیف ہوتی ہے۔

(۴) دائمی بخار

یہ اس بات کی علامت ہے۔ کہ اس مریض کے خون میں کثرت سے متعفن فضلات جمع ہو چکے ہیں۔ اور اسکا جسم مواد متعفنہ سے بھرپور ہے۔

علاج ۔ اگر دائمی بخار کے مریض کو دیگر عوارضات مثل قے یا اسہال وغیرہ ہوں۔ تو ان عوارضات کا علاج گذشتہ ہدایات کے ماتحت کریں۔ لیکن اس تپ کا خاص علاج یہ ہے کہ سفوف زیبقی ۱/۴ رتی ہمراہ شربت بزوری وغیرہ بدرقات مناسب کے دیدیں۔ اور اس کے بعد کم از کم چھ گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ گھنٹہ تک ایک ہلکا سا جلاب دیدیں۔ مثلاً مگنیشیا سلفاس یا سوڈیم سلفاس وغیرہ اگر یہ چیزیں نہ مل سکیں۔ تو بیج مکاسنی والا نسخہ جسمیں ریوند خطائی ڈالی گئی ہو پلا دیں۔ تاکہ دو چار دست ہو کر مواد خارج ہو جائیں۔ کیونکہ ان نسخوں سے جگر و طحال میں تحریک ہو کر وہ مولد خارج ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے امید ہے کہ اسی دن بخار ٹوٹ جائے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ دائمی سے روزانہ ہو جائے۔ روزانہ بخار کی صورت میں اس کا علاج وہی کیا جائے۔ جو نوبتی کا کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر اس دن۔ بخار نہ ٹوٹے تو ایک دو دن یا تین دن تک بیج مکاسنی والا نسخہ بغیر ریوند کے دیں اغلب ہے کہ اسدفعہ ضرور بخار اتر کر صحت ہو جائیگی۔ لیکن اگر روزانہ بخار ٹوٹ جائے مگر نوبتی بنجائے۔ تو پھر اس کا علاج حسب تحریر بالا کیا جائے۔ لیکن اگر خدانخواستہ پھر بھی بخار نہ ٹوٹے تو سمجھ لو کہ جگر میں صرف فضلات متعفنہ ہی نہیں۔ بلکہ اب جگر میں ان مواد نے ورم یا دنبل کی صورت بنالی ہے تو اب تاوقتیکہ اس دنبل یا اس ورم کو تحلیل نہ کیا جائے۔ آرام نہیں ہوگا۔ اس حالت میں مریض میں بعض عوارضات شدید ہو جائیں گے اور بخار بھی شدید ہوگا۔ نیز بعض نئی علامات بھی ظاہر ہونگی جو نوبتی قسموں میں ہرگز نہیں ہوتیں۔ ناظرین کو ان کا معلوم کرنا بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے کوئی مریض ان کے پاس لایا ہی اسوقت جائے جب وہ اسی درجہ

کا مریض ہو۔ تو خاص اسی درجہ کا علاج کرسکیں۔ نہ کہ پہلے ابتدائی علاج میں متعدد دن گذار کر انہیں اس امر کا علم اور پھر وہ معلوم کرسکیں کہ یہ ورمِ کبد ہے۔

علاماتِ ورمِ کبد

مقام جگر پر درد ہوتا ہے۔ اور وہ مقام پسلیوں سے کچھ اٹھا ہوا اور اونچا دکھائی دیتا ہے۔ مقام ماؤف دبانے یا کھانسنے یا لمبا سانس لینے سے درد میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ مریض بائیں کروٹ پر لیٹ نہیں سکتا کھانسی آتی ہے۔ ابکائیاں اور ہچکیاں آتی ہیں۔ زبان خشک اور میلی ہو جاتی ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ آنکھوں میں خفیف سی زردی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ کبھی یرقان بھی ہو جاتا ہے داہنی طرف کی ہنسلی کی ہڈی اور داہنے کندھے میں بھی درد ہوتا ہے وغیرہ۔

علاج ۔ اس حالت میں مریض کو مسہل نہیں دینا چاہیئے۔ گر قبض بھی نہ ہونے دیں۔ ہلکے ملینات جیسے املی۔ آلو بخارا۔ انجیر ولائیتی۔ ریوند خطائی وغیرہ سے روزانہ قبض کشائی کرتے رہیں اور ورم جگر کیلئے مقام ماؤف پر سینک کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ورم تحلیل ہو کر جلدی صحت ہو جائے۔ کیونکہ جب تک ورم کم نہ ہوگا۔ تپ دور نہ ہو سکے گا۔ خواہ کس قدر معرق یا تپ شکن چیزیں دی جائیں۔ بلکہ اس بخار میں کوئی معرق یا مسہل یا مدر چیز دیکر مریض کو کمزور نہ کریں۔ کیونکہ بخار تو اُترے گا نہیں۔ اور مریض خواہ مخواہ کمزور ہو جائیگا۔ البتہ اگر مریض طاقتور ہو اور جسم میں غلبۂ خون معلوم ہو۔ تو ابتدا میں فصد کرا سکتے ہیں تاکہ اسالہ کی صورت ہو جائے۔ لیکن اگر فصد مناسب نہ ہو تو مقامِ معلول پر چند جونکیں لگا دیں تاکہ جگر سے خون کم ہو کر ورم اور درد میں فوری تخفیف ہو جائے۔ لیکن اگر مریض کو اسی حالت میں چند یوم گذر چکے ہیں تو نہ فصد کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی جونکوں کی بلکہ اسوقت صرف طلاء اور ضماد کرنا نہایت مفید ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل طلاؤں اور ضمادوں میں سے جو مناسب وقت ہو اس کا استعمال کرائیں۔ اور اندرونی طور پر مندرجہ ذیل نسخوں میں سے مناسب نسخہ منتخب کرکے استعمال کریں۔

بیرونی استعمال کے نسخے

(۱) سبز کھو کا پانی ۲ تولہ ملا کر اس میں ۲ تولہ گل رونن اور ایک تولہ سرکہ ملا کر اس میں ایک ٹکڑا کپڑے کا بھگو کر مقام پر رکھیں۔ اور اس کو خشک نہ ہونے دیں۔ یہ نسخہ ایسے وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جب مریض جوان اور تپ نہایت شدید ہو اور مرض کے ابھی ابتدائی ایام ہوں۔ اور فصد یا جونکوں کا استعمال نہ کیا جائے۔ اس سے ورم بڑھنے سے رُک جاتا ہے۔ بلکہ رجوع ہو کر ورم میں کمی آجاتی ہے۔ اور تپ اور اس کے عوارضات کی شدت بہت جلد گھٹ جاتی ہے۔

(۲) صندل سرخ - گل سرخ - آرد جو - گل ارمنی ہر ایک تولہ تولہ مکو سبز کے پانی میں گھوٹ کر ۲ تولہ گل روغن ایک تولہ سرکہ اضافہ کر کے مقام جگر پر لگائیں - یہ نسخہ بھی ابتداء ہی مفید ہے - مگر ایسے مریضوں کو جو کمزور اور بوڑھے یا ذکی الحس یا کم عمر ہوں، یا اگرچہ جوان ہوں - مگر ورم پر تین چار دن گزر چکے ہوں - اور عوارضات تپ بہت شدید نہ ہوں -

(۳) مغز فلوس - خیار شنبر - افسنتین - گل بابونہ گل خطمی - عنب الثعلب ہر ایک یا جوان میں سے میسر ہو سکیں - ہموزن لے کر باریک کریں اور اس مجموعہ کے نصف یا ہم ہموزن آرد جو ملا کر پانی میں گھول کر آگ پر پکائیں تیار ہو جانے پر تھوڑا سا تلوں کا تیل یا گل روغن ڈال دیں - جس سے اسکی لزوجیت بھی ضائع نہ ہونے پائے - اور خشک ہو کر سخت اور کرخت بھی نہ ہو سکے - گرم گرم لیپ کریں - اور دن میں دو تین دفعہ اس کی تجدید کرتے رہیں تاکہ تکور بھی ہوتی رہے -

یہ نسخہ ایسے وقت میں استعمال کیا جاتا ہے جب ورم چار دن سے گذر جائے یا اگر مریض جوان ہے - اور عوارض شدید ہیں تو جب تک آٹھ دن نہ گذر جائیں اس کا استعمال مناسب نہیں ہے -

(۴) محلل اعظم جس کا نسخہ بہ سبب مشہور ہونے کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے سرکہ یا مکو کے پانی میں گھوٹ کر مقام ورم پر ضماد کریں - یہ نسخہ اس وقت استعمال کیا جائے جب مریض کو ایک ہفتہ گذر چکا ہو - اور تا اختتام مرض جب بھی مریض آپ کے زیر علاج آئے - اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے - حتیٰ کہ جب ورم میں پیپ پڑ جائے - جس کی خاص علامت یہ ہے کہ بخار پہلے سے کمزور ہو جاتا ہے اور بار بار لرزہ سے بخار ہو جاتا ہے اور بار بار پسینہ آتا ہے - اور مریض کمزور اور نحیف ہو جاتا ہے - ایسے وقت میں بھی محلل اعظم کا ہی استعمال مناسب اور موزوں ہوا کرتا ہے -

اندرونی استعمال کے نسخے

(۱) املی یا آلو بخارا، کاسنی کے بیج ۶ ماشہ آدھ سیر پانی میں بھگو کر دن میں تین دفعہ کر کے پلائیں - اور تینوں وقت اس کے ہمراہ سفوف بیشی نمبر ۲ کی ایک ایک رتی کی پڑیہ کھلائیں -

اس نسخہ کا بالکل ابتدائی تین چار ایام میں دینا نہایت موزوں اور مناسب ہے - جب کہ بخار اور اس کے عوارضات شدید ہوں -

(۲) بیخ کاسنی ایک تولہ - خبطیانہ ۶ ماشہ - عنب الثعلب ۶ ماشہ آدھ سیر گرم پانی میں بھگو کر دن میں تین دفعہ کر کے دیں - اور تینوں وقت اس کے ہمراہ سفوف زیبقی نمبر ۳ ایک ایک رتی کی خوراک سے تینوں وقت دیں -

یہ نسخہ تین چار یوم مرض پر گذر جانے کی صورت میں استعمال کیا جائے۔ دورانِ استعمال اس نسخہ میں اگر قبض ہو تو ریوند چینی یا ریوند خطائی ۳ ماشہ دے کر رفع قبض کر دیں۔

(۳) بیخ کاسنی اتولہ۔ تخم کشوث ۴ ماشہ۔ سولف ۴ ماشہ تین پاؤ پانی میں مطبوخ بنا کر دن میں تین دفعہ دیں۔ اور اسکے ہمراہ سفوف ذیل بقدر ۲ دو یا تین رتی کے ہر دفعہ دیں۔ سفوف یہ ہے۔ نوشادر۔ شورہ قلمی۔ ہر ایک ۲ ماشہ۔ ریوند خطائی ایک تولہ باریک سفوف کریں۔

یہ نسخہ مرض کے مزمن ہو جانے یعنی ایک ہفتہ کے بعد دیا جانا چاہیے۔ جب عوارضات اور تپ کی شدت میں کسی قدر سکون پیدا ہونے لگے۔

(۴) بیخ کاسنی اتولہ۔ سنبل الطیب ۳ ماشہ۔ خبط یانہ ۲ ماشہ۔ الائچی خورد ۳ ماشہ۔ قشر ا ترنج اتولہ تین پاؤ پانی میں مطبوخ بنا کر دن میں تین دفعہ پلائیں۔ اور اس کے ہمراہ جوارش مفرح ایک ایک ماشہ کھلائیں۔

یہ نسخہ ایسے وقت میں دیا جاتا ہے۔ جب مریض کا جگر کمزور اور نحیف ہو۔ خواہ مرض سے پہلے ہی کمزور یا مرض کی درازی کی وجہ سے ہوا ہو۔

نکتہ۔ یاد رہے۔ کہ جگر کے مریض کو گوشت اور شیرینی دونو سخت مضر ہوتی ہیں۔ اس لئے ماء اللحم وغیرہ یا شربتوں کی زیادتی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ مذکورہ بالا نسخوں میں مصری ملانا ہم نے اسی وجہ سے نہیں لکھا۔ لیکن اگر شربتوں کے عادی خالی دوا نہ پی سکیں۔ تھوڑی سی مصری ملا دیا کریں۔ یا سکنجبین ملا دیا کریں۔

فائدہ۔ کاسنی سبز کے پتوں کا پانی بھی اس مرض میں بہت مفید چیز ہے۔ ہر ایک درجۂ مرض میں دے سکتے ہیں۔

فائدہ دوم۔ اسہال اگر آتے ہوں تو سفوف مفرح ہمراہ آب انار دینا نہایت مفید ہے۔ نیز نقوع میں زرشک کا اضافہ کر لینا بہتر ہے۔ لیکن اگر قبض زیادہ ہو اور معمولی ملینات سے رفع قبض نہ ہو سکے تو مغز املتاس کا سہل دے سکتے ہیں۔ یا مگنیشیا سلفاس وغیرہ دیں۔ شربت دینار بھی دے سکتے ہیں۔

یرقان (۵)

یرقان کوئی مرض نہیں ہے۔ بلکہ جگر کی امراض میں بطور علامت کے ہے۔ جب جگر اپنا پورا کام نہیں کر سکتا خواہ اس میں خون کا اجتماع ہو۔ اور خواہ اس میں ورم پیدا ہو گیا ہو۔ جیسا کہ ابتدا مضمون میں ذکر ہو چکا ہے۔ تو نزلات دمویہ کو جن کو بہ سبب ان کی زرد رنگت کے صفراء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ خارج نہیں

کرسکتا۔ تو صفراوی فضلات خون میں جمع ہوکر تمام بدن کو زرد کردیتے ہیں۔ دوسری صورت اس طرح ہوتی ہے کہ ان دنوں میں جیسا کہ ابتدار مضمون میں ذکر ہوچکا ہے۔ جگر کو کام زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ اور صفراء کو بھی زیادہ مقدار میں خون سے خارج کرتا ہے۔ تو کبھی ایسا ہوجاتا ہے کہ اثنا عشری آنت جس میں صفراء کی نالی کھلتی ہے۔ اس میں یک لخت زیادہ مقدار میں صفراء کے گرنے سے خراش پیدا ہوکر وہاں ورم پیدا ہوجاتا ہے اور ورم کی وجہ سے صفراء کی نالی کا منہ جو اثنا عشری میں کھلتا ہے بند ہوجاتا ہے۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ جگر تو صفراء کو خون سے خارج کرتا ہے۔ لیکن بہ سبب بند ہونے نالی کے منہ کے وہ صفراء مرارہ اور اس کی نالی میں بھر جاتا ہے۔ پھر یا جگر ہی اخراج صفراء کے کام کو بہ سبب عدم گنجائش چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اور یا جگر تو بدستور صفراء کو خارج کئے جاتا ہے۔ مگر امتلاء مرارہ کی وجہ سے اس میں تو مزید صفراء سما نہیں سکتا۔ اسواسطے وہ آس پاس کی عروق جاذبہ کے ذریعہ سے جذب ہوکر پھر خون میں شامل ہوجاتا ہے۔

بہرصورت خون میں صفراء کی کثرت ہوکر خون کا رنگ زرد ہوجاتا ہے۔ اور دورانِ خون سے وہ صفراء تمام بدن میں چلا جاتا ہے۔ آنکھیں اور زبان چونکہ صاف ترین اعضاء ہیں۔ اس لئے ان میں یہ زردی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اس حالت میں مریض کو قبض بھی ضرور رہتی ہے۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں ہی چونکہ صفراء آنتوں میں نہیں آتا۔ جو کہ اپنی خراش کنندہ اثر سے قبض کشائی کرتا تھا۔ ..... اسواسطے قبض ہوجاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات شدید طور پر قبض ہوجاتی ہے اور بہ سبب فقدان صفراء پاخانہ کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ لیکن قارورہ کا رنگ سخت درجہ کا زرد ہوتا ہے۔ کیونکہ جب جگر صفراء کو خون سے علیحدہ نہیں کرتا یا نہیں کرسکتا۔ یا کرتا تو ہے۔ مگر پھر خون میں ملجاتا ہے۔ تو طبیعت مدبرہ گردوں سے اخراج کا کام لیتی ہے۔ چنانچہ گردے خون میں سے صفراء کو خارج کرتے ہیں۔ جس سے قارورہ کا رنگ زرد ہوجاتا ہے۔ اس حالت میں ایک اور علامت بھی پیدا ہوجایا کرتی ہے۔ وہ یہ کہ مریض کے جسم میں خارش یا پھنسیاں بھی پیدا ہوجایا کرتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ صفراوی خون تمام بدن میں منتشر ہوتا ہے۔ اور لامحالہ اسکو ہی بدن کی غذا بننا پڑتا ہے۔ تو اکثر اوقات صفراوی فضلات کو خارج از بدن کرنیکے واسطے جلد کی پسینہ پیدا کرنیوالی غدودوں (گلٹیوں) سے قوت مدبرہ کام لینے لگتی ہے اور پسینہ کے ذریعے جو فضلات ہمیشہ نکلا کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ صفراء کو بھی خارج از بدن کیا جاتا ہے۔ پس جب صفراء کے مواد جلد میں سے خارج ہوتے ہیں تو اس کے مخرش اور لاذع اثر سے وہاں خارش محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اگر صفراء کا کوئی ذرہ پسینہ پیدا کرنیوالی غدود (گلٹی) میں خراش پیدا کردے تو اس خراش کو دور کرنے کے واسطے طبیعت مدبرہ اس جگہ پر خون کو جمع کردیتی ہے۔ جس سے وہاں پھنسی یا پھوڑا بن جاسکتا ہے۔

غرض یہ تمام علامات جنکے مجموعہ کا نام یرقان ہے۔ حقیقت میں جگر کی یا اس کی نالی کی مرض کے واسطے بطور ایک یقینی علامت کے ہے۔

پس اس علامت یعنی یرقان کی موجودگی سے پہلے اس مرض کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ اس وقت اسکے ہمراہ تپ موجود ہو جو اکثر ہوتا ہی ہے۔ اور خواہ تپ نہ ہو۔

علاج۔ اگر یرقان کے ساتھ لازمی بخار ہو۔ تو اس کا علاج بعینہٖ وہی ہے۔ جو لازمی اور دائمی بخار میں لکھا گیا ہے۔ اگر نائبہ ہو تو علاج کیا جائے۔ جو روزانہ بخار میں لکھا گیا۔ البتہ یرقان کی صورت میں سب سے ضروری یہ تشخیص کرنا ہے کہ صفراء کی بندش جگر کی خرابی اور عدم کارکردگی کا نتیجہ ہے یا کہ صفراء کی نالی کی روکاوٹ اس کا باعث ہے۔ سو اگر جگر اپنے افعال میں کمزور ثابت ہو۔ جس کی بڑی علامت جگر کا حجم میں بڑھجانا اور دبانے سے درد کرنا ہے۔ تو پھر علاج بالا ضرور مفید ہوگا۔ لیکن اگر جگر کے افعال اور اس کی حالت جسمی ٹھیک ہے بلکہ صفراء کی نالی کی روکاوٹ یرقان کا باعث ہے تو پھر یہ معلوم کرنا ضروری ہوگا۔ کہ نالی کے کون سے حصہ میں روکاوٹ ہے۔ کیونکہ یا تو نالی کے آخری سرے میں بندش ہوگی۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ اثنا عشری آنت کی ورم اس کا منہ بند کر دیتی ہے۔ اور یا صفراوی نالی کے پہلے حصہ میں جو کہ مرارہ (پتہ) کے ساتھ ملحق ہے سدہ ہوگا پس ان دونو سروں کے سدہ کا امتیاز نہایت ضروری ہے کیونکہ ان دونوں کا علاج علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیئے۔ سو ان کی تشخیص اس طرح ہو سکتی ہے کہ اگر مرارہ کے قریب سدہ ہوگا۔ تو مریض کو سخت قسم کا درد قولنج کی طرح سے ظاہر اور اسی روز اس کو یرقان ہو جائیگا۔ خواہ درد رفع ہو جائے۔ یا جاری رہے۔ اور یہ درد دائیں پسلیوں کے نیچے دفعتہً ایسی شدت سے ہوتا ہے کہ مریض سخت بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور درد کی ٹیس یا تو دائیں کندھے کی طرف جاتی ہے۔ یا پشت کی طرف اور کبھی پیٹ کی طرف دائیں طرف سے بائیں طرف کو پھر جاتی ہے۔ مگر درد صرف مقام جگر سے اٹھتا ہے۔ یعنی دائیں پسلیوں کے نیچے سے۔ اس درد کی ماہیت اور کیفیت یہ ہے کہ صفراء پتہ کے اندر جم کر چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کی صورت میں بنجاتا ہے۔ یا آنتوں میں سے کوئی کرم اس نالی کے ذریعہ پتہ میں چلا جاتا ہے۔ تو وہاں اس پر صفراء کی تہ جم کر وہ سنگریزہ کی صورت بنجاتا ہے۔ پھر جب پتہ سے صفرا کی نالی میں آتا ہے۔ تو وہ سنگریزہ بھی ساتھ آکر نالی کے منہ میں یا منہ سے ذرا نیچے آکر رک جاتا ہے۔ جس سے یہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ سنگریزہ آنتوں میں گر جائے تو درد میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کچھ عرصہ اس نالی میں پھنسا رہے۔ تو چونکہ وہاں سے مزید صفراء خارج نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جسم میں جذب ہو کر یرقان کی صورت بنجاتی ہے۔ پس اگر یہ حالت ہو تو اس درد کا امتیاز ثابت کر دیتا ہے۔ کہ نالی کا بالائی سر بند ہے۔ لیکن نیچے والے کی بندش چونکہ اثنا عشری

اور قعرِ معدہ کے ملاپ کی جگہ پر ہوتا ہے۔ یعنی سب سے پہلی آنت کے سر پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ درد دبانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ مگر چھوڑ دینے سے کم ہوتا ہے۔ بخلاف نالی کے درد کے اسمیں دبانیسے کمی بیشی نہیں ہوتی۔ مگر یوں سخت تیز ہوتا ہے۔ غرض اگر صفراء کی نالی کا بالائی سر مسدود ہو تو فوراً مسہل دیدینا ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض وقت درد کی شدت سے متلی اور قے اور ہچکیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسوقت بجائے مسہل کے... مسکن الاوجاع اور مخدر ادویہ دی جانی ضروری ہیں۔ مگر جب دواء کے برداشت کا موقعہ حاصل ہو۔ تو مسہل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ جگر اور نالی میں تحریک ہو کر صفراء خارج ہو اور بعد میں ایسی ادویہ واغذیہ استعمال کی جائیں جو صفراء کو رقیق کریں۔ جن کا یہاں ذکر طوالت کا باعث ہے۔ کیونکہ واضح طور پر باب الاوجاع میں اسکا ذکر ہو چکا ہے۔ اور جگر کی تقویت اور صفائی کے واسطے بیخ کاسنی والا نسخہ بہت مفید ہے۔ خصوصاً یرقان والا۔

اگر اثنا عشری کا ورم سبب ہو۔ تو پھر مسہل دینا سخت منع ہے۔ جو کہ ازیاد مرض کا باعث ہوتا ہے بلکہ شروع میں قے کرانی چاہیئے۔ تاکہ معدہ صاف ہو جائے اور ممکن ہے کہ قے کے زور سے نالی کا منہ بھی کھل جائے۔ اور صفراء خود بخود خارج ہونے لگے۔ ورنہ صفائی معدہ کے بعد نوشادر ۳ ماشہ جوا کھار ۶ ماشہ ایک بوتل عرق سونف میں حل کر دیں۔ اور اس میں سے بقدر تین تین تولہ روزانہ چار دفعہ دیں۔ اور مقام ماؤف پر ٹکور کریں یا السی وغیرہ کا ضماد گرم گرم لگائیں۔ اور جب تک ورم رفع نہ ہو جائے۔ کوئی غذا کھانے کو نہ دیں اگر مریض فاقہ کو برداشت نہ کر سکے۔ تو دودھ اور سوڈا یا آش جو دے سکتے ہیں۔ ورم کے دور ہونیکے بعد اگر جگر میں بھی کچھ نقص معلوم ہو تو نسخہ جات مندرجہ بالا میں سے جن میں اعلیٰ جزو بیخ کاسنی ہے مناسب موقعہ کے دیا کریں۔

ایک قسم نوبتی تپ کی اور بھی ہے جسکا ذکر کرنا یاد نہیں رہا۔ حالانکہ اس موسم میں ہمیشہ وہ بھی کم و بیش پایا جاتا ہے۔ اور خصوصاً امساک بہت سے اشخاص اس میں مبتلا دیکھے گئے ہیں۔

علامات - بخار نرم لیکن کمزور کر دینے والا ہوتا ہے۔ عام طور پر نوبتی بخار کی طرح خاص اوقات میں چڑھتا اور اترتا ہے۔ مگر اس میں چڑھتے وقت لرزہ وغیرہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی بھڑک کر چڑھتا ہے بیمار کو تھوڑی تھوڑی سردی ہوتی ہے اور بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات سردی بالکل نہیں لگتی اور یونہی بدن گرم ہونے لگتا ہے۔ اس تپ کی خاص علامت یہ بھی ہے کہ بھوک بہت ہی کم بلکہ بالکل ہی نہیں لگتی۔ پیاس کبھی تو کسی قدر ہوتی ہے۔ مگر کبھی نہیں بھی ہوتی۔ عام طور پر اس تپ کو سوکھے کا تپ بھی کہتے ہیں۔

کیفیت و ماہیت - معدہ میں ایک قسم کا مزمن ورم ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کی غشاء مخاطی

میں سوزش ہوکر ورم نما حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور رطوبات پیدا کرنے والی غدودیں (گلٹیاں) اپنے فعل میں بہت کمزور ہو جاتی ہیں۔ اسواسطے معدہ گرم معلوم ہوتا ہے۔ مگر قے نہیں آتی۔ اور معدہ کی افعالی کمزوری سے بھوک بند ہو جاتی ہے۔

اسباب۔ اس قسم کے بیرونی اسباب تو وہی ہیں۔ جو ملیریا کے دوسرے اقسام میں ذکر ہو چکے مگر مریض کے اعضاء کی خاص حالت بھی اس کا باعث ہے اور وہ اس طرح سے کہ جس شخص کا جگر اور طحال بہت چھوٹے ہوں اور معدہ بھی پیدائشی کمزور ہو۔ اس پر جب ملیریا کا حملہ ہوتا ہے تو چونکہ جگر اور طحال خون کی کثرت کے متحمل نہیں ہو سکتے اسلئے معدہ کی طرف خون زیادہ آجاتا ہے۔ لیکن چونکہ معدہ پہلے سے ہی کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بجائے اس کے کہ اس خون میں سے رطوبات کو بذریعہ قے وغیرہ خارج کرے اس کی رطوبات افزاء گلٹیاں مزید کمزور ہو کر اپنے فعل کو بالکل ہی چھوڑ دیتی ہیں۔ پس معدہ کی قوت جاذبہ اور دافعہ دونوں ہی کمزور ہو جاتی ہیں۔

علاج۔ اس قسم کے تپ میں کوئی ایسی دوا نہ دی جائے جو نوبت کو روکنے کے واسطے پہلی قسم میں دی جاتی ہیں۔ مثلاً حب حمی۔ کونین۔ جورانکس۔ کشتہ ہڑتال وغیرہ وغیرہ کیونکہ ایسی ادویہ سے سوزش معدہ بڑھ کر مریض کیلئے گھبراہٹ اور بیچینی وغیرہ کو بڑھا کر تکلیف مزید کا باعث بنجاتی ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ان سے خون کی قے یا خون کے دست بھی آسکتے ہیں۔ نیز ایسے مریضوں کو سفوف بیشی وغیرہ مضعف قلب ادویہ بھی نہ دیں۔ کیونکہ ایسے مریضوں کا دورانِ خون پہلے ہی کمزور ہوتا ہے۔

پس اگر مریض کو قبض ہو تو سفوف زیبقی ۱ رتی کی خوراک دیدیں۔ اگر اس سے ایک دو اجابتیں ہو جائیں۔ تو فبہا ورنہ اسکے بارہ گھنٹے بعد کوئی ہلکا سا ملین مثل املتاس یا میگنیشیا سلفاس وغیرہ دیگر قبض کشائی کر دیں۔ اس کے بعد ایسی ادویہ دیں۔ جن سے معدہ کو طاقت ہو کر وہ اپنے افعال کو بخوبی ادا کرنے لگ جائے اور وہ ادویات حسب ذیل ہیں۔

(۱) سفوف سمی ۳ ماشہ (۲) سفوف مفرح (۲) گل غافث ۲ ماشہ۔ شاہترہ ۲ ماشہ کا نقوع (۴) تخم کاسنی ۲ ماشہ الائچی خورد ۲ ماشہ سولف ۳ ماشہ اسکو پانی میں گھوٹ کر تھوڑی سی مصری ملا کر پلائیں۔

(۵) بیخ کاسنی ۲ ماشہ۔ خبطیانہ ۲ ماشہ کا جوشاندہ بنا کر پلائیں (۶) انار دانہ ۱ تولہ۔ چرائتہ ۳ ماشہ کا نقوع پلائیں (۷) زرشک ۱ تولہ۔ پودینہ ۳ ماشہ بھگو کر یا گھوٹ کر پلا دیں۔

زحیر (پیچش) ہم نے اسی مضمون حمیات میں اس موسمی بخاروں کے ساتھ اس مرض کے بھی اکثر پیدا ہو جانے کا ذکر کیا ہے۔ اور ساتھ ہی وعدہ کیا تھا کہ اس سوذی

مرض کا علاج بھی ہم مفصل بیان کرینگے ۔تاکہ ناظرین کو اس مرض اور اسکے علاج میں پوری آگاہی ہوجائے کیونکہ میں نے ایک لمبے تجربے سے معلوم کیا ہے کہ اس مرض کے علاج میں اکثر ہمارے معالجین بری طرح سے فیل یعنی ناکامیاب رہتے ہیں یہاں تک کہ ہماری انجمن کے بعض خاص خاص ممبران نے مجھے بتایا ہے کہ ہم ایسے مریضوں کے علاج سے بہت ڈرتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ہمیں اس میں ناکامی اور خفت اٹھانی پڑتی ہے ۔ اور پھر بارہا دوستوں نے مجھے اس مرض پر مفصل اور موضح طور پر مضمون لکھنے کی پرزور فرمایش کی ہے لہذا آج اس موقعہ پر کہ اس مرض کا موسم بھی ہے ۔ اور اسی موضوع پر بحث بھی شروع ہے۔ ایک سیر کن مضمون لکھنے کا ارادہ ہے تاکہ مضمون مکمل طور پر جامع ہو اور اسکی ضرورت بھی ہے۔

کیفیت مرض

رودۂ مستقیم میں خصوصاً اور قولون میں عموماً ورم پیدا ہوجاتا ہے ۔ اکثر زخم بھی پیدا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے بار بار رفع حاجت کی خواہش ہوتی ہے ۔ اور پیچش اور مروڑ کے ساتھ تھوڑا سا پاخانہ جس میں آنوں اور لہو ملا ہوا ہوتا ہے خارج ہوتا ہے۔ بسا اوقات پاخانہ بالکل نہیں آتا۔ مریض کو بار بار کوشش اور زور لگانا پڑتا ہے۔ آخر مروڑ اور درد ہو ہو کر بالکل تھوڑا سا آنوں یعنی سفید سا لعاب جس میں کچھ نہ کچھ خون بھی اکثر ہوتا ہے۔ نکلتا ہے ۔

اسباب

اس کا خاص اور پہلا سبب تو اکثر جگر و طحال وغیرہ کی افعال کی بے اعتدالی ہی ہے۔ جو کہ موسم خزان یا موسم برسات کے بعد اکثر ان میں پیدا ہوجایا کرتی ہے ۔ جیسا کہ مضمون حمیات میں اس کی توضیح کر چکا ہوں کہ کیونکر ان دنوں میں آب و ہوا کی خرابی سے جگر وغیرہ اعضاء غذائیہ پر اثر ہو کر یہ اعضاء ماؤف ہوجاتے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ بعض ایسے متعدہ اور موبدہ اسباب بھی ہیں جن سے مرض اکثر ظہور پذیر ہوجایا کرتا ہے جیسے ۔ گوشت ۔ مچھلی ۔ انڈے وغیرہ کھانا یا کچی ثقیل غذا یا کچے پھل وغیرہ کھائے جائیں ۔ یا سخت جلاب لیا جائے خصوصاً جب ملیریا کا اثر بدن میں ہو چکا ہو یا پیٹ پر سردی کا لگنا وغیرہ

چونکہ ان دنوں میں جگر اور طحال یا معدہ میں خون کا دوران اور اجتماع اکثر ہوتا ہے ۔ جیسا کہ حمیات ملیریا کے اسباب میں لکھا جا چکا ہے۔ تو لازماً انتڑیوں میں کمی خون ہو کر یہ اپنے فعل اخراجیہ میں کمزور ہوجاتی ہیں ۔ جسکی وجہ سے اکثر قبض پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر اگر ایسے موقعہ پر ایسی غذائیں استعمال کی جائیں جو

ثقیل دیر ہضم یا ردی ہوں ۔ تو ضرور ہے کہ یا تو قبض زیادہ ہوکر آنتوں میں سدے پیدا ہو جائیں اور یا اگر طبیعت مدبرہ انکو خارج کرنے کے واسطے اسہال پیدا کردے یا طبیب ہی ۔ دفع قبض کے لئے کوئی تیز جلاب دیدے تو اس طرح سے امعاء میں خراش پیدا ہوکر وہاں ورم اور زخم وغیرہ پیدا ہو جائیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ قبض سے جب سدہ پیدا ہو جاتا ہے تو اسی کی خراش سے بھی سدہ کے مقام کی امعاء کی سطح متورم اور ماؤف ہو جاتی ہے ۔ جس سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے ۔

اقسام مرض

چونکہ مرض کی شدت اور خفت کے لحاظ سے علامات بھی مختلف پیدا ہوا کرتی ہیں ۔ اور علاج میں بھی کسیقدر اختلاف پایا جانا ضروری ہے ۔ اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ اس کی اقسام قرار دی جائیں پس یہ مرض تین قسم پر ہوا کرتا ہے ۔

اول خفیف ۔ دوم شدید ۔ سوم مزمن ۔ عندالعقل تو اسکی دو ہی قسمیں ہونی چاہئیں ۔ شدید یا خفیف لیکن شدید قسم بھی چونکہ علاج معالجہ سے قسم خفیف بن جایا کرتی ہے ۔ اس لئے اس کو مزمن نام دیا گیا اور قسم خفیف وہی مخصوص اور محدود ہو گئی جو ابتداء ہی میں خفیف ہو ۔

علامات قسم خفیف

کبھی تو پہلے تپ موجود ہوتا ہے ۔ لیکن کبھی اس مرض کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے ۔ گو تپ بھی عموماً نرم اور خفیف ہی ہوا کرتا ہے ۔ بلکہ بعض دفعہ بخار نہیں بھی ہوتا ۔ پاخانہ کی بار بار حاجت ہوتی ہے مروڑ اور پیچش کیساتھ کم مقدار میں آلوں یا خون آمیز پاخانہ خارج ہوتا ہے ۔ بھوک میں کمی آجاتی ہے

علامات قسم شدید

بخار پہلے ہی موجود ہوتا ہے ۔ لیکن کبھی اس کے ساتھ اکٹھا ہی شروع ہو جاتا ہے کہ دفعتہً بخار ہو کر درد اور مروڑ سے بار بار پاخانہ آنے لگتا ہے ۔ مگر اکثر ہوتا ہے کہ پہلے بخار آتا ہے ۔ پھر زرد اور پتلے دست آنے لگتے ہیں ۔ اور دستوں کے بعد مروڑ کی کیفیت بنجاتی ہے ۔ رفع حاجت کے وقت زور لگانا اور کونسنا پڑتا ہے ۔ درد بہت ہوتا ہے ۔ بھوک بالکل مرجاتی ہے ۔ پیاس اکثر زیادہ ہوتی ہے بخار بھی تیز ہوتا ہے ۔ زبان میلی ہوتی ہے ۔ پیشاب کم مقدار میں اور سوزش اور تکلیف کے ساتھ آتا ہے ۔

بلکہ کبھی بند بھی ہوجاتا ہے۔ نفخ بھی اکثر رہتا ہے۔ بے چینی اور بے خوابی رہتی ہے۔ مریض جلد جلد کمزور ہونے لگتا ہے۔ رات دن میں دس بیس دفعہ بلکہ تیس چالیس اور کبھی پچاس ساٹھ دفعہ تک بار بار پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے۔ اور سوائے آنوں (لعابی رطوبت) اور تھوڑے سے خون کے کچھ نہیں نکلتا۔ بلکہ بسا اوقات بہت سا خون بھی آجاتا ہے۔ جس سے مریض بہت ہی کمزور ہوجاتا ہے۔

جب مرض میں زیادتی ہوجاتی ہے تو سبز یا زرد رنگ کے پیپ دار دست آنے لگتے ہیں۔ جن میں اکثر بدبو بھی سخت ہوتی ہے۔ اور جب انتڑی کا متورم اور ماؤف حصہ مردار ہوجاتا ہے۔ اسوقت چھوٹے چھوٹے ٹسیا ہی مائل لیسدار اور متعفن دست آنے لگتے ہیں۔ جن میں چیتھڑے بھی خارج ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر مرض نہایت ردی اور خراب حالت میں پہنچ جاتا ہے۔ ریاح سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ مریض نہایت کمزور اور نڈھال ہوجاتا ہے۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔ اور ہذیان بھی ہونے لگتا ہے۔ اور اگر انتڑی گل کر اس میں چھید ہوجائے تو پردۂ صفاق میں ورم ہوجاتا ہے۔ جس سے اکثر مریض جانبر نہیں ہوسکتا۔ شدید ترین مرض میں تو تیسرے چوتھے دن تک ہی ایسی ردی حالت پیدا ہو کر مریض مرجاتا ہے۔ مگر اکثر ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ اگر مرض میں کمی واقع ہوجائے تو بخار اور دیگر علامات میں بھی خفت واقع ہوجاتی ہے۔ لیکن ذرا سی بد پرہیزی یا بد احتیاطی سے مرض پھر زیادہ ہوجاتا ہے۔ اگر علاج باقاعدہ ہو اور غذا وغیرہ سے پورا پرہیز ہے تو اکثر مریض پورے طور پر شفایاب ہوجاتے ہیں۔ ورنہ یہ مرض مزمن صورت میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ جو مہینوں اور برسوں تک مریض کو ستاتا ہے۔

علامات قسم مزمن

تین چار سے آٹھ دس دفعہ تک روزانہ پیچش کے ساتھ پاخانہ آتا ہے۔ جس کے ہمراہ کچھ نہ کچھ خون اور آنوں بھی ہوتی ہے۔ کبھی خون بالکل نہیں آتا۔ کبھی ایک دو دن بالکل پاخانہ نہیں بھی آتا۔ اور قبض ہوجاتا ہے۔ مگر پھر متعفن اور پیپ دار یا خون آمیز دست آنے لگتے ہیں۔ بھوک بہت کم ہوتی ہے۔ بلکہ پیاس بھی کم ہوتی ہے۔ دن بدن مریض لاغر اور کمزور ہوتا جاتا ہے۔ جلد مریض کی کھردری اور خشک ہوجاتی ہے۔ جس سے بو سی جھڑتی ہے۔ مریض کے جسم سے ایک خاص قسم کی ناگوار بو آتی ہے۔ زبان سرخ چمکدار پھٹی ہوئی ہوتی ہے۔ کبھی منہ سے سوزش کے آثار بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔ مریض کا پیٹ دبا ہوا مثل سارنگی کے ہوجاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

عوارضات۔ کبھی تو یہ سوزش امعاء علیا بلکہ معدہ تک بلکہ منہ تک پہنچکر مریض کو بہت ہی کمزور

اور نحیف کر دیتی ہے۔ کبھی اس مرض کی زہر خون میں جذب ہو کر جگر میں ورم اور پھوڑے پیدا کر دیتی کبھی وجع المفاصل۔ ذات الریہ اور ورم گردہ بھی ہو جاتا ہے۔

علاج قسم خفیف

چونکہ یہ قسم اکثر قبض اور سدہ کے باعث ہوتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے روغن بید انجیر تین چار تولہ تک تھوڑے سے دودھ میں ملا کر اور کھانڈ سے نہایت عمدہ طور پر شیریں کر کے پلا دیں۔ جس سے دو چار اسہال ہو کر مخزش مادے سدے وغیرہ نکل جائیں گے۔ اور انتڑیاں صاف ہو جائینگی بلکہ اگر اس کا باعث سدہ نہ بھی ہو تو بہتر ہے۔ کہ پہلے روغن بید انجیر سے پیٹ کو صاف کر لیں۔ اس کے بعد سفوف مطیب ماشہ ہمراہ شربت حب الآس یا شربت انار یا انجبار وغیرہ مناسب وقت کے دیدیں۔ اور ایسی دو یا تین خوراکیں روزانہ دیں۔ بلکہ اگر مرض زیادہ ہوں تو پانچ چھ خوراک تک بھی دے سکتے ہیں اور اگر درد بہت ہوتی ہو۔ تو سفوف برش کافوری کا استعمال بھی ضروری ہے۔ جس سے درد میں بہت جلدی فرق پڑ کر مریض آرام میں ہو جاتا ہے۔ اس کی خوراک ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک روزانہ ہے پس اگر تین چار خوراکیں سفوف مطیب کی دینا منظور ہو تو دو دو تین تین رتی سفوف برش کی بھی ہر ایک خوراک میں ملا لینی چاہیئے۔ لیکن اگر مرض کسی قدر شدید ہے۔ تو چونکہ سفوف مطیب کی خوراک بار بار دینے کی ضرورت ہو گی۔ اسواسطے سفوف برش ایک یا دو رتی فی خوراک ملانا چاہیئے۔ تاکہ رات دن میں اس کی مقدار حد سے بڑھ نہ جائے۔ کیونکہ اس میں افیون کا جزو ہوتا ہے۔ اگر ماشہ ڈیڑھ ماشہ سے زیادہ سفوف برش دی جائیگی۔ تو گویا اس میں افیون کی مقدار قریباً ایک رتی تک ہو کر مریض کیلئے نشہ اور غنودگی کا باعث بنیں گے۔ اسواسطے احتیاط رہے۔ خصوصاً بعض لوگ ایسے نازک مزاج کے ہوتے ہیں کہ انکو قلیل وزن افیون سے بھی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر بچوں کو تو اسکی بہت ہی کم برداشت ہوتی ہے۔ اس لئے سوچ بوجھ کر اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔ تاہم سفوف برش کافوری کا ایک ماشہ حد ڈیڑھ ماشہ تک ایک جوان یا بوڑھے مریض کو دیدینا۔ مگر دن رات میں متعدد بار کرکے کوئی برا نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔

انتباہ

برشش کافوری کا ہم ذکر نہیں کر رہے۔ بلکہ سفوف برش کافوری کا ذکر ہے۔ کیونکہ برش کافوری تو بہت ہی تیز چیز ہے۔ اس میں نصف حصہ افیون ہوتی ہے۔ اور وہ ماشہ کی مقدار میں ہرگز نہیں دیجاتی۔

اسکی مقدار تو لہ رتی سے ایک رتی تک ہے۔ اور سفوف برش کافوری کی خوراک دو رتی سے ایک ماشہ تک پس یاد رکھیں تاکہ غلطی نہ ہو۔

بعض لوگوں کو روغن بید انجیر سے نفرت ہوا کرتی ہے۔ یا وقت پر میسر نہ آئے تو اس کے عوض میں روغن زیتون پلا دینا چاہیئے۔ اگر وہ بھی نہ ملے تو روغن بادام یا روغن کدو بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن اس مرض میں کوئی دوسرا اجلاب مثل تربد کالادانہ (حب المنیل) جلاپا وغیرہ نہ دینا چاہیئے۔ اور جمالگوٹہ کا تخم بھی اس مرض میں نہ لینا چاہیے۔ غرضیکہ جو مسہل امعاء میں خارش پیدا کرکے اسہال لاتے ہیں۔ وہ اس مرض میں ہرگز استعمال نہ کئے جائیں۔ ورنہ مرض بڑھ جانے کا احتمال ہے۔ اگر روغنیات بالکل ہی نہ ملیں یا کسی وجہ سے استعمال نہ کر سکیں۔ تو پھر ہلکے ملینات سے کام نکالیں۔ مگر وہ بھی مثل ہلیلہ زرد یا ریوند وغیرہ کے نہ ہوں تو بہتر ہے۔ بلکہ وہاں گل بنفشہ سب سے اچھی چیز ہے۔ اس کے بعد گلسرخ یا گلقند پھر اس کے بعد مغز فلوس خیارشنبر دے سکتے ہیں۔ مگر خیارشنبر بھی تھوڑا سا گھی یا شیرہ بادام یا عرق سونف وغیرہ کے ساتھ ہی دینا بہتر ہے۔ اور اگر منہ کی راہ سے کوئی دوا بھی نہ لی جا سکے۔ مثلاً قے وغیرہ موجود ہو۔ یا کوئی اور وجہ ہو تو حقنہ کے ذریعہ سے امعاء کو صاف کر لینا چاہیئے۔ اور تا وقتیکہ امعاء کو صاف نہ کر لیا جاوے۔ کوئی قابض دوا استعمال نہ کرنی چاہیئے۔

سفوف مطیب اگر میسر نہ ہو تو سفوف عشر ۳ نصف ماشہ اور سفوف برش کافوری ۲ رتی باہم ملا کر ایسی تین یا چار خوراک روزانہ دے سکتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو جوارش مفرح ایک ماشہ گیرو دو ماشہ باہم ملا کر ایسی تین چار خوراک یومیہ دے سکتے ہیں۔

یہ تینوں دوائیں یکساں مفید اور مجرب المجرب ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ایک اور دواء بھی نہایت مجرب ہے۔ خصوصاً جب مریض پیچش کو خون کا اخراج زیادہ ہو تو یہ دوا یعنی خمیرہ تارپین بہت ہی مناسب ہے۔ لیکن اس کی خوراک ۳ ماشہ کے وزن سے عرق سونف ۵ تولہ میں ملا کر دینی چاہیئے۔ اور ایسی تین چار خوراک یومیہ دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر پہلے مسہل نہ لیا ہوا ہو۔ تو خمیرہ تارپین ایک تولہ یکدم بھی دے سکتے ہیں۔ جس سے پاخانہ کھل کر آجائے گا۔ اور امعاء صاف ہو جائیں گے۔ پھر اس کے بعد اسی کو قلیل مقدار میں دینا شروع کر دیں۔ یا پھر خمیرہ بذا سے تلین کرنیکے بعد کتھ ۲ ماشہ سفوف برش ۲ رتی ایسی خوراک دن میں تین چار دفعہ دے سکتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ بالکل معمولی اور خفیف پیچش میں روزانہ ایک دو خوراکیں ہی کافی ہو جایا کرتی ہیں۔ ہماری تحریر بالا میں تین چار بار یومیہ دوا کا دینا اس حالت میں ہے۔ کہ جب پیچش ذرا زیادہ ہو۔ یعنی سات آٹھ دفعہ تک روزانہ حاجت ہوتی ہو یا اس سے بھی زیادہ ورنہ ضرورت

نہیں

انگریزی ادویات میں سے مگنیشیا سلفاس یا سوڈیم سلفاس جونسی چیز بھی ان میں ملجائے۔ بوزن تین چار ماشہ لے کر ایک گھونٹ پانی میں حل کر کے مریض کو پلادیں۔ پھر ایک گھنٹہ کے بعد ایسی ایک اور خوراک پلادیں۔ اسی طرح گھنٹہ گھنٹہ کے وقفہ سے ایک ایک خوراک دیتے جائیں۔ جن سے بعض مریضوں کو تو چوتھی پانچویں خوراک اور بعض کو چھ سات یا آٹھ خوراکیں دینے تک اسہال بفراغت شروع ہو جاتے ہیں۔ جس سے مریض کا کونتہنا اور رفع حاجت کیلئے زور لگانا رفع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اکثر کو تو خون اور آنوں (رطوبت لعابیہ) کا آنا بھی بند ہو جاتا ہے۔ پھر اس دوا کو بند کر دینا چاہیئے۔ جس سے اُمید ہے کہ پوری شفاء ہو جائیگی۔ ورنہ اس کے بعد مذکورہ بالا ادویہ میں سے کوئی دوا حابس اور قابض دینا شروع کر دیں۔

جن مریضوں کو قے بہت ہو۔ تو سفوف مفرح کا استعمال انکے واسطے مقدّم سمجھیں۔ کیونکہ اکثر مریضوں میں تو پیچش کو بھی اس سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ قے کو تو ضرور ہی روک دیگی۔ جسکے بعد آپ کوئی مسہلہ یا قابضہ دوا دے سکتے ہیں۔ نیز سفوف مفرّح خون کے اخراج کو بھی بہت مفید چیز ہے۔ اگر سفوف مفرح کیساتھ سفوف برش بھی دیں تو سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہے۔

یہ تمام دوائیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوا کو بار بار تجربات کے ماتحت ہم نے یقینی مفید اور موثر پایا ہے۔ اور نہ صرف خفیف قسم کی پیچش میں بلکہ شدید ترین قسم میں بھی جیسا کہ ابھی اسکے بیان میں بھی ان کا ذکر آئیگا۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اگر مرض خفیف ہے تو ایک ہی دن یا زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن تک پوری صحت ہو جاتی ہے۔ اور اگر شدید ہے تو حسب اسکی شدت کے علاج بھی دنوں تک کرنے سے پوری شفاء ہو سکتی ہے۔

ان ادویہ مجربہ کے علاوہ دو تین مفرد ادویہ اور بھی ہمارے طویل تجربہ نے نہایت مفید ثابت کی ہیں۔ انکے استعمال سے مرض خفیف تو یقیناً رفع ہو جاتی ہے۔ لیکن شدید قسم میں پوری شفا ان سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسی شدید قسم کے مریضوں میں مذکورہ بالا مرکبات کے استعمال میں اگر ان کو بھی وقتاً فوقتاً استعمال کریں تو صحت کو قریب لانے میں ضرور ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ وہ ادویہ لعابدار ہیں۔ جیسے۔ کتیرا۔ سبوس اسبغول۔ یا اسبغول سالم۔ تخم ریحاں۔ تخم بالنگو۔ تخم کتان وغیرہ خواہ انکو سالم ہی پھنکا دیا جائے۔ خواہ ان کا لعاب نکال کر پلایا جائے۔

غذا۔ اس مرض میں جسقدر غذاء کا پرہیز ضروری ہے شاید ہی کسی اور مرض میں ایسا ضروری

ہو۔ جو اصحاب میرے طریقِ علاج سے واقف ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ میں اکثر امراض میں بالکل پرہیز نہیں کرایا کرتا۔ مگر اس مرض میں غذاء کا پرہیز نہ ہو تو کوئی بڑے سے بڑا مجرب المجرب نسخہ بھی مفید نہیں ہو سکتا ہے اس مرض میں مجھے اپنے ان نسخوں پر جو اوپر لکھ چکا ہوں۔ اسقدر یقین اور بھروسہ ہے کہ اگر کسی مریض کو آرام نہ ہو یا آدام ہو کر پھر کسی قدر مرض بڑھنے لگے۔ تو میں فوراً تاڑ جاتا ہوں کہ مریض نے ضرور بد پرہیزی کی ہے چنانچہ جب بخوبی تجسس کیا جائے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ مریض نے ضرور بد پرہیزی کی ہے۔ خواہ اسکو بالکل معمولی سمجھ کر مریض نے اس کی جرأت کی ہو۔ مثلاً مونگ کی دال یا شوربا یا کوئی ترشی وغیرہ منہ کے ذائقہ کی خاطر مریض نے استعمال کی۔ اور مرض بڑھی۔

چونکہ اس مرض میں امعاء ماؤف ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک چیز جو کھائی جاتی ہے۔ آخر انہیں امعاء میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ اور اس کا اثر ماؤف جگہ پر ضرور پڑے گا۔ اس لئے اس مرض میں سب سے بہتر تجویز اور پرہیز یہی ہے کہ مریض کو ہر قسم کی غذاء سے پرہیز کرایا جائے۔ یعنی کوئی چیز بھی سوائے دوا کے اسکو نہ کھلائی جاوے۔

اگر مریض بغیر کسی قسم کی غذا کھائے۔ محض فاقہ برداشت کرے۔ تو ایک دو دن کے فاقہ سے اس کا بگڑا تو کچھ نہیں جاتا۔ اور فائدہ اس قدر ہو جاتا ہے کہ ہفتوں میں بھی اسقدر نہ ہو سکے۔ اور قدرت بھی لمبا اوقات اس پرہیز کی مؤید ہو جایا کرتی ہے۔ یعنی مریض کو قدرتی طور پر بھی بھوک کم ہو جایا کرتی ہے۔ پھر تو طبیب کیلئے نہایت آسانی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مریض کی بھوک بند یا کم نہ ہو تو یہ علامت اس امر کی ہے کہ مریض کا معدہ جگر اور امعاء علیا ماؤف نہیں ہیں۔ صرف امعاء مستقیم یا شاذ و نادر کچھ حصہ قولون کا ماؤف۔ ایسی صورت میں بالکل فاقہ دنیا مریض کیلئے قابل برداشت نہیں ہوا کرتا۔ لہذا ایسے مریض کو ایسی غذا دینا چاہیئے۔ جو چبا کر نہ کھانی پڑے بلکہ کھانے کا لفظ اس پر صادق نہ آسکے۔ یعنی صرف پینے کی غذا اس کو دی جائے ایسی غذائیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) دودھ اگر مریض دودھ پینے کا عادی ہے تو صرف دودھ ہی اس کی غذا ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر مریض دودھ کا عادی نہیں ہے۔ اور دودھ سے اسکو اسہال یا قبض اور ریاح وغیرہ پیدا ہو جاتے ہوں۔ تو پھر دودھ میں سوڈا ملا کر استعمال کریں۔ یا اس کے عوض صرف دہی (جغرات) پر گذارہ کر لیں۔

(۲) دوسری غذا دہی ہے۔ اس کا استعمال بھی اس مرض میں بہت مناسب اور مفید ترین غذا ہے۔ اکثر اطباء بخار کی موجودگی میں دودھ اور دہی کے استعمال سے منع کیا کرتے ہیں۔ جو بالکل موہومی خیال ہے

(۳) ماء الشعیر۔ اگر دودھ اور دہی سے طبیعت اکتا جائے۔ یا کسی اور وجہ سے نہ دے سکیں۔ تو پھر آش جو اس مرض کیلئے بہت عمدہ اور اچھی غذا ہے۔

(۴) چاولوں کی پیچھ بھی ایسے مریض کیلئے مناسب غذا ہے۔

(۵) نشاستہ گندم کی لیٹی بھی جو بہت پتلی ہو۔ دے سکتے ہیں۔

(۶) اگر مریض بہت کمزور ہو۔ اور دن بدن کمزوری بڑھ رہی ہو۔ خصوصاً شدید پیچش یا مزمن پیچش میں تو دودھ یا ماء الشعیر وغیرہ میں انڈا (بیضۂ مرغ) پھینٹ کر ملا سکتے ہیں۔

(۷) اگر مریض کو بھوک زیادہ ہو۔ تو ساگودانہ پانی یا دودھ میں پکا کر دے سکتے ہیں۔

(۸) ارا روٹ۔ پانی یا دودھ میں دے سکتے ہیں۔

(۹) ایسبغول۔ بارتنگ۔ تخم ریحان۔ تخم رام تلسی۔ تخم بالنگو وغیرہ کی کھیر بنا کر دے سکتے ہیں۔

(۱۰) نشاستہ کے اولے یعنی فالودہ بھی دے سکتے ہیں۔

(۱۱) جب مریض دن بدن رو بصحت بتاتا جائے۔ اور خون اور آنوں میں بہت ہی کمی ہو جائے۔ اور پاخانہ بستہ ہو کر آنے لگے۔ تو چاول صاف اور عمدہ خوب گداز کر کے دودھ یا دہی ملا کر کھلا سکتے ہیں۔

(۱۲) جب مرض کا بہت ہی افاقہ ہو تو مونگ کی کھچڑی بھی دے سکتے ہیں۔

(۱۳) جب بالکل مرض سے شفاء ہو جائے۔ ایک دو دن خوب دیکھ کر پھر خمیری روٹی مونگ کی دال کے ساتھ کھانے کو دیں۔

(۱۴) جب خمیری روٹی بخوبی ہضم ہو جاوے تو پھلکا شروع کرائیں۔ پھر ساگ وغیرہ بھی دے سکتے ہیں اور ٹنڈوے وغیرہ بھی۔

(۱۵) جب دو ہفتے بالکل صحت ہو کر گذر جائیں۔ پھر گوشت وغیرہ کی اجازت دینی چاہیئے یہ سب کچھ جو غذاؤں کے متعلق لکھا گیا ہے یہ صرف قسم خفیف کیلئے نہیں۔ بلکہ شدید اور مزمن تمام اقسام کے متعلق مشترکہ بیان کر دیا گیا ہے۔ خفیف قسم میں حاذق طبیب اپنے تجربہ کی بنا پر جلدی جلدی غذائیں تبدیل کر سکتا ہے۔

پرہیز (۱) مرض کی زیادتی میں ہر ایک چبا کر کھانیوالی غذا سے قطعی پرہیز چاہیئے۔ کسی قسم کا پھل بھی نہ استعمال کیا جائے۔

(۲) گرم مصالحہ۔ نمک۔ مرچ۔ خصوصاً مرچ والی غذاؤں سے قطعی پرہیز رہے۔ اگرچہ تھوڑی سی نمکین غذا دے بھی سکتے ہیں۔

(۳) محنت اور مشقت سے بھی پرہیز ضروری ہے۔ حتیٰ کہ اٹھنے اور بیٹھنے میں بھی خاص سہولیت مدنظر رہے۔ اگر مریض کمزور اور نحیف ہو۔ اور اٹھنے بیٹھنے کی اجازت بھی نہ دیں۔ پیشاب پاخانہ وغیرہ بھی چارپائی پر لیٹے لیٹے ہی کرایا جائے۔

(۴) ہر قسم کی چٹنی اور ترش اشیاء سے پرہیز رہے۔ بعض لوگ جو اخلاط و مزاج کے توہمات

ڈاکٹر دوست محمد صابر پبلشر اینڈ پرنٹر نے کریمی پریس شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طبع کرا کر ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

میں مبتلا ہیں۔ سبز دھنیا یا انبلی۔ آلو بخارا کو سرد سمجھتے ہوئے انکی چٹنیاں کھلا دیتے ہیں۔ جو بہت مضر ہیں۔

(۵) ہر ایک ایسی چیز جو انتڑیوں میں پہنچکر بسبب اپنی کمیت یعنی حجم کے ایزادی یا بسبب اپنی کیفیت لازع مخرشہ محرکہ کے تکلیف کا باعث ہو سب سے پرہیز ہونا چاہیئے۔

پیش قسم شدید

اگرچہ جو علاج قسم خفیف میں ہم نے مفصل طور پر بیان کر دیا ہے۔ جس سے دانا طبیب قسم شدید کیلئے بھی مناسب ادویہ منتخب کر سکتا اور کامیابی سے علاج کر سکتا ہے۔ لیکن ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قسم شدید پر بھی علیحدہ طور سے روشنی ڈالی جائے۔ سو واضح رہے کہ چونکہ شدید مرض میں عوارضات بھی شدید ہوا کرتے ہیں اور مریض جلد از جلد ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ اسواسطے معالج کو بھی ایسا سریع الاثر اور تیز علاج کرنا چاہیئے جو کہ جلد از جلد فائدہ بخشے۔ چنانچہ ایسے زود اثر علاج نیچے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) مریض کو فوراً بہپارہ دیں۔ یعنی پانی کی بھاپ پر مریض کو بٹھائیں۔ جسکی ترکیب یہ ہے کہ مریض کو برہنہ کر کے ایک بید کی بنی ہوئی کرسی پر بٹھا دیں یا اس قسم کی چارپائی یا چوکی ہو جو ایسی طرز سے فراخ بنی گئی ہو۔ جس میں سوراخ بکثرت ہوں تاکہ انہیں سے بھاپ نکل کر مریض تک بخوبی پہنچ سکے۔ ایک دیگچہ میں پانی گرم کر کے جب نہایت جوش کھانے اور اُبلنے لگے تو اس کرسی کے نیچے رکھدیا جائے اور مریض کے اوپر ایک کمبل اس طرح ڈالدیا جائے۔ جو مریض اور کرسی وغیرہ کو بخوبی ارد گرد سے ڈھانپ لے اور ہوا کی آمد و رفت اسمیں کسی طرف سے نہ ہو سکے۔ پس اس دیگچہ کے سرپوش کو آہستہ آہستہ سرکائیں تاکہ بھاپ اس سے نکل کر مریض کے جسم پر لگے۔ پھر آہستہ آہستہ سرپوش کو سرکاتے جائیں۔ حتیٰ کہ بھاپ مریض کے جسم پر بخوبی لگے۔ سرپوش کو یکلخت سرکا دینے سے مریض کے جل جانے کا خطرہ ہوتا ہے غرضیکہ جب اس طرح سے بہپارہ دیا جاتا ہے۔ تو بیرونی بھاپ کی گرمی سے مریض کے جلد میں خون زیادہ مقدار میں آکر اندر امعاء میں اس کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ جس سے نفخوں میں ورم امعاء میں کمی ہو کر مرض میں فوری تخفیف ہو جایا کرتی ہے۔ نیز بہپارہ سے چونکہ پسینہ بھی آجاتا ہے۔ جس سے بخار کی تیزی فوراً کم ہو کر مریض کے عوارضات میں فوراً کمی آجاتی ہے۔ اس لئے یہ علاج بہت ہی جلد مرض اور اس کی تمام تکلیفوں کو دور یا کم کر دیتا ہے۔ ہاں مگر اس عمل سے پہلے اگر مناسب اور ضروری سمجھا جائے تو روغن بیدانجیر وغیرہ سے رفع قبض کر لینا بہتر ہے۔ کیونکہ ممکن ہے سادہ امعاء ہی باعث مرض ہو۔

نیز یاد رہے کہ اگرچہ بہپارہ صرف پانی کا ہی کافی ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کے اثر کو تیز اور دیرپا رکھنے کیلئے پانی میں کوئی محرش اور لازع چیز مثل رائی وغیرہ کے ڈال لیا جاتا ہے۔ تاکہ جلد کی طرف قوی اثر

ہو جائے۔ اس کے بعد پھر مریض کی حالت کے مطابق سابقہ علاج مندرجہ قسم خفیف سے منتخب کر سکتے ہیں اور پرہیز بھی حسب مناسبت مرض کرنا ضروری ہے۔

(۲) اگر بہپارہ کسی وجہ سے نہ دیا جا سکے۔ یا کہ بہپارہ سے مکمل فائدہ کسی وجہ سے حاصل نہ ہو۔ تو مندرجہ ذیل تجویز کے ساتھ یوں علاج کریں۔ اول پیٹ کو صاف کریں۔ بذریعہ قے یا اسہال مقی چیز کی کوئی خصوصیت نہیں۔ مگر ضروری ہے کہ ایسی تیز دوا نہ دی جائے۔ جس سے اگر قے نہ آئے تو اسہال پیدا کر دے کیونکہ ایسی دوا سے اگر اسہال شروع ہو جائینگی۔ تو مرض میں زیادتی کا خطرہ ہے۔ اور مسہل بھی ایسا دیا جائے جس سے بلا خراش امعاء اسہال ہو سکیں۔ جیسا کہ پہلے اس کی توضیح کی جا چکی ہے۔ یعنی روغنیات کی قسم کا مسہل ہو۔ غرض صرف یہی ہے کہ معدہ و امعاء کو پہلے صاف کر لیا جائے۔ اس کے بعد سفوف برش کا فوری ایک ماشہ کی مقدار میں دے دیں۔ جس سے چند ہی منٹ میں درد اور مروڑ وغیرہ عوارضات میں ضرور کمی آجائیگی۔ پھر برش کے دینے سے آدھ گھنٹہ بعد یعنی جب اس کا اثر بخوبی ہو جائے تو سفوف عشر۲ ایک ماشہ سے دو ماشہ تک یا اپیکاک ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک کھلا دیں اور مریض کو ہدایت کر دیں کہ چارپائی پر نہایت سکون کے ساتھ پڑا رہے۔ تاکہ قے نہ آنے پائے۔ اول تو بہ سبب برش کے استعمال کے قے آنے میں رکاوٹ رہیگی مگر مریض بھی حتی الوسع حرکت سے پرہیز رکھے۔ تاکہ قے نہ آوے۔ اور سفوف عشر کی سوزش کنندہ تاثیر معدہ پر بخوبی ہو جائے۔ اگر خود بخود پھر بھی قے آجائے تو تھوڑی سی برش کا فوری اور کھلا کر پھر سفوف عشر اور دیدیں۔ غرض کہ معدہ میں سوزش پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ امعاء والی سوزش میں کمی واقعہ ہو جائے اس علاج سے بھی ایک ہی دن میں شدید مرض کی شدت بہت کچھ کم ہو کر مرض خفیف اور مزمن صورت اختیار کر لیا کرتی ہے۔ اس کے بعد مرض خفیف والا علاج بلا خطر کر سکتے ہیں۔ گویا مریض کی ہلاکت پیدا کرنے والی صورت سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ دوران استعمال سفوف عشر میں بعض مریضوں کو گھبراہٹ اور معدہ میں گرمی کی شکایت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اور اکثر پیاس کی شدت ہو جایا کرتی ہے جو اس دواء کے موثر ہونیکی بہتر علامات ہیں۔ جس پر مریض کو صبر کرنا چاہیئے۔ لیکن تاہم اگر مریض بہت شکایت کرے تو اسکو برف کا چوسانا ضروری ہے۔ تاکہ پیاس وغیرہ کم لگے۔ کیونکہ پانی وغیرہ پلانا نامناسب نہیں۔ ورنہ قیئیں آکر دوا نکل جائینگی اور جو فائدہ مطلوب ہے وہ رہ جائیگا۔ اگر دواء بذریعہ قے نکل جائے تو پھر متلی رفع ہو جانیکے بعد دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن جب قے نہ ہو۔ بلکہ حسب منشاء دوا بخوبی اپنا اثر کر لے تو پھر دوا دینے کے پانچ چھ گھنٹہ بعد جب کہ متلی وغیرہ بند ہو جائے تو دودھ یا ماء الشعیر وغیرہ غذا دے سکتے ہیں۔ اگر دوسرے روز مرض میں ابھی شدت قدرے ہو تو دوسرے روز بھی اسیطرح اس دوا کو استعمال کر سکتے ہیں بلکہ تیسرے دن بھی بشرطیکہ ابھی شدت مرض

* یہ بھی بخوبی ہو جائے۔ ** موجود ہو۔ *** مرض خفیف کا علاج جاری کر دینا چاہیئے۔ شدت مرض کی علامات

(۳) اگر مقی دوا نہ مل سکے۔ یا اس کا استعمال کسی وجہ سے منظور نہ ہو تو سوڈیم سلفیٹ یا مگنیشیم سلفیٹ تین ماشہ لے کر ایک دو گھونٹ پانی میں گھول کر مریض کو پلا دیں اور بعد ازاں ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے ایک ایک ایسی خوراک دوا پلاتے جائیں۔ حتیٰ کہ اسہال بافراغت آنے لگیں۔ اور مروڑ اور آنوں کا آنا موقوف ہو جائے اور بخار اتر جائے یہ اکثر عموماً آٹھ نو خوراکیں دینے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا صحیح نہیں کہ ہر ایک مریض کو اسی طرح آٹھ نو خوراکیں اس دوا کی دینی پڑتی ہیں نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ بعض کو تو تین چار خوراک دینے سے ہی عوارضات میں بہت کمی آجاتی ہے۔ اور اسہال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بشرط صورت ایسی خوراک بجائے ایک ایک گھنٹہ کے دو گھنٹہ کے بعد دینی چاہیئے۔ جب دیکھیں کہ اب مروڑ اور آنوں بالکل بند ہو کر صرف پتلے پتلے دست آرہے ہیں۔ اور بخار بھی کم ہو گیا ہے تو اس دوا کو ترک کر کے وہ دوائیں شروع کر دیں جنکے نسخے قسم خفیف میں لکھے جا چکے ہیں۔ لیکن اگر دوسرے دن پھر مرض کسی قدر عود کر آئے تو پھر یہی مذکورہ بالا علاج کریں۔ اس علاج میں شفاء کی فلاسفی بھی وہی ہے۔ جو کہ پہلی دونو تجاویز میں ہے یعنی اسہال کرنا۔ پہلی تجویز میں امعاء کے مقابلہ میں جلد کی طرف اسہال کرنا منظور ہے۔ دوسری میں معدہ کی طرف اور اس تیسرے علاج میں نچلی امعاء سے امعاء علیا کیطرف کیونکہ اسہال کا آنا۔ امعاء علیا کے فعل میں سے ہے جب امعاء علیا میں اس نمکین مسہل کا اثر ہو کر دموی رطوبات کا اخراج ہو جائیگا۔ تو امعاء سفلی میں سے خون کم ہو کر اسکے غلیان اور جوش میں کمی آجاتی ہے۔ اور دوسری ادویہ مسہلہ کے خلاف اس میں مخرش اور سوزش کنندہ اثر بھی نہیں ہے کہ امعاء سفلی پر کوئی ضرر پیدا کر سکیں۔ نیز دوسرے مسہلات کی طرح اس نمکین مسہل میں جگر پر محرک اثر پیدا کر کے صفراء کے اخراج کی قوی تاثیر بھی نہیں ہے۔ جس سے صفراء کا امعاء سفلی پر مضر اثر ہونے کا خوف ہو۔

(۴) اگر ان ہر سہ تجاویز کا میسّر آنا مشکل ہو تو پھر امالہ کی کوئی اور تجویز ہمارے تجربہ میں نہیں آئی۔ جو شدید قسم میں فوری مؤثر ہو۔ البتہ پیٹ پر گرم گرم روٹی روغن سے تر کر کے باندھنا یا السی کا گرم گرم پلٹس (ضماد) لگانا یا متواتر اور مسلسل پیٹ پر ٹکور کرنا بھی مفید اور مؤثر ہے۔ جس سے پیٹ کی طرف امالہ مطلوب ہے۔ اور ہر جگہ میسّر بھی آسکتا ہے۔ مگر اس کی تاثیر بہت قوی نہیں ہے۔ مگر تاہم بہت عمدہ تجویز ہے اور اکثر مفید ہے۔ بلکہ اس مرض کے تمام درجات میں دیگر علاجوں کے ہمراہ اگر اس تجویز پر بھی معالج عمل پیرا رہے۔ تو مدت مرض کو کم کرنے اور صحت کو جلدی لانے میں یہ تجویز بہت ہی ممد و معاون ہوا کرتی ہے۔ پس پیشہ کے معالجین کے واسطے ہر ایک علاج میں اسکو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

(۵) امالہ کے علاوہ دوسرا طریق علاج علاج بالضد ہے۔ اس کے ماتحت تجویز ذیل نہایت مجرب ہے

اور وہ یہ ہے۔ کہ قابض اور رادع ادویات کا استعمال کرنا۔ جس کی سب سے زیادہ عمدہ تجویز یہ ہے کہ بذریعہ حقنہ یا شیاف وغیرہ کے دواء کو عین عضو ماؤف پر پہنچایا جاوے۔ مثلاً ارڈ ہائی پاؤ پانی میں پھٹکری ایک ماشہ حل کرلیں۔ یا ۲ ماشہ سہاگہ پھول کرکے اس میں ملادیں۔ یا ۴ ماشہ مازو پکالیں۔ یا افیونیا خالص ایک تولہ ملادیں یا دارچکنہ ½ رتی اس میں حل کریں۔ یا افیون ۱ رتی ملالیں۔ اور پھر اسکو برف سے خوب سرد کرکے بذریعہ حقنہ کے مریض کی انتڑیوں میں پہنچائیں۔ اس طریق سے کہ مریض کو گھٹنوں اور کہنیوں کے بل اوندھا کرکے اور اس کے چوتڑ اونچے کرکے حقنہ کریں اور حقنہ زور سے نہ کریں۔ بلکہ آہستہ آہستہ دوا پہنچائیں۔ تاکہ ماؤف جگہ پانی کی زد سے محفوظ رہ کر امعاء پانی سے بھر جائیں۔ اور مریض کو ہدایت کردیں کہ کم از کم پندرہ منٹ تک پانی کو خارج نہ ہونے دے تاکہ دواء کا اثر اچھی طرح سے ہو سکے۔ اور اسی طرح سے یومیہ تین دفعہ یا صرف دو دفعہ صبح و شام ضرور کریں۔

(۶) اگر درد اور چیش نہایت شدید ہو تو افیون ایک رتی ایک چھٹانک پانی میں حل کرکے بطور پچکاری اندر پہنچائیں۔

(۷) اگر پچکاری موجود نہ ہو۔ یا مناسب نہ ہو تو ایک رتی افیون اور ۳ ماشہ نشاستہ باہم ملاکر تھوڑے سے پانی میں حل کرکے صوف یا پنبہ صاف کو اس میں آلودہ کرکے بطور شافہ کے مقعد کے اندر رکھوائیں اس سے بھی بہت جلدی مقام ماؤف پر تسکین کا اثر ہو جاتا ہے اور یہ علاج بھی علاج بالعند ہے۔

(۸) جب پاخانہ میں سیاہ رنگ کا خون آتا ہو۔ تو ذیل کا نسخہ بہت ہی مفید اور مؤثر پایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

روغن بادام ۲ تولہ، روغن تارپین ۵ قطرے ایک چھٹانک دودھ میں ملاکر اور اوپر سے ۴ ماشہ کتیرا سائیدہ دھوڑ کر پلادیں۔ اس دوا سے خون کا اخراج بہت جلد رک جاتا ہے۔ اور مریض کمزور ہونے سے بچ جاتا ہے۔ بہت ہی عمدہ سریع التاثیر نسخہ ہے۔ اگر اس کی ابھی ضرورت ہو۔ تو چھ گھنٹہ کے بعد ایک ایسی خوراک اور دے سکتے ہیں۔

(۹) تیزاب گندھک خالص ایک قطرہ لسی یا دہی میں ملاکر پلائیں اور اس کے ہمراہ سفوف برشش کافوری ایک ماشہ کھلادیں۔ یہ دواء بھی کثرت اخراج خون اور درد اور تپ کی شدت کے موقعہ پر نہایت مجرب ثابت ہو چکی ہے۔ کئی ایسے مریضوں پر اس کا تجربہ کر چکا ہوں جو نہایت مایوسی کی حالت میں تھے یہ نسخہ بھی دن میں دو یا تین دفعہ حسب ضرورت دے سکتے ہیں۔ مگر بار بار دینے میں برشش کا وزن کم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ دن میں ڈیڑھ ماشہ سے زیادہ نہ دی جائے۔

(۱۰) آب لیموں تازہ یا آب سنگترہ تازہ پلانا بھی بہت حد تک مفید ہے۔ خصوصاً اگر پیچش گوشت خورہ کی مرض کیساتھ ہو۔ جو کہ اکثر مہلک قسم کی مرض ہوتی ہے۔ اس میں ان کا استعمال نہ صرف پیچش کو ہی فائدہ دیتا ہے۔ بلکہ مرض گوشت خورہ کو بھی بہت مفید ہے۔

(۱۱) ماء الکلس شیریں کا استعمال بھی اس مرض میں مفید ہے۔ جس کا نسخہ کتاب الادویہ کے آبک کے باب میں لکھا جا چکا ہے۔

(۱۲) علاج بالمثل کے طور پر سفوف ببشی م۳ کا استعمال نہایت مفید ہے۔ چنانچہ اس کی ایک ایک رتی کی خوراک ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے دیتے جائیں۔ جب قدرے آرام ہوتا جائے۔ تو ایک ایک گھنٹہ کی بجائے دو دو یا تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے دیں۔ یہ اسوقت فائدہ کرتی ہے۔ جب بخار شدید ہو اور مریض جوان نبض عظیم ممتلی ہو۔

(۱۳) سفوف سمی م۳ بھی اس مرض میں مفید ہے۔ بشرطیکہ بخار شدید نہ ہو۔ اور بیچینی اور گھبراہٹ زیادہ ہو۔ پیاس زیادہ ہو۔ منہ بار بار خشک ہوتا ہو۔ مگر پانی زیادہ نہ پی سکے۔ پہلے ایک ایک گھنٹہ کے بعد ایک ایک رتی دیں۔ بعدہٗ وقفہ کو زیادہ کر دیں۔

(۱۴) سفوف سورنجال م۲ تلخ

بقدر ایک ایک رتی پہلے دو دو گھنٹہ کے بعد پھر تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے دیں۔ یہ دوا اسوقت بہت مفید ہوتی ہے۔ جب مریض طعام سے نفرت رکھتا ہو۔ اور اس کے جسم پر اور خصوصاً اس کے پاؤں پر تپ معلوم ہو۔ اور پیٹ میں نفخ بھی ہو۔

(۱۵) شحم حنظل ایک رتی آدھ سیر پانی میں ڈال کر خوب پکائیں۔ جب ایک پاؤ پانی رہ جائے تو چھان کر اس میں سے ایک ایک تولہ پانی ایک ایک دو دو تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے حسب ضرورت و موقعہ کے دیں۔

پیچش مزمن

اس قسم سوم میں تمام علاج مندرجہ قسم اول یعنی پیچش خفیف والا موزوں اور مناسب ہوتا ہے۔ جس سے آرام ہو جایا کرتا ہے۔ مگر بعض مریضوں کی حالت کچھ ایسی خراب ہو جاتی ہے کہ باوجود معمولی طور پر علاج کرنیکے پوری شفاء نہیں ہوتی۔ اور انتڑیوں کے زخم کچھ ایسے ہٹیلے ہو جاتے ہیں۔ کہ معمولی ادویات ان پر اندمال کا اثر نہیں کر سکتیں۔ اس لئے وہاں بعض خاص ادویہ اور خاص تجاویز سے علاج کیا جانا چاہیئے۔ جو درج ذیل کئے

جاتے ہیں۔

(۱) پیٹ کو ہمیشہ سردی سے محفوظ رکھیں۔ سرد پانی سے غسل نہ کرادیں۔ قبض نہ ہونے دیں غذا نہایت ملائم اور لطیف دیں۔ پیٹ پر فلالین یا روئی دار گدی رکھ کر اوپر سے پٹی باندھ رکھیں۔ تاکہ اوپر سے سردی اثر نہ کرے۔

(۲) اندرونی علاج کیلئے سب سے مقدم یہ علاج ہے کہ روغن بید انجیر سے رفع قبض کرنے کے بعد کوئی دواء نسخہ جات ذیل میں سے دیں۔

کتھ سرخ بقدر ۳ ماشہ ہمراہ لسی ترش ۳ چھٹانک کے دیں۔ یا عرق پودینہ ۳ چھٹانک ½ قطرہ تیزاب گندھک ملاکر دیں۔ یعنی بجائے لسی کے یہ عرق دیں۔

(۳) نیلا تھوتھا ۱ حصہ۔ افیون ۲ حصہ۔ کتھ سرخ ۴ حصہ تینوں کو باریک کھرل کرکے یکجان کرلیں۔ خوراک ایک رتی دن میں دو دفعہ یعنی صبح و شام۔

(۴) بیلگری۔ رال۔ ہلیلہ سیاہ ہموزن لے کر باریک کریں۔ خوراک ۴ ماشہ دن میں دو یا تین دفعہ۔

(۵) ہلیلہ سیاہ بادیان۔ خستہ آم۔ تینوں ہموزن لے کر باریک کریں۔ اور ۴ ماشہ کے وزن سے روزانہ تین دفعہ دیں۔

(۶) آملہ خشک۔ گل دہاوا۔ زنجبیل۔ مساوی باریک کرکے خوراک ۳ ماشہ دن میں ۳ دفعہ۔

(۷) یہ دوائیں زخم کو رنگ دیتی یعنی دباغت کے طور پر ان کو مضبوط اور کم حس کردیتی ہیں۔ لیکن اگر ایسی ادویات سے بھی خدانخواستہ آرام کی صورت نہ بنے تو پھر مجبوراً ایسی پچکاریاں کرنی پڑتی ہیں۔ جو اندر آنتوں میں دباغت کا کام کریں۔ مثلاً پوست مغیلاں اور آبک وغیرہ سے چمرنگ لوگ جو چمڑہ رنگنے کیواسطے محلول بنایا کرتے ہیں۔ اس کی پچکاری کی جائے۔

(۸) برگ حنا ۳ تولہ اور مازو ۶ ماشہ کا ڈیڑھ سیر پانی میں مطبوخ بنائیں۔ جب اڑھائی پاؤ پانی باقی رہے تو چھان کر اس کی پچکاری کریں۔ پچکاری کی ترکیب اوپر لکھی جاچکی ہے۔

(۹) کاسٹک نقرہ (نائیٹریٹ آف سلور) ایک ماشہ اڑھائی پاؤ عرق گلاب میں حل کرکے پچکاری کریں لیکن کاسٹک نقرہ چونکہ زہر ہے۔ اس لئے اس کا امعاء میں سے جلدی خارج کردینا ضروری ہے۔ ورنہ امعاء میں سے خون میں سے جذب ہو کر زہریلے علامات پیدا کردیتی ہے۔ سو اگر جلدی خارج نہ ہو تو ۴ ماشہ نمک طعام اڑھائی پاؤ پانی میں حل کرکے دوبارہ پچکاری کردینی چاہیئے۔ تاکہ امعاء صاف ہوجائیں اور زہر کا خطرہ نہ رہے۔

نکتہ - ایسی پچکاریاں کرنے سے پیشتر بھی ضروری ہے کہ امعاء صاف اور غذاء وغیرہ سے خالی ہوں تاکہ دواء کا اثر ان پر بخوبی ہو سکے - ورنہ چنداں مفید نہ ہونگی - پس چاہیئے کہ ان پچکاریوں سے پہلے بھی محض گرم پانی یا قدرے روغن بید انجیر ملا کر پچکاری (حقنہ) کر کے امعاء کو صاف کر لیا کریں (مدیر)

ماہرِ فن بنانیوالی کتابوں میں حیرت انگیز رعایت

طب مخفی - طب قدیم کے تمام مخفیات اس کتاب میں ظاہر کر دیئے ہیں - اسکے چار باب ہیں - باب اول - ہندوستان کے تمام نامور اطباء کے مخفی مجربات - باب دوم - میں حکیم محمد یوسف حسن صاحب کے ذاتی اور خاندانی مجربات - باب سوم ویدک یونانی فارما کوپیا سر سے پیر تک بہترین مجربات باب چہارم - فن اکسیر اور کیمیا کے اعلیٰ درجہ کے معلومات اور عمل درج ہیں - ان اسرار کا کہیں اور دستیاب ہونا از حد مشکل ہے - حجم ۴۴۸ صفحات لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت تین روپے رعایتی عہ

صنعتِ اکبر - فن کشتہ جات پر بہترین معلومات اور اعلیٰ درجے کے ہر قسم کے کشتہ جات تیار کرنیکی ترکیبیں درج ہیں حجم ۱۹۲ صفحات کتابی - لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت سے رعایتی عہ

کاشفِ رموزِ کیمیا - علم کیمیا پر ایک جامع اور مستند کتاب اس سے زیادہ عام فہم اور مکمل کتاب دستیاب ہونا مشکل ہے حجم ۴۳۲ صفحات کتابی - لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت للعہ رعایتی ۲ ہے **جڑی بوٹی معہ خواص** - اکثر مشہور و معروف جڑی بوٹیوں کے نام - اقسام - ہیئت - شناخت - افعال و خواص اور انسے ہونیوالے کشتہ جات وضاحت سے درج ہیں حجم دو سو صفحات - قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ - **دوشیزہ** (دوسرا ایڈیشن) **مجلد بالتصویر** - اس کتاب میں طبی اور سائنٹفک اصولوں کے مطابق انسان کی پیدائش سے لیکر عالم شباب تک کے حالات - خطرات - امراض اور معالجات کا تذکرہ ہے اس کتاب میں رائج الوقت فرضی کوک شاستروں کی قلعی کھولی گئی ہے - کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے - معزز طبقہ نے اسکو اسقدر پسند کیا ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں - عورتوں اور نوجوانوں کو پڑھاتے ہیں - کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے - ۲۵ بلاک کی اور ایکسو سے زائد دستی تصاویر - لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ حجم اڑھائی سو صفحات سے زیادہ سائز کلاں کتاب مجلد ہے قیمت پانچ روپیہ رعایتی ۳ روپیہ - **کنز المجربات** - یہ کتاب حکیم مولوی محمد عبداللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے حجم ۳۴۸ صفحات کاغذ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت عہ کنز المجربات میں سر سے پیر تک امراض کے سہل الحصول اور مجرب نسخہ جات درج ہیں - جو بڑی محنت اور کوشش سے جمع کئے گئے ہیں - بعض بعض جگہ امراض کی تشریح بھی کی گئی ہے بہترین مجربات کی کتاب ہے -

خواص ستیاناسی - حجم ۴۲ صفحات کتابی کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۵ ہندوستان کی مشہور بوٹی ہے - بیسیوں کہنہ اور پیچیدہ امراض کا علاج اور کشتہ جات کی ترکیب درج ہیں - **منصور طبی کتب خانہ عزیز منزل فلیمنگ روڈ لاہور**

ریویو

ضروری اطلاع ناظرین تبصرۃ الاطباء خوب واقف ہیں کہ ریویو میں حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسی یقین پر آرڈر پر آرڈر چلے آتے ہیں۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ اکثر ناظرین قرض لیکر اپنا شوق پورا کرتے ہیں۔ ہمیں گہری ہمدردی ہے۔ اسلئے دفتر نے صرف ناظرین تبصرہ کیلئے کوشش سے ریویو کی کتاب پر معقول کمیشن کا انتظام کیا ہے۔ یہ رعایت صرف دفتر سے ہی مل سکتی ہے۔ دوسری جگہ نہیں ملیگی۔ کمیشن ہر کتاب کے ساتھ درج ہوگا۔

ارسطو کا شاہکار۔ مصنفہ و مولفہ۔ حکیم و ڈاکٹر قاضی "محمد عظیم اللہ صاحب" کامل طب و جراحت، ۲۲۴ صفحات پاکٹ سائز لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ، جلد دیدہ زیب، قانون عشرت اور صحیفہ شباب عورتوں مردوں کے خاص تعلقات (جماع) جیسے اہم اور ضروری سلسلہ کی تیسری لڑی ارسطو کا شاہکار ہے۔ جسمیں زنانہ مردانہ اندرونی بیرونی اعضاء پوشیدہ کی تشریح مع فوٹو بلاکس شادی کے متعلق ضروری ہدایات۔ لڑکا لڑکی پیدا کرنے کے طریقے۔ جنین سے لیکر ولادت تک کے مکمل حالات بچوں پہ والدین کا اثر۔ عجیب الخلقت بچے۔ ازدواج کے مسرت بخش حالات اور ازدواج کی غلطیاں۔ دوشیزگی یعنی کنوارپنہ کی حقیقت اور اسکے امراض مثلاً بانجھ پن اور اسکا علاج، نیز جماع کے متعلق اہم ہدایات درج ہیں۔ واقعی صنفی معلومات پر بہترین کتاب ہے۔ اسکا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ قیمت عہ کمیشن ۲ رفی روپیہ

رسالہ معین الدین۔ زیر ادارت جناب ابو احمد سید فضل حسین شاہ صاحب ناظم انجمن معین الدین تاج پورہ نزد وسن پورہ لاہور۔ معین الدین اہلسنت کا مذہبی اور اخلاقی ماہواری رسالہ ہے اسمیں قرآن شریف کی تفسیر سیرت نبوی۔ مختلف مذاہب پر تحقیقانہ اور تنقیدانہ مضامین ہیں۔ اور مناظرے بھی درج کئے جاتے ہیں۔ اسکے سرپرست ایک ایسی مسلمہ فاضل ہستی علامہ دوران مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہندلاہور ہیں۔ جس سے رسالہ کا مستقبل روشن نظر آتا ہے۔ پہلے پرچہ سے رسالہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ مسلمان خصوصاً اہلِ سنت حضرات کو ضرور اسکی اعانت قبول کرنی چاہیئے۔ کاغذ کتابت۔ طباعت نہایت عمدہ چندہ سالانہ صرف ایک روپیہ نمونہ مفت۔ ناظم انجمن معین الدین تاج پورہ نزد وسن پورہ لاہور۔

رسالہ شمس الحکمت۔ جناب شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب کی باوگار رئیس قابل ڈاکٹر صاحبان اور حکمار کے بورڈ آف ایڈیٹرز زیر اشاعت ہوتا ہے۔ رسالہ کے پروپرائیٹر اینڈ ڈائرکٹر یعنی روح رواں ایچ ایس بہادر علی شاہ صاحب بخاری اور ایچ ایم محمود الفاری صاحب خلف عالی جناب شمس الاطباء مرحوم ہیں۔ اسکی ترتیب حکیم ڈاکٹر سید محمد اکبر علی صاحب حاذق زیدی فاضل طب و جراحت کے ہاتھ میں ہے رسالہ میں بہترین مضمون چوٹی کے ڈاکٹر صاحبان اور حکمار کے ہیں اعلیٰ درجے کے مضامین نگار ہی رسالہ کے بہترین ہونیکا ثبوت ہیں ہم کارکنان شمس الحکمت کو رسالہ کے معقول ہونے پر تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اور ناظرین سے اسکی سرپرستی کی سفارش کرتے ہیں حجم $\frac{18 \times 22}{8}$ ۶۲ صفحات لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ درمیانہ ٹائیٹل دیدہ زیب ہے، چندہ سالانہ ایکروپیہ نمونہ مفت۔ دفتر رسالہ شمس الحکمت بھاٹی گیٹ لاہور سے طلب کریں

صحت لاہور ماہوار رسالہ زیر ادارت پنڈت ہیرا لال صاحب ایڈیٹر ہیلتھ آفیسر میونسپل کمیٹی لاہور۔ رسالہ ہذا میں صحت عامہ کے متعلق مفید مضامین لکھے جاتے ہیں۔ ربع سالہ چندہ صرف ۱۲ صفحات ۲۰ ۲ ۲۰ سائز۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ چندہ سالانہ ایک روپیہ ہے۔ نمونہ مفت۔ ربع سالہ چندہ کے علاوہ درج کے مضامین بھی ہر سہ ماہی میں شائع ہوتے ہیں۔ بہترین مضامین نگار کے لئے انعامات کا اعلان ہے۔ نمونہ مفت۔ رسالہ ہذا ضرور منگوائیں اور باقاعدہ ہر سہ ماہی میں قابل تعریف مضامین لکھ کر انعامات حاصل کریں۔ پتہ دفتر رسالہ صحت لاہور

طبِ سینا سی المشہور طبِ آزمائشی

مصنفہ فخر الاطبار حکیم سائیں داس بخش صاحب مرحوم سینا سی فیروزپوری
سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۳۱۲ کتابت طباعت کاغذ عمدہ قیمت تین روپے
آٹھ آنے کمیشن دو آنہ فی روپیہ۔ کتاب میں تشریح افعال الاعضار۔ ماہیتِ مرض۔ تشخیص۔ سر سے لیکر ہر امراض کا
کا علاج۔ مفردات کی تحقیق۔ مجربات کا خزانہ ہے۔ ہر قسم کی ادویات تیار کرنے کے طریقے۔ کشتہ جات کا بیان بڑی
وضاحت سے کیا گیا ہے۔ ہر ایک کشتہ کرنے کا بہترین طریقہ درج ہے۔ ایک خاص باب طلسمات۔ ٹوٹکہ جات اور
اکسیرات کا الگ درج ہے۔ واقعی یہ بہت قیمتی حصہ ہے۔ جس کا دوسری جگہ دستیاب ہونا از حد مشکل ہے۔ کتاب نقل
نہیں کی گئی۔ بلکہ فنِ طب میں عملی حصہ پیش کیا گیا ہے۔ اگر آپ ہیبت ناک پہاڑوں۔ دہشتناک جنگلوں اور خوفناک
ذخیروں کے وہ معلومات جو اندھے کیلئے میسرہ۔ مردہ کیلئے اکسیر۔ بیماروں کیلئے آبِ حیات گھر بیٹھے معلوم کرنا چاہتے
ہیں تو اس کتاب کو خریدیں۔ جسمیں سینا سی صاحب نے اپنی عمر کے ۸۰ سال کا نچوڑ درج کر دیا ہے۔ جو انہوں نے کوہستانی
جنگلوں اور زرخیز علاقوں میں محنت کے ساتھ حاصل کیا ہے۔

تشریح الطب نو ترمیم

یہ کتاب بھی سینا سی صاحب کی تصنیف ہے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ ۱۰۴ صفحات
کتابت طباعت کاغذ عمدہ قیمت ۱۲ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ کتاب میں طب کے
ہر پہلو اور ہر شعبہ کی تشریح کی گئی ہے۔ تشریح بدن۔ تشریح امراض۔ تشریح ادویات۔ تشریح مفردات و مجربات
اور کشتہ جات۔ تشریح علاج غرض ایک بات کی اس طرح تشریح کی گئی ہے کہ غیر طبیب بھی آسانی سے سمجھ جائے
بیشک سینا سی صاحب نے بڑی کوشش سے مرتب کی ہے۔

زینتِ خیال

مصنفہ و مولفہ جنابہ گیتی آرا بیگم صاحبہ زینت دختر خواجہ محمد اکبر عمر قصوری بیرسٹر ایٹ لاء
مرحوم سائز ۲۰×۲۶/۸ ۵۲ صفحات کتابت۔ طباعت کاغذ درمیانہ قیمت ۶ر کمیشن ۲ر
فی روپیہ۔ عورتوں میں بیداری اور نئی زندگی کی روح پھونکنے کیلئے عملی پہلو پر بہترین معلومات بہم پہنچائی گئی ہے۔ ذیل
کے عنوانوں پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔ مرد عورت۔ علم کی ضرورت۔ عورتوں کی تعلیم اور انکے فرائض۔ تعلیم کے فوائد
علم و عمل۔ تحصیل علم و فن۔ اور شادی۔ میاں بیوی۔ پردہ اور شائستگی سلیقہ کتاب بہنوں کیلئے از حد مفید ہے اسکا ہر
گھر میں ہونا ضروری ہے۔

بیاضِ حمید

مولفہ و مصنفہ ڈاکٹر عبدالحمید چغتائی بیرون دہلی دروازہ لاہور سائز ۲۰×۲۶/۸ ۱۷۸ صفحات
کاغذ کتابت طباعت عمدہ اصل قیمت بچار رعایتی عہر۔ ڈاکٹر صاحب کو مجربات جمع
کرنیکی خاص مہارت ہے۔ اس کتاب میں بھی ڈاکٹری اور یونانی اعلیٰ درجے کے مجربات اکٹھے کئے گئے ہیں ڈاکٹری
حصہ میں ہندوستان کے مشہور ہسپتالوں کے فارماکوپیوں اور ڈاکٹری پیٹنٹ ادویات کی معلومات درج ہیں مطب

حمیدیہ کے عنوان سے خاص ڈاکٹر صاحب کے اپنے مجربات درج ہیں۔ عجائبات طبی کے نام سے یونانی مجربات درج ہیں۔ جو واقعی بہترین اور یقینی اکسیر نسخہ جات ہیں۔ کشتہ جات اور اعمال کیمیاوی کا بھی ایک حصہ درج ہے۔ ضرورت مند فائدہ حاصل کریں۔

کتب مفردات مصنفہ مولفہ۔ حکیم مولوی محمد عبداللہ صاحب حجم ۱۶۰ صفحات کتابی۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ مجربات کی کتب تو آئے دن شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مگر مفردات کیطرف بہت کم رجحان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ حکیم مولوی محمد عبداللہ صاحب نے ان کے متعلق ایک سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ جسمیں ہر مفرد دوائی کے خواص و فوائد اور طریق استعمال پر مستقل الگ الگ کتابیں تحریر کی ہیں۔ جو طبیب اور غیر طبیب کیلئے از حد مفید ہیں۔ کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

خواص پھٹکری۔ حجم ۱۶۰ صفحات کتابی، کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت عہ رکمیشن ۲ر فی روپیہ۔ خواص و فوائد۔ سر سے پیر تک تمام امراض کا علاج۔ اس سے ہونے والے کشتہ جات اور صنعت و حرفت کے متعلق بہترین معلومات شعبدہ بازی الغرض کتاب نادر روزگار ہے۔ **خواص آک**:۔ حجم ۱۳۶ صفحات کتابی۔ کاغذ لکھائی۔ چھپائی عمدہ قیمت ایکروپیہ کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ آک کے تمام اجزاء کے خواص اس سے مختلف امراض کا علاج اور اس سے ہونیوالے کشتہ جات کی ترکیب درج ہے۔ **خواص سولف**:۔ حجم ۹۴ صفحات کتابی۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۸ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ سولف ایک عام دوائی ہے۔ مگر اکثر لوگ اسکے فوائد سے ناآشنا ہیں۔ اس کتاب میں تفصیل کیساتھ بہت سارے امراض کا علاج درج ہے۔ **خواص نمک**:۔ حجم ۹۰ صفحات کتابی، لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۲ر کمیشن ۲ر فی روپیہ گھریلو دوائی ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہے۔ فوری ضرورت کیلئے اسکے فوائد جاننا ہر شخص کیلئے از حد ضروری ہے۔

خواص انار:۔ حجم ۲۴ صفحات کتابی لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۳ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ انار سے بچہ بچہ واقف ہے اس کتاب میں اسکے تمام اجزاء کے فوائد اور اُن سے ہونیوالے کشتہ جات کا ذکر درج ہے۔

خواص پیپل:۔ حجم ۴۲ صفحات کتابی لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۴ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ پیپل کے عجیب و غریب فوائد اور اسکے ذریعے بڑے بڑے مرضوں کا علاج۔ اس سے ہونے والے کشتہ جات کی ترکیب درج ہے۔ **خواص برگد**:۔ حجم ۳۲ صفحات کتابی، کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۴ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ برگد کے فوائد اور اس سے مختلف امراض کا علاج اور اس سے تیار ہونے والے کشتہ جات کی ترکیب درج ہے۔ **خواص کیکر**:۔ حجم ۳۲ صفحات کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۴ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ کیکر عام طور پر جلانے کے کام آتا ہے۔ مگر اس سے بیشمار امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

خواص گھی کوار بالتصویر:۔ حجم ۴۰ صفحات کتابی۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۹ر کمیشن ۲ر فی روپیہ۔ گھریلو بوٹی کنوار گندل کے نام سے مشہور ہے بیسیوں مرضوں کا علاج اور ہونیوالے کشتہ جات کا طریقہ درج ہے۔